اللہ جل جلالہ کو اپنا بنالو

افادات

مبلغ اسلام حضرت مولانا **محمد طارق جمیل** صاحب مدظلہ

انتخاب و ترتیب

ابوسفیان تائب

الخیر بکس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از افادات

مبلغ اسلام حضرت مولانا محمد طارق جمیل صاحب مدظلہ

ترتیب: ابوسفیان ثاقب

استاذ جامعہ دارالعلوم تعلیم و تربیت ماھل پور

ناشر
الخیر بکس
G.mail:alkhairbooks@gmail.com
CELL:0321-7853069

نام کتاب .... آؤ نبی کو اپنا بنا لو

از افادات .... مولانا محمد طارق جمیل صاحب مدظلہ

اہتمام .... محمد عابد شریف

تاریخ اشاعت .... جولائی ۲۰۰۸ء

ناشر

ناشر
الخیر بکس
G.mail:alkhairbooks@gmail.com
CELL:0321-7853059

گزارش

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کتابت، طباعت، تصحیح اور جلد بندی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے۔
بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی نظر آئے یا صفحات درست نہ ہوں تو ازراہ کرم مطلع فرما دیں۔ ان شاء اللہ ازالہ کیا جائے گا۔ نشاندہی کیلئے ہم بے حد شکر گزار ہوں گے۔ (ادارہ ناشر)

- مکتبہ رحمانیہ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
- اسلامی کتب خانہ اردو بازار لاہور
- عظیم اینڈ سنز سراج سنٹر اردو بازار لاہور
- مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
- ادارہ اسلامیات انارکلی بازار لاہور
- کتابستان شاہی بازار بہاولپور
- اقبال بک سنٹر صدر کراچی
- بیت الکتب گلشن اقبال کراچی
- کتب خانہ رشیدیہ راولپنڈی
- مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ
- مکتبہ عارفی ستیانہ روڈ فیصل آباد
- دارالاشاعت اردو بازار کراچی
- ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
- مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائیہ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اسلام عالمی دین ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے یہ دین تمام انسانیت کی کامیابی کیلئے عطا فرمایا ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ...... اے انسان تو اپنے آپ کو اپنے خالق ومالک کے حوالہ کردے، دل وجان کو اس کا بنادے، وہ تجھے اپنا بنالے گا، ہر قدم پر اس کی مدد ونصرت تیرے ساتھ ہو جائے گی اور تو ساری کائنات کا حاکم ومالک بن جائے گا۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کو خاتم الانبیاء اور قیامت تک کے لئے عالمی نبی ورسول بنا کر بھیجا، عالمی دین کی اشاعت اور عالمی نبی کی نیابت کیلئے امت مسلمہ کا انتخاب فرمایا؛ اور قرآن پاک میں واضح طور پر ارشاد فرمادیا......

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۱۰)

اے امت محمدیہ تم افضل امت ہو تم کو لوگوں کے نفع کیلئے بھیجا گیا ہے تم بھلی باتوں کو لوگوں میں پھیلاتے ہو اور بری باتوں سے ان کو روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس حقیقت کو خوب سمجھ لیا تھا، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ذات عالی کا یقین اور حضور اقدس ﷺ کی محبت ان کے دلوں میں جاگزیں ہو چکی تھی اور ان کی تعلیم وتربیت روز اول سے ہی اس انداز پر ہوئی تھی کہ ان کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کے دین کے لئے قربانی کرنا، ماریں کھانا، تکلیفیں برداشت کرنا، پتھر کھانا، آگ کے انگاروں پر لیٹنا، گھروں کو چھوڑنا اور پورے عالم میں دین کی دعوت لے کر پھرنا آسان ہو گیا تھا۔ ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ حضور اقدس ﷺ آخری نبی اور رسول ﷺ ہیں آپ کے بعد قیامت تک کوئی اور نبی اور رسول مبعوث نہیں ہوگا۔ حضور ﷺ کی ختم نبوت کی برکت سے آپ ﷺ کی نیابت میں ہر مسلمان مرد وعورت کی ذمہ داری ہے کہ وہ پورے عالم میں ایک ایک انسان تک لا الٰہ الا اللہ کی دعوت پہنچائے، تمام اقوام عالم میں خیر اور بھلائی کی

اشاعت کرے، شر اور برائی کی ممانعت کرے۔ حدیث متواتر ہے فلیبلغ الشاہد الغائب جیسے حضور اقدس ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر سوالاکھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مجمع میں ارشاد فرمایا ......! تمام حاضرین میرا پیغام غائبین تک پہنچادیں۔ واعظین و مبلغین اسلام ہر دور میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور حضور اقدس ﷺ کا پیغام بھٹکی ہوئی انسانیت تک پہنچاتے اور ان کو راہ ہدایت دکھاتے رہے ہیں۔ آج سے تقریباً پچاسی سال قبل ۱۳۴۳ھ میں حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں میں دینی زندگی اور ایمانی روح پیدا کرنے کیلئے جس درد، فکر اور کڑھن کے ساتھ دعوت الی اللہ کی محنت شروع کی وہ اپنی مثال آپ ہے۔ حتیٰ کہ اس یگانۂ روزگار داعی اسلام نے اپنی جان تک اسی محنت میں کھپادی۔ احیائے دین کی یہ عالمی محنت اور جدوجہد گذشتہ ساٹھ سال کے عرصہ میں دنیا کے تقریباً سو ممالک میں بسنے والے مسلمانوں میں شروع ہو چکی ہے اور روز افزوں ترقی پذیر ہے۔

لاکھوں کی تعداد میں مبلغین اسلام قریہ بہ قریہ اور اقلیم در اقلیم حضور اقدس ﷺ کی اس مبارک اور عظیم محنت کو زندہ کرنے کیلئے شب و روز اپنی تمام تر توانائیاں صرف کر رہے ہیں۔

ہمارے ادارہ "**الخیر بکس حاصل پور**" نے دعوت الی اللہ کی اس عالمی محنت سے وابستہ عالم اسلام کے شہرت یافتہ ہر دلعزیز مبلغ حضرت مولانا محمد طارق جمیل صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ کے پُر تاثیر اور دلوں کی دنیا بدلنے والے نورانی بیانات کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ اس مبارک سلسلہ کا دوسرا مجموعہ بیانات "اللہ کو اپنا بنالو"، کے عنوان سے آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جہاں تک ہو سکا یہ سلسلہ اشاعت جاری رہے گا۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس کتاب کو عوام و خواص کیلئے معرفت الٰہی، فکر آخرت اور فلاح دارین کا ذریعہ بنائے اور اس سلسلۂ اشاعت کے تمام معاونین کیلئے ذریعہ نجات بنائے۔

آمین ثم آمین بحرمت سید المرسلین و خاتم النبیین ﷺ

حقیر پر تقصیر طالب دعا

ابوسفیان تائب

۱۷ ذوالحجہ ۱۴۲۸ھ / ۲۸ دسمبر ۲۰۰۷ء

عالمی مبلغ اسلام

حضرت مولانا محمد طارق جمیل صاحب مدظلہٗ کا سوانحی خاکہ

پیدائش : حضرت مولانا محمد طارق جمیل ۱۱ ربیع الاول ۱۳۷۲ھ 23 جون 1953ء کو میاں چنوں کے قصبہ تلمبہ کے قریبی گاؤں رئیس آباد کے ایک متمول زمیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم میاں اللہ بخش سہو مرحوم اپنے علاقہ کے معزز و مخیر آدمی تھے شروع سے میاں اللہ بخش سہو کا مزاج دینداری کی طرف مائل تھا۔ بزرگوں سے تعلق اور ان کی خدمت کو سعادت سمجھتے تھے۔

ابتدائی تعلیم : لاہور کے ایک ماڈل سکول میں حاصل کی اور پھر گورنمنٹ کالج لاہور میں داخلہ لے لیا۔ مولانا خود فرماتے ہیں کہ میرے والد محترم مجھے ڈاکٹر بنانا چاہتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ کالج میں مولانا کا تعلیمی کیریئر شاندار رہا۔ اور کالج سے ہی مولانا کی اس زندگی کا آغاز ہوا جس کی بدولت آج وہ بین الاقوامی شہرت یافتہ مبلغ اسلام ہیں۔

دعوت و تبلیغ کا آغاز : گورنمنٹ کالج میں مولانا کے ساتھ ایک طالب علم نعیم بھائی پڑھتا تھا جو تبلیغی جماعت سے منسلک تھا وہ مولانا کو دین کی دعوت دیتا اور جماعت میں وقت لگانے کے لئے راغب کرتا' مولانا نے ۱۹۷۱ء میں پہلا سہ روزہ لگایا اور پھر نعیم بھائی جو کہ آپ کا شفیق اور مہربان دوست بن چکا تھا اس کی مسلسل محنت اور رات کی دعائیں رنگ لائیں اور مولانا نے تبلیغی جماعت میں چار ماہ لگا لئے۔

دینی تعلیم کا شوق : تبلیغی جماعت میں چار ماہ لگانے کے بعد آپ کے دل میں قرآن و حدیث کی تعلیم حاصل کرنے کا شوق اور جذبہ پیدا ہوا اور آپ نے دینی مدرسہ میں داخلہ لینے کا فیصلہ کر لیا۔ یہ ایک ایسا فیصلہ تھا جس سے مولانا کے گھر والے خصوصاً والد محترم متفق نہیں تھے۔ مولانا کی خواہش تھی کہ وہ رائے ونڈ کے تبلیغی مرکز میں تعلیم حاصل کریں لیکن یہاں داخلے کی دیگر شرائط کیساتھ ساتھ ایک شرط یہ تھی کہ داخلے کے وقت طالب علم کے ساتھ اس کے والد کا آنا ضروری تھا اور وہ رضامند نہ ہونے کی وجہ سے ساتھ نہ آئے۔ جس کی وجہ سے مولانا کو مرکز میں داخلہ نہ مل سکا۔ اس لئے انہیں جامعہ رشیدیہ

ساہیوال میں داخلہ لینا پڑا۔

جامعہ رشیدیہ کا مثالی طالب علم :آپ ہر وقت تعلیم و تعلم میں مشغول رہتے ۔ اکثر کتاب سرہانے دھری رہتی ۔ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ آپ باطنی تطہیر اور تزکیہ نفس کیلئے بھی ہمیشہ کوشاں و سرگرداں رہے۔

آپ اپنے طالب علم ساتھیوں میں ایک ایسی مثال تھے کہ بغیر وضو کے نہ کبھی سبق پڑھا نہ سنایا۔ دولت کی ریل پیل میں کھیلنے والے آزاد منش نوجوان کو مدرسہ کی پابند زندگی میں بیماریوں اور مجاہدات نے گھیرے رکھا مگر اس مرد حق پرست نے کبھی زبان سے شکوہ نہ کیا اور صبر و شکر کی عملی مثال بن گیا۔ کچھ ہی عرصہ بعد آپ کی کوششیں بار آور ہوئیں اور آپکے والد محترم داخلہ کیلئے آپ کو اپنے ساتھ رائے ونڈ مرکز کے مدرسہ عربیہ تشریف لائے اور یوں مولانا تعلیم و تربیت کی اعلیٰ درسگاہ میں داخل ہو کر علوم ظاہر و باطن کی منازل طے کرنے لگے۔

مدرسہ عربیہ رائے ونڈ میں انداز تربیت :رائے ونڈ مرکز میں دوران تعلیم آپ نے انتہائی مشقت اور مجاہدے کا مظاہرہ کیا۔ کھاتے پیتے گھرانے کے ایک نازک مزاج لڑکے نے جس طرح اپنی روش تبدیل کی اس پر سب حیران ہوئے۔ مگر کسی کام کے حصول کیلئے دیوانگی اور جنون انسان سے سب کچھ کرا سکتا ہے۔

جذبۂ خدمت دلیل عظمت ہے اور آپ نے خدمت کو اپنا شعار بنا لیا تھا۔ رات بھر مجمع کی روٹی پکانے میں اور بعض اوقات رات کو دو بجے تک برتن دھونے میں لگے رہتے رات بھر روٹی پکانا اور صبح کے اسباق میں باقاعدگی سے شریک ہونا ان کے معمولات میں تھا۔ زمانہ تعلیم میں سخت بیماری کی حالت میں بھی اسباق میں شریک ہوتے حتیٰ کہ بعض اوقات لیٹ کر سبق سنتے اور پڑھتے ۔ ایک دفعہ جذبات میں فرمایا کہ میں نے دس سال مدارس کے دھکے کھائے ہیں کتابیں پڑھی ہیں علم حاصل کیا ہے، مسلسل مطالعہ، محنت اور مجاہدہ کیا ہے لیکن اس سب کے باوجود بھی اپنے آپ کو طالب علم سمجھتا ہوں، اب بھی اپنے آپ کو حصول علم کا محتاج سمجھتا ہوں۔

عمل و تقویٰ اور اتباع سنت :جو شخص جتنا متقی اور باعمل ہوگا اسی قدر اس کی باتوں میں اثر اور درد ہوگا۔ پرہیزگار شخص کی ہر بات سخت دلوں کے اندر بھی اتر

جاتی ہے۔ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ (مہتمم دارالعلوم دیوبند) تحریر فرماتے ہیں "خطابت کیلئے بنیادی چیز تقویٰ اور عمل ہے" مولانا طارق جمیل کو اللہ تعالیٰ نے ان صفات کا وافر حصہ عطا فرمایا ہے اور یہی چیز ان کے کامیاب خطیب ہونے کی بنیادی وجہ ہے۔ مولانا خود فرماتے ہیں کہ پر اثر وعظ کیلئے نظروں کی حفاظت اور تہجد کی پابندی اکسیر مجرب کا درجہ رکھتی ہے۔

اتباع سنت ہزار کرامات سے بڑھ کر ہے۔ سنت اعمال پر استقامت۔ کھانے پینے اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے، زندگی کے ہر معاملہ میں مولانا محمد طارق جمیل کا مزاج سنت کے مطابق ڈھل گیا ہے۔ ان ہی مسنون اعمال کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مولانا کو دنیا بھر میں ہزاروں انسانوں کی ہدایت کا ذریعہ بنا دیا ہے۔

بیعت: مولانا محمد طارق جمیل نے بچپن میں اپنے والد محترم میاں اللہ بخش سہو کی سرپرستی میں حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین حضرت مولانا محمد عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پھر ان کے بعد حضرت جی مولانا سید انعام الحسن رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی، لیکن جو چیز مولانا طارق جمیل کے دل و دماغ پر غالب ہے وہ دعوت الی اللہ اور پورے عالم کی ہدایت کی فکر ہے۔

مدارس عربیہ کا قیام: مولانا محمد طارق جمیل جہاں شب و روز دعوت و تبلیغ کی محنت کیلئے اپنے آپ کو وقف کئے ہوئے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ دینی مدارس کے احیاء نظم و ضبط اور طلباء کی ایمانی و اخلاقی تربیت کے لئے بھی فکرمند اور کوشاں رہتے ہیں۔ مولانا کی سرپرستی میں تین مدارس بااحسن وخوبی دین متین کی تعلیم و تبلیغ کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ 1986ء میں مولانا نے اپنے آبائی قصبہ تلمبہ میں دینی مدرسہ کی بنیاد رکھی لوگ جوق در جوق مدرسہ کی طرف متوجہ ہوئے اور مدرسہ میں کثیر تعداد میں طلباء کا داخلہ ہوا۔ مدرسہ میں شرعی اصول و ضوابط کی سختی سے پابندی کرائی جاتی ہے۔ 1989ء میں باقاعدہ درجہ کتب کا آغاز ہوا۔ حیران کن بات یہ ہے کہ اب تک جتنے طلباء کا مدرسہ میں داخلہ ہوا ہے۔ ان میں سے اکثر یا تو اعلیٰ انگریزی تعلیم چھوڑ کر آئے یا پھر دنیا کے اعلیٰ کاروباری لوگوں کے بیٹے ہیں۔ جو خود اپنے شوق اور رغبت سے مدرسہ میں داخل ہوئے ہیں۔

بے شمار امیر طبقہ کے نوجوان جو کالجز وغیرہ میں پڑھ رہے تھے یا مختلف شعبہ ہائے زندگی میں اپنی اپنی پسند کے مطابق شعبے اختیار کیے ہوئے تھے۔ وہ ان تمام چیزوں کو چھوڑ کر عالم باعمل بننے کے ارادہ پر عمل پیرا ہوئے اور مدارس عربیہ میں داخلہ لیا۔ حقائق معلوم کرنے پر پتہ چلا یہ سب نوجوان مولانا کے بیانات سے متاثر ہوئے اور اپنی زندگیاں دین کے مطابق ڈھالنے کا فیصلہ کیا۔ چونکہ مولانا خود شروع سے قربانی کرتے ہوئے عالم بننے کی راہ پر گامزن ہوئے۔ رئیسانہ ٹھاٹھ باٹھ کی زندگی چھوڑ کر مجاہدانہ زندگی اختیار کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں دوسروں کی ہدایت کا ذریعہ بنا دیا۔

حکام اعلیٰ اور وفاقی کابینہ کو دعوت :حضرت مولانا محمد طارق جمیل مدظلہٗ ہر شعبہ زندگی سے متعلق لوگوں کو اللہ کے دین کی دعوت دی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم والی مبارک محنت کی طرف راغب کیا۔ یہ ستمبر 1999ء کی بات ہے جب مولانا طارق جمیل وزیراعظم سے ملاقات کیلئے پرائم منسٹر ہاؤس گئے۔ وزیراعظم میاں نواز شریف ان دنوں پریشان تھے۔ مولانا نے فرمایا، ہماری تمام پریشانیوں کا حل پورے دین پر عمل پیرا ہونے میں ہے۔ ہم اپنے ہر شعبہ میں اللہ تعالیٰ کے احکامات اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک اعمال کو زندہ کریں۔ مولانا نے فرمایا، جناب عذاب دو قسم کے ہوتے ہیں زمینی اور آسمانی۔ زمینی آفتوں سے حفاظت کے لئے ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم والے مسنون اعمال اور وظائف کا پابندی سے اہتمام کریں۔ اور آسمانی آفات کا تو صرف ایک ہی حل ہے "توبہ" اور ساتھ ہی مولانا نے ایک حدیث مبارکہ کا ذکر کیا اور فرمایا کہ دنیا میں کوئی بھی فرد یا قوم پچیس مسائل کا شکار ہوتے ہیں اور ان مسائل کا حل حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ یوں تجویز فرمایا ہے میاں نواز شریف حدیث مبارکہ سن کر چونک اٹھے۔ مسائل اور انکے حل روز روشن کی طرح وزیراعظم کے سامنے تھے۔ میاں نواز شریف فرط جذبات سے اٹھ کر کھڑے ہوگئے اور مولانا سے بغلگیر ہو کر عرض کیا "حضرت آپ یہ حدیث کابینہ کو بھی سنا دیں۔ مولانا نے وزیراعظم کی درخواست قبول کر لی اور کابینہ کے اجلاس میں حدیث مبارکہ سنائی۔ آپ نے فرمایا کہ ایک بدو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ پوچھنا چاہتا ہوں فرمایا، ہاں کہو۔ یہ حدیث مبارکہ مسند احمد اور کنز العمال میں حضرت خالد بن ولید رضی

اللہ عنہ سے مروی ہے۔ بدو نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں امیر (غنی) بننا چاہتا ہوں، فرمایا قناعت اختیار کرو امیر ہو جاؤ گے۔ عرض کیا میں سب سے بڑا عالم بننا چاہتا ہوں، فرمایا تقویٰ اختیار کرو عالم بن جاؤ گے، عرض کیا میں عزت والا بننا چاہتا ہوں، فرمایا مخلوق کے سامنے ہاتھ پھیلانا بند کر دو۔ باعزت بن جاؤ گے۔ عرض کیا اچھا انسان بننا چاہتا ہوں، فرمایا لوگوں کو نفع پہنچاؤ، عرض کیا، عادل بننا چاہتا ہوں فرمایا، جو اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی دوسروں کیلئے پسند کرو۔ عرض کیا۔ طاقتور بننا چاہتا ہوں، فرمایا، اللہ پر توکل کرو۔ عرض کیا، اللہ کے دربار میں خاص درجہ چاہتا ہوں فرمایا، کثرت سے ذکر کیا کرو۔ عرض کیا رزق کی کشادگی چاہتا ہوں۔ فرمایا، ہمیشہ باوضو رہو۔ عرض کیا، دعاؤں کی قبولیت چاہتا ہوں۔ فرمایا حرام نہ کھاؤ۔ عرض کیا ایمان کی تکمیل چاہتا ہوں۔ فرمایا، اخلاق اچھے کر لو۔ عرض کیا قیامت کے روز گناہوں سے پاک ہو کر اللہ سے ملنا چاہتا ہوں۔ فرمایا جنابت کے فوراً بعد غسل کیا کرو۔ عرض کیا، گناہوں میں کمی چاہتا ہوں۔ فرمایا، کثرت سے استغفار کیا کرو۔ عرض کیا۔ قیامت کے روز نور میں اٹھنا چاہتا ہوں۔ فرمایا، ظلم کرنا چھوڑ دو۔ عرض کیا۔ چاہتا ہوں اللہ مجھ پر رحم کرے۔ فرمایا، اللہ کے بندوں پر رحم کرو۔ عرض کیا، چاہتا ہوں اللہ میری پردہ پوشی کرے۔ فرمایا، لوگوں کی پردہ پوشی کرو۔ عرض کیا، رسوائی سے بچنا چاہتا ہوں، فرمایا، زنا سے بچو۔ عرض کیا، چاہتا ہوں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا محبوب بن جاؤں۔ فرمایا، جو اللہ اور اس کے رسول کو محبوب ہے اسے اپنا محبوب بنا لو۔ عرض کیا اللہ کا فرمانبردار بننا چاہتا ہوں۔ فرمایا، فرائض کا اہتمام کرو۔ عرض کیا، احسان کرنے والا بننا چاہتا ہوں۔ فرمایا، اللہ کی یوں بندگی کرو جیسے تم اسے دیکھ رہے ہو یا جیسے وہ تمہیں دیکھ رہا ہو۔ عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ گناہوں سے کون سی چیز معافی دلائے گی۔ فرمایا، آنسو، عاجزی اور بیماری۔ عرض کیا، دوزخ کی آگ کو کیا چیز ٹھنڈا کرے گی۔ فرمایا، دنیا کی مصیبتوں پر صبر۔ عرض کیا۔ اللہ کے غصے کو کیا چیز سرد کرتی ہے۔ فرمایا، چپکے چپکے صدقہ اور صلہ رحمی۔ عرض کیا سب سے بڑی برائی کیا ہے۔ فرمایا، بداخلاقی اور بخل۔ عرض کیا سب سے بڑی اچھائی کیا ہے۔ فرمایا، اچھے اخلاق، تواضع اور صبر۔ عرض کیا اللہ کے غصے سے بچنا چاہتا ہوں۔ فرمایا لوگوں پر غصہ کرنا چھوڑ دو۔

(کنز العمال)

اس کے بعد مولانا نے کابینہ کے ارکان سے فرمایا" کہ ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرتے ہیں لہذا ہم دنیاوی مسائل سے کیسے بچ سکتے ہیں۔ ہم من حیث القوم اسراف کا شکار ہیں لہذا غنی کیسے ہو سکتے ہیں۔ اللہ کی مخلوق کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں لہذا باعزت کیسے ہو سکتے ہیں۔ بے وضو رہتے ہیں۔ بد اخلاق ہیں لہذا ہمارا رزق کیسے کشادہ ہو سکتا ہے۔ توکل اختیار نہیں کرتے لہذا طاقتور کیسے بن سکتے ہیں۔ بد اخلاق ہیں لہذا ہمارا ایمان کیسے مکمل ہو سکتا ہے بندوں پر رحم نہیں کرتے لہذا اللہ تعالیٰ ہم پر کیسے رحم کرے گا۔ اور صدقات سے پرہیز کرتے ہیں لہذا کے غصے سے کیسے بچ سکتے ہیں۔
میاں نواز شریف نے پوچھا" حضرت پھر ہمیں اللہ کی رحمت کیلئے کیا کرنا چاہیے" مولانا صاحب نے فرمایا، جناب اللہ سے توبہ کریں اور عوام سے توبہ کی اپیل کریں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ آنسو بہانے، گڑگڑانے اور معافی مانگنے والوں کو معاف کر دیا کرتا ہے۔ جناب وزیر اعظم یقین کر لیجئے، یہ مسائل زمینی نہیں آسمانی ہیں۔ جب تک اللہ کی مدد، اللہ کی رہنمائی اور اللہ کی رحمت نہیں آئے گی۔ یہ ملک ٹھیک ہوگا اور نہ ہی اس ملک کے مسائل ختم ہونگے۔
میاں نواز شریف نے کہا" حضرت مجھے تقریر لکھ کر دیں میں قوم سے خطاب کروں گا۔ اور اس سے توبہ کرنے کی اپیل کروں گا۔ اجلاس ختم ہو گیا۔ مولانا نے تقریر لکھنا شروع کر دی، لیکن میاں نواز شریف کی مہلت ختم ہو گئی۔

کھلاڑیوں اور اداکاروں اور گلوکاروں کی زندگیوں میں انقلاب:

تبلیغی جماعت کی محنت سے امت کے وہ طبقات جو دین سے اتنے دور جا چکے تھے کہ ان کی واپسی بھی ناممکن لگتی تھی، اسلام کے سفیر اور دین کے داعی بن گئے۔ نامور کرکٹر سعید انور کا بیان ہے کہ اٹلی میں کھیل کے میدان میں ہم باجماعت نماز پڑھ رہے تھے تو انڈین کوچ گریگ چیپل نے ایک ساتھی سے پوچھا یہ کیا ایکسر سائز ہے؟ یہ آواز بھی بہت پیاری ہے یہ کیا نغمہ ہے؟ اس نے جواب دیا کہ جب یہ فارغ ہو جائیں تو انہیں سے پوچھنا چار پانچ غیر مسلم تھے ہم نے ان کو اسلام اور نماز کے بارہ میں بتایا ان میں دو امریکہ کے تھے۔
ایک جرمنی کا اور دو ویسٹ انڈیز کے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا آسٹریلیا میں اسلام کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے۔ میں نے کہا، کیا ذریعہ بن

رہا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہماری شکل کے گورے گورے لوگ آتے ہیں، بستر ان کے کندھوں پر ہوتے ہیں وہ جہاں سے گزرتے ہیں لوگوں کی داڑھیاں بڑھ جاتی ہیں، سروں پر ٹوپیاں رکھ لیتے ہیں...... ہمیں کچھ سمجھ نہیں آتا یہ کیا کرتے ہیں۔ ایک معروف کرکٹر دوست سلیم ملک کہتے تھے کہ میں رات کو نیند کی دو دو گولیاں کھاتا ہوں لیکن کچھ سکون نہیں ملتا ہماری رات آنکھوں میں کاٹنی پڑتی ہے۔ اس دوران مولانا طارق جمیل صاحب کی جماعت چل رہی تھی انکو ہم نے کہا چلو چلتے ہیں آؤ تنگ کرنے۔ مری چلتے ہیں ہماری تین دن کی تشکیل ہوئی تو وہاں یہ حالت تھی کہ عشاء کی نماز کے بعد ہمارا دوست سلیم ملک خراٹے لے کر سو رہا ہوتا تھا۔ وہ اس بات سے حیران رہتا تھا یہ کیا چکر ہے! اللہ کے فضل سے ہماری پوری پاکستانی ٹیم کے ساتھی پکے نمازی بن چکے ہیں۔ یوسف نے مجھے بتایا ہے کہ سعید بھائی اجون سے اب تک اللہ کے فضل سے میری ایک رات کی تہجد قضا نہیں ہوئی۔ چاہے میچ ہو یا نہ ہو۔ صرف دو یا تین سر دوڑے گئے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا ایمان دیا ہے کہ ہمیں ان پر رشک آنے لگتا ہے۔

جنید جمشید کے نام سے شاید کوئی ہی پاکستانی ایسا ہو جو واقف نہ ہو موسیقی کی دنیا کے معروف آدمی کو جب اللہ تعالیٰ نے ہدایت سے نوازنا چاہا تو کچھ لوگوں کو اس کا ذریعہ بنا دیا۔ مولانا طارق جمیل کی کثرت سے ملاقاتیں ان کے دل کو نرم کر گئیں۔ مولانا طارق جمیل ایک بیان میں کہہ رہے تھے کہ ہمیں جنید جمشید کو اس ماحول میں لانے کیلئے چھ سال کا عرصہ صرف کرنا پڑا۔ جنید جمشید کی طرح شوبز سے ہی تعلق رکھنے والی معروف اداکارہ نرگس بھی تبلیغی جماعت کی وجہ سے دین کے قریب آ چکی ہے اس نے اپنے بیٹے اور خاوند کے ہمراہ مولانا طارق جمیل صاحب کے گروپ میں حج بھی کیا مولانا طارق جمیل خود فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی اہلیہ کے ذمہ لگایا کہ وہ خصوصی طور پر نرگس کی خدمت کرے۔ اسی طرح پشاور کی ایک مشہور فلمی ڈانسر کا بیٹا عالم بننے کیلئے مولانا طارق جمیل کے مدرسہ میں داخل ہوا۔ ایسے واقعات نے لوگوں کی زندگیوں میں انقلاب برپا کر دیا ہے۔ معروف کرکٹر ثقلین مشتاق نے بھی تبلیغی جماعت میں چار ماہ لگائے۔ اب ان کے چہرے پر داڑھی اور سر پر پگڑی سجی ہوئی ہے وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے مجھ پر احسان کیا، میرے لئے ہدایت کے در

واکیے۔ میری آنکھیں کھول دیں۔ حضور ﷺ نے طائف کی وادیوں میں پتھر کھائے۔ آپ ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو گرم ریت پر گھسیٹا گیا۔ طرح طرح کی اذیتیں دی گئیں۔ یہ واقعات ہماری تاریخ کے سنہری باب ہیں۔ اور ایک مسلمان کیلئے صبر و شکر کی علامتیں بھی۔ سعید انور۔ مشتاق احمد۔ محمد یوسف۔ شاہد آفریدی اور انضمام الحق...... ان سب کی بھی دنیا بدل گئی ہے۔ اور یہ سب اللہ کے دین کے داعی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے دین کا داعی بنائے اور دنیا و آخرت کی کامیابیاں نصیب فرمائے۔

اور مولانا طارق جمیل کی عمر میں، علم میں، تقویٰ میں، اعمال و کردار حسنہ میں برکت عطا فرمائے اور آپ کو پورے عالم میں ہدایت کے پھیلنے کا ذریعہ بنائے۔ آمین ثم آمین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کی پہچان

شیخ محمد طارق جمیل صاحب

اللہ کی پہچان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا ... مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ... وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ..... وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ..... اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ..... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ..... قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْ اَدْعُوْا اِلَى اللّٰهِ ... عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ... وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (سورۃ یوسف آیت ۱۰۸) ..... وَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یا ابا سفیان جئتکم بکرامۃ الدنیا والاخرۃ ... او کما قال صلی اللّٰہ علیہ وسلم ......

میرے بھائیو اور دوستو!

اللہ وہ ذات ہے جس کا کوئی شریک نہیں ہے..... اَلْمَلِكُ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ..... اکیلا ہے..... لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ ..... اس کی ذات میں کوئی شریک نہیں، اس کی صفات میں کوئی شریک نہیں..... لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ (سورۃ شوریٰ پارہ ۲۵)..... اس کی صفات میں، اس کے افعال میں، کوئی اس جیسا نہیں ہے۔ وہ بادشاہ کل ہے۔ شہنشاہ کائنات ہے۔ زمین و آسمان کا تنہا بادشاہ ہے۔..... لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ ..... وَمَا فِي الْاَرْضِ ..... وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى (سورۃ طٰہٰ آیت ۶ پارہ ۱۶)..... وہ اللہ جو آسمانوں کا بھی مالک، وہ اللہ جو زمینوں کا بھی مالک، وہ اللہ جو اس کے درمیان کا بھی مالک، وہ اللہ جو تحت الثریٰ کا بھی مالک لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (سورۃ بقرہ آیت ۲۸۴ پارہ ۳)..... وہ اللہ جو زمین و آسمان میں جو کچھ ہے اسکا اکیلا مالک ہے..... اَلَا اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ (سورۃ یونس آیت ۶۶ پارہ ۱۱)

جو کچھ زمین میں ہے وہ اللہ تعالیٰ کا ہے، اللہ بادشاہ ہے جس کی بادشاہی کو زوال نہیں، اللہ وہ بادشاہ ہے جس کی بادشاہی کی کوئی ابتداء نہیں، اللہ وہ بادشاہ ہے جس کی بادشاہی کی کوئی انتہاء نہیں۔ لِلّٰهِ الْاَمْرُ...... مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ (سورۂ روم آیت ۴ پارہ ۲۱)...... پہلے بھی اللہ، بعد بھی اللہ، اول بھی اللہ، آخر بھی اللہ، ظاہر بھی اللہ، باطن بھی اللہ، اس کی کائنات اور اس کی مخلوق کی تو ایک حد ہے پر اس کی بادشاہی کی کوئی حد نہیں ہے۔ اس کی ذات کی کوئی حد نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نرالی بادشاہی:

اور یہ ایسا نرالا بادشاہ ہے، جسے نہ پہرے کی ضرورت ہے، جسے نہ حفاظت کی ضرورت ہے، جسے نہ کھانے کی ضرورت، جسے نہ پینے کی ضرورت، جسے نہ بیوی کی ضرورت ہے، جسے نہ بچوں کی ضرورت، جسے نہ جی لگانے کے لئے کسی ساتھی کی ضرورت ہے، جسے نہ کام کرنے کے لئے کسی مددگار کی ضرورت ہے، وہ وہ اللہ ہے۔

لَا يَسْتَعِينُ بِالشَّيْءِ...... کسی سے مدد نہیں لیتا،

لَا يَحْتَاجُ اِلٰى شَيْءٍ...... کسی چیز کا محتاج نہیں ہے۔

لَا يَضُرُّهُ شَيْءٌ...... کوئی چیز اسے نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

لَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ...... کوئی چیز اسے نفع نہیں دیتی۔

لَا يَعْزُبُ عَنْهُ شَيْءٌ...... کوئی چیز اس سے چھپ نہیں سکتی۔

کوئی چیز اس سے بھاگ نہیں سکتی، کوئی چیز اس سے لڑ نہیں سکتی، کسی چیز کا وہ محتاج نہیں ہے، ہر چیز اس کے ہاتھ سے بنی ہے۔ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا (سورۂ فرقان پارہ ۱۹) پھر ہر چیز کا مالک۔ مَالِكُ كُلِّ شَيْءٍ...... خالق ہے...... خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ (سورۂ فرقان پارہ ۱۹)...... جانتا ہے...... خَبِيْرٌ بِكُلِّ شَيْءٍ...... اور اندر باہر ساری کائنات اس کے قبضے میں...... يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ (سورۂ طلاق آیت ۱۲ پارہ ۲۸)...... زمین پر بھی اللہ کا حکم چلتا ہے۔ آسمان پر بھی اللہ کا حکم چلتا ہے، پھر وہ اللہ ایسا ہے، نہ تو اسے گھر کی ضرورت ہے نہ اسے مکان کی ضرورت ہے۔......

لَا يَحْوِيْهِ مَكَانٌ...... کسی مکان میں نہیں آتا...... لَا يَشْتَمِلُ عَلَيْهِ الزَّمَانُ...... کسی زمانے کی قید میں نہیں، ماضی، حال، نہ مستقبل کا محتاج، نہ وہ مکان کا، نہ چھت کا نہ دیواروں کا، نہ فرش کا محتاج، نہ ماضی کا محتاج، نہ مستقبل کا محتاج، نہ وہ مکان کا، نہ چھت کا نہ دیواروں کا، نہ فرش کا محتاج،

اور سارے اس نظام کو چلانے میں...... لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ...... وہ اونگھتا نہیں...... وَلَا نَوْمٌ...... وہ سوتا نہیں...... وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا (سورۃ بقرہ آیت ۲۵۵ پارہ ۳)...... وہ تھکتا نہیں...... مَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ (سورۃ ق پارہ ۲۶)...... جہان کو بنا کے نہیں تھکا، نظام کو چلا کے نہیں تھکا، پھر اس سارے نظام کو چلاتے ہوئے وہ غافل نہیں...... لَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا (سورۃ ابراہیم پارہ ۱۳)...... وہ بھولا نہیں...... مَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا...... (سورۃ مریم آیت ۶۴ پارہ ۱۶) وہ غلط فیصلے نہیں کرتا...... لَا يَضِلُّ رَبِّيْ...... اور وہ بھول کے فیصلے نہیں کرتا۔ لَا يَنْسَى (سورۃ طٰہٰ پارہ ۱۶) پھر اس ساری کائنات میں کوئی چیز اس سے چھپی ہوئی نہیں ہے...... يَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ...... (سورۃ انعام آیت ۵۹ پارہ ۷) زمین کے اندر کو بھی جانتا ہے، پانیوں کے اندر کو بھی جانتا ہے...... سَوَاءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ...... کوئی زور سے بولے تو وہ بھی سنتا ہے، آہستہ بولے تو وہ بھی سنتا ہے...... وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ...... (سورۃ رعد پارہ ۱۳) کوئی زور سے بولے تو وہ بھی سنتا ہے...... مُسْتَخْفٍ بِالَّيْلِ...... کوئی رات کو چھپ کے چلے تو وہ بھی دیکھتا ہے...... سَارِبٌ بِالنَّهَارِ...... کوئی دن کے اجالے میں چلے تو وہ بھی دیکھتا ہے، اللہ اپنی بادشاہی میں بے مثل ہے، بے مثال ہے۔ دنیا کے بادشاہ آئے اور مٹ گئے، اللہ وہ بادشاہ ہے۔ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ...... (سورۃ فرقان آیت ۵۸ پارہ ۱۹) وہ وہ اللہ ہے جو مرتا نہیں...... يُمِيْتُ الْخَلَائِقَ...... سب کو مارتا ہے، موت سے پاک ہے، سب سے پہلے، سب کے بعد، سب کو زندہ رکھا، خود اپنی ذات میں زندگی کے کسی سبب کا محتاج نہیں، ہر زندہ سے پہلے موجود، ہر زندہ کے بعد موجود، ہر زندہ کے اوپر موجود ہے۔

نظام کائنات:

ساری کائنات اپنے ہاتھ سے بنا کر، اپنے امر سے بنا کر، اس کے نظام کو چلا کر:

ایک انسانوں کا نظام، پھر پرندوں کا نظام،

پھر پروانوں، پتنگوں کا نظام

چوپائے کا نظام، دو پائے کا نظام آٹھ پائے کا نظام

سولہ اور بتیس ٹانگوں پر چلنے والوں کا نظام

سمندر کی مچھلیوں کا نظام، خود پانی کا اپنا نظام،

پتھر اور پہاڑ کا نظام،

ہوا اور ہوا کے طوفانوں کا نظام،

درختوں اور پھلوں اور پھولوں کا نظام،

پھولوں اور کلیوں کا نظام، فرشتوں کا نظام

سورج، چاند، ستاروں کا نظام،

جراثیموں کا نظام،

کسی اور مچھر تک سے جو رب غافل نہ ہو وہ اسلام آباد والوں سے کیسے غافل ہو جائیگا؟......

ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمُ الْحَقُّ...... (سورۃ یونس آیت ۳۲ پارہ ۱۱) یہ حقیقی ذات ہے، یہ حقیقی بادشاہ ہے۔

میرے بھائیو!

اس کی بادشاہی بے مثل، اس کے ارادے اٹل، اس کے فیصلے بدلتے نہیں...... لَا رَآدَّ لِمَا قَضَیْتَ...... جو فیصلہ کرلے وہ بدلتا نہیں...... لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ...... جس کو دے کوئی روک نہیں سکتا...... لَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ...... اور جس کو نہ دے اس کو کوئی دے نہیں سکتا...... اِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗ اِلَّا ھُوَ...... (سورۃ یونس آیت ۱۰۷ پارہ ۱۱) وہ پکڑے تو کوئی چھڑا نہیں سکتا...... اِنْ یُّرِدْکَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِہٖ...... وہ دینا چاہے تو سارا جہاں مل کے اسے روک نہیں سکتا......

اللہ تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے؟

ان ساری آیات سے اللہ تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے۔ وہ ہم سے اپنی بادشاہی منوانا چاہتا ہے، کہ میں بہت بڑا ہوں، لہذا اے لوگو! جیسے تم دنیا کے چھوٹے بادشاہوں کے تابع ہوتے ہو، ان کی خوشامد کرتے ہو، ان کے پیچھے دوڑتے ہو، میرے بنو، میری مان کے چلو...... لِلّٰہِ الْاَمْرُ...... (سورۃ روم پارہ ۲۱) حکومت میرے ہاتھ میں ہے...... اَنَّ الْقُوَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا (سورۃ بقرۃ آیت ۱۶۵ پارہ ۲) ...... طاقت ساری اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اَلْخَلْقُ...... مخلوق...... وَالْاَمْرُ...... حکومت...... وَاللَّیْلِ...... رات...... وَالنَّھَارِ...... دن...... وَمَا سَکَنَ فِیْھِمَا...... جو دن میں ہے جو رات میں ہے...... لِلّٰہِ الْوَاحِدِ...... وہ سارے کا سارا اللہ تعالیٰ کا ہے...... فَاَیْنَ تَذْھَبُوْنَ (سورۃ تکویر پارہ ۳۰)...... تو تم اللہ کو چھوڑ کے کہاں بھاگ رہے ہو...... فَاَنّٰی تُسْحَرُوْنَ...... اَفَلَا تَتَّقُوْنَ...... اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ...... اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ...... یہ قرآن کی ساری آیات ہمیں پکار پکار

کے کہتی ہیں کہ اللہ کو چھوڑ کے کہاں جا رہے ہو؟ منزل نہیں ملے گی، بھٹک جاؤ گے، بھٹکا ہوا راہی اتنا بے قرار نہیں ہوتا جتنا اللہ سے بچھڑا ہوا انسان بے قرار ہوتا ہے۔ طوفانی موجوں میں گھری ہوئی کشتی کا ملاح اور مسافر وہ اتنے بے قرار نہیں ہوتے جتنا اللہ پاک سے بھٹکا ہوا انسان بے قرار اور بے چین ہوتا ہے، کہ اللہ کو چھوڑ کر روح پہ زخم لگتے ہیں اور یہ زخم نہ دنیا کی کوئی خوبصورت شکل بھر سکتی ہے، نہ دوا بھر سکتی، نہ کوئی عورت اس زخم کو بھر سکتی ہے۔ نہ شراب بھر سکتی ہے۔ نہ موسیقی بھر سکتی ہے، نہ دولت کی ریل پیل بھر سکتی ہے، نہ تخت شاہی بھر سکتا ہے۔ نہ دنیا کی سیر و تفریح نہ دنیا کا پھرنا اس کے اندر کے زخموں کو بھر سکتا ہے۔

دل کا چین، روح کا سکون حاصل کرنے کا طریقہ:

چونکہ یہ زخم روح پہ ہیں، اور یہ جو کچھ کر رکھا ہے یہ صرف اس کے جسم کو نفع پہنچانے کا سامان ہے۔

روح نہ تو عورت کو جانے،

نہ شراب جانے،

نہ موسیقی جانے،

نہ پیسہ جانے،

نہ حکومت جانے،

نہ سیاحت جانے،

نہ سیر جانے،

نہ سبز پوش پہاڑ جانے،

نہ برفانی پہاڑ جانے،

نہ صحراء جانے نہ خوبصورت وادیاں جانے،

وہ تو اللہ کو جانے، اگر اسے اللہ نہیں ملا تو اسے کچھ نہیں ملا، اگر وہ سے اللہ مل گیا، تو اسے سب کچھ مل گیا، جو انسان اپنی روح کو اللہ سے توڑ لیتا ہے، ساری کائنات سونا چاندی بن کے اس کے سامنے ڈھیر کر دی جائے، تو میں اللہ کی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ یہ ناکام انسان ہے، یہ دل کی دنیا کا ویران انسان ہے۔ خود اللہ کا اعلان سنو!......

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ...... (سورۃ رعد آیت ۲۸ پارہ ۱۳)

سوائے اللہ کی یاد کے کوئی چیز نہیں جو دل کو چین دے سکے، بھاگ کے دیکھو، دوڑ کے دیکھو، اللہ سے کٹ کر دیکھ لو، اگر کہیں چین مل جائے تو آ کے میرا گریبان پکڑنا، اور اللہ پاک سے مل کر دیکھ لو، اسے اپنا بنا کے دیکھ لو، پھر اگر روح میں کوئی خلا رہ جائے، یا سینے پہ کوئی داغ رہ جائے، یا دل میں کوئی حسرت رہ جائے تو پھر بھی مجھے آ کے پکڑنا۔

اللہ جسے ملا اسے سب کچھ ملا، جسے اللہ نہ ملا اسے کچھ نہ ملا، اللہ انسان کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہے، اور انسان کے اندر اللہ کی طلب ایسے ہے جیسے روٹی اور پانی کی طلب ہے، جسے روٹی نہ ملے تو بے قرار ہوتا ہے، پانی نہ ملے تو بے قرار ہوتا ہے، ایسے ہی جس روح کو اللہ نہ ملے اس کی بے قراریوں کا سوائے اللہ کے ملنے کے کوئی علاج نہیں ہے۔

اللہ کی اپنے بندے سے محبت:

میرے محترم بھائیو اور دوستو! ہم اپنے اللہ کو اپنا بنالیں، کیا ماں ماں محبت کرے گی، جو اللہ محبت کرتا ہے، کیا باپ محبت کرے گا جو اللہ محبت کرتا ہے، کیا بہن بھائی محبت کریں گے جو اللہ محبت کرتا ہے، ماں کو ایک دفعہ کہو اماں، تو جی کہتی ہے، پھر کہو اماں تو ہوں کہتی ہے، پھر کہو اماں تو کہتی ہے سر نہ کھاؤ، اور وہ رب ہے جس کو ایک دفعہ کہو یا اللہ تو وہ سینکڑوں دفعہ، ستر دفعہ، پچاس دفعہ، لاتعداد دفعہ کہتا ہے...... لبیک، لبیک، لبیک، یا عبدی ...... میرے بندے میں تو انتظار میں تھا، کبھی تو مجھے پکارے، تو نے غیروں کو ہی پکارا، مجھے تو تم نے پکارا ہی نہیں اور جب تو کہتا ہے یا اللہ تو عرش تک کے دروازے کھل جاتے ہیں، اور اللہ فرماتا ہے...... لبیک...... سوئی ہوئی بیوی کو اٹھاؤ تو کہے گی کیا مصیبت ہے، سوئی ہوئی ماں کو اٹھاؤ تو کہے گی، بیٹا تجھے ماں کے حقوق کا نہیں پتہ تو نے سوئی ماں کو اٹھایا۔ اس اللہ کو سناؤ جو سوتا ہی نہیں ہے...... لا تاخذہ سنۃ ...... ولا نوم ...... نہ وہ سوئے نہ وہ اونگھے نہ وہ گھبرائے نہ وہ تھکے...... لا یبرم بالحاج ذوالحاجات...... تمہاری ضرورتیں سنتے سنتے وہ اکتاتا نہیں، گھبراتا نہیں، وہ تھکتا نہیں، ماں باپ کہتے ہیں بس بھی کرو، تیرے لئے ہم نے کتنا کمایا، اب تو اپنا خود کما، ہماری جان چھوڑ دے۔

اگر تمام مخلوقات اللہ کو پکاریں:

اللہ وہ ذات ہے، جسے سارا جہان پکارے...... اولکم...... پہلے پکاریں...... اخرکم...... پچھلے پکاریں...... انسکم...... انسان پکاریں...... جنکم...... جنات پکاریں...... حیکم...... زندہ پکاریں...... میتکم ...... مردہ...... پکاریں...... رطبکم ...... تر پکاریں...... یابسکم...... خشک پکاریں...... صغیرکم...... چھوٹے پکاریں...... کبیر کم...... بڑے پکاریں...... ذکرکم...... مرد پکاریں...... وانثکم...... عورتیں پکاریں...... فی صعید واحد ...... ایک میدان میں کھڑے ہوکے پکاریں، اور اللہ سب سے یہ نہیں کہے گا کہ باری باری بولو، یہ نہیں کہے گا کہ صرف عربی بولو کہ میری زبان عربی ہے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا، بولو بولو پشتو بھی بولو، ہندی بھی بولو، پنجابی بھی بولو، سندھی بھی بولو، بلوچی بھی بولو بروہی بھی بولو انگریزی بھی بولو، فرانسیسی بولو، لاطینی بولو کائنات کی ساری زبانوں میں اپنے رب کو پکارو، میں تمہارا وہ سننے والا رب ہوں کہ مجھے تمہاری باریاں لگانے کی ضرورت نہیں، میں تم سب کی چیخ و پکار کو الگ الگ سنوں گا، سمجھوں گا...... لا تغلطه كثرة المسائل...... تم سب کا اکٹھا بولنا مجھے غلطی میں نہیں ڈالے گا، کہ عمر کیا بولا اور خالد کیا بولا، اکرم کیا بولا اور سعید کیا بولا، میں تم سب کی الگ الگ سنوں گا اور یہ سن کر...... لا يشغله سمع عن سمع ...... ایک کا سننا مجھے دوسرے سے غافل نہیں کرتا...... ولا يلهيه قول عن قول...... ایک کو سنتے ہوئے دوسرے کو بھولتا نہیں...... لا يمنعه فضل عن فضل ...... ایک کو دیتے ہوئے دوسرے کو یہ نہیں کہتا کہ ذرا انتظار کرو، خزانہ خالی ہے، اب تم کل آؤ، تمہیں کل دیا جائے گا۔

خزانوں کا مالک،

آسمانوں کا مالک،

سمندروں کا مالک،

پانیوں کا مالک،

سونے چاندی کا مالک،

آگ، پتھر، پانی، مٹی، ہوا کا مالک،

جنت اور دوزخ کا مالک،

لامحدود خزانوں کا مالک ،

وہ اللہ جس سے ہمارے کام بنتے ہیں، اس سے اگر ہم نہ جڑے تو نہ ہماری دنیا میں کامیابی ہے نہ ہماری آخرت ہے، کریم ہے، بادشاہ ہے، نافرمانوں کو بھی دیتا ہے فرمانبرداروں کو بھی دیتا ہے، پھر ایک دن حساب کا رکھا ہے۔ جس دن کھرے کھوٹے کو جدا کرے گا ۔ دنیا بنانی ہے تو اللہ کو لینا پڑے گا، آخرت بنانی ہے، اللہ کو لینا پڑے گا۔

اللہ تعالیٰ کا کافروں کے بارے میں عجیب اعلان:

اللہ تعالیٰ کا ایک قانون ہے کہ کافر کو بھی کھلاتا ہے، نافرمان کو بھی کھلاتا ہے اور ان کیلئے اللہ تعالیٰ کا خود اعلان ہے کہ ....ذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ .... اُولِي النَّعْمَةِ..... وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا .....آپ چھوڑ دیں، ہم انہیں تھوڑے دن کی مہلت دے رہے ہیں.....ذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا (سورۃ مزمل پارہ ۲۹)....آپ کافروں کا تذکرہ چھوڑ دیں، ان کو ہم نے موت تک کی چھٹی دی ہوئی ہے، یہ کھالیں، پی لیں بلکہ اور بتاؤں..... وَلَوْ لَا اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً (سورۃ معارج پارہ ۲۹)......اگر یہ خیال نہ ہوتا ہے کہ مجھے یہ مسلمان سارے ہی چھوڑ جائیں گے، کلمہ کو چھوڑ جائیں گے، ایمان ہی چھوڑ جائیں گے تو میں کیا کرتا؟ مسلمان کو کچھ نہ دیتا، ابھی تو اسلام آباد ملا ہوا ہے پھر کچھ نہ دیتا اور کافر کو کیا دیتا؟...... لَجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ.....لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ ...... وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ...... وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّ سُرُرًا ......عَلَيْهَا يَتَّكِئُوْنَ وَزُخْرُفًا (سورۃ زخرف پارہ ۲۵)......میں کافر کے گھر سونے کی چھتیں، سونے کی سیڑھیاں، اور چاندی کے، دروازے سونے اور چاندی کی، مٹی کا فرش نہیں، ان کے لئے سونے اور چاندی کی ٹائلیں لگواتا، اور سونے کی دیواریں کھڑی کرتا، چاندی سونے کی چھتیں بناتا، سونے چاندی کی ان کیلئے چارپائیاں اور مسہریاں بناتا۔

یہ تو قرآن کہتا ہے اور حدیث میں ہے کہ ان کے جسم لوہے کے بناتا، لوہے سے کیا مراد؟ نہ بوڑھے ہوتے نہ بیمار ہوتے، نہ کمزور ہوتے، ایسے طاقتور ہوتے، اس طرح ان کو دنیا دیتا اور اپنے پاس بلاتا اور تمہیں کچھ نہ دیتا۔

موسیٰ علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ سے سوال:

یہ سوال آج کا نہیں، موسیٰؑ کی سن لو!..... یا رب انك تقدرُ على مومن.....اے

اللہ آپ مسلمان کو بڑی تنگی دیتے ہیں۔ کیا بات ہے؟ وہ تو لاڈلے تھے اس لیے لاڈ میں بڑی باتیں کر جایا کرتے تھے۔ یا اللہ کیا بات ہے؟ آپ مسلمان کو بڑی تنگی دیتے ہیں...... واتلك تكثر على الكافر ...... اور کافر کو آپ بہت کچھ دیتے ہیں کیا بات ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے دوزخ کا دروازہ کھول کر کہا موسیٰ...... هذا ما اعددت للكافر ...... یہ دیکھو تو سہی میں نے کافر کیلئے کیا بنایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا جواب اور جہنم کا احوال:

جب دوزخ کو دیکھا، بھڑک رہے تھے اور شور مچاتے کیسی آگ...... اِنَّهَا لَظٰى ...... نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ...... تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ...... وَجَمَعَ فَاَوْعٰى (سورۃ معارج آیت ۱۸ پارہ ۲۹)...... وہ آگ کیسی ہے...... تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ (سورۃ ہمزہ آیت ۷ پارہ ۳۰)...... خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ...... ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ...... ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ...... ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ (سورۃ حاقہ آیت ۳۲ پارہ ۲۹)...... تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ...... تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ...... سَمُوْمٍ ... حَمِيْمٍ ...... لَا بَارِدٍ وَّلَا كَرِيْمٍ ...... وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ...... عَامِلَةٌ ...... نَّاصِبَةٌ ...... لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ ...... اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ...... لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ ...... مِنْ جُوْعٍ (سورۃ الغاشیہ آیت ۵)...... هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ...... يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ...... فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ۔ (سورۃ آیت ۴۳ پارہ ۲۷)

ان ساری آیتوں کا خلاصہ کیا ہے کہ وہ ایک خوفناک آگ ہے بھڑکتی ہوئی...... كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۹۷ پارہ ۱۵)...... جب تھوڑی سی ہلکی ہوتی ہے اللہ اسے اور بھڑکا دیتا ہے اس میں سے خدانخواستہ ایک قطرہ اسلام آباد میں گر جائے تو ساری زمینیں کڑوی ہو جائیں، ایک پھل بھی میٹھا نہیں نکلے گا اور ایک تنکا سبز نہیں بچے گا، ایک لوٹا پانی سات سمندروں میں ڈال دیا جائے تو ساتوں سمندر اُبلنے لگ جائیں، کھولنے لگ جائیں۔

جہنمیوں کا احوال:

جس پیالے میں ان کو پینے کا پانی دیا جائے گا، وہ پیالہ جب منہ کے قریب کریں گے، تو اس کی بھاپ سے ان کی سر کی کھال، چہرے کی کھال، خود بخود گر جائے گی، اپنے چہرے کی کھال کو اس پانی میں خود وہ دیکھے گا، پھر بھی اسے پینا پڑے گا، اور وہ اس میں ڈوب رہے، تیر

رہے، اُبل رہے، اُتر رہے ہیں اور موت کو پکار رہے ہیں۔ پر آج موت کو بھی موت آگئی،..... یَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ..... اے مالک اپنے رب کو کہو ہمیں موت دے دے ..... إِنَّكُمْ مَاكِثُونَ ..... بھول جائیں موت کو، موت کو بھی موت آگئی، اب نہیں مر سکتے، وہ کہتے ہیں .... اُدْعُوا رَبَّكُمْ ..... يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ..... (سورۃ مومن آیت ۴۹ پارہ ۲۴) اچھا موت نہیں آتی تو پھر عذاب تھوڑا سا کم کر دے، جواب آتا ہے ..... أَوَلَمْ تَكُ تَأْتِيكُمْ رُسُلُكُم بِالْبَيِّنَاتِ (سورۃ اعراف پارہ ۸) ..... دنیا میں کوئی تمہیں بتانے آیا تھا؟ ... قَالُوا بَلَىٰ ..... کہا بتانے تو آئے تھے پر ہم نے ہی ان کا مذاق اُڑایا پھر ... ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ (سورۃ قمر آیت ۴۸ پارہ ۲۷)۔ .. اب بھگتتے رہو یہ عذاب اب یہ نہیں کم ہوگا اچھا اب کیا کریں، کہیں گے اللہ کو پکارو ..... یا ربنا، یا ربنا، یا ربنا ..... ہزاروں سال بعد اللہ تعالیٰ فرمائیں گے بولو کیا کہتے ہو، کہیں گے یا اللہ ..... غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ ..... گئے، نافرمانی کر کے، ہمیں معاف کر دے، اب تو یہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ..... اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ (سورۃ مومنون آیت ۱۰۸ پارہ ۱۸) ..... بکواس بند کرو، مجھ سے کوئی بات نہ کرے، یہ آخری بات ہوگی جہنم والوں کی، اللہ تعالیٰ سے، اور اللہ کی جہنم والوں سے، اسکے بعد اللہ تعالیٰ دوزخ کو تالہ لگوا دے گا، آج کے بعد نہ کوئی چیز اندر جا سکتی ہے اور نہ ہی کوئی چیز باہر آسکتی ہے۔

دنیا کی حقیقت:

اگر ایک شخص سارے جہان کی دولت جمع کرے، ساری دنیا کا حسن اپنے پہلو میں سمیٹ لے، اور دنیا کے سب سے بڑے تخت پر بیٹھ جائے لیکن مر کر یہاں چلا جائے تو بولا اس نے کیا دیکھا؟ موسیٰ کی جو جہنم پر نظر پڑی تو اس نے بے ساختہ کہا ..... وعزتك وجلالك وعلو مكانك ..... تیری ذات کی قسم، تیری عزت کی قسم، تیرے جلال کی قسم ..... لو ملك الدنيا كلها وعاش الدهر كله وكان مصيره هذا لم ير خيرا قط ..... میرے مولا اگر کافر سارے جہان کا مالک بن جائے قیامت کے بعد تک کی زندگی گزارے اور مر کر یہاں چلا جائے جو تو نے مجھے دکھایا ہے تو تیری عزت کی قسم اس نے کچھ نہیں دیکھا۔ ہم اپنی بات کریں، ہمارا جنت اور دوزخ کا یقین مٹ چکا ہے اس لیے دنیا کی تکلیفوں سے پریشان ہوتے ہیں، اور کافر کی تعریفیں شروع کر دیتے ہیں کہ وہ ایسے ہیں وہ ایسے ہیں یہ جانتے نہیں کہ وہ کتنے بڑے

اللہ کے دشمن ہیں اور ان کے ساتھ کیا ہونے والا ہے پھر موسیٰ کا سوال آیا اے اللہ مسلمان کو تنگی میں رکھتا ہے، پریشانی میں رکھتا ہے، دکھ میں رکھتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تین دن بھوکے رہنا:

چھوڑ دو، وہ سب باتیں چھوڑ دو، جس سے کوئی نہ بہتر آیا، نہ آئے گا، وہ محمد ﷺ جس کے اللہ وجود کی قسم کھائے، جس کے شہر کی قسم کھائے، جس کی صفات کی قسم کھائے، جس جیسا نہ بنایا، نہ بعد میں بنائے گا، جسے حبیب بنایا محبوب بنایا، وہ خود کوئی اور نہیں، یہ مدینے کی مسجد ہے، اور وہ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں اوپر سے ابو ہریرہؓ آئے۔ بابی انت وامی یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ قربان ہوں آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں آپ نے پیٹ کی طرف اشارہ کیا، ابو ہریرہؓ، بھوک کی شدت نے بٹھا دیا۔ کھڑا نہیں ہو سکتا، حضرت کعب اندر آئے آپ مسجد میں تشریف فرما ہیں، رنگ پھیکا ہے کہنے لگے..... یا رسول اللہ ﷺ انت وامی مالی اراك متغیر اللون..... میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ کا رنگ پیلا کیوں ہے؟ آپ ﷺ نے انگلی پیٹ کی طرف رکھی اور یوں ارشاد فرمایا..... ادخل جوفی مایدخل جوف ذات کبد منذ ثلاث..... اے کعب تین دن گزر چکے ہیں، میرے پیٹ میں ایک لقمہ داخل نہیں ہوا، پیٹ پہ پتھر ایک جوڑے میں زندگی گزارے، اور اتنی بڑی سلطنت، اقتدار بڑا، کہ ساتوں زمین کے خزانوں کی چابیاں پیش کی جا رہی ہیں اور سارے پہاڑ سونا، چاندی، زمرد، یاقوت بن کے آپ کے ساتھ چلیں گے، آپ کو منظور ہے، کہا نہیں، نہیں، نہیں، اور اپنی امت کا ذہن صاف کیا، غریب ہونا، ذلت نہیں، نافرمان ہونا ذلت ہے، مالدار ہونا عزت نہیں، اللہ کی اطاعت عزت ہے، غریب اور فقیری ذلت نہیں، نافرمان ہو جانا ذلت ہے، سب سے بڑی ذلت ہے۔

میرے محترم بھائیو اور دوستو!

ہماری دنیا بھی اللہ کے ہاتھ میں،
ہماری آخرت بھی اللہ کے ہاتھ میں،
ہمارا رزق بھی اللہ کے ہاتھ میں،
ہماری عزت بھی اللہ کے ہاتھ میں،
[ہما]ری ذلت بھی اللہ کے ہاتھ میں،

اور ساری کائنات کے خزانے اللہ کے ہاتھ میں،
سب کچھ جس کے ہاتھ میں، وہ ہم سے کہتا ہے، میری مان کر چلو۔

خالق کائنات کا تعارف:

جس زمین پر ہو، وہ اللہ کی..... اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہِ (سورۃ اعراف آیت ۱۲۸ پارہ ۹)...... جس آسمان کی چھت کے نیچے رہتے ہو وہ اللہ کی..... خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا (سورۃ نوح آیت ۱۵ پارہ ۲۹)...... جس سورج سے روشنی اٹھاتے ہو، وہ سورج اللہ تعالیٰ کا..... وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّھَا (سورۃ یٰسین آیت ۳۸ پارہ ۲۳)...... جس چاند کی کرنوں سے تمہارے پھل میٹھے ہوتے ہیں اور تمہارے سمندروں میں جوار بھاٹا ہے، وہ چاند ستارے، اللہ کے تابع...... وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِہٖ (سورۃ اعراف آیت ۵۴ پارہ ۸)...... جس پانی کو پی کر زندگی کا سامان بناتے ہو، وہ پانی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں..... اَفَرَءَیْتُمُ الْمَآءَ الَّذِیْ تَشْرَبُوْنَ ...... ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ (سورۃ واقعہ آیت ۶۹ پارہ ۲۷)...... یہ پانی تمہارے ہاتھ میں، یا تمہارے اللہ کے ہاتھ میں، گلگت کے پہاڑوں کی برف اور چترال کے پہاڑوں کی برف اور سکردو کے پہاڑوں کی برف، آسمان سے اترنے والا پانی، یہ تم نے بنایا؟ نہیں، نہیں، ہو سکتے نہیں،..... اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یُزْجِیْ سَحَابًا...... تمہارے رب نے بادلوں کو جمع کیا..... ثُمَّ یُؤَلِّفُ بَیْنَهٗ (سورۃ نور آیت ۴۳ پارہ ۱۸)...... انہیں اکٹھا کیا، پھر انکو ہانکا، پھر اس کو حکم دیا...... اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا...... بارش کو برسایا..... ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا...... زمین کو پھاڑا..... فَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا حَبًّا وَّ عِنَبًا (سورۃ عبس آیت ۲۸ پارہ ۳۰)...... پھل پھول غلے اگائے، زمین اسکے تابع، پانی اس کے تابع، ہوا اسکے تابع..... تَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ...... بادل اسکے تابع وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ...... کشتیاں اس کے تابع..... وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِیْهِ (سورۃ بقرۃ آیت ۱۶۴ پارہ ۲)...... اور سمندر کا خزانہ اس کے تابع..... تَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْیَةً تَلْبَسُوْنَهَا (سورۃ نحل پارہ ۱۴)...... سمندر کی مچھلیاں اس کے تابع..... لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِیًّا...... کائنات کی کوئی چیز تو دکھاؤ جو اس کے تابع نہ ہو۔ فَمِنْهُمْ مَّنْ یَّمْشِیْ عَلٰٓی اَرْبَعٍ..... چار پاؤں والے اسکے تابع...... فَمِنْهُمْ مَّنْ یَّمْشِیْ عَلٰی رِجْلَیْنِ...... دو پاؤں والے اسکے تابع...... مِنْهُمْ مَّنْ یَّمْشِیْ عَلٰی بَطْنِهٖ (سورۃ نور آیت ۴۵ پارہ ۱۸) ..... پیٹ کے بل چلنے والے اسکے تابع، آسمانوں کی بادشاہی ہو، زمینوں کی

بادشاہی ہو، ہواؤں کا نظام ہو، سمندر کا نظام ہو، سب اللہ تعالیٰ کے تابع ہے۔

خالق کا مخلوق سے سوال:

اسکا سوال دیکھو...... قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ ...... وَمَنْ فِيْهَا (سورۃ مومنون آیت ۸۴ پارہ ۱۸)
......زمین کس کی ہے؟ اور جو کچھ زمین میں ہے کیا اسلام آباد والوں کا ہے؟ پاکستان والوں کا ہے؟ نہیں نہیں، نہیں، وہ ایک اللہ ہی کا ہے..... سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ...... قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ ...... وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ...... بولو کون ہے ساتوں آسمانوں کا رب؟ کون ہے عرش عظیم کا رب؟ کوئی کہہ سکتا ہے کہ ہم ہیں..... سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ...... کہیں گے اللہ ہی ہے...... قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ ...... وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ (سورۃ مومنون آیت ۸۸)......
کون ہے جو پناہ دیتا ہے تو کوئی اس پہ ہاتھ نہیں اٹھاتا، جس پہ وہ ہاتھ اٹھالے کوئی اسکو بچا نہیں سکتا، زمین و آسمان، بحر و بر، ہوا اور فضا پھر آگے عزت اور ذلت...... وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ ...... جس کو وہ دے گا اسے ملے گی...... وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ ...... جس کو وہ ذلیل کرے گا، ذلیل ہوگا، جس کو عزت دے گا، عزت ملے گی،...... يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ ......(سورۃ آل عمران آیت ۱۵۸ پارہ ۴)

جسے مارے گا، اسے کوئی اٹھا نہیں سکتا،
جسے بچائے گا، اسے کوئی مار نہیں سکتا،
جسے دے گا اس سے کوئی لے نہیں سکتا،
جس سے لے گا اس کو کوئی دے نہیں سکتا،

گناہگار سے اللہ کی محبت:

یہ جو آپ گرمی میں بیٹھے ہوئے ہیں، اللہ آپ میں سے ایک ایک کا عرش پہ بیٹھا نام لے کر خوش ہو رہا ہے کہ او دیکھو ذرا، میرے بندے میرے لئے کیسی گرمی سہہ رہے ہیں کیسی پیاس برداشت کر رہے ہیں کیسی دھوپ سہہ رہے ہیں، کیسے پسینے نکل رہے ہیں، ارے فرشتو! ذرا بتاؤ تو سہی یہ کیوں بیٹھے ہیں؟ انہوں نے ٹھنڈے کمرے چھوڑے، ٹھنڈی چھاؤں چھوڑی، گھر کے سایہ دار درخت چھوڑے، گھر کا پانی چھوڑا، بیوی بچوں کو چھوڑا، اور برف پانی چھوڑے، یہ یہاں تپتی چھت کے نیچے اور تپتے میدان میں کیوں بیٹھے ہیں؟ پسینہ پسینہ ہو رہے ہیں فرشتے کہہ رہے ہیں اے اللہ تیرے لئے بیٹھے ہیں، وہ آگے کہہ رہا ہے کہ گواہ بن جاؤ کہ میں نے ان سب

کو معاف کر دیا۔

لا الہ الا اللہ کا مطلب:

میرے بھائیو! تبلیغ کی محنت یہ ہے کہ اللہ کو اپنا بنالیں، کوئی فلسفہ نہیں، کوئی جماعت نہیں، کوئی تحریک نہیں، یہ محنت ہے کہ۔۔ لا الہ الا اللہ کو ہاتھ میں پکڑ لیں، دل اللہ کو دے دیں، ساری مخلوق کو دل سے نکال دیں،۔۔۔۔۔ لا الہ ۔۔کوئی معبود نہیں، جب۔۔۔۔۔ لا الہ الا اللہ ۔۔۔۔۔ کہتے ہیں تو پتھر ذہن میں آتا ہے کہ پتھر کو سجدہ نہیں کرنا نہیں۔۔۔۔۔ لا الہ الا اللہ ۔۔۔۔۔ اپنی بندگی بھی چھوڑ دو۔۔۔۔۔ اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ (سورۃ الجاثیہ آیت ۲۳)۔۔۔۔۔اس لا الہ کو اپنے اوپر چلاؤ کہ میں بھی نہیں معبود، میں نے اپنی عبادت نہیں کرنی، اپنی عبادت کا کیا مطلب؟ جو دل میں آیا وہ کر دیا یہ اپنی عبادت ہے۔۔۔۔۔ لا الہ۔۔۔۔۔تو بھی کچھ نہیں ہے،

۔۔۔۔۔ لا الہ ۔۔۔۔۔دکان کچھ بھی نہیں۔۔۔۔۔الا اللہ ۔۔۔۔۔اللہ ہی سب کچھ ہے،

۔۔۔۔۔ لا الہ۔۔۔۔۔حکومت کچھ نہیں۔۔۔۔۔الا اللہ ۔۔۔۔۔اللہ ہی سب کچھ ہے،

۔۔۔۔۔لا الہ۔۔۔۔۔ٹینک، توپ، اور تلوار کچھ نہیں۔۔۔۔۔الا اللہ ۔۔۔۔۔اللہ ہی سب کچھ ہے،

۔۔۔۔۔ لا الہ۔۔۔۔۔ایٹم بم، ہائیڈروجن بم کچھ بھی نہیں۔۔۔۔۔الا اللہ ۔۔۔۔۔اللہ ہی سب کچھ ہے،

۔۔۔۔۔ لا الہ الا اللہ ۔۔۔۔۔کی تلوار سمندر پر چلاؤ، پانی پر چلاؤ، زمین پہ چلاؤ، فضا پر چلاؤ، اپنے آپ پر چلاؤ، اپنی دکان پر چلاؤ، اپنی تجارت پر چلاؤ، کہ نہیں نہیں نہیں تو کچھ نہیں، میرا اللہ ہی سب کچھ ہے۔

پھر اسی تلوار سے اللہ نے، آسمانوں کو توڑ دیا، جبرائیل اور میکائیل کو توڑ دیا، کہ یہ بھی کچھ نہیں، اللہ ہی سب کچھ ہے۔

اللہ کی بادشاہت:

آج وہ ابدی بادشاہ،

ازلی بادشاہ،

اول بادشاہ،

آخر بادشاہ،

ظاہر بادشاہ،

باطن بادشاہ،

قدیم بادشاہ،

رحیم بادشاہ،

رحمٰن بادشاہ،

جبار بادشاہ،

قاہر بادشاہ،

اول الاولین بادشاہ،

آخر الآخرین بادشاہ،

اکرم الاکرمین بادشاہ،

راحم المساکین بادشاہ،

ارحم الرحمین بادشاہ،

عزیز ذو انتقام بادشاہ،

اور ذالطول بادشاہ،

شدید العقاب بادشاہ،

ساری کائنات پہ لا الہ کی تلوار کو چلا کر پھر کہے گا...... من کان لی شریک فلیات ...... کوئی میرا شریک ہے تو آجائے، کہاں گئیں عجم کی حکومتیں اور عرب کی حکومتیں، چنگیز خان جیسے محمود جیسے، سکندر جیسے، تیمور جیسے کہاں ہیں؟...... من کان لی شریک فلیات ...... کوئی میرا شریک ہے تو آئے، کوئی ہو تو اللہ کے سامنے آئے، آج تو مولا تیری ہی بادشاہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے سوالات:

پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا...... این الملوک .. بادشاہ کہاں ہیں؟...... این الجبارین ...... وہ ظالم کہاں ہیں؟...... این المتکبرین ...... وہ تکبر کرنے والے کہاں ہیں؟...... لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْم (سورۃ مومن پارہ ۲۴) .. آج کون بادشاہ ہے، کون جواب دے سکتا ہے؟ پھر اللہ خود کہے گا...... لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (سورۃ مومن آیت ۱۶)...... آج اکیلے اللہ کی بادشاہی ہے...... انا

الذی بذات بالدنیا ولم تکن شیئا ...... وانا الذی اعیدھا ...... میں نے دنیا بنائی، میں نے مٹائی، انتظار کرو، اب دوبارہ بننے کا ایک وقت آنے والا ہے کہ جب تم سب میرے سامنے کھڑے ہوگے اور ایسا عالم ہوگا، ننگے بدن، ننگے سر، ننگے پاؤں اور ٹانگیں ایسے کانپ رہی ہونگی اور فرشتے گردن میں ہاتھ ڈال کر، اللہ کے سامنے کھڑا کردیں گے اور اللہ تعالیٰ خود فرمائے گا ......یا ابن آدم ...... اعطیتک خولتک وانعمت علیک......ارنی ماذا صنعت فیھا ......اے میرے بندے جو زندگی دی، جو رزق دیا، جو دولت دی، آج دکھا کیا لایا ہے، آج بڑے بڑے بادشاہوں کو آپ دیکھو گے ذلیل ہوتا ہوا۔

دنیا کی بے وفائی:

جس اللہ سے ہم بھاگ نہیں سکتے، اسی سے بھاگ رہے ہیں اور جو دنیا آج تک کسی کی نہ بن سکی۔ اس کو اپنا بنانے کے چکر میں پڑے ہوئے ہیں، آج تک دنیا نے بھی کسی سے وفا کی، اگر یہ وفا کی ہوتی تو آج اسلام آباد والوں کو نہ ملتی، آج لاہور والوں کو نہ ملتی، میری مراد ہے کہ جو ہم سب بیٹھے ہوئے ہیں، ہم نے کسی سے لی، ہمارے باپ سے دنیا غداری کر گئی، اور ہمارے ہاتھ میں آگئی، اور عنقریب ہم سے غداری کر جائیگی، اور ہمیں چھوڑ کے آگے چلی جائے گی۔ پھر ان سے بے وفائی کر کے آگے چلی جائے گی، اگر یہ وفادار ہوتی تو کبھی سکندر اعظم کا خاندان ختم نہ ہوتا، کبھی دارا کا خاندان ختم نہ ہوتا، کبھی تاتاری خاندان ختم نہ ہوتا، کبھی بنو امیہ، بنو عباس ختم نہ ہوتے۔

تین ہزار ایک سو چونسٹھ سال اہل ساسان نے حکومت کی ان میں سے ہزاروں انسانوں نے آج پہلی دفعہ ساسان کا نام سنا ہوگا، اہل ساسان کا نام سنا ہوگا، اہل ساسان تین ہزار ایک سو چونسٹھ سال حکومت کی، آج ان کی قبروں کا نشان کوئی نہیں ہے۔

اس غدار دنیا،

اس بے وفا دنیا،

اس مکروفریب کی دنیا،

اس بوڑھی دنیا،

دنیا کی مثال:

یہ وہ بڑھیا ہے جس نے بڑا میک اپ کر کے اپنے آپ کو سنوارا ہوا ہے سجایا ہوا ہے، اور آپ کے سامنے آکر آپ کو عاشق بنا رہی ہے، اور مجھے دیوانہ بنا رہی ہے، اللہ کی قسم اس سے بڑا مکار کوئی نہیں، اس سے بڑا ظالم کوئی نہیں اس سے بڑا دغا باز کوئی نہیں، میں اللہ کو نہ چھوڑوں چاہے میرا سب کچھ چلا جائے چونکہ یہ سب کچھ ایک دن مجھے چھوڑتا ہے۔

اس حرص وہوس کی دنیا کو چھوڑ میاں،

مت دیس بدیس پھرے مارا،

قذاق اجل کا لوٹے ہے،

دن رات بجا کر نقارہ

......وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (سورۃ آل عمران آیت ۱۸۵ پارہ ۴) ...... متاع قلیل ...... لعب ولھو ...... زینۃ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِی الدُّنیا مدبرًا اَلْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ (سورۃ حدید آیت ۲۰ پارہ ۲۷)... کھیل تماشا، لہو، مال کی دوڑ، دنیا کی دوڑ، عزت کی دوڑ، اور یہ اللہ کا محبوب فرما رہا ہے۔ ارتحلت الدنیا مدبرا...... اسلام آباد اور لاہور اور پاکستان اور ایران اور ہندوستان اور ساتوں براعظم نے منہ موڑ لیا ہے اور یہ آخرت کی طرف بھاگے جا رہے ہیں...... وارتحلت الاخرۃ مقبلا ...... اور آخرت نے اپنے بازو پھیلا دیئے ہیں، اور تیز رفتاری سے عقاب کی تیزی کے ساتھ وہ تمہاری طرف اڑتی چلی آرہی ہے...... ولکل واحدۃ منھما بنون ...... کچھ وہ لوگ ہیں جو دنیا کے پجاری ہیں، کچھ لوگ وہ ہیں جو آخرت کے پجاری ہیں ......فکونوا من ابناء الاخرۃ ...... ولا تکونوا من ابناء الدنیا ...... تم آخرت کے پجاری بننا، تم دنیا کے پجاری نہ بننا...... فان کل ام یتبعھا ولدھا ...... کہ قیامت کے دن، جیسے بیٹا ماں کے پیچھے چلتا ہے، بھول جائے تو کہتا ہے کہ اماں، بھٹک جائے تو کہتا ہے اماں، روٹی کے لئے کہتا ہے کہ اماں، پانی کے لئے کہتا ہے اماں۔

دنیا سے محبت کا انجام:

قیامت کے دن آئے گی، بوڑھی شکل میں، کالی شکل میں، اللہ کہے گا جانتے ہو یہ کون ہے؟ کہیں گے نہیں، کہا یہ دنیا ہے، جس کے عشق میں تم نے مجھے بھلا دیا، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے

لے جاؤ، اس کو دوزخ میں۔ اس کو دوزخ میں لے چلیں گے، وہ کہے گی میرے بچے تو میرے ساتھ کر، میں بیٹوں کے بغیر، بیٹیوں کے بغیر کیسے جاؤں، تو اللہ تعالیٰ کہیں گے جس نے تجھ سے عشق کیا، ان کو بھی لے کے چلی جا، سب جا رہے ہیں، سب کھینچے جا رہے ہیں، ہم دنیا کے غلام نہیں ہیں ہم اللہ کے غلام ہیں۔

میرے بھائیو!

لا الہ الا اللہ میں ہم نے اللہ سے یہ اقرار کیا ہے کہ اے اللہ تو ہی ایک معبود ہے، تیرے سوا کوئی نہیں، لہذا تیری مان کے چلنا ہی ہماری زندگی ہے، اس پر ہم مٹ چکے ہیں، اب جان چلی جائے، چلی جائے، مال چلا جائے چلا جائے، وہ ہوگا جو اللہ چاہتا ہے، وہ نہیں ہوگا جو میں چاہتا ہوں، وہ نہیں ہوگا جو میرا نفس چاہتا ہے، جب اللہ نے کہہ دیا تو کر دیا۔

ایک صحابی کا حکم خداوندی پر عمل:

ایک صحابی تجارت کے لئے شام گئے۔ شام میں سب کچھ دے کر شراب خرید کر لائے۔ ابھی شراب حرام نہیں ہوئی تھی، شراب خرید کے لائے، اپنے سارے دراہم مال سے شراب خرید کے لائے، مدینہ پہنچے تو پتہ چلا شراب تو حرام ہو گئی، تو یہ نہیں کہا، اب میرا کیا بنے گا، اب میں بچوں کو روٹی کہاں سے کھلاؤں گا، سارا پیسہ تو میں نے اس پر لگا دیا، کہا جب اللہ نے حرام کی تو ہم نے بھی حرام کی۔ خنجر لیکر سارے مشکیزے پھاڑ کر زمین پر گرا دیئے، کہا اے اللہ جس پر تو راضی ہے اسی پہ میں بھی راضی ہوں۔ ہم پیسے پہ نہیں بکتے ہم اللہ پہ بک جاتے ہیں۔ ہم مال پہ نہیں بکتے، حکومت پہ نہیں بکتے، ہم اللہ پر بکتے ہیں۔ اللہ کے دین پر بکتے ہیں، اس کی جنت پر بکتے ہیں، ہم دنیا کے لئے نہیں بکتے، یہ لا الہ الا اللہ میں اللہ تعالیٰ نے ہم سے اقرار کروایا کہ اے اللہ بس تو ہی تو ہے اسی کے لئے جینا اسی کے لئے مرنا، اس پر فدا ہونا، اس کا بن کے رہنا ہی زندگی ہے۔

فقیر کون ہے!

کیا ہماری بدقسمتی ہے کہ چالیس سال میں کوئی ایک رکعت بھی ایسی نصیب نہیں ہوئی، جس میں میں نے اللہ کے ساتھ پیار محبت سے بات کی ہو اور میں اپنے اللہ کو یاد کرکے۔ اللہ اکبر سے شروع ہوا اور سجدے تک اللہ کے عشق میں چلا گیا، یہ کیسا فقیروں کا دیس ہے، یہ کیسی فقیروں

کی دنیا ہے لوگ فقیر کہتے ہیں جو یہ جھگیوں میں رہتے ہیں۔

فقیر وہ ہے جسے اللہ نہ ملا،

فقیر وہ ہے جو اللہ کے گھر میں آ کر بھی اللہ کو نہ پا سکا،

جسے اللہ کے نام کی محبت کا ذائقہ نہ ملا،

جو اللہ کے نام کی حلاوت نہ دیکھ سکا،

جو تنہائیوں میں اللہ کے سامنے بیٹھ کر رو نہ سکا،

جو اللہ کو دکھڑے نہ سنا سکا۔

جو اللہ کی محبت میں نہ تڑپا، نہ رویا اور نہ مچلا۔

یہ ہے فقیر میرے بھائیو! وہ فقیر نہیں جو اسلام آباد کی گلیوں میں مانگتا پھر رہا ہے۔

ہمیں محمدی بننا پڑے گا:

میرے بھائیو! اللہ کے واسطے اپنے اللہ کو اپنا بنالو، اس کے سوا منزل نہیں ملے گی، بھٹکی ہوئی انسانیت ہے، منزل ملانے کے لئے اور اللہ تک پہنچانے کے لئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کی زندگی کو نمونہ بنایا ہے۔ اللہ کے ہاں عربی، عجمی، یہ نہیں چلتے، قریشی، پٹھان نہیں چلتے، راجپوت، خان نہیں چلتے، اللہ سے ملنا ہے تو محمدی بننا پڑے گا، ظاہراً بھی محمدی، باطناً بھی محمدی، زندگی کی ہر ادا حضرت محمد ﷺ کے سانچے میں ڈھل جائے، کتنی ہماری بدقسمتی ہے کہ جس چیز کو اللہ کے رسول نے پسند کیا وہ ہماری پسند ہی نہ بنی اور جس کو انہوں نے چاہا ہم نے اسے نہ چاہا۔

ظاہر و باطن کا صحیح ہونا دو عجیب مثالیں:

پاکستان کا جرنیل، جو پچیس سال میں تیس سال میں جرنیل بنتا ہے، ہندوستان کے جرنیل کی وردی پہن کر آجائے، تو فوراً کورٹ مارشل ہوگا۔ فوراً اس پر غداری کا مقدمہ چلے گا، وہ کہے گا، مجھے کیوں پکڑتے ہو، میں نے تو تیس سال پاکستان کی خدمت کی ہے، اس سے کہا جائے گا، تیری وردی غداروں کی ہے، تیری وردی دشمن کا لباس ہے، لہذا تیرا اندر مشکوک ہوگیا، کیوں! کہ ظاہر دشمن کے مشابہ ہوگیا ہے اسلئے اندر مشکوک ہوگیا ہے۔ دیکھو نا کپڑے گندے ہوں تو ہم اتار دیتے ہیں۔ کیوں! ناپاک تو نہیں ہیں تو اتارے کیوں ہیں! اس لئے کہ ظاہر گندا ہوگیا ہے۔

اب یہ گلاس میں مجھے پانی دے رہا ہے، یہ صاف ستھرا گلاس ہے۔ اسی گلاس پر ادھر

تھوڑا سا تیل لگا ہوا ہو، ادھر تھوڑی سی گریس لگی ہوئی ہو، ادھر تھوڑا سا سالن لگا ہوا ہو، ادھر تھوڑی سی مٹی لگی ہوئی ہو، ساری چیزیں پاک ہیں لیکن میں اس سے پانی نہیں پی سکتا کیونکہ اس کی ظاہری گندگی مجھے نفرت دلا رہی ہے اس سے کراہت ہے، اس کا ظاہر کا صاف ہونا بھی ضروری ہے۔

میرے بھائیو!

شیطان نے ہمیں چکر دیا، اندر ٹھیک ہونا چاہیے، باہر کی خیر ہے، تو یہ گندے گلاس میں پانی کیوں نہیں پیتے! نوکر کو ڈانٹ پڑ جاتی ہے کہ تجھے سلیقہ ہی نہیں، تو گندے گلاس میں پانی لایا، وہ کہے آقا، اس کا اندر بالکل ٹھیک ہے، باہر کو نہ دیکھو، اس کے ظاہر کو نہ دیکھو، اس کا اندر بالکل پاک صاف ہے، آپ پی لیں یہ کبھی نہیں ہو سکتا، اسی کے منہ پر گلاس مارا جائے گا۔

ہم حضرت محمد ﷺ کے غلام ہیں، ان کے سانچے میں ڈھلنا، ان کے طریقوں پہ چلنا یہی ہماری معراج ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اتباع محمدی ﷺ:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کرتا پہنا تو اسکا آستین بڑا تھا اس میں سے بازو چھپ گیا، اپنے بیٹے سے کہا بیٹا میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھا تھا، ان کے کرتے کا یہ آستین بڑھ گیا تھا تو انہوں نے اس کو چھری سے کاٹا تھا، تو میں بھی چھری سے کاٹوں گا، میں نہیں اس قینچی سے کاٹتا۔

تو میں یوں کہتا ہوں کہ چاہے اس وقت آپ کو قینچی ملی نہ ہو، آپ نے چھری سے کاٹ دیا لیکن جیسے کرتے دیکھا، ویسے کرتے چلے گئے۔

ایک جگہ سے گزرے، حضور ﷺ کو ٹھوکر لگی، حضرت عمرؓ جب کبھی وہاں سے گزرتے تو ٹھوکر کھاتے کہ یہاں میرے محبوب کو ٹھوکر لگی تھی، میں بھی ٹھوکر کھاؤں گا، یہ کیا عشق ہے!

مجنوں کی مثال:

پائے سگ بوسید مجنوں   خلق پرسید ایں چہ سود
ایں سگ در کوئے لیلیٰ   گاہے گاہے رفتہ بود

مجنوں نے تو کتے کے بھی قدم چومے، لوگوں نے کہا دیوانے، کتے کو کیوں چومتا ہے، اس نے کہا پاگلو! یہ کتا کبھی کبھی لیلیٰ کی گلی سے گزرتا ہے، اس لیے مجھے اچھا لگتا ہے، میں اس کے

پاؤں چومتا ہوں۔ تو ہم اللہ کے رسول کے طریقے نہ چومیں، اس کے طریقے نہ چومیں جس جیسا کوئی ہے نہیں، جس جیسا کوئی بنایا نہیں، معراج پہ گئے، یا اللہ..... ابراھیم اتخذتہ خلیلا...... ان کو اپنا خلیل بنایا..... و موسیٰ کلیما..... موسیٰ کو اپنا کلیم بنایا... النت لداؤد الحدید..... داؤد علیہ السلام کے لئے آپ نے لوہا نرم فرمایا..... سخرت لسلیمٰن الریاح ..... سلیمان علیہ کے لئے آپ نے ہوا تابع کی..... فماذا جعلت لی ..... میرے لئے کیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا..... الا ذکرت معی ..... قیامت تک تیرا میرا نام اکٹھا رہے گا، جدا نہیں ہو سکتا۔

شان رسالت دلکش انداز میں:

امنو باللہ و رسولہ ..... اکٹھے ہو گئے۔ (سورۃ نساء پارہ ۵)

تومنون باللہ و رسولہ ..... اکٹھے ہو گئے۔ (سورۃ صف آیت ۱۱ پارہ ۲۸)

اَطِیْعُو اللّٰہَ وَ اَطِیْعُو الرَّسُوْلَ ..... اکٹھے ہو گئے۔ (سورۃ نساء آیت ۵۹ پارہ ۵)

مَنْ یُطِعِ اللّٰہ وَرَسُوْلَہ ..... دیکھو اکٹھے ہو گئے۔ (سورۃ نساء آیت ۶۹ پارہ ۵)

یُطِیْعُوْنَ اللّٰہ وَ رَسُوْلَہ ..... دیکھو اکٹھے ہو گئے۔ (سورۃ نساء پارہ ۵)

مَنْ یَّعْصِ اللّٰہ وَرَسُوْلَہ ..... اکٹھے ہو گئے۔ (سورۃ نساء آیت ۱۴ پارہ ۵)

ذَالِكَ بِاَنَّھُمْ کَفَرُوْ بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلَہ ..... کیسے ساتھ آ رہا ہے۔

مَنْ یُّشَاقِقِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہ ..... (سورۃ انفال آیت ۱۳ پارہ ۹)

مَنْ یُّحَادِدِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہ ..... (سورۃ توبہ آیت ۶۳ پارہ ۱۰)

بَرَآءَۃٌ مِنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہ ..... (سورۃ براۃ آیت ۱ پارہ ۱۰)

اَذَانٌ مِّنَ اللّٰہ وَرَسُوْلِہ ..... (سورۃ براۃ پارہ ۱۰)

فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِنَ اللّٰہ وَرَسُوْلِہ ..... (سورۃ بقرہ آیت ۲۷۹ پارہ ۳)

لَا تَخُوْنُوا اللّٰہ وَالرَّسُوْلَ ..... (سورۃ انفال آیت ۲۷ پارہ ۹)

اِسْتَجِیْبُوا اللّٰہ وَلِلرَّسُوْلِ ..... (سورۃ انفال آیت ۲۴ پارہ ۹)

وَاللّٰہ وَ رَسُوْلُہٗ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْہُ ..... (سورۃ توبہ آیت ۶۲ پارہ ۱۰)

آپ کی شان میں یہ بڑی عظیم الشان آیت ہے، اللہ تعالیٰ یوں فرما رہے ہیں کہ صرف

مجھے راضی کرنے سے کام نہیں بنے گا، میرے رسول کو بھی راضی کرو، اس لئے کہا قیامت تک تیرا میرا نام ساتھ چلے گا، کبھی جدا نہیں ہو سکتا۔

شان رسالت ایک اور انداز میں:

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں کو سلام بھیجا۔

سَلَامٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ...... (سورۃ صٰفٰت آیت ۷۹ پارہ ۲۳) نوح علیہ السلام پہ سلام

سَلَامٌ عَلٰی اِبْرٰهِیْمَ ...... (سورۃ صٰفٰت آیت ۱۰۹ پارہ ۲۳) ابراہیم علیہ السلام پہ سلام

سَلَامٌ عَلٰی مُوْسٰی وَ هٰرُوْنَ...... (سورۃ صٰفٰت آیت ۱۲۰ پارہ ۲۳) موسیٰ و ہارون علیہ السلام پہ سلام

سَلَامٌ عَلٰی اِلْیَاسِیْنَ...... (سورۃ صٰفٰت آیت ۱۳۰ پارہ ۲۳) الیاسین علیہ السلام پہ سلام

نبیوں پہ سلام:

لیکن جب اپنے محبوب پہ سلام بھیجا تو اللہ تعالیٰ کہا...... سلام علی محمد...... جیسے اوروں کو کہا...... سَلٰمٌ عَلٰی اِبْرٰهِیْمَ...... سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ...... سَلٰمٌ عَلٰی مُوْسٰی وَ هٰرُوْنَ...... سَلٰمٌ عَلٰی اِلْیَاسِیْنَ...... تو کہنا...... سَلٰمٌ عَلٰی مُحَمَّدٍ (سورۃ صفات پارہ ۲۳)...... بات ختم؛ اللہ نے یوں نہیں کہا، اپنے محبوب کی شان دکھائی، کلام بدلا، انداز بدلا، خطاب بدلا، اب میں اردو میں کیسے سمجھاؤں جو اللہ نے اس میں بتایا...... ان اللہ...... کہ اللہ نے کیا طاقتور بات فرمائی، اور کتنی عظیم الشان بات فرمائی ہے...... اِنَّ اللّٰهَ...... وَ مَلٰٓئِکَتَهٗ (سورۃ احزاب پارہ ۲۲)...... ایک لفظ کی طاقت پھر لفظ اسم ذات کی طاقت، پھر آگے...... وَ الْمَلٰٓئِکَةُ ...... نہیں کہا بلکہ...... مَلٰٓئِکَتَهٗ ...... فرشتے تو ہیں ہی اللہ کے اگر اللہ...... الْمَلٰٓئِکَةُ...... کہتا تو بھی ٹھیک تھی، پر اللہ اپنا نام دو دفعہ لایا ہے، کہا سنو میرے بندو، تحقیق بے شک یہ کوئی ان کے ترجمے کوئی نہیں اور اس کے علاوہ کوئی اور لفظ ہی نہیں جو ان کے لئے لگایا جائے، اردو ہو یا فارسی ہو، انگریزی ہو، ساری لولی لنگڑی زبانیں ہیں، یہ عربی کا کہاں ترجمہ کر سکتی ہیں۔ یہ نہیں کہا...... ان اللہ ...... بے شک اللہ............ وملئکتہ...... اور اللہ کے فرشتے، اس میں آپ کی شان کہاں سے کہاں تک پہنچا دی۔ کیا کرتے ہیں؟...... یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ...... اس نبی پر درود بھیجتے ہیں...... یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (سورۃ احزاب آیت ۵۶)...... اے ایمان والو تم بھی وہی کرو جو تمہارا رب اور اس کے فرشتے کرتے ہیں، اتنی اونچی آپ ﷺ کی شان کو بنا دیا۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے لمبا سجدہ کیا، معلوم ہوا کہ انتقال ہو گیا، صحابہؓ ڈر گئے، جب آپ اُٹھے تو پوچھا یا رسول اللہ ﷺ اتنا لمبا سجدہ کیا؟ کہا یہ سجدہ شکر ہے کہ میرے اللہ نے کہا، اے میرے محبوب جو تجھ پر ایک دفعہ درود پڑھے گا میں اس پر دس دفعہ پڑھوں گا۔ ایسا لاڈ لا نبی دیا۔

کلیم اللہ اور حبیب اللہ میں فرق:

موسیٰ کو اللہ نے طور پہ بلایا، تو دوڑے آئے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا..... مَا أَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يَا مُوسَىٰ (سورۃ طٰہٰ آیت ۸۳)..... دوڑ کے کیوں آئے ہو؟ تو انہوں نے کہا یا اللہ..... هُمْ أُولَاءِ عَلَىٰ أَثَرِي ..... وہ میرے پیچھے آرہے ہیں..... عَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضَىٰ (سورۃ طٰہٰ آیت ۸۴ پارہ ۱۶)..... میں دوڑ کے آیا تاکہ تو خوش ہو جائے، اگر مالک نوکر کو بلائے تو وہ دوڑ کے آئے تو مالک خوش ہوتا ہے، کہا یا اللہ میں اس لئے دوڑ کے آیا ہوں تاکہ تو خوش ہو جائے، وہ اللہ جس کو موسیٰ کہہ رہے ہیں کہ تو خوش ہو جائے، وہ اللہ اپنے حبیب سے کہہ رہا ہے..... وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ (سورۃ ضحیٰ آیت ۵ پارہ ۳۰)..... اے میرے حبیب میں تمہیں اتنا دوں گا کہ تو خوش ہو جائیگا، تو راضی ہو جائے گا۔ کیا کمال ہے!

پھر ہمیں سکھایا..... لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (سورۃ نور آیت ۶۳ پارہ ۱۸)..... میرے نبی کو نام سے مت پکارو، یا محمد ﷺ مت کہو، بے ادبی ہے، یا رسول اللہ ﷺ کہو، یا نبی اللہ ﷺ کہو، یا حبیب اللہ کہو ﷺ، اونچے مت بولو..... لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ (سورۃ حجرات آیت ۲ پارہ ۲۶)..... اونچے مت بولو۔

نبی رحمت کی قرآن سے تعریف:

یہ صرف قرآن سے جو اللہ اپنے محبوب کی تعریف کر رہا ہے..... إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا..... وَمُبَشِّرًا ..... وَنَذِيرًا ..... وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ ..... وَسِرَاجًا مُنِيرًا (سورۃ احزاب آیت ۴۶ پارہ ۲۲)

تو شاہد ہے،
تو مبشر ہے،
تو نذیر ہے،
تو داعی ہے،

تو سراج ہے،

اور سراجاً منیر ہے،

تو بشیر ہے،

تو نذیر ہے،

تو رحمتہ للعلمین ہے،

تو کافۃ للناس ہے،

اور ایک دفعہ آپ نے کہا، جبرائیل اللہ جو مجھے رحمتہ للعلمین کہتا ہے تو میری رحمت سے تجھے کیا حصہ ملا؟ کہا! یا رسول اللہ ﷺ ڈر لگا رہتا ہے کہیں اللہ تعالیٰ دوزخ میں نہ ڈال دے لیکن آپ کی برکت سے اللہ نے میری تعریف کی، تو مجھے امید لگ گئی کہ میری جان بخشی گئی کہ اللہ نے آپ کی برکت سے میرے بارے میں فرمایا..... اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ..... ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ..... مُطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ (سورۃ تکویر آیت ۲۱ پارہ ۳۰) ..... اللہ تعالیٰ نے میری تعریف کی ہے، فرشتہ ہے، کریم ہے، اور اس کی اطاعت کی جاتی ہے، امانت والا، طاقت والا ہے، تو جب اللہ نے میری اتنی تعریف کی تو مجھے پتہ چلا کہ اب میں دوزخ سے بچ جاؤں گا۔ آپ کی رحمت سے اللہ نے مجھے یہ حصہ دیا ہے۔

حضور ﷺ کی اُمت کیلئے پانچ گھنٹے دُعا:

اس محبوب کے طریقے کو چھوڑ کر کہاں بھاگنا ہے؟ کوئی ماں تو ایسی لاؤ جو اتنا روئی ہو جتنا اپنی امت کیلئے آپ ﷺ روئے، کوئی باپ تو ایسا دکھائیں، جو اپنی اولاد کیلئے اتنا پیا ہو جتنا آپ ﷺ پیے، کوئی باپ تو دکھاؤ جس نے پانچ گھنٹے مسلسل اپنے بچوں کیلئے دعا کی ہو، کوئی ماں تو دکھائیں جس نے پانچ گھنٹے مسلسل اپنے بچوں کیلئے دعا کی ہو۔ اور یہ دیکھو محبوب خدا، اپریل کا مہینہ آپ کے سر کے اوپر تو چھت پڑی ہوئی ہے کچھ نہ کچھ گرمی تو رکی پڑی ہے، عرفات کا میدان، اپریل کا مہینہ اور ایک بجے سے لے کر سورج چھپنے تک کوئی چھ گھنٹے کے قریب، آپ ﷺ اونٹنی جیسی سواری پر، جس پر کوئی آرام نہیں، بیٹھے ہوئے ہیں اور اپنی امت کیلئے دعا میں لگے ہوئے ہیں، سورج کی چلچلاتی دھوپ بھی تھک ہار کر سوگئی اور سورج بھی ڈوب گیا پر محبوب خدا کی دعائیں ختم نہیں ہوئیں۔ یا اللہ، یا اللہ، یا اللہ، یا اللہ، آنے والی ساری نسلوں کیلئے دعائیں کر دیں، اور نہ کھانا کھایا،

نہ پیا، شک پڑ گیا کہ پتہ نہیں روزہ ہے۔ ام فضل کا اللہ بھلا کرے، انہوں نے ایک پیالہ دودھ کا بھیج دیا، جو آپ نے عرفات کے میدان میں پیا، اس کے علاوہ کچھ نہیں پیا۔

اتنی لمبی دعائیں نہ کوئی ماں مانگے، نہ کوئی باپ مانگے، اس کے طریقوں میں ہمیں نظر نہ آئے، اس کے طریقوں میں ہم اپنی نجات نہ سمجھیں تو پھر کہاں جائیں گے۔

میرے بھائیو!

......اَیْنَ تَذْهَبُوْنَ ......اس قرآن کے لفظ کی پکار سنو فریاد سنو......اَیْنَ تَذْهَبُوْنَ ......

اے اللہ کے بندو کہاں جا رہے ہو؟ جیسے کوئی ماں اپنے نافرمان بچے کو کہتی ہے ارے کہاں جا رہے ہو؟ اس کی عقل میں فتور آ گیا، نہ ماں کی سنتا ہے نہ باپ کی سنتا ہے، تو ماں کہتی ہے کہاں جا رہے ہو اللہ اس سے زیادہ محبت کیسا تھ؟ اس سے زیادہ درد کے ساتھ کہہ رہا ہے، کہاں جا رہے ہو؟

محبوب میں نے تیری اُمت بخش دی:

اور اس سے زیادہ درد، اللہ کے محبوب کا سنو...... یا رب امتی ، امتی ......

آپ کی دعا سنو:

یا اللہ ابراہیمؑ نے کہا...... فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ ...... وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ الرَّحِیْمٌ (سورۃ ابراہیم آیت ۳۶ پارہ ۱۳)......اے اللہ، جو میری مانے، میرا، جو میری نہ مانے، تیری مرضی، معاف کر دے یا عذاب دے دے، عیسیٰؑ نے کہا...... اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ...... وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ (سورۃ مائدہ آیت ۱۱۸ پارہ ۷)...... تیرے بندے ہیں عذاب دے، تیرے بندے ہیں تو معاف کر، یہ عیسیٰ کی دعا۔

یا اللہ نہ میں ابراہیم کی کہوں، نہ میں عیسیٰؑ کی کہوں، بلکہ میں اپنی کہوں...... یا رب امتی ، امتی ، یارب امتی ، امتی ...... اے اللہ میری امت کو معاف کر دے، معاف کر دے، معاف کر دے، نہیں کرتا پھر بھی کر دے...... امتی ...... امتی ......

کہہ کر جو رونا شروع کیا، یہاں تک کہ جبرائیل بھاگے ہوئے آئے، اللہ نے دوڑا لیا، جاؤ پوچھو میرے محبوب کیوں روتے ہو؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اللہ نے مجھے بھیجا ہے، آپ کیوں پریشان ہیں؟ کیوں رو رہے ہیں؟ کہا جبرائیل مجھے میری امت کا غم کھا رہا ہے تو اللہ نے کہا اچھا جاؤ خوشخبری سنا دو، تیری امت کے بارے میں تجھے راضی کر دوں گا۔

آخری وقت میں حضور ﷺ کو امت کا غم اور نماز کی تاکید:

اور یہ دنیا سے جانے کا دن آ گیا، جبرائیلؑ اندر آئے، عزرائیلؑ باہر، آج انوکھا موت کا قصہ پیش آنے والا ہے، جو آج تک کبھی نہیں ہوا۔ کہ عزرائیل باہر کھڑے ہوں، جبرائیل اندر آئے، یارسول ﷺ، یہ عزرائیل باہر ہیں، اندر آنے کی اجازت مانگ رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے کہا، اجازت ملے تو چلے جانا نہیں تو واپس آ جانا، یارسول اللہ ﷺ جب سے موت کا کام ہونے لگا ہے، اللہ تعالیٰ نے کسی کو اختیار نہیں دیا آپ کو اختیار دیا ہے، چاہیں تو رکیں، چاہیں تو چلیں، آپ نے فرمایا ﷺ، جبرائیل جواب بعد میں دوں گا، جاؤ اللہ سے پوچھ کر آؤ کہ میرے بعد میری امت کیساتھ کیا کرے گا، ایسے موقع پر بھی امت یاد رہی، جبرائیلؑ واپس آئے، یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ آپ کی امت کو اکیلا نہیں چھوڑوں گا، کہا...... الئن قرت عینی...... اب میری آنکھیں ٹھنڈی ہیں، یا اللہ میری امت کا اگر تو حافظ ہے تو مجھے بلا لے۔

جبرائیلؑ بھی اس بات پر غمگین ہو گئے، یارسول اللہ ﷺ اگر آپ نے دنیا سے جانے کا فیصلہ کر لیا ہے، تو میرا بھی آج دنیا میں آخری دن ہے، آج کے بعد میں وحی لے کر نہیں آؤں گا۔ وہ مبارک سلسلہ جو آدمؑ سے چلا، آج ٹوٹ گیا، آج وہ ختم ہو گیا، آج کے بعد عزرائیلؑ نے اپنا کام شروع کیا تو آپ نے کہنا شروع کیا...... الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم...... الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم...... الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم ...... نماز پڑھتے رہنا نماز پڑھتے رہنا، ماتحتوں سے اچھا سلوک کرنا، یہ آخری الفاظ تھے، ان الفاظ کا اسلام آباد میں پاکستان میں مسلمانوں نے کیا پاس کیا کہ پچانوے فیصد لوگ نماز چھوڑ گئے۔ آخری الفاظ، نماز، نماز، نماز، غلام سے اچھا سلوک کرو، سے اچھا سلوک، ماتحتوں سے اچھا سلوک اور پھر جب آواز پست ہو گئی، پھر...... الصلوٰۃ، الصلوٰۃ...... نماز، نماز، پھر آخر میں کہا...... اللھم الرفیق الاعلیٰ...... یہ کہہ کر اللہ کے پاس چلے گئے۔

نجات کا وسیلہ اور سنت کی اہمیت:

میرے بھائیو! منزل تک پہنچنا ہے تو اللہ اور اس کے رسول کے ہاتھوں میں ہاتھ دینا پڑے گا، نہیں تو ہم بھٹک جائیں گے، ہلاک ہو جائیں گے، راستہ نہیں ملے گا، منزل نہیں ملے گی، منزل تک پہنچنے کیلئے حضرت محمد ﷺ کے قدم بقدم چلنا پڑے گا۔

مثال سے وضاحت:

یہ گاڑیاں کھڑی ہوئی ہیں، پچاس لاکھ سے لیکر، پانچ لاکھ کی گاڑیاں کھڑی ہیں، پچاس لاکھ کی گاڑی کے ایک ٹائر میں سے ہوا نکال دو؟ ایک روپے کی ہوا نکل گئی، یہ گاڑی اب نہیں چل سکتی، کون دیوانہ ہے جو اسکو چلائے گا، کہیں سے اُلٹ جائے گی، کوئی کہے میری پچاس لاکھ کی گاڑی ہے، اگر ہوا نکل گئی تو کیا ہوا؟ ایک روپے کی ہوا نکلی ہے۔ اس سے کیا ہوتا ہے؟ گاڑی چلاؤ، تو چلائے گا، تو ضرور اُلٹ جائے گی، اسی کے اوپر۔ میرے بھائیو! گاڑی کے پہیے میں سے ہوا نکلی گاڑی اُلٹ گئی محبوب خدا کی سنت نکلی تو ایمان کی گاڑی سلامت چلے گی؟

کیا اللہ کے رسول ﷺ کی سنت ٹائر کی ہوا سے بھی سستی ہے؟

کیا اللہ کے رسول ﷺ کا طریقہ کار ٹائر کی ہوا سے بھی سستا ہے؟

کیا اسکی اہمیت اتنی بھی نہیں، جتنی ٹائر میں ہوا کی ہے؟

کیا اسکی قیمت اتنی بھی نہیں، جتنی اس ہوا کی ہے؟

میرے بھائیو! ایک تار کٹ جائے، تو سارا سسٹم فیل ہو جاتا ہے، ایک سنت جب ٹوٹتی ہے تو بندے اور رب کا سسٹم ضرور ٹوٹتا ہے اور چونکہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کی عظمت کو نہیں جانتے، مسئلہ یہاں اٹکا ہوا ہے، اللہ کو ویسا نہیں جانا جیسے وہ ہے، اس کے رسول کو ویسا نہیں جانا جیسے وہ ہے، اس کی محبتوں کو ہم نے نہیں پہچانا، جیسے وہ کر کے گیا، اسکے درد اور دکھ ہم نے کہیں پڑھے جیسے وہ کر کے گیا۔

میرے بھائیو! اللہ کے رسول کی ایک ایک ادا اللہ کو محبوب ہے، اس پہ آنا پڑے گا، جو آئے، وہ کیسے اونچے اڑ گئے۔

قیامت کے دن خلفائے راشدین کا مقام:

آپؐ نے فرمایا..... انی لا عرف رجلا باسمه و باسم ابيه وامه لا ياتي باب من ابواب الجنة الاقال مرحبا مرحبا ... ای تشریفا مبارکا .... میں ایک آدمی کو جانتا ہوں، جس کے ماں اور باپ کو جانتا ہوں، جب وہ جنت کے در پہ آئے گا، تو آٹھوں دروازے کھل جائیں گے، ہر دروازہ کہے گا ... مرحبا، مرحبا.....مرحبا، مرحبا.....مرحبا، مرحبا ..... ہر دروازہ کہے گا ادھر سے آئیں، ادھر سے آئیں، ادھر سے آئیں، ادھر سے آئیں،

سلمان فارسیؓ گھٹنوں پہ کھڑے ہو گئے۔ یارسول اللہ ﷺ کون ہے یہ عزتوں والا۔ آپؐ نے کہا یہ ابوبکرؓ ہے جس کو آٹھوں دروازے پکاریں گے، کیوں؟ سب کچھ لگا دیا سب کچھ لٹا دیا۔

پھر آپ نے فرمایا، عمرؓ میں نے رات کو ایک گھر دیکھا، جنت میں، ایک اینٹ موتی کی، ایک یاقوت کی، ایک زمرد کی..... فقلت لمن ھذا ..... میں نے پوچھا یہ کس کا ہے؟ مجھے کہا گیا..... فتی من قریش ..... ایک قریشی کا ہے تو اتنا خوبصورت محل تھا کہ میں اندر جانے لگا تو مجھ سے فرشتے نے کہا، آپ کے غلام عمر بن خطاب کا ہے۔ پھر آپ نے مذاق کیا۔ عمر جی تو چاہتا تھا کہ اندر جا کر دیکھوں، تیرا غصہ یاد آ گیا، اس لیے نہیں دیکھا۔ حضرت عمرؓ کہنے لگے آپؐ پر غصے ہو سکتا ہوں؟ رونے لگے۔

پھر آپ نے کہا عثمان..... ان لکل نبی رفیقا فی الجنہ ..... انت رفیقی فی الجنہ ..... جنت میں ہر نبی کا ساتھی ہے، میرا جنت کا ساتھی تو ہے۔

پھر آپؐ نے علیؓ کا ہاتھ پکڑا اور تھوڑا سا اپنے قریب کیا پھر ارشاد فرمایا۔ یا علی ..... اترضی ان یکون منزلک مقابل منزلی فی الجنۃ..... اے علی تو راضی ہے اس بات پر کہ تیرا گھر میرے گھر کے سامنے ہو، آمنے سامنے، حضرت علیؓ رونے لگے کہا یارسول اللہ میں راضی ہوں۔

دیگر صحابہ کرامؓ کا مقام:

پھر آپ نے کہا..... یا طلحہ و یا زبیر ان لکل نبی حواریا فی الجنہ..... انتما حواری فی الجنۃ ..... اے طلحہ، اے زبیر، جنت میں ہر نبی کا ایک حواری ہے، میرے دو حواری ہیں، طلحہ ہے، زبیر ہے، پھر آپؐ نے فرمایا، عبدالرحمٰن، تو سب سے آخر میں میرے پاس آیا، عبدالرحمٰن بن عوف، عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، کہا تو آیا تو سہی پر سب سے آخر میں آیا، کہا کیوں یارسول اللہ ﷺ کہا تیرے مال کی کثرت نے تجھے حساب میں پھنسا دیا، حلال مال نے اتنی دیر کروا دی، جب مال ہی حرام ہو گا تو کیا بنے گا؟ جب کمائی حرام ہو گی تو کیا بنے گا! جب کمائی حرام ہو گی تو کیا حال ہو گا! جنہوں نے مال دے دیا وہ کس طرح اوپر اٹھے۔

آپ نے فرمایا، جو جنتی عورت سے شادی کرنا چاہے، ام ایمن سے کر لے، حبشی عورت، زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھاگ کے شادی کی، کہا جو جنتی دیکھنا چاہے تو دروازے سے آ رہا ہے، ایک انصاری، داڑھی سے پانی ٹپکتا ہوا، جوتا ہاتھ میں لئے داخل ہو گئے، اگلے

دن پھر فرمایا جو جنتی دیکھنا چاہے آ رہا ہے، وہی صحابی کل والا پانی داڑھی سے ٹپکتا ہوا جوتا ہاتھ میں پھر آپ بیٹھے، کہا جو جنتی دیکھنا چاہے یہ آ رہا ہے، پھر وہی صحابی رضی اللہ عنہ تینوں دن ایک صحابی، وہ آ رہا ہے، اور اس کی داڑھی سے اسی طرح پانی ٹپک رہا اور وہ آگے جوتا رکھ کے نماز پڑھ رہا۔

یمن سے بہت خوبصورت کپڑا آیا، صحابہؓ کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ کتنے خوبصورت ہیں، آپ نے کہا چھوڑو، سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جنت کی جو پوشاکیں ہیں وہ ان سے زیادہ خوبصورت ہیں۔ حارثہ کی ماں آئی، یا رسول اللہ ﷺ میرا بیٹا بدر میں شہید ہو گیا، میرا ایک ہی تھا مر گیا، مجھے بتائیں، جنت میں ہے تو صبر کروں، اگر دوزخ میں ہے تو ایسا رونا روؤں گی کہ سارا مدینہ دیکھے گا، آپ نے فرمایا! حارثہ کی ماں تو دیوانی ہے! پگلی ہے! کیا کہہ رہی ہے! اللہ کے راستے میں مرنے والا بھی کبھی دوزخ میں گیا، میں تجھے خوشخبری دیتا ہوں کہ تیرا بیٹا جنت الفردوس کی نہروں میں نہا رہا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا میں تینوں کو دیکھتا ہوں جنت کے میوے کھاتے پھرتے ہیں جنت کی فضاؤں میں اڑتے پھرتے ہیں اور جنت کی نہروں میں غوطے لگاتے پھرتے ہیں۔

اہل بیت کا مقام:

پھر یہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، جبرائیل علیہ السلام آ رہے ہیں، یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سلام پیش کر رہے ہیں۔ اور یہ کہہ رہے ہیں ان کو جنت میں ایک خوبصورت گھر کی خوشخبری دے دیجئے۔ پھر آپ فرما رہے یہ فرشتہ آیا ہے ابھی میرے پاس اور خوشخبری لایا ہے میرے لئے کہ میری بیٹی فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہے اور میرے بیٹے حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔...... سید ا شباب اهل الجنة...... الحسن و الحسین...... آپ تشریف فرماتے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوئے ہوئے، دونوں بچے کھیل رہے ہیں، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیٹھی ہوئی ہیں، آپؐ نے فرمایا کہ مجھے خوشخبری ملی ہے، میں اور میری بیٹی فاطمہ اور میرے دو بچے اور یہ جو سویا پڑا ہے (حضرت علیؓ) ہم قیامت کے دن ایک ہی مقام پر ہونگے، ایک ہی جگہ پر ہوں گے، جنت میں بھی اکٹھے اور میدان حشر میں بھی اکٹھے، تو جن لوگوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ

پیش کیا اور اللہ کے محبوب کے پیچھے چلے، اللہ تعالیٰ نے ان کو اس طرح اونچا بنا دیا۔

حضرت بلال ؓ کا مقام:

اور سنو چلو یہ تو سب قریشی ہیں، یہ آلِ رسول ہیں، یہ اہل بیت ہیں، ان کا ایسا مقام تو ہونا ہی چاہیے، ان کا ایسا مقام تو ہونا ہی چاہیے، ان کا نہ ہو تو کس کا ہو، اگر حسن حسین نہ شہزادے بنتے تو اور کون بنتا، اور فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار نہ بنتی تو اور کون بنتی! حضرت بلال ؓ کی سنو، جو حبشی اور کالا اور کالے کا بیٹا ہے، غلام ہے اور غلام کا بیٹا ہے۔ آپ ﷺ فرما رہے ہیں بلال کیا چکر ہے، جب بھی جنت میں جاتا ہوں تیرے قدموں کی آہٹ اپنے آگے آگے سنتا ہوں، اور سنو! آپ ﷺ نے فرمایا، جب میں جنت میں جاؤں گا تو سب سے پہلے جنت کا دروازہ میرے لئے کھلے گا، اور میں جنت کی سواری پہ سوار ہونگا، اور اس کی لگام نیچے ہوگی اور اللہ تعالیٰ کا اعلان ہوگا، یہ لگام بلال ؓ کو پکڑائی جائے، اور بلال میری سواری کی لگام کو پکڑ کر میرے ساتھ جنت میں داخل ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا دیدارِ عام وخاص:

یہ درجات کی بلندی ہے، اور سناؤں، آپ ﷺ نے فرمایا...... ان اللہ یتجلی للناس عامۃ ولابی بکر خاصۃ...... اللہ تعالیٰ ساری دنیا کو دیدار عام کرائے گا اور میرے ابو بکر کو دیدار خاص کرائے گا، کیا وہ دیدار کیا ہے جو خاص ہوگا! جنت کی سب سے بڑی نعمت اللہ کی زیارت ہے۔

حور بھی پیچھے،
قصور بھی پیچھے،
انہار بھی پیچھے،
غلمان بھی پیچھے،
نعیم بھی پیچھے،
ملک بھی پیچھے،

کیا اللہ نے نقشہ کھینچا ہے...... ذَوَاتَا أَفْنَانٍ...... یہ دیکھو سرسبز لہلہاتی جنتیں...... من کل فاکھۃ زوجٰن...... ہر چیز کا جوڑا جوڑا، یہ دیکھو...... عینٰن تجریان...... بہتے ہوئے چشمے، یہ دیکھو...... مُدْهَامَّتَانِ (سورۂ رحمٰن پارہ ۲۷)...... سرسبز اور ایسی سبز کہ

سیاہی مائل ہو جائیں، یہ دیکھو...... عَیْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ...... فوارہ مارتے چشمے، یہ دیکھو...... فَاکِهَةٌ وَّ نَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ...... پھول پھلوں کی بہتات، یہ دیکھو...... قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ حُوْرٌ عِیْنٌ ...... کَاَنَّهُنَّ الْیَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ...... اور...... عُرُبًا اَتْرَابًا...... کَوَاعِبَ اَتْرَابًا (سورۃ واقعہ آیت ۳۶، ۳۷)
......وہ لڑکیاں ایسی خوبصورت لڑکیاں ہیں۔

جنتی حور کی خصوصیات:

جو مشک سے بنی،
عنبر سے بنی،
زعفران سے بنی،
کافور سے بنی،
جن کی انگلی کا ایک پورہ سورج کو دکھائیں تو سورج بے نور ہو جائے۔
سمندر میں تھوک ڈالیں تو ساتوں سمندر شہد سے زیادہ میٹھے ہو جائیں۔
مُردوں سے بات کریں تو زندہ ہو جائیں۔
اور زندوں سے بات کریں تو کلیجے پھٹ جائیں۔
ڈوپٹے کو ہوا میں لہرائے تو ساری کائنات میں خوشبو پھیل جائے۔
ایک بال توڑ کے زمین پہ ڈال دے تو سارا جہان اس سے روشن ہو جائے۔
اور جب وہ بات کریں تو پوری جنت میں گھنٹیاں بجنے لگ جائیں،
اور جب وہ چلتی ہے......
اور ایک قدم اٹھاتی ہے......
تو اسکے پورے وجود میں سے......
ایک لاکھ قسم کے ناز و انداز ظاہر ہوتے ہیں نمایاں ہوتے ہیں۔
اس کا نخرہ ایسا،
اس کا ناز ایسا
اس کا انداز ایسا
کہ ایک قدم پہ ایک لاکھ قسم کے ناز نخرے دکھاتی ہے۔

جب وہ سامنے آتی ہے تو چہرہ سامنے ہوتا ہے۔
جب وہ پیٹھ پھیرتی ہے تو بھی چہرہ سامنے رہتا ہے۔
اس کا چہرہ نظروں سے غائب نہیں ہوتا، چاہے سامنے ہو، چاہے پیٹھ پھیرے۔
اور ستر جوڑے، ستر جوڑوں میں چمکتا جسم، چاندنی کی طرح نظر آتا ہے۔
پہلی نظر پڑتے ہی......

اللہ نے کہا کہ زنانہ کرو اگر کوئی پابندی لگائی ہے تو پیچھے یہ دینا چاہتا ہے......زوجنھم بحور عین ......آ اب میں تیری ان لڑکیوں سے شادی کرتا ہوں، جس کو دیکھنے میں تیرے چالیس سال گزر جائیں گے، میرے رب کی قسم، پہلی نظر پڑے گی اور چالیس سال دیکھتا رہے گا، اور اسکی پلک جھپک نہیں سکتی، نظر لوٹ نہیں سکتی، دائیں بائیں دیکھ نہیں سکتا، چالیس سال دیکھنے میں گم ہو جائے گا، ایسے حسن کے نقشے اور ایسے شہکار......عُرُبًا اَتْرَابًا...... کَوَاعِبَ اَتْرَابًا (سورۃ واقعہ آیت ۳۷)......یاقوت و مرجان کی طرح...... لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ......نہ انسان نے چھوا، نہ جن نے چھوا، پھر اللہ تعالیٰ کہتا ہے......فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (سورۃ رحمٰن آیت ۱۶، پارہ ۲۷)......اب بھی میری نعمتوں کو جھٹلاتے ہو تو پھر میں تمہارا کیا علاج کروں! جس گھر کو خود بنایا، اسلام آباد کے پہاڑوں کو امر کن سے بنایا، لوگ اسی کو جنت بنانے کے چکر میں پڑے ہوئے ہیں۔

جنت الفردوس کی محفل:

جنت الفردوس کو اپنے ہاتھوں سے بنایا، اور پھر دن میں پانچ دفعہ روزانہ اسکی ڈیکوریشن کرتا ہے۔ اس کو خوبصورت بناتا ہے، اس کو خوشبودار بناتا ہے اور اسے کہتا ہے......ازدادی طیبا لاولیاء ی وازدادی حسنا لاولیاء ی......اے جنت میرے دوست آرہے ہیں خوشبودار ہو جا۔

مہک جا،
بن جا،
سج جا،
دمک جا،

......فی جنة تجری فلعیون خلالها......

......والحور تعترفی رفاقت اشبدی......

اس کے بعد اللہ کہے گا اپنے رب کی ملاقات کو آجاؤ، یہ لطف بھی لے لیا اب اپنے مولا کا بھی دیدار کر کے دیکھو کہ تمہارا رب کیسے جمال والا کمال والا اور کیا اس میں کشش ہے۔

ادھر دربار میں پہنچے، ادھر کھانے سجے، ادھر پانی پلائے گئے، پھل کھلائے گئے، لباس پہنائے گئے، سجایا گیا پہنایا گیا، کھلایا گیا، مہکایا گیا، پھر اللہ تعالیٰ کہے گا جنت کی حوروں سے آؤ ذرا یہ وہ میرے بندے ہیں جو دنیا میں موسیقی نہیں سنتے تھے، ان کو جنت کی موسیقی سناؤ، ساری جنت ساز میں بدل جائیگی، اور حور کا سر اور جنت کا ساز اور حور کی آواز، وہ آواز، جو میرے بھائیو! سارے انسانوں کے دلوں کو اپنی ذات سے بھی غافل کر دے گی وہ آواز ہوگی، وہ مل کر گائیں گی اور یہ گانا اللہ کی تعریف کا ہوگا، اس کی تحمید تہلیل کا ہوگا، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے بولو کبھی ایسا سنا نہیں سنا، کہا دیکھا! یہ میں نے دنیا میں رنڈی کا گانا حرام کیا تھا کہ تمہیں یہ سنانا چاہتا تھا، کہنے لگے، اس سے اچھا سناؤں! کہا اس سے اچھا کیا ہے! فرمایا، اے داؤد آجا منبر پہ بیٹھ تو میرے بندوں کو سناؤ داؤد کی آواز اور جنت کا ساز، کیا کہنے اس منظر کے، بولو کبھی ایسا سنا! کہیں گے نہیں سنا، کہا اس سے اچھا سناؤں! وہ کیا ہے؟

حضور ﷺ کی آواز اور اللہ تعالیٰ کا دیدار:

فرمایا اے میرے حبیب آجا اب تو منبر پر بیٹھ جا محبوب کی آواز ہوگی اور جنت کا ساز ہوگا اور اللہ کی تعریف کا بول ہوگا، کیا کہنے اس منظر کے، جب جنت پہ بھی وجد طاری ہو جائیگا، پھر اللہ فرمائیں کے ایسا سنا! کہیں گے نہیں سنا، کہیں گے اس سے اچھا سناؤں! اس اچھا کیا ہو سکتا ہے! کہا اس سے اچھا تمہارا رب ہے جو تمہیں ابھی خود سنائے گا۔

اور پردے اٹھا دے گا، دروازے کھول دے گا، پردے اٹھ جائیں گے اور اللہ سامنے ہوگا، اور اللہ اپنا قرآن سنائے گا، آنکھیں دیدار سے لذت پا رہی ہوں گی، کان اسکی آواز سے لذت پا رہے ہوں گے، روح اس کے قرب سے سرشار ہوگی، ایسے مست ہونگے،

کہ جنت بھول جائیگی،

نعمتیں بھول جائیں گی،

حوریں بھول جائیں گی،
محل بھول جائیں گے،
کھانا پینا بھول جائیں گے۔

اور بے خود ہو کر کہیں گے اے مولا تو ایسے جمال والا، ہمیں اجازت دے ہم تمہیں سجدہ کرنا چاہتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے بس جو دنیا میں نمازیں پڑھی تھیں وہی کافی ہیں یہاں سجدے معاف ہیں، یہ نماز ایسی نہیں ہے کہ چھوڑ دی جائے۔

نماز تو جی ذاتی فعل ہے، بیڑا غرق جائے نماز بھی کوئی ذاتی فعل ہے، نماز تو اجتماعی کام ہے، جس کے چھوٹنے سے امتیں برباد ہو گئیں، آج نماز کی قدر دیکھو، کہا تم نے جو دنیا میں نمازیں پڑھی تھیں، اسکے بدلے ہم نے تمہاری نمازیں معاف کر دیں، اب تم مہمان ہو، اور میں میزبان ہوں، یہ تو دیدار عام ہے، دیدار خاص کیا ہوگا! وہ کیا چیز ہوگی!

اللہ تعالیٰ کی جنتیوں سے باتیں اور مذاق:

پھر اللہ ایک کا نام لے کر کہیگا...... ما من کم من احد الا سیحلو رہ محاضرۃ ......اللہ ایک سے پوچھے گا تیرا کیا حال ہے؟ تیرا کیا حال ہے؟ تیرا کیا حال ہے؟ ٹھیک ہو؟ خوش ہو؟ راضی ہو؟ اور بعضوں سے اللہ تعالیٰ مذاق فرمائیگا...... اتذکر یوم کذا...... اے میرے بندے یاد ہے وہ دن اشارہ کرے گا، اور وہ وہ کیا تھا، اشارہ کرے گا، یہ نہیں کہ تو نے یہ کیا تھا، خالی وہ دن وہ کیا تھا، اس کو تو سمجھ میں آ گیا کہ میں نے کیا کیا تھا، باقیوں کو تو نہیں پتا، تو آگے اس کو بھی پتا تھا اب تو معافی ہو چکی ہے، لہذا اُلٹی سیدھی بھی چل جائے گی، تو وہ کہے گا پھر معاف کر کے دوبارہ قصہ کیوں چھیڑ بیٹھے ہو؟...... اولم تغفر لی...... یا اللہ یہ معاف کر کے پھر فائل کھول لی، جانے دو، یہ دوبارہ فائل کیسے کھول لی، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، بے شک، بے شک، معاف کیا تو یہاں بٹھایا۔

میرے بھائیو!

اللہ کے واسطے اس کا شوق پیدا کرو کہ ہم حضرت محمد ﷺ کی زندگی کے خریدار بن جائیں آپ والے اخلاق ہمارے ہوں، آپ والی عبادات ہمارے اندر ہوں، آذان کی آواز آئے تو سارے اسلام آباد کی دکانیں بند ہو جائیں، کیا اللہ خوش ہوگا جب اسلام آباد کو تالے لگ

رہے ہوں، کیا ہوا بھئی، اذان ہوگئی، کیا ہوا بھئی؟ اذان ہوگئی، یہ کیا نماز ہے کہ دو کانوں پہ ہی مصلے بچھا کے نمازیں شروع ہوگئیں۔

اگر کسی کو صدر صاحب بلائیں، دوکان بند کر کے جائے گا کہ نہیں، گھر بیوی کو بھی فون کر کے کہے گا بھئی صدر صاحب نے بلایا ہے، جا رہا ہوں، آ کر بھی بتائے گا کہ صدر صاحب نے بلایا تھا، جا رہا ہوں، ارے پانچ دفعہ زمین و آسمان کے بادشاہ نے بلایا آجا، میرے گھر میں آجا، مجھ سے باتیں کر، میں تیرے انتظار میں ہوں تیرے سجدے دیکھنا چاہتا ہوں، تیری تسبیح سننا چاہتا ہوں، تیرا قرآن سننا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔ ان ناشئة اللیل ھی اشد وطئا واقوم قیلا۔۔۔۔۔ رات کو بھی اٹھا کر، تنہائی ہوتی ہے، اندھیرا ہوتا ہے، لوگ سوئے ہوئے ہوتے ہیں تو مجھ سے باتیں کر۔

اک ہوک سی دل میں اٹھتی ہے اک درد جگر میں ہوتا ہے
ہم رات کو اٹھ اٹھ روتے ہیں جب سارا عالم سوتا ہے

زندگی کی معراج:

جب اسلام آباد سو جائے تو کہے۔۔۔۔۔ اللّٰہ اکبر۔۔۔۔۔ تو پھر دیکھ میری محبت کیسے تیرے لئے ٹوٹ ٹوٹ کر آتی ہے، سارا پنڈی بند ہو جائے، سامنے مسجد اور نماز دوکان میں پڑھی جائے، یہ کون سی وفا ہے؟ کس طرح میں سمجھاؤں؟ کیسے یہ بات واضح کروں؟ کہ یہ کتنی بڑی جفا ہے اپنے اللہ کے ساتھ اور اپنے رسول کے ساتھ کہ وہ کہہ رہا ہے، آجا آجا۔۔۔۔۔ حی علی الفلاح۔۔۔۔۔ آجا، یہ کامیابی بڑی ہے۔

چھوڑ دے کاروبار،
چھوڑ دے دوکان،
چھوڑ دے کپڑا،
چھوڑ دے زیور،
چھوڑ دے لوہا، ماتا، مٹی کی تجارت،

آجا، آجا، میں تیرے انتظار میں ہوں، تیرے آنے پر اللہ اس ماں سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے، جس ماں کا بچہ بگڑا ہوا، روٹھا ہوا، بھاگا ہوا، بھٹکا ہوا لوٹ کے واپس آجائے، اللہ زیادہ

خوش ہوتا ہے، اس ماں سے جب کوئی بندہ اللہ کی طرف اٹھ کے چلتا ہے۔

سارا اسلام آباد جو بند ہو جائے، کیا ہوا، کیا محمدی بن گئے، بک گئے، ہم اللہ رسول ﷺ کے غلام بن گئے، آج کے بعد ہم مسجد والے ہیں ہم سپر مارکیٹ والے نہیں ہیں، اور ہم راجہ بازار والے نہیں ہیں ہم مسجد والے ہیں اللہ پکارے گا ہم دوڑیں گے، ہم جا گریں گے اس کے سجدے میں پڑ جانا، یہی تو ہماری زندگی کی معراج ہے۔۔۔۔۔ان الساجد یسجد فی قلبی الرحمن۔۔۔۔۔ بڑے زمانے کے بعد ایک حدیث آپ کی برکت سے یاد آ گئی، اللہ تعالیٰ کے محبوب نے فرمایا، کہ جب کوئی بندہ زمین پہ سر رکھتا ہے سجدے میں تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے، زمین پہ نہیں، اسے کہو تو میرے قدموں میں سر رکھ کے پڑا ہے، تو کیا وہ جنازہ ہو کہ اسلام آباد، میں بے نمازی ہوں اور یہ جنازہ ہو کہ نمازی دکانوں میں نماز کھڑے پڑھ رہے ہوں، مسجد کی طرف دوڑو۔

اذان پر مسلمانوں کا عمل:

اللہ کی طرف دیوانہ وار بھاگو، کہاں جا رہے؟ اللہ نے بلایا کیوں جا رہے؟ اللہ نے بلایا، کس لئے جا رہے؟ اللہ نے بلایا، محبت میں جا رہے، شوق میں جا رہے، عشق میں جا رہے، اذان ہوتے ہی آپ کے چہرے کا رنگ بدل جاتا تھا، اذان سن کر حضرت علیؓ جیسے شہسوار پر شہ زور دلیر پر، جو خیبر کا دروازہ توڑ گئے، ایسے پہلوان پر اذان سن کر کپکپی طاری ہو جاتی تھی۔ بدن پہ لرزہ طاری ہو جاتا تھا جسم کانپنے لگ جاتا تھا، وہ جانتے تھے

چو می گویم مسلمانم بلرزم
کہ دانم مشکلات لا الہ را

وہ جانتے تھے کہ اللہ اکبر کی صدا کیا ہے، کس نے بلایا ہے؟ کس نے پکارا ہے؟ کیا بغاوت ہے میرے بھائیو! کہ دروازے کے ساتھ مسجد ہو اور اللہ بلائے اور وہ ہیں دوکان پہ نماز پڑھے اور گھر میں نماز پڑھے اور جماعت قضا کر کے پڑھے، محمدی زندگی کی پہچان یہ ہے کہ اذان پہ سارا پنڈی بند، سارا اسلام آباد بند، سارا پشاور بند، سارا پاکستان بند، کیا ہوا! اللہ نے بلا لیا ہے، رزاق نے بلا لیا، آ جاؤ مجھ سے لے لو۔

ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز میں مشغولیت:

ابوریحانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ..... جہاد کے سفر سے آئے، گھر میں پہنچے تو رات کو عشاء کی نماز کے بعد بیوی سے کہنے لگے، دو نفل پڑھ لوں پھر بیٹھ کے باتیں کرتے ہیں، دو نفل..... اللہ اکبر..... اب وہ بیٹھی ہوئی کہ قل ہو اللہ سے رکوع کردے گا، لمبے سفر سے آیا ہے تو کوئی بیٹھ کے بات چیت ہوگی، وہ قل ہو اللہ کیا وہ تو الم..... شروع ہوگیا، چلتے چلتے چلتے چلتے فجر کی اذان ہوئی اور ابوریحانہ نے سلام پھیرا تو بیوی غصے سے بپھر گئی..... اما لنا منك نصيب..... میرا حق کہاں گیا؟..... تعبت و اتعبتني ..... مجھے بھی تھکایا خود بھی تھکا، ایک جدائی کا صدمہ، ایک قریب آ کے تڑپایا میرا حق کہاں ہے، کہنے لگے معاف کرنا میں بھول گیا، کہا تیرا اللہ بھلا کرے تو کیسے بھول گیا! یہاں تو چلنے میں دو سو میل دور بھی نہیں بھولتی، یہ ایک کمرہ میں بھول گیا، کیسے بھول گیا؟ کہا جب اللہ اکبر کہا تو جنت سامنے آ گئی تو سب بھول گیا۔

میرے بھائیو! اللہ کے واسطے ہم اس زندگی کی طرف لوٹ آئیں جس میں دنیا اور آخرت کی کامیابی چھپی ہے وہ اللہ اسکے رسول کی پسندیدہ زندگی ہے۔

حضور ﷺ والے اخلاق زندہ کریں:

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو جو اخلاق دیے وہ اخلاق زندہ کردیں..... صل من قطعك..... اعط من حرمك..... واعف عمن ظلمك ..... جو تجھ سے توڑے تو اس سے جوڑو، جو مانگے اسکو دو، جو ظلم کرے اسے معاف کرو، اللہ کا رسول فرماتا ہے، دستخط کروالو جنت الفردوس میں گھر لے کر دے دوں گا، ہاں، معاف کرنا آسان نہیں، ہزار نفل پڑھوا لو معاف نہیں کرے گا، کہے گا میں سو نفل ضرور پڑھوں گا معاف نہیں کروں گا، سو نفل پڑھے گا سلام نہ کرنے والے کو سلام نہیں کرے گا، جو ڈول تکبیر کہے گا، اسے ہی یہ ڈول تکبیر کہے گا ورنہ بالکل نہیں کہے گا چاہے مر جائے، یہ اسے ہی سلام کرے گا جو اسے سلام کرے گا نہیں نہیں نہیں نہیں، ہمارے یہ اخلاق نہیں ہیں، ہمارا یہ انتقامی معاشرہ نہیں ہے۔

ہمارے یہ اخلاق اور ہیں..... صل من قطعك ..... جو سلام نہ کرے ہم اسے جا کے سلام کریں اعطی من حرمك..... جو نہیں دے ہم اس کے گھر خود جا کے دیں۔ واعف عن من ظلمك..... جو ہم پر زیادتی کرے ہم کہتے ہیں جاؤ اللہ کے واسطے معاف کیا، ہم معاف کرتا

سیکھیں، درگزر کرنا سیکھیں، ہمارا انتقامی معاشرہ نہیں ہے۔

میرے بھائیو! حضرت محمد ﷺ کے مبارک اخلاق یہ ہمارا سرمایہ ہیں، آپ کا علم، یہ ہمارا سرمایہ ہے۔

قرآن اور حافظ قرآن کا مقام:

قرآن کی عظمت ہو، علم کی عظمت ہو اسکے ذکر کی عظمت ہو...... ان فی الجنة نهرا...... اسمه ریان...... علیه مدینة من مرجان...... له سبعون الف باب...... من ذهب و فضة...... لحامل القرآن ...... جنت میں ایک نہر ہے جس کا نام ریان ہے، جس پہ مرجان کا شہر ہے، جس کے ستر ہزار سونے چاندی کے دروازے ہیں اللہ حافظ قرآن کو دے گا۔

قرآن پڑھنا بے کار ہو گیا اور انگریزی سکولوں میں پانچ پانچ ہزار فیسیں دے کے کہتے ہیں ہمارے بیٹے بڑے آدمی بنیں گے، یہ کیا بڑا بنے گا جو اپنے باپ کو بھی نہ پہچانے اپنی ماں کو بھی نہ پہچانے، یہ بڑائی کیسی بڑائی ہے، کمانے والا تو بنا دیا، اللہ والا تو نہ بنایا، قرآن سے غافل رکھا، قرآن کے علم سے غافل رکھا، یا اعلان سنو قیامت کا...... این الفقهاء ...... علماء کہاں ہیں؟...... این الائمة ...... امام مسجد کہاں ہیں؟ ...... این المؤذنون ...... اذان دینے والے کہاں ہیں؟ جو آجکل چھوٹے لوگ ہیں نا، یہ چھوٹا طبقہ کہلاتا، اذان دینے والے کی کیا حیثیت ہے، چھوٹے چھوٹے تاجر آ کے اس کی ٹھکائی کر دیتے ہیں، تو نے لیٹ اذان دی، امام مسجد کی کیا حیثیت ہے بچارا ہر وقت نمازیوں کی ڈانٹ کھاتا رہتا ہے، ہر وقت نمازیوں کے نیچے دبا رہتا ہے۔

اندھوں سے روشنی کی توقع:

آج علماء کو کون پوچھتا ہے، لوگ کہتے ہیں یہ تو فرسودہ لوگ ہیں، ہمیں پرانے زمانے کی طرف لے جانا چاہتے ہیں، ہم نئی روشنی کے لوگ ہیں، ہم نئی روشنی لینا چاہتے ہیں، کن سے! اندھوں سے، کن سے! جانوروں سے، کن سے روشنی لینا چاہتے ہیں! اہل باطل سے اور اہل کفر سے، کافر کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ کہتا ہے...... کَالْاَنْعَامِ...... بَلْ هُمْ اَضَلُّ (سورۃ اعراف پارہ ۹)...... یہ انسان نہیں ہیں جانور ہیں، یہ دیکھنے والے نہیں ہیں، یہ اندھے ہیں، مسلمان دیکھنے والا، کافر اندھا اور مسلمان کہے کہ حضرت میرا مسئلہ تو حل کر دو، حضرت مجھے راستہ تو دکھا دو، یہ کیا چکر ہے؟

قرآن کس کے لئے شفا ہے:

اللہ کا قرآن بول رہا ہے..... هُدًى وَ شِفَاءٌ.....اور شِفَاءٌ وَرَحْمَة ..... یہ میری کتاب ہے یہ تمہارے لیے شفا ہے، یہ پتہ ہے اس کا مطلب کیا لیتے ہیں، پیٹ میں درد ہو تو سورۃ فاتحہ گھول کے پلا دو اور بیمار ہو گیا تو قرآن کی آیت اس کے اوپر لٹکا دے اور بیمار ہو گیا تو آیت شفا لکھ کر پلا دو، صرف شفا کا مطلب اتنا سمجھا ہے، یہ اتنا مطلب نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کہہ رہا ہے۔

تمہاری معیشت بیمار ہو جائے تو اس کی شفاء بھی میرے قرآن میں موجود ہے۔

تمہارا جسم بیمار ہو جائے اس کی شفاء بھی ہے،

تمہاری تجارت بیمار ہو جائے اس کی شفاء بھی ہے۔

تمہارا لین دین بیمار ہو جائے اس کی شفاء بھی ہے۔

تمہارا ملک بیمار ہو جائے اس کی شفاء بھی ہے۔

تمہارا اجتماعی مسئلہ بیمار ہو جائے اسکی شفا بھی قرآن ہے۔

تمہارا انفرادی مسئلہ بیمار ہو جائے اسکی شفا بھی قرآن ہے۔

تمہاری عدالتیں بیمار ہو جائیں اس کی شفا بھی قرآن ہے۔

تمہارے وکیل بیمار ہو جائیں۔

تمہارے ڈاکٹر بیمار ہو جائیں،

تمہارے مزدور بیمار ہو جائیں،

امت کا ہر ہر مسئلہ

اجتماعی ہو،

انفرادی ہو،

مال کا ہو،

سیاست کا ہو،

عدالت کا ہو،

تجارت کا ہو

صدارت کا ہو،

حکومت کا ہو،

ہر ہر مسئلے کی شفاء قرآن ہے، صرف تلاوت کے لئے نہیں ہے اور برکت کے لئے نہیں ہے۔ دوکان کھولی سپر مارکیٹ میں قاری صاحب نے بھیجا قرآن پڑھاتا ہے، آج قرآن پڑھا کل سود کا کاروبار شروع کیا تو قرآن کیسے برکت دے گا!

اہل قرآن کی فضیلت:

شفاء ہے...... ھدی و شفاء ...... تو اعلان ہو گا تو آج تو قرآن کو سمجھنا، قرآن پڑھنا، قرآن پڑھانا، قرآن سے شفا لینا، یہ تو آج دستور ہی نہیں رہا، آج سنو...... این العلماء ...... علماء کہاں ہیں، حاضر لبیک، موجود ہیں جی...... این المؤذنون...... آذان دینے والے کہاں ہیں!؟ اسلام آباد کی مسجدوں کے مؤذن، جو چھوٹے چھوٹے کمروں میں رہتے ہیں، اور قاری صاحبان کہاں ہیں، فقہاء کہاں ہیں؟ اذان دینے والے کہاں ہیں؟ اور مؤذن کہاں ہیں؟ امام مسجد کہاں ہیں؟ کہا یہ موجود ہیں، کہا باہر آجاؤ، سب سے ان کو ایسے نکالا جائے گا اور یہ اس طرح آرہے ہونگے جیسے بادشاہ اپنی رعایا میں سے چل کر آتا ہے، اللہ تعالیٰ کہے گا۔ منبر بچھاؤ بچھ گئے، بیٹھ جاؤ، بیٹھ گئے، کہا تم فارغ اور ان کا مجھے حساب لینے دو۔ اگر کسی کا بیٹا مؤذن ہو تو وہ کہہ سکتا ہے میرا بیٹا مؤذن ہے، اس کے تو منہ سے نکلتا ہی نہیں، اور اگر وہ انجینئر ہو، ڈاکٹر ہو، تاجر ہو، سائنسدان ہو، بڑی دکان ہو، کہا میرے بیٹے کی سپر مارکیٹ میں بڑی دکان ہے، بڑا ڈاکٹر ہے بڑا انجینئر ہے، جب میں نے میڈیکل چھوڑا، میرا چھوٹا بھائی کہنے لگا، اب ہمیں شرم آتی ہے کسی کو بتاتے ہوئے کہ تم مولوی بن رہے ہو، پہلے ہم کہتے تھے، ہمارا بھائی ڈاکٹر بن رہا ہے، اور اب ہمیں شرم آتی ہے کہ ہم کہیں کہ مولوی بن رہا ہے، کوئی کہے گا میرا بیٹا مؤذن بن رہا ہے انا مہا لبعدی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنو، حضرت علیؓ کہتے ہیں، اے کاش کہ میں حسنؓ اور حسینؓ کے لئے مسجد نبوی کی اذان اللہ کے رسول ﷺ سے منوا لیتا کہ آپ کے بعد میرے بیٹے ہی اذان دیا کریں گے۔

میرے بھائیو!

اس مبارک زندگی کو اللہ کی اطاعت، اسکے رسول ﷺ کی اتباع، اسکی نمازیں، عبادات، اخلاقیات، اس کا علم، اس کا قرآن، اس کی کتاب، یہ سب وزن ہم نے اٹھانا ہے، پھر اس

وزن کو اٹھا کر ساری دنیا میں ہم نے پہنچانا ہے، کوئی نبی نہیں آئے گا، یا تو کوئی نبی آئے تو ہم کہیں کہ ہماری چھٹی ہوگئی، ہم تو اسلام آباد، پنڈی میں کمائیں گے، اور نبی صاحب آکے تبلیغ کریں گے۔ اب نبوت کا دروازہ تو بند ہوگیا، جو نبوت کو آپ کے بعد مانے تو کافر ہے، نبوت کا دروازہ بند ہے اور پیغام نبوت باقی ہے۔

تبلیغ کیلئے عامل ہونا شرط نہیں:

آپ ۲۳ سال دنیا میں رہے اور اللہ کے پاس چلے گئے، ساری دنیا خالی پڑی ہے، کون اللہ کا پیغام سنائے؟ کون جا کر ان کو دعوت دے؟ ہم صرف اسلام آباد میں تبلیغ کریں گے، ہم پنڈی میں تبلیغ کریں گے، ہم ملتان میں تبلیغ کریں گے، سارا عالم ہماری محنت کا میدان ہے کہ ہمارے نبی نے ہمیں سارے عالم کو کہا...... ان اللہ بعثنی ...... کافة للناس رحمة فادو عنی ...... میرے اللہ نے مجھے سارے جہانوں کا نبی بنا کر بھیجا کہ میرا پیغام آگے پہنچاؤ ...... فلیبلغ الشاھد الغائب ...... میری بات غائب تک شاہد پہنچا دے ...... بلغو عنی ولو اية ...... میری ایک بات بھی تمہیں آتی ہے تو پہنچا دو یہاں عالم ہونے کی شرط بھی ہٹادی......

بلغو عنی ولو اية ...... اس میں عمل کی بھی شرط ہٹادی کہ عمل ہو تو پہنچاؤ اور عمل نہ ہو تو مت پہنچاؤ یہ بھی شرط ہٹادی...... فلیبلغ الشاھد الغائب...... اس میں یہ شرط بھی ہٹادی عمل ہو تو تبلیغ کرو، علم ہو تو تبلیغ کرو، نہیں تو نہ کرو۔

اگر اللہ کا رسول ﷺ کہتا...... فلیبلغ العالم الغائب ...... عالم تبلیغ کرتے ہیں اور ہم سب کی چھٹی ہوتی ہم تو عالم ہی نہیں...... فلیبلغ العامل الغائب...... عمل والے ہی تبلیغ کریں، بے عمل تبلیغ نہ کریں تو بھی ہماری چھٹی ہوتی، ایک لفظ بولا...... فلیبلغ الشاھد الغائب...... کیا خوبصورت لفظ بولا، کیا آپ کی فصاحت کا کمال ہے کہ لفظ شاہد کا معجزہ ہے۔ کہ اس نے امت کے کسی فرد کو نہیں چھوڑا۔

عالم کو نہیں چھوڑا،

جاہل کو نہیں چھوڑا،

عمل والے کو نہیں چھوڑا،

بے عمل کو نہیں چھوڑا،

پیسے والے کو نہیں چھوڑا،

فقیر کو نہیں چھوڑا،

سب کو پابند کر دیا ہے کہ ساری دنیا میں اللہ کا پیغام پہنچانا اس امت کے ہر مرد و عورت کے ذمے ہے۔

تبلیغ کا کام اور صحابہؓ کا اعزاز:

تبلیغی جماعت میں تبلیغ کا کام نہیں دے رہی تبلیغ کا کام آپ کی اللہ دے رہا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے نظام چلایا، پہلے دین مکمل کیا...... اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ ...... وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ ...... وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (سورۃ مائدہ آیت ۳ پارہ ۶) ...... پہلا کام یہ کیا کہ اسکو مکمل کیا، اب اس میں کمی نہیں، زیادتی نہیں، دوسرا کام یہ کیا کہ اس کی حفاظت کی ...... اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ ...... وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (سورۃ حجر پارہ ۱۴) ...... ہم نے قرآن کو اتارا ہم نے اس کی حفاظت کا ذمہ لیا، اب یہ قرآن میں نہ کوئی زیادتی ہو سکتی ہے نہ کمی ہو سکتی ہے، نہ اس میں کوئی تحریف ہے نہ اس کو بدلا جا سکتا ہے...... لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ ...... لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِہٖ ...... لَا رَیْبَ فِیْہِ (سورۃ یونس پارہ ۱۱) ...... قَوْلٌ فَصْلٌ وَّمَا ہُوَ بِالْھَزْلِ ...... تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ ...... فُصِّلَتْ اٰیٰتُہٗ (سورۃ طارق پارہ ۳۰) ...... اور ...... اُحْکِمَتْ اٰیٰتُہٗ ...... یہ ساری آیات بتاتی ہیں، قرآن کی حفاظت ہے، مکمل کیا، محفوظ کیا، پھر ایک ایسی جماعت تیار کی، جنہوں نے اس پیغام کو گلے لگایا، پھر اس جماعت کی اللہ نے خود تصیح کی کہ یہ جماعت وہ ہے جن سے میں خود راضی ہوں...... وَکُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی ...... یہ آیت آخری دنوں کی ہے اس میں دو جماعتیں تو بتائیں...... لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ ...... مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ...... اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَۃً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا ...... مِنْ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا (سورۃ الحدید آیت ۱۰ پارہ ۲۷) ...... فتح مکہ کے پہلے اور فتح مکہ کے بعد صحابہؓ، اس کا درجہ برابر تو نہیں ہے لیکن...... وَکُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی ...... ہم نے دونوں کیلئے جنت کا وعدہ کیا ہے، اللہ ان سے راضی ہے اور جس کیلئے حسنٰی کا وعدہ ہے...... وَکُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی ...... اس کیلئے حسنٰی ہے، یہ حسنٰی ایک اور جگہ قرآن میں بیان ہوا ہے...... اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَھُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰی ...... اُولٰٓئِکَ عَنْھَا مُبْعَدُوْنَ (سورۃ انبیاء آیت ۱۰۲ پارہ ۱۷) جن کیلئے میں نے حسنٰی لکھ دیا ہے وہ دوزخ سے دور ہو گئے

يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ...... وہ دوزخ کی آہٹ نہیں سنیں گے...... وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ...... وہ جنت کی نعمتوں میں ہمیشہ رہیں گے...... لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ ...... انہیں کبھی بھی دوزخ اور انہیں کبھی بھی قیامت کا صدمہ نہیں آئے گا...... وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ...... فرشتے ان کو ملیں گے...... هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۳)...... وہ دن آگیا ہے جس کا تمہارے لئے وعدہ کیا گیا تھا۔

اسلام کی اشاعت اور صحابہؓ کی قبریں:

اللہ نے دین مکمل کیا، اس کی حفاظت کی پھر ایک پاکیزہ جماعت تیار کی جنہوں نے اس کو اللہ کے محبوب سے منی کی وادی میں لیا، اور آپ کی وفات کے بعد صرف ۹۰ ہجری میں اسلام کی آواز اٹھی، دیپالپور تک پہنچی، کشمیر تک پہنچی، ۵۰ ہجری میں محمد بن ابی صفرہ کابل کے راستے پشاور سے نکلتے ہوئے لاہور سے نکلتے ہوئے قلات تک پہنچے ہیں، قلات میں ۷ صحابہ، تابعین، شہداء آج بھی پہاڑ کے دامن میں سوئے پڑے ہیں اور محمد بن قاسم ۹۰ ہجری میں وہ دیبل کے راستے آئے اور ملتان تک پہنچے، دیپالپور تک پہنچے، کشمیر تک پہنچے، اور ادھر قتیبہ بن مسلم الباہلی، کاشغر تک پہنچے اور حضرت عبدالرحمٰن جبل السراج تک پہنچے، ابوایوب انصاری، استنبول تک پہنچے، اور عبدالرحمٰن بن عباس، معبد بن عباس، عقبہ بن نافع، ابوزمعہ الانصاری، ابوذیابہ انصاری، رویفع انصاری، یہ وہ صحابہؓ ہیں جو شمالی افریقہ، لیبیا، مراکش، الجزائر اور تیونس، ان سب کے اندر ان کی قبریں پھیلیں۔

عقبہ بن نافع الجزائر میں دفن ہوئے،

ابوزمعہ تیونس میں دفن ہوئے،

عبدالرحمٰن بن عباس، معبد بن عباس، یہ شمالی افریقہ میں دفن ہوئے،

حضرت عبدالرحمٰن جنوبی فرانس، پیرس سے جنوب کی طرف دو ڈھائی سو کلومیٹر دور ان کی قبر بنی،

اسد ابن سراج اٹلی کے نیچے جزیرہ ہے سسلی، جہاں ان کی قبر بنی،

قثم بن عباس کی سمرقند میں قبر بنی،

ربیع بن زید الحارثیؓ کی سجستان میں قبر بنی،

ابوایوب انصاری کی استنبول میں قبر بنی،

ابوطلحہ انصاری کی بحیرہ روم میں قبر بنی،

براء بن مالک کی تستر میں قبر بنی،

نعمان ابن مقرن کی نہاوند میں قبر بنی،

عمرو ابن معدیکرب کی نہاوند میں قبر بنی،

ابورافع غفاری کی خراسان میں قبر بنی،

عبدالرحمٰن بن سمرۃ کی خراسان میں قبر بنی،

اس وقت یہ افغانستان کا حصہ تھا، یہ دیکھو ان کی قبروں کا نیٹ ورک، یہ کس طرح اللہ کے نام پہ قربان ہوتے ہوتے، ہوتے ہوتے، دنیا میں زمین میں چھپ گئے اور اللہ کا کلمہ بلند ہوا۔

امت محمدیہ ﷺ کی خصوصیات:

...... فلیبلغ الشاھد الغائب ...... میرا پیغام قیامت تک پہنچایا جائے اور...... کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ اُخرِجَت لِلنَّاسِ (سورۃ آل عمران آیت ۱۱۰ پارہ ۴)...... تم بہترین امت ہو جو لوگوں کیلئے نکالے گئے ہو...... اخرجت...... نکالے گئے، اخرجت کا لفظ یہاں عظیم الشان معنی دے رہا ہے ...... اُخرِجَت...... کا مطلب کیا ہے یہاں؟ آپ کے گھر میں ولیمہ ہے، آپ نے ٹیلیفون کیا، کہا جی میرے گھر میں ولیمہ ہے، آپ نے کسی کارڈ بھیجا، کہا جی میرے گھر میں ولیمہ، ایک گھر میں آپ خود گئے، کہا بھائی، میرے گھر میں ولیمہ ہے، آپ تشریف لائیں، جس گھر میں آپ خود گئے، اس گھر والے کو آپ نے سب سے زیادہ عزت بخشی ہے کہ میں آپ کو خود بلانے آیا ہوں میرے گھر میں ولیمہ ہے۔

لفظ...... اخرجت...... یہاں یہ مطلب دے رہا ہے کہ اے میرے محبوب کی امت، تمہارا رب تمہیں خود بلانے آیا ہے کہ آؤ ایک کام ہے وہ کرو، کہا میں بلانے آیا ہوں، اللہ کہیں بلانے آیا ہے ہم نہ جائیں تو ڈوب کے مر جائیں، پھر اسے یہ رائیونڈ والے تھوڑی بلا رہے، ذکریا مسجد والے تھوڑی بلا رہے، یہ اسلام آباد کے اجتماع والے تھوڑی بلا رہے، اللہ بلا رہا ہے...... اخرجت...... اے امت احمد میں تمہیں بلانے آیا ہوں، کس لئے یا اللہ...... للناس...... لوگوں کو نفع پہنچاؤ، کونسا نفع؟

ہسپتال بنائیں؟
یتیم خانے بنائیں؟
سڑکیں بنائیں؟
ٹرسٹ بنائیں؟
کیا بنائیں، کہا نہیں، نہیں، نہیں، یہ کام ساری دنیا کر سکتی ہے یہ کام بھی کرنے ہیں لیکن جس کام کیلئے ہم نے تمہیں بلایا ہے، وہ یہ نہیں ہے، وہ کیا ہے؟..... تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ..... جاؤ بھلائی پھیلاؤ ..... وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ..... جاؤ برائی مٹاؤ ..... وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (سورۃ آل عمران آیت ۱۱۰ پارہ ۴) ..... اور مجھ پہ ایمان لاؤ۔ یہ تمہارا وہ کام ہے، وہ جو پوری دنیا میں کوئی نہیں کر سکتا، یہ صرف تم ہی کر سکتے ہو، اس لئے تم سب سے بہترین امت ہو تم جیسا کوئی نہیں۔

محمدی راستہ:

تم سب سے بہترین امت ہو، موسیٰ نے پوچھا یا اللہ میری امت سے اچھی کوئی امت ہے۔ بادلوں کا سایہ، من و سلویٰ کھلایا، کہا اے موسیٰ، میرے محبوب کی امت کو ساری دنیا پہ وہ عزت حاصل ہے جو تجھے اپنی مخلوق پہ حاصل ہے، کچھ سمجھے بھائی؟ اے اللہ وہ امت مجھے دے دے، کہا نہیں تجھے نہیں دیتی، میرے محبوب کی امت ہے، کیوں؟ کہا..... اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ..... تمہارے ذمہ لگایا ہے کہ میرا پیغام آگے پہنچادو، ساری دنیا میں پہنچادو، قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ (سورۃ یوسف پارہ ۱۳) ..... اے میرے محبوب کہو یہ ہے میرا راستہ..... هٰذِهٖ سَبِيْلِيْ ..... یہ ہے میرا راستہ..... هٰذِهٖ سَبِيْلِيْ ..... میں ایک زبردست معنی چھپا ہوا ہے جو ترجمے میں نہیں آتا، عربی ادب سے سمجھ میں آتا ہے، یہ کیا معنی چھپا ہوا ہے؟

ایک لطیف مثال:

یہاں یہ پیچھے پچاس لاکھ کی گاڑی کھڑی ہوئی ہے، ادھر ایک سائیکل کھڑا ہوا ہے ایک آدمی گاڑی سے گزرتا ہے، کہتا ہے یہ ہے میری گاڑی، اس کے لہجے میں ایک تکبر ہوتا ہے، ایک فخر ہوتا ہے، کہتا ہے یہ ہے میری گاڑی، تو دوسرا آدمی جسے پتہ نہیں ہے وہ کہتا ہے بھئی واقعی کتنی

بڑی گاڑی ہے، کتنی عظیم الشان گاڑی ہے، کتنی بہترین گاڑی ہے، کہتا ہے۔

یہ ہے میرا بنگلہ،

یہ ہے میرا گھر،

یہ ہے میری دوکان،

یہ ہے میری گاڑی،،

جس کا سائیکل ہو وہ کہتا ہے۔ یہ تو میری سائیکل ہے، اس کے لہجے میں تواضع ہوتا ہے۔ اجی یہ میری سائیکل ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے..... ھذا سبیلی ..... کہو فخر سے یہ میرا راستہ ہے، یہ میرا راستہ ہے، کیا ہے؟ ادعو الی اللہ ..... میں تبلیغ کرتا ہوں، تو کیا تبلیغ صرف گھر میں کرتے ہو، کہا نہیں سارے عالم میں پھرنا پڑے گا، چونکہ ہمارا نبی عالمی ہے سارے عالم میں جانا پڑے گا۔

دنیا منتظر ہے:

حضرت عبداللہ ابن رواحہ جمعہ پڑھنے کیلئے پیچھے رہ گئے، آپؐ نے سلام پھیرا، عبداللہ تو گیا نہیں؟ کہا جی جمعے کی تمنا تھی، آپ کے پیچھے پڑھوں کہا، کتنا پیچھے رہ گئے، کہا آدھا دن آگے چلے گئے، کہا نہیں، مشرق ومغرب کے فاصلے کے برابر تو ان سے دور ہو گیا۔

میرے بھائیو! تبلیغ ہمارے ذمے ہے۔ حضرت محمد ﷺ اور اس کا رب دونوں مل کر کہہ رہے ہیں کہ جاؤ میرا پیغام دنیا میں پھیلا دو، تو یہ تبلیغ کا کام اسکی یاد دہانی ہے تو میرے بھائیو: ساری دنیا اس وقت منتظر ہے کہ کوئی ان کو اللہ کا پیغام جا کے سنائے اور بتائے، صحابہ نے عمل سے کر کے دکھایا۔

زمانہ قحط میں ایک صحابیؓ کا واقعہ:

آپ نے ایک جماعت روانہ کی، قحط کا زمانہ تھا سب کو تھوڑا تھوڑا دیا، ایک صحابی انکو نہیں دیا یاد نہیں رہا، وہ بھوکے چل پڑے، جرف تک پہنچے، سات میل پیدل، اے اللہ اللہ تیرے نبی نے دیا نہیں، میں نے مانگا نہیں، تو ہی میرا ساتھی، تو ہی میرا پیٹ بھرے گا، تو ہی میری پیاس دور کرے گا..... سبحن اللہ ..... الحمد اللہ لا الہ الا اللہ ..... اللہ اکبر ..... یہی میری غذا ہے، یہی میرا کھانا ہے، یہ کہتے جارہے جبرائیلؑ آئے یا رسول اللہ آپ نے سب کو دیا عدیہ کو

نہیں دیا آپ ؐ نے فرمایا او ہو یاد ہی نہیں رہا، پیچھے آدمی بھگایا اور اس کو تھیلی دے دی، کہا سنو وہ کہتا کیا ہے یہ پیچھے پہنچے تھیلی پکڑائی انہوں نے تھیلی پکڑی آسمان کو دیکھا اور کہا اے اللہ...... الحمد اللہ الذی ذکرنی من فوق عرشہ...... ومن فوق سبع سموٰتہ ...... میرے مولا تو کتنا کریم ہے تو نے مجھے عرشوں پہ یاد رکھا، آسمانوں پہ یاد رکھا، اے مولا جیسے تو مجھے نہیں بھولا، مجھے توفیق دے کہ میں بھی تجھے نہ بھولوں۔

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچوں کا ایثار:

بشیر ابن عکرمہ معصوم بچے تھے ہجرت کر کے ماں باپ مدینے میں آئے، ماں کا آتے ہی انتقال ہو گیا، بچہ چھوٹا تھا ایک ہی سہارا باپ رہ گیا وہ ان کی تربیت میں تھے اتنے میں رسول ﷺ احد کی طرف نکلے یہ بھی ساتھ چلے گئے، وہاں جا کر شہید ہو گئے، معصوم بچے کو نہیں پتہ کہ میرا باپ دنیا سے اٹھ گیا ہے پتہ چلا کہ لشکر واپس آ رہا ہے یہ اپنے باپ کے ملنے کے شوق میں محبت سے مدینے سے نکلے اور ایک چٹان پہ جا کے باہر بیٹھ گئے کہ ادھر سے لشکر گزرے گا، میں اپنے ابا سے ملوں گا، میرا ابا مجھے دیکھے گا بڑا خوش ہو گا، لشکر گزرا محبوب خدا گزرے پر باپ نہ گزرا تو ان کا ماتھا ٹھنکا، دل دھک دھک کرنے لگا، نیچے اترے، بھاگ کر گئے، اللہ کے رسول کے سامنے، یا رسول اللہ...... ما ذا فعل ابی ...... میرے باپ کہاں ہیں نظر نہیں آتے تو آپ کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے، تو آپ ؐ رونے لگ گئے، حضرت بشیر کو پتہ چل گیا کہ میرے باپ کے ساتھ کیا ہوا تو آپ حضرت محمد ﷺ کی ٹانگوں سے لپٹ گئے ...... احهشت بالبکاء ......آپ کی ٹانگوں سے لپٹ گئے اور رونے لگے، کہا یا رسول اللہ میرا کوئی نہ رہا تو اللہ کے رسول نے آپ کو پیار کیا اور کہا کہ بشیر تو خوش ہو جا آج کے بعد میں تیرا باپ ہوں اور عائشہ تیری ماں ہے...... اما ترضی ان یکون رسول اللہ اباك ...... وعائشہ امك ...... تو راضی نہیں ہے کہ عائشہ تیری ماں ہے اور میں تیرا باپ ہوں کہا یا رسول اللہ ﷺ میں راضی ہوں۔

حضرت زید شہید ہوئے آپ کو مسجد نبوی میں دکھا دیا گیا، آپ رو پڑے روتے ہوئے ان کے گھر میں گئے تو ان کی بیٹی آئی اور آپ کی گود میں گر کے رونے لگی تو آپ کی آنکھوں سے بھی آنسو آئے سعد بن عبادہ کہنے لگے، یا رسول اللہ ﷺ یہ رونا کیسا ہے، کہا اے سعد یہ محبوب کا رونا ہے محبوب کی جدائی میں، میرا بیٹا مجھ سے جدا ہو گیا، زید گویا میرا بیٹا بنایا ہوا تھا۔

حضرت جعفرؓ شہید ہوئے، تین چھوٹے چھوٹے بچے، عون، عبداللہ، محمد، ان کا پتہ چلا آپ ان کے گھر گئے، حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا آٹا گوندھ رہی تھیں، اور بچے کھیل رہے تھے، آپ نے کہا جعفرؓ کے بچے میرے پاس لاؤ، تینوں بچے بھاگ کر آئے، آپ نے ان کو لیا اور یوں اندر منہ کر کے رونے لگے، تو حضرت اسماء کہنے لگیں میرا دل دھک دھک کرنے لگا کوئی خیر خبر ہے کسی ایسی کہا میری جرأت نہ پڑی کہ میں پوچھوں، کہ جعفر کی کوئی خبر ہے کہ نہیں، آخر بے قراری، صبر نہ آیا، میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کوئی جعفر کی خبر ہے، کہا ہاں ہے، صبر کرو وہ اللہ کے پاس چلے گئے ہیں، معصوم بچے یتیم، نوجوان بیوی بیوہ اور بے ہوش ہو کے گری اور عبداللہ ابن جعفر فرمایا کرتے تھے جب اللہ کا رسول مدینے میں واپس آتا تھا تو حسنؓ و حسینؓ کو بعد میں پیار کرتے تھے، مجھے پہلے پیار کرتے تھے کہ میرا باپ ان کے دین پر قربان ہو گیا، یہ صحابہؓ کی جھلکی ہے۔

ایک تابعی حضرت فروخ کا ایمان افروز واقعہ:

ایک دور آگے چلے جائیں، حضرت فروخ رحمۃ اللہ علیہ تابعین میں سے ہیں مسجد میں ترغیب ہوئی، کون تیار ترکستان کیلئے، یہ وہاں سے اُٹھے اور نام دیا گھر میں آ گئے، کہنے لگے بیگم، اللہ کے راستے کا نام دے دیا ہے، ترکستان کے لئے یہ حاملہ تھی، کہنے لگی میں تو حاملہ ہوں پیچھے میرا کیا بنے گا؟ کہا تو اور جو کچھ تیرے اندر ہے اللہ کے سپرد، کہنے لگی، اس زمانے کی بیویاں ایسی تھیں جنہیں صبر کرنا بھی آتا تھا اور حق معاف کرنے بھی آتے تھے، اس نے کہا ٹھیک ہے جاؤ میرا اللہ وارث، میرا تم سے کوئی مطالبہ نہیں، خود اس کو زرہ پہنائی، اس کے گھوڑے پہ زین رکھی، اپنے ہاتھوں سے اسکو گھوڑے پہ سوار کروایا اور اپنے ہاتھوں سے اسکو الوداع کہا۔ اسے نہیں پتا تھا کہ یہ جدائی کتنی لمبی جانے والی ہے۔ اور وہ اس کی گرد کو دیکھتی رہی، یہاں تک کہ اس کا ہیولہ گرد و غبار میں غائب ہو گیا، ادھر انتظار کی گھڑیاں شروع ہو گئیں،

کیا گھنٹے،

کیا گھڑیاں،

کیا دن،

کیا ہفتے،

کیا مہینے،

کیا سال پہ سال،

دن پہ دن،

ہفتوں پہ ہفتے،

مہینوں پہ مہینے،

سورج چڑھ چڑھ کے ڈوبتا پر فروخ کی کوئی خبر نہیں آئی، کتنی بہاریں آئیں، کتنی خزاں آئیں، بہار، خزاں سے بدلی، گرمی سے بدلی، گرمی سے سردی، سردی سے گرمی، پر نہ فروخ آیا نہ خبر ملی، کبھی پتہ چلے شہید ہوا کبھی پتہ چلے قید ہوا، کبھی پتہ چلے زندہ ہے، کوئی موت کی پکی خبر ہوتی تو آگے شادی کرتیں، اسی ادھیڑ بن میں چلتے چلتے، اس کی جوانی کی بہار بھی خزاں لیں بدل گئی اور سر میں سفید چاندنی آ گئی، اور وہ رات کی سیاہی گئی اور بڑھاپے نے آ کے ڈیرے جمائے، ساری جوانی دیواروں کے ساتھ گزاری اور سارا دکھ اپنے سینے پہ جھیلا، اپنے اوپر جھیلا، بچے کو پڑھایا، پروان چڑھایا، اسے عالم بنایا تیس برس گزر گئے،

تین چلے نہیں،

ایک سال نہیں،

سات مہینے نہیں،

چلہ نہیں،

چار مہینے نہیں،

چار مہینے نہیں،

تیس سال گزر گئے اور وہ نہ آیا نہ اسکی خبر آئی اور اسکی جوانی بڑھاپے میں بدل گئی اور

مدت سے لگ رہی تھی لب بام تشنگی

تھک تھک کے مر گئی نظر انتظار آج

ان کی نگاہیں، تھک تھک کے آخر گر گئیں، لوٹ گئیں، تیس برس گزرے۔

آج اندھیری رات ہے، ایک بڑے میاں گھوڑے پہ سوار خاموش چال کے ساتھ مدینے میں داخل ہوئے، ایک نسل ختم ہو چکی ہے، کوئی پتہ نہیں، یہ کون بڑے میاں آ گئے، یہ کون بوڑھا آ گیا، یہ وہ بوڑھا ہے جو یہاں سے تیس برس پہلے خوبصورت بن کر نکلا تھا یہ وہ جوان ہے

جو اپنی جوانی کو اسلام پہ بوڑھا کر کے آیا، اپنی ہڈیوں کا گودا سارا ختم کر کے آیا، اپنی جوانی کی بہار کو اللہ کے نام پہ لٹا کے آیا، اور یہ تھکن سے چور بدحال، پریشان، پتہ نہیں، میری بیوی کی زندہ کی خبر ملے گی یا مردہ کی خبر ملے گی، بچہ ہوا، بیٹی ہوئی، گھر اسی جگہ موجود ہے ساتھی زندہ موجود ہیں؟ انہیں خیالات میں حیران ہیں، پریشان ہیں، دروازے پر پہنچ گئے، کہنے لگے میرا ہی گھر لگتا ہے، اندر داخل ہوئے گھوڑے کی آواز، اترنے کی آواز، ہتھیاروں کی آواز، ان کے بیٹے سو رہے رہے تھے، برآمدے میں، آنکھ کھل تو دیکھا ایک بڑے میاں، اندر کی چاندنی اور ہتھیار سجے ہوئے ہیں، تو ان کو ایک دم غصہ آیا، اٹھے جھپٹے گریبان پکڑا، جھنجھوڑا اور کہا! بڑے میاں تجھے شرم نہیں آتی مسلمان کے گھر میں بغیر اجازت داخل ہوتے ہوئے، ایسے جھٹکا دیا وہ تو پہلے ہی شک میں تھے کہ پتا نہیں میرا گھر ہے بھی سہی کہ نہیں ہے؟ میری دنیا اجڑی ہے کہ آباد ہے؟ وہ گھبرائے کہنے لگے بیٹا معاف کرنا۔ مجھے پتا نہیں چلا، میں سمجھا یہ میرا گھر ہے، تو وہ کہنے لگے اچھا ایک چوری ایک سینہ زوری، ایک بغیر اجازت اندر داخل ہوئے ایک اوپر سے کہتے ہو میرا گھر ہے، اس بڑھاپے میں شرم نہیں آتی جھوٹ بولتے ہوئے؟ چل میں ابھی تجھے قاضی کے پاس لے چلتا ہوں، اب یہ جان چھڑانے کو اور وہ پکڑنے کو، اور یہ دب رہے اور وہ چڑھ رہے، اسی چھینا جھپٹی میں اس کی ماں چوبارے میں سوئی ہوئی کہ اس کی آنکھ کھل گئی، اس نے یوں کھڑکی کو کھولا کہ یہ نیچے کیا ہو رہا ہے؟ خاوند کا چہرہ سامنے تھا، یوں جو جھانکا تو ایک سیکنڈ میں تیس سال زمانہ پیچھے لوٹ آیا، اور سارے ماضی کے دروکھڑکیاں کھلتے کھلتے سارے دریچے جو کھلے تو تیس سال پرانا فروخ گھوڑے پہ سوار الوداع ہوتا نظر آیا تو اس کی چیخ نکلی، کہا ربیعہ کیا ہوا؟ کہا جانتے ہو کون ہے؟ کہا نہیں جانتا ہوں، کہا ارے ظالم یہی تو تیرا باپ ہے جس کیلئے تیری ماں کی جوانی دیواروں کے ساتھ گزر گئی۔

قدموں میں گر گئے، پاؤں چوم رہے، کیا ملاقات ہے باپ بیٹے کی! کیا منظر ہے کہ زمین و آسمان دیکھ رہا ہے کس طرح اللہ کیلئے لوگ جدا ہوئے کیا جدائی اور کیا ملاپ، آہاہا۔ جس زمین و آسمان نے اس امت کا یہ منظر دیکھا ہو، وہ زمین و آسمان آج دیکھ کے روئے گا نہیں تو اور کیا کرے گا، باپ بیٹے میں معافیاں ہو رہی، کہانیاں ہو رہی، رات بیت گئی آنکھوں میں فجر کی اذان میں پہنچے، بیٹے پہلے چلے گئے یہ بعد میں پہنچے نماز ہو چکی نماز پڑھی حضور ﷺ کے روضے پر درود و سلام پڑھا، یوں دیکھا تو مسجد بھری ہوئی، ایک نوجوان حدیث پڑھا رہے ہیں، نظر کمزور ہو

بھی نظر نہیں آرہے، پیچھے بیٹھ گئے، سنتے گئے، درس ختم ہوا، ساتھ والے سے پوچھا بیٹا یہ کون درس دے رہا ہے؟ اس نے کہا چچا آپ انہیں نہیں جانتے؟ آپ مدینے کے نہیں ہیں؟ کہا نہیں بیٹا! مدینے کا ہوں، آیا بڑی دیر سے ہوں، کہا یہ تو ربیعہ ہیں مسلمانوں کے امام، وہ تیزی میں باپ کا نام نہیں جوڑا، عرب تو باپ بیٹے کا نام ساتھ جوڑتے ہیں، کہا یہ ربیعہ ہیں، مسلمانوں کے امام کہا بیٹا اس کا باپ کون ہے، کہا اس کے باپ کا نام فروخ ہے جو اللہ کے راستے میں کہیں نکل گیا تھا پھر کبھی لوٹ کر نہیں آیا۔

کئی چراغ بجھے اور تب لا الٰہ الا اللہ کا چراغ جلا کئی گھر لٹے تب جا کر اسلام کا گھر دنیا میں آباد ہوا، نہ ہم اپنی تاریخ پڑھیں، نہ ہم اپنے محبوب کی زندگی پڑھیں، ہمیں کیا خبر کہ کس طرح جان جوکھوں میں ڈال کر یہ امانت اسلام آباد تک پہنچی۔

وہ کیا دن ہوگا قیامت کا، جب لوگ پہاڑوں جیسے اعمال لے کر اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوں گے، اور ہم گناہوں کی جھولیاں بھر کے اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

نہ آج چھپ سکتے ہیں،

نہ بھاگ سکتے ہیں،

نہ انکار کر سکتے ہیں،

وہ کیا دن ہوگا جس دن ایک مجمع راتوں کی تہجد دکھائے گا، آج کا مسلمان اپنی رات میں کیا دکھائے گا، اللہ کو کہ میں اسلام آباد راتوں میں کیا کرتا رہا۔

میرے بھائیو!

لوگوں کی نظروں سے گر جانا بھی ہلاکت ہے اگر ہم اللہ کی نظروں سے گر گئے تو ہمارا کیا حال ہوگا؟ اس لئے اللہ کے واسطے یہ سارا مجمع توبہ کرے کہ یا اللہ ہم تو تیرے پیغام کے پھیلانے والے ہیں، کمائیوں میں ہی لگ گئے، گھر بنانے کے شوق چڑھے ہوئے ہیں، بڑے بڑے گھر بنائے، کس کے سامنے رو ئیں، مرغوں کی طرح گھر بنائے، ارے بھئی، ان گھروں کا حساب کیا دو گے؟ تبلیغ والے کہہ رہے ہیں کہ جی جماعتیں ٹھہرائیں گے، پھر حساب کتاب معاف ہو جائے گا؟ اللہ کو دھوکے دے رہے ہیں۔

نہ محبوب کی معاشرت سے پیار،

نہ اسکی زندگی سے پیار،

نہ اسکے کام سے پیار،

اللہ کے واسطے ہم اللہ کی بارگاہ میں توبہ کریں، وہ اس وقت ہمیں دیکھ رہا ہے اور اسکی محبت کی نظر پڑ رہی ہے، اور یہاں سے اللہ کے راستے میں نقد نکلو جاؤ۔ پیچھے آگ ہی آگ ہے اور آگے جنت ہی جنت ہے، ہر اٹھنے والا قدم آپ کو اللہ کے قریب کردے گا، یہ اتنا بڑا مجمع ہے اس میں سے کم از کم ایک ہزار آدمی تو ایسا کھڑا ہو جائے جس نے پہلے نام نہ دیا ہو کہ آج میں نقد اللہ کے راستے میں نکلنے کیلئے تیار ہوں۔

اللهم صلي علي محمد كما تحب و ترضى له

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر
ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

پاک ہے اللہ اور تمام تعریف اللہ ہی کے لئے ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں
اور اللہ بہت بڑا ہے اور گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیک کام کرنے کی قوت
اللہ ہی کی طرف سے ہے جو عالیشان اور عظمت والا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
کاملیت
علمِ باری تعالیٰ
حضرت مولانا محمد طارق جمیل صاحب مدظلہ

کاملیت علمِ باری تعالیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ ۔

اللھم صل علی محمد و علی ال محمد کما تحب و ترضی ۔اما بعد

انسانی علم ناقص ہے:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو ناقص علم دیا ہے، ادھورا...... اور اللہ کا علم کامل ہے ۔وما اوتیتم من العلم الا قلیلاً ۔ یہ آیت بتاتی ہے دنیا میں جتنے بھی انسان ہیں، ان کے پاس جس لائن کا بھی علم ہے۔وہ بہت تھوڑا ہے۔خواہ وہ عالم ہے،

خواہ وہ ڈاکٹر ہے،

خواہ وہ انجینئر ہے،

خواہ وہ تاجر ہے،

خواہ وہ سائنسدان ہے،

خواہ وہ قانون دان ہے،

خواہ وہ زراعت پیشہ ہے۔

خواہ اس کے پاس کائنات کا علم ہے۔

خواہ سمندر کا علم ہے۔

خواہ درختوں کا علم ہے۔

ہر ایک پر یہ آیت فٹ آرہی:

﴿وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ﴾ (بنی اسرائیل آیت ۸۵ رکوع ۹)

جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے علم میں سے وہ تھوڑا ہے۔اب تھوڑے علم کا علاج کیا ہے کہ کامل علم والے سے پوچھا جائے۔

پیٹ میں درد ہوتا ہے۔ وہ آدمی بیرالجین (Baralgin) وغیرہ لے لیتا ہے۔ اگر وہ زیادہ بڑھ جائے تو کہتا ہے کسی ڈاکٹر کو بلاؤ یا ہسپتال جاؤ۔ کوئی چھوٹا موٹا زخم ہو تو اوپر خود دوائی لگا کے پٹی باندھ لے گا۔ بڑا زخم لگا تو سرجن کے پاس جائے گا، تو کوئی چھوٹا موٹا قضیہ ہو تو آپس میں نمٹا لیا۔ بڑا ہو گیا تو وکیل کے پاس جاؤ۔ عدالت میں جاؤ تو ہم اپنی روز مرہ کی زندگی میں دیکھتے ہیں کہ ہم جن شعبوں میں نہیں جانتے اس میں ہم جاننے والے کا سہارا لیتے ہیں۔

انجینئر کے پیٹ میں درد ہو تو وہ یہ نہیں کہتا کہ میں اتنی بڑی دیوار کھڑی کر لیتا ہوں۔ میں پیٹ کی آنتوں کو بھی کھڑا کر دوں گا۔ وہ ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے۔ وہ (خود) جانتا ہی نہیں۔ اور ڈاکٹر یوں کہے، میں پیٹ چیر کے رکھ دیتا ہوں اتنا میں ماہر ہوں کہ گوشت کو گوشت کے ساتھ جوڑ دیتا ہوں۔ اینٹیں کیا ہیں۔ میں خود اینٹوں پہ اینٹیں رکھ لوں گا۔ ایسے نہیں کرتا۔ وہ انجینئر کو بلاتا ہے تو اگر آپ غور کریں گے تو زندگی کے ہر شعبے میں ہم جو نہیں جانتے تو جاننے والے کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ ہمیں یہ کہہ رہا ہے کہ تم نہیں جانتے ہو

﴿إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا﴾ (سورۃ احزاب پارہ ۲۲ آیت نمبر ۲ے رکوع ۹)

تم جاہل ہو۔ تم ظالم ہو۔ تو کیا کریں! تو کہا

﴿فَسْئَلْ بِهِ خَبِيرًا﴾ (سورۃ فرقان پارہ ۱۹ آیت ۵۹)

کسی جاننے والے سے پوچھ کر کیا کریں۔

ضروری علم باری تعالیٰ:

میں دنیا میں کیوں آیا ہوں؟ یہ وہ سوال ہے جس کا کوئی علم جواب نہیں دے سکتا میرا کیا مقصد ہے؟ یہ وہ سوال ہے جس کا کوئی علم جواب نہیں دے سکتا۔ موت کے بعد کیا ہونے والا؟ یہ وہ سوال ہے جس کا کوئی علم جواب نہیں دے سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہم سے یہ چاہتا ہے کہ جیسے تم گھر کی دیوار میں انجینئر کی طرف دوڑے۔ کرسی کے بنانے میں ترکھان کی طرف دوڑے۔ اے میرے بندو! اپنی زندگی کی منزل تک پہنچنے کے لئے میری طرف دوڑو۔ میرے بغیر تمہیں کوئی منزل تک پہنچا نہیں سکتا۔

اللہ کا علم کامل:

کیونکہ علم کامل والا ہوں کیسا علم ہے؟ کیوں کہ علم کامل والا ہوں کیسا علم ہے؟

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ○ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ○ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۭ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ○ (سورۃ الرعد پارہ ۱۳ آیت ۸ تا ۱۰)

دنیا میں جتنی مادہ ہیں۔ پھر عورت نہیں کتنی مادہ ہیں کائنات میں جاندار، نباتات میں بھی مادہ۔

انسانوں میں بھی مادہ

چوپایوں میں بھی مادہ

جنات میں بھی مادہ

جنگلوں میں بھی مادہ

پرندوں میں بھی مادہ

پتنگوں میں بھی مادہ

پروانوں میں بھی مادہ

حشرات الارض، سانپ بچھو میں بھی مادہ

مچھلی میں بھی مادہ

جراثیم میں بھی مادہ

تو کائنات میں جس پر لفظ مادہ بولا جاتا ہے۔ اس کے پیٹ میں کیا ہے؟ وہ سب تیرا اللہ جانتا ہے۔ اس کے رحم کا سکڑنا اور پھیلنا۔ ہر انڈے میں کیا ہے؟ کیا نکلے گا! کیسے نکلے گا! کب نکلے گا! کب تک رہے گا! کیا کیا کھائے گا۔ ذرا اس کے علم کا اندازہ تو لگائیں۔ صرف انسانوں کو نہیں پوری کائنات کے پروانے، پتنگے، مکھیاں، مچھر، مکڑیاں، بھڑ، سانپ، بچھو، ہوائی، فضائی، آبی، ناری ساری کائنات سے کیا نکل رہا ہے۔ اس کے علم میں؟ پیدا ہوتے ہی کیا ضرورت ہے؟ اس کے علم میں۔

یعنی ہر مرض کا چارٹ اس کے اوپر لگا ہوا ہے پھر بھی دوائی دینے والا اس کی دوائی اس کو دے دیتا ہے۔ اس کا ٹیکہ اس کو لگا دیتا ہے اور وہ کیسے علم والا ہے کہ ارب ہا ارب قسم کی مخلوقات ہیں اور آگے کھرب ہا کھرب اس کے افراد ہیں اور ہر ایک کی ہزاروں ضروریات ہیں۔

وہ کسی کی بھی ضرورت میں دھوکہ نہیں کھاتا،

خطا نہیں کھاتا اور

پورا کرنے سے گھبراتا نہیں

کام کرنے سے تھکتا نہیں

دیتے دیتے اس کا خزانہ گھٹتا نہیں۔

دینے کے لئے کہیں سے لیتا نہیں،

کرنے کے لئے کچھ کرتا نہیں۔

اب میں تو بیان کرنے کے لئے بول رہا ہوں ناں! منبر پہ بھی آیا ہوں، اسے کچھ کرنے کے لئے کچھ نہیں کرنا پڑتا۔

اور دینے کے لئے کہیں سے لینا نہیں پڑتا

اور کرنے کے لئے کہیں سے کروانا نہیں پڑتا

اور ساری کائنات پر اس کا علم چھایا ہوا ہے۔

وہ اندھیری رات میں کالے پتھر پر کالی چیونٹی کا چلنا، دیکھتا ہے، یہ نہیں اللہ نے کہا یوں کہا:

دَبِیْبَ النَّمْلَةِ السَّوْدَاءِ: اس کالے پتھر پر کالی رات میں اس چیونٹی کے قدم پاؤں سے جو نشان پڑ رہا ہے وہ نشان تیرا رب عرش پہ بیٹھ کے دیکھ رہا ہے۔ کیسا علم ہے۔ اس کا اور تمہارا علم کیا ہے!

اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ: (سورۃ الانعام پارہ ۸، آیت ۱۱۶) تمہارا علم تو سارے کا سارا اندازے پہ اٹکل گمان ہیں۔ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ۔ (سورۃ الانعام آیت ۱۴۸) تمہارا علم تو سارا اٹکل پچو اندھیرے کا تیر ہے۔ کبھی لگ گیا، کبھی خطا ہو گیا۔ تو تم میرے علم سے ٹکراتے ہو۔ میں نے کہا، سچ بولنے والا نجات پائے گا۔ تم نے کہا، جھوٹ کے بغیر کام نہیں چلتا۔ تم نے میرے علم کو غلط کر دیا اپنے علم کی حیثیت تو دیکھو۔

اس کے لئے میں نے پہلے ایک بنیاد عرض کی ہے کہ انسان کا علم کچھ نہیں اور اللہ کا علم خطا سے پاک ہے۔

سچ، کامیابی تک پہنچائے گا اور جھوٹ ہلاکت تک پہنچائے گا۔ سارے تاجروں نے کہا سچ۔ یہ کون تجارت کرسکتا ہے۔

سارے سیاستدانوں نے، زمینداروں نے کہا سچ کے کام کہاں بنتے ہیں!

تو انہوں نے اللہ کے علم کو چیلنج کر دیا۔ چونکہ ہم اللہ کو نہیں جانتے، اس کی صفات کو بھی نہیں جانتے۔

اپنی ذات میں "لا الہ الا اللہ" کوئی اس کا شریک نہیں۔

اپنی صفات میں لیس کمثلہ شئی کوئی اس جیسا ہی کوئی نہیں۔

ذات میں اکیلا

صفات میں اس جیسا کوئی نہیں

تو وہ علم کامل ہے جس علم میں خطا کوئی نہیں۔

یَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (سورۃ الانعام پارہ ۷ آیت ۵۹)

انسانی علم کی کمزوری:

لمبے سے لمبا "ورما" وہ تقریباً پانچ کلومیٹر ہے جس نے زمین کو کھودا ہے۔ اس سے آگے زمین اس سے نہیں کھودی جاسکتی اور یہ پچاس کلومیٹر تک ہے زمین، مٹی اور آگے آگ ہے اور یہ صرف پانچ کلومیٹر تک پہنچے ہیں۔ آگے صرف اندازے ہیں ان کے۔ ایسے ہی سمندروں میں ان کے اندازے ہیں تہہ تک تو جا نہیں سکتے اور نیچے جائیں تو پانی ہی دبا کے پچکا کے رکھ دے۔ ان کے نیچے تو آبدوزیں بھی نہیں جاسکتیں۔

پانی ان کو ایسے دبا کے رکھ دے اور اوپر نکلنے ہی نہ دے۔

وسعت علم باری تعالیٰ:

تو اللہ تعالیٰ کیا کہتا ہے:

یَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ۔ (سورۃ انعام پارہ ۷ آیت ۵۹) زمین کے اندر جو کچھ ہے، سمندر کی تہہ میں جو کچھ ہے وہ تیرا اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

مَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا: (سورۃ الانعام پارہ ۷ آیت ۵۹) پتہ بھی گرے تو تیرا اللہ جانے۔ عدد ورق الاشجار، ساری کائنات کے درخت، درختوں کے پتے، ان کی مجموعی تعداد اللہ کے علم میں۔

عدد قطر الامطار بارش، بارش کے قطرے، ان قطروں کی مجموعی تعداد اللہ کے علم میں۔

یعلم مطاعیل البحار سارے سمندروں میں کتنا پانی، اللہ کے علم میں۔

مثاقیل الجبال سارے پہاڑوں کا کتنا وزن اللہ کے علم میں۔

لاتواری منہٗ السّماءُ سماءً۔ آسمان کوئی چیز اس سے چھپا نہیں سکتا۔

ولا ارضٌ ارضاً۔ زمین اس سے کوئی چیز چھپا نہیں سکتی۔

ولا جبلٌ ما فی واعیہ پہاڑ اپنے غار میں چھپی ہوئی چیزیں اس سے چھپا نہیں سکتے۔

ولا بحرٌ ما فی قعرِہٖ۔ اور سمندر اپنے اندھیروں میں اور اس کی تہہ میں پڑی ہوئی چیزوں کو اللہ سے چھپا نہیں سکتے۔ یہ علم اللہ کا ہے۔

مقصد نزول قرآن:

اب اس علم کے ساتھ اس نے ہمیں ایک کتاب دی اور اعلان کیا الم ذالک الکتٰب لا ریب فیہ: (سورۃ بقرہ پارہ ۱ آیت ۲) شک وشبہ سے بالاتر کتاب، کیوں آئی ہے؟ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ: (سورۃ بنی اسرائیل پارہ ۱۵ آیت ۹) یہ تمہیں سیدھا راستہ دکھانے کے لئے آیا ہے۔ قسمیں اٹھانے کے لئے تمہیں قرآن نہیں ملا کہ سر پر رکھو۔ اس پہ ہاتھ رکھو۔ اس لئے قرآن نہیں آیا۔ یہ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ: (سورۃ بنی اسرائیل پارہ ۱۵) یہ تمہیں سیدھا راستہ دکھانے کے لئے آیا ہے۔

اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: من جعلہٗ اما مہٗ ساقہٗ الی الجنۃ جو قرآن کو آگے رکھے گا، اسے پکڑ کے جنت میں پہنچائے گا۔ ومن جعلہٗ خلفہٗ ساقہٗ الی النار: جو اسے پیچھے رکھے گا اسے اٹھا کے دوزخ میں پھینک دے گا۔

میرے بھائیو!

اللہ تعالیٰ اپنے علم میں بے خطا ہے۔
اپنے علم میں کامل ہے۔
قدرت کاملہ اور شفقت کامل۔

شفقت ربانی ماں سے ستر گنا زیادہ ہے:

اللہ تعالیٰ ماں سے زیادہ پیار کرتا ہے، ستر گنا زیادہ کا یہ مطلب نہیں کہ ست داعا ستر۔ ستر کا مطلب ہے لامحدود۔ تو جو اتنی محبت کرے وہ تنگی کا قانون کیسے دے سکتا ہے۔ یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ کہا: ہم تو تمہارے لئے آسانی کرتے ہیں۔ مَا جَعَلَ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ (سورۃ الحج پارہ ۱۷ آیت ۷۸) ہم نے تو تنگی رکھی ہی کوئی نہیں۔ پابندی کو اگر کوئی تنگی سمجھے یہ تو اس کی اپنی نادانی ہے۔ پابندی کا نام تنگی نہیں ہے۔ پابندی کے بغیر تو دنیا کا کوئی سرا ہاتھ میں نہیں آتا۔ دین پابندی کا نام ہے۔ اگر پابندی کو جہالت کی وجہ سے تنگی سمجھے وہ تو الگ چیز ہے۔

ماجعل علیکم فی الدین من حرج — تنگی کوئی نہیں

یُرید اللہ بکم الیسر (سورۃ البقرہ پارہ ۲ آیت ۱۸۵) — آسانی چاہتا ہوں

یرید اللہ ان یخفف عنکم (سورۃ نسا پارہ ۵ آیت ۲۸)

تمہارے بوجھ ہٹانا چاہتا ہے

ایسی بشارتیں دے کر اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ راستہ دیا کہ اس پر چلو۔

اللہ اپنی ذات میں ایسا کامل کہ علم کامل ہے۔

اور بندوں سے محبت ماں سے ستر گنا زیادہ ہے۔

تو علم کامل، خطا سے پاک۔ محبت و شفقت کا تقاضا ہے کہ ہمیں ایسا کوئی حکم نہیں دے گا جو ہمارے لیے مصیبت ہو۔ راحت ہی راحت

جو کہے گا اس میں راحت ہی راحت ہے۔

جس سے روکے گا اس میں راحت ہی راحت ہے۔

جو کروائے گا اس میں راحت ہی راحت ہے۔

اس کی مثال یوں ہے کہ بچہ ماں باپ کے سامنے جب اس کو پکڑ کے کھینچ کے لاتے ہیں ناں اور کتاب کے سامنے بٹھاتے ہیں تو کہتا ہے میرے اوپر کتنا ظلم ہوا میرا اتنا کام ضروری کام انہوں نے رکوا دیا لیکن جو بھی دیکھتا ہے وہ کہتا ہے شفقت و محبت کا تقاضا یہی ہے کہ اس کو کان سے پکڑ کر کتاب کے سامنے بٹھا دیا جائے۔

تو اللہ جب ہم پر پابندیاں لگاتا ہے: — شراب چھوڑ دو

زنا چھوڑ دو

سود چھوڑ دو

جھوٹ چھوڑ دو

بددیانتی چھوڑ دو

شرک چھوڑ دو

قتل چھوڑ دو

غیبت چھوڑ دو

چغلی چھوڑ دو

حسد چھوڑ دو

بغض چھوڑ دو

وہ کہتا ہے، یہ چھوڑ دو، یہ چھوڑ دو، یہ چھوڑ دو۔

یوں سمجھیں جیسے بچے کو ماں باپ کھینچ کے لا رہے ہیں۔ اس کو کھینچ کر کہتے ہے کہ چلو! چلو۔ اگر روتا جا رہا ہے کہ کیا کر دیا کہ میری گاڑیاں (Dinkeys) بھی رہ گئیں۔ میرے کھلونے بھی رہ گئے اور اسے کہہ رہے ہیں پڑھو۔

اب اللہ کہہ رہا ہے، ایک مانو مجھے۔

نماز پڑھو

روزہ رکھو

حج کرو

زکوٰۃ دو

سخاوت کرو

سچ بولو

پاکدامن بنو

پاکباز بنو

عفیف بنو

معاف کرنے والے بنو

درگزر کرنے والے بنو

تواضع کرنے والے بنو

راتوں کو اٹھنے والے بنو

رونے والے بنو

حج کرنے والے بنو

جنت کا شوق رکھو

دوزخ کا خوف رکھو

مجھ سے محبت کرو

میرے دین سے محبت کرو

میرے رسول ﷺ سے محبت کرو

آخرت کو آگے رکھو

دنیا کو پیچھے رکھو۔

یہ مثال دے رہا ہوں جو بچہ کروانے کو کہہ رہا ہے۔ اس کے پیچھے ماں سے ستر گنا زیادہ شفقت ہے۔ چونکہ ہم اس بچے کی طرح ہیں کہ ہمارا کھیل چھڑوا دیا، میرے کھلونے چھڑوا دیئے۔

میرے اوپر ظلم کر دیا اور اتنے اتنے آنسو نکال رہے ہوتے ہیں تو اللہ اس سے زیادہ ہمارا نفع چاہتا ہے۔

ما یفعل اللہ بعذابکم۔ (سورۃ نسا آیت ۱۴۷ پارہ ۵) لا یرضیٰ لعبادہ الکفر۔ (سورۃ زمر آیت ۷ پارہ ۲۳)

اے میرے بندو! تمہیں عذاب دے کے میں راضی نہیں ہوں۔ تمہارے کفر پہ میں راضی نہیں ہوں۔

حفاظت قرآن:

تو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کامل سے ہمیں کتاب کامل عطا فرمائی۔ پہلی کتابیں تو مٹ گئیں۔ قرآن کو ایسا محفوظ کیا۔ اس کی زیر، زبر کو بھی کوئی نہیں بدل سکا۔

پہلی کتابیں اترتی تھیں، ٹریفک چل رہی تھی۔

جنات اوپر جاتے تھے نیچے آتے تھے۔ جب قرآن اترنا شروع ہوا تو ساری ٹریفک اللہ نے جام کردی اور سارے آسمان کے دروازے بند کر دیے۔ شیطان کا داخلہ بند تھا تو گڑوں کا داخلہ بند اور قرآن کا اترنا شروع ہوا۔

پہلے پیدائش آدم سے پچاس ہزار سال پہلے اس کی تلاوت کی۔ دو ہزار سال پہلے اس کو لکھوایا، لوح محفوظ پر پھر تیئیس، پچیس، ستائیس، انتیس میں کسی رات میں اتارا پہلے آسمان پر۔

پھر تیئیس برس میں اسے تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا اپنے محبوب ﷺ پر۔

اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر اور تمام کتابوں سے افضل بنایا۔

جامعیت قرآن:

سارے علوم کا جامع بنایا اور ایسا جامع بنایا کہ آپؐ نے فرمایا: او تیت المثانی مکان التوراۃ۔ اللہ تعالیٰ نے تورات پوری کی اسکے بدلہ میں سورۃ فاتحہ عطا فرمائی۔ تورات اللہ نے خود لکھ کر اتاری۔ کتب التوراۃ بیدہ؛ تورات کی فضیلت یہی ہے کہ اللہ نے اسے خود لکھا۔ پوری تورات کے بدلے میں اللہ تعالیٰ کے محبوب نے کہا! اللہ نے مجھے سورۃ فاتحہ دے دی۔ سورۃ فاتحہ تورات کے بدلے میں:۔

والمآئدۃ مکان الانجیل: اور انجیل جیسی بڑی کتاب کے بدلے میں مجھے اللہ تعالیٰ نے سورۃ مائدہ دے دی۔

والحوامیم مکان الزبور: اور زبور کے بدلے میں:

حٰمٓ والکتاب المبین۔ حٰمٓ تنزیل من الرحمن الرحیم: یہ حٰم سے سات سورتیں شروع ہوتی ہیں۔ تو ارشاد فرمایا: حٰم: زبور کے بدلے میں دے دیں۔ باقی قرآن کیسا رہا! باقی قرآن کے ذریعہ سے اللہ نے مجھے عزت اور فضیلت بخشی۔ کتاب ایسی دے دی، سارا آسمان کا علم اس کے اندر اتار دیا اور اس نے طاقت کیسی بخشی۔

سلیمانؑ اور تخت بلقیس اور صاحب علم کا قصہ:

سلیمان علیہ السلام کا دربار لگا ہوا ہے تو انہوں نے کہا: بھائی مجھے ملکہ بلقیس کا تخت چاہیے۔ کون لائے گا؟ اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ: (سورۃ النمل آیت ۳۸

پارہ۱۹) تم میں کون ہے جو اس کا تخت لائے گا؟ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ۔ تو ایک سائنسی طاقت بولی! مادی طاقت۔ عفریت کا لفظ قیامت تک کے لئے ہے۔

آج کا ایٹم بم عفریت میں آجاتا ہے عفریت کا لفظ مادی طاقت کے لئے بولا جاتا ہے۔ تو مادی طاقتیں جن کے روپ میں آئیں۔

وہ تلوار اور توپ کے روپ میں آئیں۔

وہ ٹینک اور جہاز اور ایٹم بم کے روپ میں آئیں۔

ان کے عفریت اشارہ کر رہا ہے۔ مادی طاقت والا۔ وہ بولا! آنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ: (سورۃ النمل آیت ۳۹ پارہ۱۹) دربار کے ختم ہونے سے پہلے پہلے میں حاضر کر دوں گا۔ یعنی دو ڈھائی گھنٹے مجھے لگ جائیں گے۔ میں جاؤں گا، اٹھا کے لاؤں گا۔ تین ہزار کلومیٹر جانا ہے اور تین ہزار کلومیٹر آنا ہے۔ دو ڈھائی گھنٹے میں سامنے حاضر کر دوں گا۔

طاقت علم ربانی:

ایک اور صاحب وہاں بیٹھے تھے۔ وہ کون تھے! اس کو اللہ تعالیٰ نے عفریت نہیں کہا۔ نہ اس کا نام لیا۔ نہ اس کی ذات کو بتایا۔ اس کی صفات کو بتایا یا صفت، کیا کہا:

قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ: (سورۃ النمل آیت ۴۰ پارہ۱۹) جس کے پاس کتاب میں سے کچھ علم تھا۔ سارا بھی نہیں تھا۔ کونسی کتاب؟ اس میں نہ انجیل شامل ہے نہ قرآن شامل ہے تورات اور زبور۔ تورات اور زبور کا کچھ علم رکھنے والا۔ اس نے کہا: اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ (سورۃ النمل آیت ۴۰ پارہ۱۹)۔ آپ کی نظر بند ہوگی۔ کھلنے سے پہلے پہلے۔ میں تخت یہاں حاضر کر دوں گا۔ اللہ کے علم میں کیا طاقت ہے؟ سائنس اور ٹیکنالوجی میں کیا طاقت ہے۔ ان دونوں کا یہ آیت موازنہ کر رہی ہے۔ عفریت نے کہا: جاؤں گا، لاؤں گا۔ علم والے نے کہا میں جاؤں گا، نہ لاؤں گا۔ یہیں کھڑے کھڑے حاضر کر دوں گا۔ کہا: کرو۔ اس نے کہا: بائیں دیکھو۔ سلیمانؑ نے یوں دیکھا۔ کہا سامنے دیکھو تو تخت حاضر ہے۔ تین ہزار کلومیٹر کا فاصلہ۔

شکر ہے کہ قصہ قرآن میں ہے۔ نہیں تو لوگ کہتے اپنی طرف سے ہی لگاتے رہتے ہیں مولوی۔ میں تو ابھی حاضر کر دوں گا۔ ادھر دیکھا، سامنے تو تخت حاضر۔

تو تورات اور زبور پھر انجیل آئی۔ پھر قرآن نے تورات کو بھی لے لیا۔ زبور کو بھی لے لیا۔

انجیل کو بھی لے لیا۔ چھوٹی کتابیں (صحیفوں) کو بھی لے لیا اور یہ قرآن بنا۔ نہ اللہ نے توراۃ کی قسم کھائی، نہ انجیل کی قسم کھائی، اور نہ زبور کی قسم کھائی۔ اللہ نے قرآن کی قسم کھائی۔ اس کو اتنا کامل کر دیا، اتنا مکمل کر دیا کہ ساری اپنی غیبی طاقت اللہ نے اس علم کے اندر چھپا دی۔

جنت میں قرآن کی تلاوت ربانی:

کتابوں میں ایسی کتاب عطا فرمائی، اَن مٹ۔ نہ مٹنے والی، نہ یہاں نہ وہاں۔ کتابیں تو چاروں اللہ کی۔ لیکن یہ جنت کا دربار ہے اور اللہ کا دیدار ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ سارے جنت والوں کو فرما رہا ہے: آؤ! جو دنیا میں گانے نہیں سنتے تھے آج میں انہیں جنت کا گانا سناتا ہوں۔

این الذین کانو ینزھون السمع من اصوات المزامیر: کہاں ہیں وہ میرے بندے جن کے کان دنیا میں شیطانی گانوں سے پاک رہے۔ آؤ! آج جنت کا نغمہ سنو۔ تو اللہ تعالیٰ جنت کی حوروں سے کہے گا: آؤ! تو اللہ تعالیٰ نے جنت کی عورت کو ایسی آواز بخشی ہے، آواز کو چھوڑیں۔ اس کا تھوک اتنا میٹھا ہے اگر وہ سات سمندر میں تھوک ڈالے تو ساتوں سمندر شہد سے زیادہ میٹھے ہو جائیں۔ وہ تھوکتی نہیں۔ اسے تھوک آتا ہی نہیں۔ تھوک تو بے عیب کی چیز۔ اگر وہ تھوکے تو ساتوں سمندر شہد سے زیادہ میٹھے ہو جائیں اور وہ بات کرتی ہے تو ساری جنت میں گھنٹیاں بجنے لگتی ہیں اور جب وہ مسکراتی ہے تو اس کے دانتوں سے جو چمک نکلتی ہے وہ جنت کو اوپر سے لیکر نیچے تک روشن کر دیتی ہے۔ اللہ ان سے کہے گا: آؤ! میری تعریف کا گیت انہیں سناؤ۔ تو جب یہ مل کر گائیں گی اور ساتھ جنت کا ساز ان کی آواز۔ جنت میں ایک درخت ہے اس کا نام فیاض ہے۔ وہ کیا فیض دیتا ہے؟ وہ موسیقی کا فیض دیتا ہے۔ اس میں جنت کی موسیقی کے مدہم سُر اور ساز نکلتے ہیں تو اس کو سن کر جنتی مست ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تم نے ایسا کبھی سنا! کہیں گے ایسا تو کبھی سنا ہی نہیں۔ یہ کس چیز کا صلہ ہے، یہ دنیا میں رنڈی کے گانے سے اپنے کانوں کو بچانے کا صلہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اس سے اچھا سناؤں! کہیں گے اس سے اچھا کیا ہے! کہا وہ بھی ہے، یٰداوُد تعال وارتق المنبر: اے داؤد! آؤ منبر پر بیٹھو۔ تم سناؤ۔ داؤد علیہ السلام کو وہ آواز ملی تھی کہ جب زبور پڑھتے تو پہاڑ بھی جھومتے تھے۔ کہا: یا اللہ وہ تو دنیا میں تھی؛ کہا: میں نے واپس کر

وی۔ آجاؤ۔ جنت کا منبر داؤد علیہ السلام کی آواز، اللہ کا دربار وہ اپنے آپ کو بھول جائیں گے تو اللہ تعالیٰ کہیں گے؛ کبھی ایسا سنا! کہیں گے نہیں! کہیں گے: اس سے اچھا سناؤں! کہیں گے: اس سے اچھا کیا ہے۔ کہیں گے: وہ بھی ہے یا حبیبی یا محمد تعال وارتق المنبر۔

اے میرے محبوب! اے میرے حبیب! آؤ تمہاری باری ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی آواز جنت کا ساز۔ جنت بھی مست ہو جائے گی اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: بولو! کبھی ایسا سنا! کہیں گے نہیں سنا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ اس سے اچھا سناؤں! کہیں گے اس سے اچھا کیا ہے؟ کہیں گے: اس سے اچھا تمہارا رب ہے جو تمہیں خود سنائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ پردہ ہٹائے گا اپنا دیدار کرائے گا۔

ایوب علیہ السلام اٹھارہ برس بیمار رہے۔ سارا جسم رواں رواں درد میں جکڑا ہوا ہے ایک دن کسی نے پوچھا: بیماری کے دن کے یاد آتے ہیں، جب صحت مل گئی، کہنے لگے ہاں! صحت کے دنوں سے بڑے اچھے تھے۔ کہا وہ کیسے اچھے تھے! کہا: جب بیمار تھا اللہ تعالیٰ روز پوچھتا تھا: ایوب کیا حال ہے؟ بس اس بول میں جو لذت تھی اور کسی شئے میں کوئی نہیں۔ جب سامنے بھی آجائے، خطاب بھی فرمائے۔ وہ کیا اچھا ہوگی عزت، کامیابی اور کامرانی کی۔ تو اب اللہ تورات پڑھ کے سنا دیے تو ہم کیا کر سکتے۔ زبور سناتے، انجیل سناتے، یہاں تو قرآن سنائے گا۔

قرآن کی عظمت وخوبصورتی:

وہ عظیم الشان ہمیں دستورِ حیات دیا کہ اسے جنت میں بھی باقی رکھا، دنیا میں بھی باقی رکھا اور قیامت کے دن عرش کے نیچے قرآن ہوگا اور اس کی دو آنکھیں ہوں گی اور سارے مجمع پہ ڈالے گا، کہے گا: یا اللہ اس نے میرا حق ادا کیا؛ اس کو معاف کر دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: چلو میں نے معاف کیا۔ اے اللہ! جس نے میرا حق کھا لیا اسکو پکڑ لے۔ اللہ تعالیٰ کہ ٹھیک ہے، ہم نے بھی پکڑ لیا۔ ایسی عظمت اللہ نے قرآن کو عطا کی اور وہاں بھی اللہ تعالیٰ اپنا قرآن ہی سنائے گا اور کوئی کتاب نہیں سنائے گا۔ اور اس کو ایسا خوبصورت نغمہ بخشا چونکہ ہم تو عربی سمجھتے نہیں ناں۔ نہ عربی جانیں کیا پتہ چلے گا۔

کسی پنجابی کو غالب کا شعر سناؤ تو کیا پتہ چلے گا۔

کسی پٹھان کو غالب کا شعر سناؤ تو کیا پتہ چلے گا۔ ایسے قرآن ہمارے سامنے ایک

بے کیف نغمہ ہے۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ

(سورۃ الحجر آیت ۹۴ پارہ ۱۴)

اس آیت کو ایک بدو نے سنا تو سجدے میں گر گئے۔ تو کہا: کس کو سجدہ کر رہے ہو؟ کہنے لگا: اس کلام کو سجدہ کر رہا ہوں۔ کیا خوبصورت کلام ہے۔ مسلمان نہیں ہے لیکن کلام کی طاقت نے سجدے میں گرا دیا اور ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم قرآن کا نغمہ نہیں سمجھتے کہ یہ کیسے روح کے تار ہلا دیتا ہے اور دل کی گہرائیوں میں اتر جاتا ہے۔

حضرت جبیر مطعمؓ کا قبولِ اسلام اور اعجازِ قرآنی:

جبیر مطعمؓ فرماتے ہیں: میں مدینے پہنچا اور مسجد میں داخل ہوا تو آپ ﷺ یہ آیت پڑھ رہے تھے۔ مغرب کی نماز میں: أَمْ خُلِقُوا مِنْ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ أَمْ خَلَقُوا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بَلْ لَا يُوقِنُونَ أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُونَ

(سورۃ طور آیت ۳۵، ۳۶، ۳۷ پارہ ۲۷)

تو حضرت جبیرؓ فرماتے ہیں: کلام کی طاقت سے قریب تھا کہ میرے دل کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے۔ وہیں کلمہ پڑھ لیا؛ عاجز کر دیا قرآن نے، گھٹنے ٹیک دیے۔

اعجازِ قرآن کا دوسرا واقعہ اور مقابلہ کلام:

اُمیہ بن ابی الصلت ایک بہت بڑا شاعر گزرا ہے۔ حضور ﷺ کو اس کے اشعار اچھے پسند تھے کہ، آہا، آہا۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے: آمن لسانہ وکفر قلبہ: اس کی زبان ایمان لائی ور اس کا دل کافر رہا۔ کلام ایسا تھا اور آپ ﷺ اس کے اشعار سنا کرتے تھے اور ایک دفعہ آپ ﷺ نے ایک مجلس میں اس کے سو شعر سنے۔ اور سناؤ، اور سناؤ، اور سناؤ، یہ کہتے رہے۔ یہ کہتے کہتے سو اشعار سنے۔

ایک دن وہ مکے میں کہنے لگا: کیا تو نے اپنی نبوت کا ڈھونگ رچایا ہے۔ آؤ! میرے ساتھ مقابلہ کرو۔ میں بھی کلام کہتا ہوں تو بھی اپنا کلام پیش کر۔ کہا: آؤ! حرم شریف میں اکٹھے ہو گئے۔ ادھر عبداللہ بن مسعودؓ اور بلالؓ۔ بس دو آدمی اور ادھر سارے قریش مکہ۔ تو اس نے پہلے آ کے نظم، نثر، شعر میں اس نے کمال دکھایا۔ جب وہ سارے جوہر دکھا چکا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اب میرا بھی سنو:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم یٰسٓ و القرآن الحکیم انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم تنزیل العزیز الرحیم (سورۃ یٰسین آیت ۵، پارہ ۲۲)

چل میرے بھائی! سورۃ یٰسین شروع ہوگئی اور مجمع کو جیسے سانپ سونگھ گیا۔ عرب سن رہے تھے ناں۔ دنیا کمانے کیلئے انگریزی سیکھ لی۔ اللہ سے تعلق جوڑنے کیلئے اس کے کلام کو ہی نہ سیکھا۔ خالی ترجمہ ہی نہیں پڑھتے کہ قرآن کیا کہتا ہے۔ جب اس آیت پہ آئے، ناں۔

اولم یر الانسان انا خلقنہ من نطفۃ فاذا ھو خصیم مبین و ضرب لنا مثلاً و نسی خلقہ قال من یحی العظام و ھی رمیم (سورۃ یٰسین آیت ۷۷ پارہ ۲۳)

کہا دیکھو! دیکھو! دیکھو! بنایا میں نے اپنے ہاتھوں سے، میرے ہاتھ کا بنا ہوا مجھ سے مناظرے کرتا ہے کہ کون مردہ ہڈیوں کو زندہ کرے گا؟ کون بوسیدہ، بالیدہ اور بکھری ہوئی ہڈیوں کو زندہ کرے گا؟

کافر کی گمراہی میں شدت:

کافر اللہ کی نظر میں کون ہے؟ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ: (سورۃ فرقان آیت ۴۴ پارہ ۱۹)

اللہ اگر یہ کہتا ہے ناں کہ یہ جانور ہیں تو اس میں بھی شدت تھوڑی ہے۔ ایک ایک حرف اللہ نے ہتھوڑے کی طرح مارا ہے کہ یہ نہیں مگر سوائے اس کے کہ یہ جانور ہیں۔ یہ اردو الفاظ اس کا ترجمہ نہیں کر رہے گو اس کا علاقہ اور کوئی ترجمہ ہو نہیں سکتا لیکن اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ شدید معنی ادا فرما رہا ہے ان الفاظ میں کہ یہ جانوروں سے بدتر ہیں۔ جانوروں سے رہنمائی حاصل کرو گے۔ اندھے سے بینا پوچھے: راستہ کہاں ہے؟ کہے گا: بیٹا! مذاق اڑاتے ہو۔ دو آنکھوں والا اندھے سے کہے: راستہ کہاں ہے؟ یہ ساری دنیا کے مسلمان امریکہ والوں سے پوچھ رہے ہیں: معیشت حل کر کے دو، ہماری تجارت حل کر کے دو۔ یہ پاگلوں کی دنیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ناراض ہوئے، ناہلوں کے ہاتھوں حکومتیں دے دیں۔

اللہ کی ناراضگی کی نشانیاں:

موسیٰ نے پوچھا: یا اللہ تعالیٰ! تیرے ناراض ہونے کی نشانیاں کیا ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

امطر علیهم عتبان حصادهم: جب ان کی کھیتی پک جاتی ہے تو بارش شروع کر دیتا ہوں۔

وامنع عتبان زرعهم ۔ جب ان کی کھیتی اگ رہی ہوتی ہے اور پانی مانگتی ہے تو بارش روک دیتا ہوں۔

واجعل الملك الیٰ سفهائهم والمال الیٰ بخلائهم۔ حکومت ان کے بیوقوفوں کو دے دیتا ہوں اور مال ان کے بخیل اور کنجوسوں کو دے دیتا ہوں تو سمجھ لو کہ میں ناراض ہوں۔

مسائل کا حل طریقہ محمدیؐ ہے:

جن کا رہبر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا ہو پھر وہ مشرکین سے کہیں ہمیں راستہ تو دکھاؤ۔

ہمارے ملک کے مسائل تو حل کرو

ہماری زراعت کے مسائل حل کرو

ہماری تجارت اور معیشت کے مسائل حل کرو

تو ان کی کون حل کرے گا جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حل کا انکار کر دیں۔ انہیں تو اللہ کبھی بھی گرداب سے نہیں نکلنے دے گا۔ چونکہ ہمارے لئے قانون اور ہے ان کے لئے اور ہے۔ کافر کے لئے قانون مہلت کا چل رہا ہے۔ اس لئے دھوکہ لگ جاتا ہے۔ مسلمان ہو کے بھی ہمیں ذلت ہو رہی اور وہ کافر ہو کے بھی عزت پا رہے۔

کفار کے لئے مہلت میں حکمت الٰہی:

تو آپ قرآن میں کیوں نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ کیا کہہ رہا ہے۔ ذَرْهُم: چھوڑ دو، چھوڑ، یخوضوا ویلعبوا: ناچ لیں، کود لیں۔ اللہ تعالیٰ خود کہہ رہا ہے۔ ناچنے دو، گھنے دو خواہشات میں، کیوں؟ کہا مر کے میرے پاس ہی تو آنا ہے۔ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِىْ يُوْعَدُوْنَ (سورۃ الزخرف آیت ۸۳ پارہ ۲۵)

ابھی تو آ جائیں میرے پاس۔ ذر، ذر، ذر قرآن میں کوئی سات جگہ آیا ہے تو ہر جگہ کفار کے لئے ہے کہ چھوڑ دو۔

یوں سمجھیں ایک آدمی غصے میں بپھرا ہوا ہے اور مستیں پڑھائے بیٹھے ہے اور

درمیان میں اس کو کوئی روکنا چاہتا ہے تو اس کو کہتا ہے، ہٹ جاؤ، پیچھے۔ میں اس سے نمٹ لیتا ہوں۔ آپ ذرا تحمل کو سامنے لائیں کہ ایک طاقتور انسان پہلوان ایک میرے جیسے حقیر فقیر کے سامنے آستینیں چڑھائے کہے: ہٹ جاؤ پیچھے۔ میں دیکھو، اس کی ہڈی پسلی برابر کرتا ہوں۔ تو یہ ایسا کہتا ہے: ذرنی، ذرھم، ذرنی، ذرھم، مھل، امھل،

سنستدرجھم من حیث لا یعلمون

ذرنی ومن یکذب بھذا الحدیث

ذرنی ومن خلقت وحیداً ذرھم یخوضوا ویلعبوا

چھوڑ دو، میرے محبوب! پیچھے ہٹ جاؤ۔ میں نمٹ لوں گا۔ موت تک تو ان کو چھٹی دے دو۔ بس موت تک انہیں چھٹی دے دیں۔ پھر یہ جانیں اور میں جانوں۔ صرف موت تک انہیں ہم نے مہلت دی ہے۔

کھالیں، پی لیں، ناچ لیں، کود لیں۔

لَیْسَ لَھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا النَّار: (سورۃ ھود آیت ۱۶ پارہ ۱۲) پھر آگے آگ کے سوا کچھ نہیں ان کے لئے۔ یہاں ان کے لئے قانون چھٹی کا ہے۔

جو بچہ سکول میں داخل ہو جائے اس کی تو حاضری غیر حاضری لکھی جاتی ہے اور اگر وہ نہ آئے تو اس کی پٹائی ہوتی ہے اور باہر جولڑکا سکول کے گیٹ پہ چھولے بیچ رہا ہے اس کو بھی Teacher مارنے لگ جائے کہ تو سکول کیوں نہیں آیا؟ او جی! میں تو چھولے بیچنے والا ہوں، میں کیوں سکول میں آؤں۔

جس نے کلمہ پڑھا ہے، اسے اللہ رسول کا پابند بننا پڑے گا۔ اگر نہیں بنے گا تو نقد پٹائی ہوگی۔ اُدھار نہیں نقد۔ کافر کی اُدھار چھوڑ دو کیونکہ ہے بڑی خوفناک۔

ابوجہل کو عذاب:

ایک حدیث میں آتا ہے کہ ابوجہل کو اس کے سر میں لوہے کا کیل رکھیں گے۔ اوپر ہتھوڑا ماریں گے۔ اس کی کھوپڑی پھٹ جائے گی اور پھر حمیم کا پانی اس پہ ڈالیں گے۔ حمیم کونسا پانی ہے؟ جس کا ایک پیالہ سات سمندر میں ڈالیں تو ساتوں سمندر اُبلنے لگ جائیں اور جب وہ پینے کیلئے دیا جائے گا نا۔ پینے کے لئے اور منہ کے قریب لائیں گے تو ان کے چہرے کی، سر کی

کھال اُدھڑ کے اس پیالے کے اندر گر جائے گی۔ منہ کے سامنے کھال پڑی ہوگی۔ ایسا خوفناک پانی۔ تو وہ پانی اس کے سر کے اوپر ڈالا جائے گا۔ اس سے اس کی ساری کھال اُتر کر نیچے چلی جائے گی اور اندر اُترے گا تو اس کی آنتوں کو نکال کے باہر پھینک دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ (سورۃ الدخان آیت ۴۹)۔ اب چکھو اس تکبر کا مزہ۔ دُنیا میں بڑے اکڑتے تھے۔ پھر تو اللہ تعالیٰ کی سنت میں غور کریں، کافر کیلئے مہلت ہے۔ مسلمان کے لئے مہلت نہیں۔ اس کو اللہ تعالیٰ آخرت کے دردناک عذاب سے بچانا چاہتے ہیں۔ اس لئے نقد۔

موسیٰ علیہ السلام نے کہا: تو کیا کہا اللہ تعالیٰ نے؟ میں نااہلوں کو حکومت دے دیتا ہوں۔ جو اندھوں سے راستہ پوچھیں گے اور ساری عوام کو کنوئیں میں جا گرا دیں گے اور بخیلوں کو پیسہ دے دیتا ہوں جو نہ اپنے اوپر خرچ کریں اور نہ اوروں پر۔

اللہ کی رضا کی نشانیاں:

کہا: یا اللہ! تو پھر تیری رضا کی نشانیاں کیا ہیں؟ کہا: میں بارش دیتا ہوں۔ عند ابان زرعھم: جب کھیتی مانگتی ہے، بارش دیتا ہوں۔ روکتا ہوں: عند حصادھم: جب پک جاتی ہے۔ بارش کو روک لیتا ہوں۔ اجعل الملک حلمائھم۔ حکومت ان کے شریف اور نیک لوگوں کو اور سمجھدار لوگوں کو دیتا ہوں۔ عقلمند لوگوں کو دیتا ہوں۔ والمال الیٰ سمحائھم۔ اور پیسہ سخیوں کو دیتا ہوں تاکہ اوروں پر خرچ کریں اور حکومت، حکمت والوں، اخلاق والوں کو شرافت والوں کو دیتا ہوں تاکہ وہ میری رعایا کا خیال رکھیں۔

دُنیا کے چار بڑے فاتح اور تیمور کا ظلم:

سلطان محمود غزنوی کے پاس رعایا میں سے ایک شخص روتا ہوا آیا۔ کہا: سلطان معظم! سلطان کا سب سے پہلا لقب محمود غزنوی کو ملا ہے۔ سلطان۔ لفظ السلطان اسلامی تاریخ میں سب سے پہلے کس کو ملا ہے؟ وہ محمود غزنوی کو ملا ہے۔ اس کے بعد تو پھر عام ہو گیا۔ یہ دُنیا کا فاتح ثانی ہے۔ سب سے بڑا فاتح دُنیا کا چنگیز خان ہے۔ چنگیز خان سے زیادہ شخصی فتوحات کسی شخص کو حاصل نہیں ہیں۔

چنگیز خان کے بعد دوسرے نمبر پر محمود غزنوی ہے۔

تیسرے نمبر پر سکندر یونانی اور چوتھے نمبر پر وہ لنگڑا مراد تیمور۔ جو مسلمانوں کو ہی قتل

کرتا رہا۔ ایسا بد بخت، اللہ اس کی قبر کو آگ سے بھرے، مسلمانوں کے عیش شہر جلاتا رہا۔

ایسا ظالم تھا کہ دمشق کو آگ لگا دی۔ سارے دمشق کو اور نظر پڑی ایک گنبد پہ، بڑا خوبصورت نظر آیا۔ فوراً! ایک انجینئر کو بلایا۔ کہا: فوراً جلنے سے پہلے پہلے اس کا نقشہ کاغذ پہ اتار لو۔ میں نے سمرقند جا کر بنوانا ہے۔ بچے گھروں میں جل رہے تھے اور یہ نقشے بنوانے پہ لگا ہوا تھا۔ ایسا کم بخت تھا۔

محمود غزنوی کی بے بس آدمی کی امداد کا قصہ:

تو یہ محمود غزنوی فاتح ثانی ہے دنیا کا۔ اس نے آ کر کہا: حضور آپ کا بھانجا میرے گھر آتا ہے۔ مجھے میرے گھر سے نکال دیتا ہے۔ میری بیوی کی عزت کو تار تار کرتا ہے تو محمود کا رنگ فق ہو گیا۔ کہنے لگا: کیا ایسا ہوتا ہے؟ کہا: جی! کہا: اب اگر آئے تو مجھے بتانا اور پہرے داروں سے کہا: جس وقت یہ شخص آئے فوراً مجھے اطلاع کرنا۔ تیسری رات تھی کہ وہ شخص پھر آیا۔ دوڑتا ہوا۔ روتا ہوا۔ تو محمود کو اندر اطلاع دی گئی۔ وہ اسی وقت تلوار ہاتھ میں لیے گیا اور اس کے گھر میں داخل ہوا اور جاتے ہی چراغ بجھا دیا اور تلوار کا ہاتھ مارا اور اس کی گردن اڑا دی اور اس کے ساتھ ہی زمین پہ گر گیا۔ کہنے لگا: وبحلك اسقنى ۔ ارے! تیرا بھلا ہو، جلدی پانی لا۔ وہ بھاگ کے پانی لایا۔ پانی پیا کہا: چراغ جلاؤ۔ چراغ جلایا تو اس کی جب لاش کو دیکھا تو کہا: الحمدلله۔ تو یہ کہنے لگا:

سلطان معظم سمجھ میں نہیں آئی مجھے آپ کی کہانی۔ آپ نے قتل کرتے ہی پانی مانگا۔ پھر اس کی لاش کو دیکھ کر الحمد للہ کہا۔ کہنے لگا: جس دن تم آئے تھے ناں اس دن میں نے قسم کھائی تھی۔ نہ کھاؤں گا، نہ پیوں گا، جب تک میں تیری مدد نہ کر لوں۔ تین دن سے پیاسا ہوں۔ نہ کھایا ہے نہ پیا ہے۔ اور بھوکا بھی ہوں۔

اور الحمد للہ اس پہ کہا کہ میرا بھانجا نہیں ہے۔ کوئی میرے خاندان کو بدنام کرنے کے چکر میں ان کا نام لیتا تھا۔ مجھ میں سے نہیں ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب میں راضی ہوتا ہوں تو ایسوں کو حکومت دے دیتا ہوں جو اوروں کا درد اٹھاتے ہیں، اوروں کا غم کھاتے ہیں۔ پیسہ سخیوں کو دیتا ہوں جو فقراء پہ خرچ کرتے ہیں۔

عظمت قرآن اور وسعت علم نبویؐ:

تو اللہ تعالیٰ نے کتاب دی عالیشان

اللہ اپنی ذات میں بے مثل، بے مثال

کتاب بے مثل، بے مثال

نہ تغیر نہ تبدل، نہ کوئی شق ڈالی جاسکتی ہے نہ نکالی جاسکتی۔ یہاں تو شق نمبر فلاں، شق فلاں، فلاں ڈال دو، ڈال دو۔ یہ تو انسان ہیں اور اللہ کہتے ہیں:

لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ (سورۃ یونس آیت ۶۴ پارہ ۱۱)

یہ نہیں بدل سکتا

لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ (سورۃ یونس پارہ ۱۱)

کوئی بدلنا بھی چاہے تو نہیں بدل سکتا۔

پھر جو رہبر دیا۔ کتاب بھی دے دی۔ کتاب والا بھی دے دیا۔ وہ بھی ایسا دے دیا کہ سارے نبیوں (علیہم السلام کو جتنا علم دیا اس کی مثال ہے ایک ذرے کی نبی عام انسان نہیں، نبی۔ انبیاء (علیہم السلام) کو جو علم دیا ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کو جو علم دیا، اس کی مثال ہے ایک ذرے کی اور جو اپنے محبوب (ﷺ) کو دیا اس کی مثال ہے ایک صحراء کی تو کیسا علم ہوگا اس محبوب کا؟

اب ہم کہیں! وہ علم تو آج نہیں چل سکتا، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے ہمارا مسئلہ نہیں حل ہو سکتا تو پھر ہمیں خاک ہی چاٹنی پڑے گی اور کیا کرنا ہوگا ہمیں کافر کی غلامی تو کرنا ہوگی اور کیا کرنا ہوگا؟

یا ابا سفیان جئتکم بکرامۃ الدنیا والاخرۃ: بنو ہاشم، بنو امیہ، میں ٹکر تھی اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اعلان ہوا تو بنو امیہ اقتدار میں تھے۔ بنو ہاشم شرافت میں آگے تھے۔ بنو امیہ اقتدار میں آگے تھے۔ تو جب انہوں نے نبوت کا اعلان کیا تو انہوں نے سمجھا۔ یہ ہمارا اقتدار لینا چاہتے ہیں تو اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! ابو سفیان لینے نہیں آیا۔ میری مانو گے تو دنیا اور آخرت کی عزتیں تمہارے قدم چومیں گی۔ میری مانو تو سہی۔

عرب و عجم کی حکومت دلانے والا کلمہ:

ابو طالب کے گرد جمع قریش کا کہ کہ اپنے بھتیجے کو روک لو، ورنہ اسے یہ کردیں گے، یہ

کر دیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ بیٹا! چچا کے بلا کے لاؤ کر اپنے ابن عم کو بلا کے لاؤ تو گرمی شدید تھی۔ دیواروں کے سایہ تھوڑا تھوڑا۔ آپ صلی اللہ علیہ اس کے ساتھ ساتھ چلتے چلتے چلتے چچا کے گھر پہنچے تو انہوں نے کہا، بھتیجا اپنی قوم کی بات تو سنیے کیا کہتے ہیں! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: چچا میں تو ایک بات ان سے مانگ رہا ہوں۔

کلمة واحدة لو تو تونها كانت لكم العرب و تودی لكم العجم الجزية

یہ میری ایک بات مان لیں سارا عرب ان کا تابع ہو جائے گا۔ سارا عجم ان کا غلام بن کر انہیں جزیہ ادا کرے گا۔ تو ابو جہل جیسا بھی بھڑک اٹھا اور یوں مار کر کہنے لگا: وابیك عشر كلمات: تیرے باپ کی قسم! ہم تو دس دفعہ وہ کلمہ پڑھنے کو تیار ہیں جس سے عرب اور عجم میں ہماری حکومت قائم ہو جائے۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بس ایک ہی ہے: قولو لا الٰہ الا اللہ: بس یہی کہہ لو سب کچھ ہو جائے گا۔ تو کہنے لگا۔

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ (سورۃ ص آیت ۵ پارہ ۲۳)

یہ تیری بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی کہ ہمارے اتنے خدا ہیں تو ایک ہی بنا دیتا ہے۔

اسماء النبی ﷺ کی کثرت میں حکمت:

ایسا کامل اکمل رسول ﷺ آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمد بھی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام احمد بھی ہے۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دس نام ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان لی عند الله عشرة اسماء: میرے اللہ نے میرے دس نام رکھے ہیں یہ دس نام رکھنے کی حکمت آپ پہلے سنیں۔

بچہ ہوتا ہے ناں، ماں کی گود میں تو وہ کہتی ہے: میرا لال، پھر کہتی ہے: میرا جگر، پھر کہتی ہے: میرا سورج، پھر کہتی ہے میری ٹھنڈک، پھر کہتی ہے۔ میرا دل، پھر کہتی ہے میرا چاند، میرا تارا۔ وہ صرف بلال کیوں نہیں کہتی۔ کبھی چاند بنایا، کبھی کچھ بنایا، کبھی تارا بنایا، کبھی کچھ بنایا، کبھی تارا بنایا، کبھی دل بنایا، کبھی جگر بنایا۔ صرف بلال کیوں نہیں کہتی، اس لئے کہ پیچھے محبت کو جوش اتنا ہے کہ ایک لفظ سے ادا نہیں ہوتا یا اور مثال سمجھیں بالعکس۔

کہ جب غصہ چڑھ جائے تو پھر ایک گالی سے گزارا نہیں ہوتا پھر کوئی تسبیح پڑھے تب

جا کے Cool Down ہوتا ہے یا نہیں!

تو وہ بلال کو کبھی چاند منا رہی ہے، کبھی تارا بنا رہی ہے، کبھی آسمان منا رہی ہے۔ کبھی سورج منا رہی ہے، کبھی دل منا رہی۔

اب دیکھیں ماؤں کو گھروں میں جب وہ بچوں سے باتیں کر رہی ہوتی ہیں تو کیسے عجیب ان کا انداز ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب ﷺ سے محبت اتنی ہے کہ صرف محمد کہنے سے وہ محبت ادا نہیں ہو رہی۔

تو کہا: تو محمد، تو احمد، تو ماحی

تو خاتم، تو حاشر تو عاقب تو فاطر

تو ابو القاسم، تو طٰہٰ، تو یٰسین۔

یہ اکٹھے نام: ویسے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام بکھرے پڑے ہیں چاروں کتابوں میں وہ سوا پانچ سو ہیں۔ توراۃ سے لے کر قرآن تک سوا پانچ سو اور جو ایک ہی حدیث میں اکٹھے اللہ کی طرف منسوب کیے ہیں وہ دس

کہا: میں محمد ہوں

میں احمد ہوں

میں ماحی ہوں: کفر مٹانے والا

میں عاقب ہوں پیچھے آنے والا

میں حاشر ہوں جس کے قدموں پہ حشر ہوگا۔

میں فاطر ہوں پہل کرنے والا

میں خاتم ہوں، آخر میں مہر لگانے والا

میں ابو القاسم ہوں، قاسم کا باپ

میں طٰہٰ ہوں

میں یٰسین ہوں

آپ ﷺ کے اول و آخر ہونے کی توضیح:

میں فاطر بھی ہوں، خاتم بھی ہوں۔ یہ عجیب بات ہے: جو اول ہو، آخر نہیں ہوتا، جو

آخر ہو اول نہیں ہوتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: اول بھی ہوں آخر بھی ہوں وہ کیسے ہو گئے ترمذی شریف کی روایت میں ہے۔ حضرت ابوھریرہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کب ملی؟ مطلب یہ تھا کہ کس عمر میں ملی! چالیس سال میں پینتالیس سال میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا!

کنت نبیاً وان ادم بین الروح والجسد: ابھی آدم علیہ السلام بے روح اور جسم کی کہانی شروع ہو رہی تھی کہ میں نبی بن چکا تھا۔ یہ تو ہو گئے فاطر۔ سب سے ہی پہلے پھر ہو گئے خاتم، سب سے آخر۔ پھر لے کر آئے سب سے آخر میں آئے۔

اسم محمد واحمد ﷺ کی تشریح:

تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمد ﷺ رکھا جس کی سب سے زیادہ تعریف کی جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام احمد رکھا جو سب سے زیادہ تعریف کرے تو ایسے تعریف والے ہیں اللہ کے رسول کی جن کی اللہ خود تعریف کرے تو کون اس کی تعریف کر سکتا ہے۔

کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی تعریف ہو رہی۔
کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کی قسمیں کھائی جارہی ہیں۔
کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفائی پیش کرتے ہیں قسمیں کھائی جارہی ہیں۔
کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب کے آداب سکھائے جارہے ہیں۔

باقی انبیاء اور رسول اللہ ﷺ میں فرق:

اچھا! اللہ تعالیٰ نے نبیوں پہ سلام بھیجا ہے۔

سلام علیٰ نوح فی العلمین نوح علیہ السلام پہ سلام ہو (سورۃ صفات آیت ۷۹ پارہ ۲۳)

سلام علیٰ ابراھیم ابراہیم علیہ السلام پہ سلام ہو۔ (سورۃ صفات آیت ۱۰۹ پارہ ۲۳)

سلام علیٰ موسیٰ و ھارون۔ موسیٰ وہارون علیہما السلام پہ سلام ہو۔
(سورۃ صفات آیت ۱۲۰ پارہ ۲۳)

سلام علیٰ الیاسین الیاس علیہ السلام پہ سلام ہو۔ (سورۃ صفات آیت ۱۳۰ پارہ ۲۳)

لیکن جب اپنے نبی ﷺ پہ سلام بھیجا تو یہ نہیں سلام علیٰ محمد تو اتنا ہی کہنا تھا جیسے نبیوں کو بھیجا ایسے ہی سلام علیٰ محمد لیکن اللہ تعالیٰ نے طرز ہی بدل دیا۔

اب پھر مشکل آ گئی کہ اب اس کلام میں کیا خوبصورتی ہے، کیا طاقت ہے۔ اب اس کو میں اردو میں کیسے بتاؤں کہ جب اللہ کہتا ہے: ان اللہ تو کیا کمال کر دیا۔ اس نے اور ملٰئکتہ ان اللہ و الملٰئکۃ۔ اللہ اور فرشتے۔ اپنا نام درود فرمائے۔ ان اللہ، اللہ و ملٰئکۃ اور اللہ کے فرشتے۔ پھر لفظ ان پھر لفظ اللہ۔ اللہ کی جگہ کوئی صفت لے آتا، رحمٰن، رحیم، قدیر، علیم، خبیر۔ اللہ! گویا آگے بڑھ کے اللہ کہہ رہا ہے کہ میں اللہ خود اور میرے فرشتے بذات خود کیا کرتے ہیں؟

یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ: اس نبی پہ سلام بھیجتے رہتے ہیں۔ درود بھیجتے رہتے ہیں۔

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (سورۃ احزاب آیت ۵۶ پارہ ۲۲)

اے ایمان والو! تمہاری زبانوں کو تالے کیوں لگ گئے؟ تم بھی وہ کرو جو تمہارا رب اور اس کے فرشتے کر رہے ہیں۔

خلیل پر حبیب ﷺ کی فضیلت:

کس قدر اللہ نے اس آیت میں آپ ﷺ کا مقام بیان کیا ہے۔ آپ ﷺ نے کہا: واتخذ اللّٰه ابراهیم خلیلاً (سورۃ نسآ آیت ۱۲۵ پارہ ۵)۔ اللہ نے ابراہیم کو خلیل بنایا۔ مجھے حبیب بنایا اور قسم کھائی۔ وعزتی لا وثرون حبیبی علیٰ خلیلی۔ مجھے میری عزت کی قسم! اپنے حبیب کو اپنے خلیل سے اوپر رکھوں گا۔

عظمتِ شانِ حبیب اور ذکر النبی ﷺ:

موسیٰ نے دعا کی:

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ (سورۃ طٰہٰ آیت ۲۵ پارہ ۱۶):

مولا! میرا سینہ کھول دے اور اللہ نے اپنے محبوب کو بن مانگے کہا:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ: (سورۃ الم نشرح آیت ا پارہ ۳۰)

میں نے تیرا سینہ کھول دیا۔ ابراہیم نے دعا کی۔ وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ۔ (سورۃ الشعرٰی آیت ۸۴ پارہ ۱۹) اللہ میرا نام اونچا کر دے۔ بعد کے لوگوں میں۔ اللہ نے اونچا کر دیا۔

کما صلیت علیٰ ابراهیم (سورۃ الم نشرح پارہ ۳۰)

التحیات میں کو مجھے ملا لیکن اپنے محبوب کو رب نے بن مانگے کہا: ورفعنا لک ذکرک

میں نے آپ ﷺ کے ذکر کو سب سے اونچا کر دیا۔ کیسا اونچا کر دیا ہے کہ ایک حدیث میں آتا ہے:

لا ذکرک الا ذکرت معی: اے میرے حبیب! جہاں میرا نام ہوگا وہاں تیرا نام ہوگا۔

جہاں بھی میرا ذکر آئے گا، تیرا ذکر آئے گا۔

امنوا با الله ورسوله تومنون با الله رسوله ومن یومن با الله ورسوله

ومن یعص الله ورسوله ذالك با نهم كفروا با الله ورسوله من یحادد الله ورسول

من یشاقق الله وسوله (سورۃ انفال آیت ۱۳ پارہ ۹)

برأة من الله ورسوله (سورۃ توبہ آیت ۱ پارہ ۱۰)

اذان من الله وسوله فاذنوا بحرب من الله وسوله۔

دیکھ رہے ہیں، یہ سب قرآن ہے۔

اللہ، رسول اللہ، کہا: جہاں میرا نام آئے گا وہاں تیرا نام آئے گا۔ ایسا تو رہبر دیا۔ اور بحر و بر پہ آپ کی نبوت کا نقش قائم کیا۔ پہچان کروا دی، بے جان، بے جان۔

جھاڑیوں کا آپ ﷺ کے لئے پردہ کرنا:

آپ ﷺ باہر نکلے سامنے جھاڑیاں تھیں۔ چھوٹی، چھوٹی۔ آپ ﷺ کو استنجاء کا تقاضا ہوا تو کوئی ایسی جھاڑی نہ تھی کہ جس کے پیچھے بیٹھ کر آپ ﷺ پردہ میں بیٹھ سکتے تھے۔ تو آپ ﷺ نے حضرت جابرؓ سے کہا: جابر! ان جھاڑیوں سے کہو اللہ کے رسول کے لئے اکٹھی ہو جاؤ۔ لے بھائی! آج کی امت اپنے نبی کی، نبی کی نہیں مانتی، وہ جھاڑیاں بھی اپنے نبی کی مان رہیں۔ یہ لاہور والے نہیں مانتے کرتی! جھوٹ کے بغیر کام نہیں چلتا اور یہاں جھاڑیاں مان رہیں۔ تو انہوں نے کہا: اجمعوا علی رسول الله: کہ اکٹھی ہو جاؤ اللہ کے رسول ﷺ کے لئے۔

ایک دم بھاگتی ہوئی آئیں اور سب اکٹھی ہو کر ایک گنجان سا درخت بن گئے۔ آپ ﷺ کے پیچھے اوٹ ہو گئی۔ آپ ﷺ فارغ ہو گئے۔ اُٹھ کے آگے تو ہر جھاڑی اپنی جگہ جا کر فٹ ہو گئی۔

بھٹکے ہوئے راہی:

ایسا تو اللہ نے ہمیں رہبر بنا دیا۔ اب اس کی رہبری کو چھوڑ کر ہم دھکے کھائیں تو سڑکوں پہ آوارہ نہیں پھریں گے تو اور کیا ہوگا۔ کٹی پتنگ کی طرح، پتہ نہیں کس تار میں پھنستا ہے۔ کس جھاڑی میں اٹکتا ہے۔ کس بچے کے ہاتھ میں آتا ہے۔ کچھ پتہ نہیں۔

ساری امت آج کٹی پتنگ کی طرح ہے۔ اسباب کی دنیا آج ہم تھوڑے نہیں۔ بہت زیادہ اسباب ہیں۔ پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے کٹے ہوئے ہیں۔ بھٹکے ہوئے راہی ہیں۔

جس کشتی کا طوفانی موجوں میں گھاٹ گم ہو جائے۔ جیسے وہ ملاح اضطراب اور پریشانی میں کبھی افق دیکھتا ہے، کبھی کنارے ڈھونڈتا ہے کہ مجھے اُترنا کہاں ہے؟ اس سے زیادہ امید بھٹک چکی ہوتی ہے۔ اللہ اور رسول ﷺ کو چھوڑ کر انھیں پتہ نہیں کہ ان کی منزل کہاں ہے؟ انھیں پتہ نہیں کہ کوئی ان کا ہاتھ پکڑ کر ان کی کشتی کو کنارے اور ان طوفانی موجوں میں سے نکال سکتا ہے۔ جو انہیں غرق کرنے کے پیچھے پڑ رہے۔ انہیں کو اپنا رہبر بنائے پھر رہے۔ ان سے بڑا نادان کون ہوگا۔

جہالت کا دور دورہ ہے۔ ویسے تو رات کے اندھیرے میں سڑکوں پر بھی روشنیاں ہیں اور دلوں میں وہ اندھیرا ہے جسے سورج کی چمکدار شعاعیں بھی آج دور کرنے سے قاصر ہیں۔ رات کو بھی سڑکوں پہ پاں پاں ہو رہی ہے اور دلوں میں ایسی ویرانیاں ہیں کہ سندھ کا صحرا بھی اپنی ویرانی میں اس کے سامنے مات کھا چکا ہے۔

تبلیغ کا کام کوئی جماعت نہیں کہ تبلیغی جماعت میں شامل ہو جاؤ۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جڑنے کی محنت ہے۔

یہ ہر مسلمان پہ فرض ہے کہ اپنا ہاتھ دو، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ہاتھ میں۔ نفس و شیطان کے ہاتھ میں دے کر مر گئے، ہم لٹ گئے۔ تو جنھیں اپنے اسلام پہ فخر نہ ہو۔

جنھیں رہبر کامل، ہادی کامل و اکمل (ﷺ) جس کی نبوت میں آنے کے لئے نبیوں نے خواہش کی ہو۔

فضیلتِ اُمتِ محمدیہ:

موسیٰ نے کہا: یا اللہ! میری اُمت سے اچھی اُمت بھی کوئی ہے؟ بادل کا سایہ کیا۔ من و سلویٰ کھلایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے محبوب کی اُمت کو تیری ساری اُمت پہ اور ساری اُمتوں پہ وہ عزت حاصل ہے جو مجھے اپنی مخلوقات پہ حاصل ہے۔

موسیٰ کہنے لگے: یا اللہ پھر تو وہ مجھے ہی دے دے۔

کہا: نہیں وہ تو میرے محبوب کی ہے۔ اچھا پھر مجھے اس میں سے بنا دے۔ کہا اکٹھی نہیں

سے بھی تو نہیں بن سکتا۔ کہا: اچھا! مجھے ان کی آواز ہی سنوا دے۔ کہا: آواز سنو۔ تو اللہ نے فرمایا: یا اُمت احمد: اے احمد کی اُمت۔ تو ساری اُمت نے کہا: لبیک اللّٰھم لبیک: تو موسیٰ کہنے لگے: یا اللہ! کیا خوبصورت نغمہ ہے اس اُمت کا۔ اللہ نے فرمایا: یہ وہ اُمت ہے جن کے ہاتھ اُٹھنے سے پہلے اِن کی دُعائیں قبول کروں گا۔

لشکرِ صحابہؓ کا سمندر میں سے پار ہونا:

پندرہ لاکھ آدمی اکٹھے ہوتے ہیں اور دس لاکھ آدمی رمضان شریف میں ختم قرآن میں اکٹھے ہو کر دعائیں مانگتے ہیں۔ ہوتا ہی کچھ نہیں۔ کیوں؟ تار کٹا ہوا ہے۔ تار نہیں جڑا ہوا۔ تار جڑا ہوا ہوتا پھر یا اللہ کی صدا ہوتی۔ پھر دیکھو کیا ہوتا۔ انہوں نے تار جوڑ لیا تھا۔ وہ تو ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر میں تھا اور علاء بن حضرمیؓ چار ہزار کا لشکر لے کر کھڑے ہوئے تھے۔

ہیں! کشتیاں کوئی نہیں۔ کشتی بنائیں یا کہیں سے حاصل کریں اور جزیرے تک پہنچنے کیلئے چوبیس، چھتیس گھنٹے درکار ہیں۔ راستے میں دشمن مستعد ہو جائے گا۔ آگے دو نفل پڑھے۔ اے اللہ! تیرے غلام تیرے راستے میں۔ ہمیں پار لگا دے۔ سموا الله واقتحموا۔ کہا: بسم اللہ پڑھو اور کود جاؤ۔ سمندر میں۔ آگے کوئی پی۔ آر۔ بی نہیں تھی تو جو کہہ رہا ہے کود جاؤ۔ سمندر تھا۔ کسی نے نہیں کہا: خودکشی حرام ہے۔ مروانا چاہتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں: فسمینا ہم نے کہا: بسم الله ۔ واقتحمنا: اور ہم نے اپنے گھوڑے ڈال دیے۔ وا برنا: اور اللہ نے ہمیں پار لگا دیا۔

فما بل الماء اسفل خفاف ابلنا: اور پانی ہمارے اونٹ کے پاؤں بھی تر نہ کر سکا۔ تو تار جوڑو۔ تار ہی نہیں جوڑا ہوا۔

تو تبلیغ وہ محنت ہے جس سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے انسان کا تعلق جڑ جاتا ہے اور اسے منزل مل جاتی ہے۔ اسے منزل کا پتہ چل جاتا ہے۔ مجھے جانا کہاں ہے؟ میں راہی کہاں کا ہوں! مسافر کہاں کا ہوں! ایسا کامل اکمل۔

دربارِ رسالت میں ایک بدو کی گفتگو:

ایک بدو آیا، کہنے لگا: اے محمد! تیری تین باتیں بڑی عجیب ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: کیا؟ کہنے لگا تو کہتا ہے تیرا دین ہم قبول کر لیں گے، باپ دادا کا چھوڑ دیں گے۔ بھلا کوئی باپ دادے کا دین بھی چھوڑتا ہے۔ اچھا! اور کیا ہے؟

کہا: تو کہتا ہے سارا عرب تیرا کلمہ پڑھ جائے گا۔ تو کہتا ہے روم، فارس سب تیرے غلام ہو جائیں گے۔ ہمیں روٹی کھانے کو نہیں ملتی۔ تو ہمیں قصے سناتا ہے، خوابوں کے کہ عرب و عجم ہمارا غلام ہو جائے گا۔ کہا: اچھا! تیسری کیا ہے؟ کہا: تو کہتا ہے مر جائیں گے، مٹی ہو جائیں گے پھر زندہ ہو جائیں گے۔ کوئی مر کے بھی لوٹ کے آیا؟ کوئی دکھا تو دے جو مر کے واپس آیا ہو۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تجھے زندگی دے گا اور تو دیکھے گا کہ سارا عرب میرا کلمہ پڑھے گا اور تو دیکھے گا قیصر و کسریٰ فتح ہوں گے۔

باقی رہی تیسری بات، قیامت کا دن ہو گا۔ تیرا ہاتھ پکڑوں گا اور تیری آج کی بات تجھے اس دن یاد دلاؤں گا۔ وہ ایسا مضبوط تھا۔ کہنے لگا: میں مانتا ہی نہیں۔ اور واپس چلا گیا۔ فتح مکہ ہوا تو سارا عرب اسلام میں آ گیا۔ پھر بھی نہ مانا۔ رسول اللہ ﷺ دنیا سے پردہ فرما گئے۔ اور صدیقی دور میں یرموک کی فتح ہوئی ادھر انتقال ہو رہا ہے۔ ادھر فتح ہوئی اور پھر فاروقی دور میں قادسیہ کی لڑائی ہوئی۔ ادھر ایران ٹوٹ گیا۔ ادھر روم ٹوٹ گیا۔ تو بدو کہنے لگا: اب تیسری بھی ہو ہی جائے گی۔ دو تو میں نے دیکھ لیں۔ تو پھر مسلمان ہوا اور ہجرت کر کے مدینے آیا۔ حضرت عمرؓ اس کو ملنے جایا کرتے تھے۔ خصوصاً۔ مسجد میں آتا تو اس کا اکرام فرمایا کرتے اور یوں کہا کرتے: یہ وہ شخص ہے جسے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تھا کہ تیرا ہاتھ پکڑ کے تجھے یاد دلاؤں گا تو جس کا حشر کے دن اللہ کا رسول! ہاتھ پکڑے گا تو جنت میں پہنچ جانے سے پہلے نہیں چھوڑے گا، لہٰذا یہ تو پکا جنتی ہے۔

تو بھائی! تبلیغ میں کیا کہہ رہے ہیں۔ اس ہاتھ کو نفس سے چھڑا لیں، شیطان سے چھڑا لیں۔ آج کی رواجی زندگی سے چھڑا لیں اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں دے دیں۔ اس کی پرواز عرش سے بھی اوپر ہے۔ آپ کو بھی وہیں پہنچا دے گا۔

ضرورت تربیت:

اب یہ فقط کرنے سے نہیں ہو گا بھائی کل سے سارا لاہور محمدی بن جائے۔ یہ کوئی ایسا نظام اسلام میں کوئی نہیں ہے کہ ادھر سے ڈالا بدمعاش اور راتوں رات مشین میں ڈال کر ادھر سے نکال دیا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ایسا نظام کوئی نہیں ہے اسلام میں اللہ نے دنیا کو دارالاسباب بنایا ہے۔ یہاں اسباب کی رعایت کے ساتھ کائنات کو چلایا ہے۔ تربیت کے بغیر انسان بنایا ہے۔

یہاں اسباب کی رعایت کے ساتھ کائنات کو چلایا ہے۔ تربیت کے بغیر انسان دین پہ نہیں چل سکتا۔ ہم آج کل تو تین سال کا فیڈر منہ میں ہوتا ہے بچے کو سکول میں ڈال دیتے ہیں۔ تین سال سے بچے کو سکھانا شروع کرتے ہیں اور پچیس برس انتظار کرتے ہیں اس کے ڈاکٹر بننے کے لیے انجینئر بننے کے لئے کوئی آپ جیسا دیہاتی سادہ نظر آیا کہ جی میری بڑھاپے کی اولاد ہے، بس اس کو اگلے سال ہی ڈاکٹر بنا دو۔ ایسا آپ کو کوئی نہیں نظر آئے گا۔ کوئی ان پڑھ سے ان پڑھ آپ کو دیہاتی ایسا نظر نہیں آئے گا جو آج بیج ڈال کے کل جھولی لے کے بیٹھا ہو کہ انشاء اللہ کل تو پھل لگ ہی جائیں گے کوئی آپ کو ایسا ان پڑھ نظر نہیں آئے گا۔ کیونکہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس کائنات میں اللہ نے تربیت کا نظام چلایا ہے۔

تربیت اور تدریج، تربیت اور آہستہ آہستہ تربیت، یہ بچہ چالیس سال میں جا کے ساری چیزیں مکمل کرتا ہے۔ پیدا ہوتے ہی عیسیٰ علیہ السلام کی طرح ہر کوئی کیوں نہیں بولتا کہ اللہ پاک نے خود اسباب کی رعایت کی ہے۔ تو ہمیں بھی اس کا سبق دیا کہ اگر مجھ سے اور میرے رسول (ﷺ) سے تعلق جوڑنا ہے تو یہ نافذ کرنے کی نہیں محنت کرنے کی چیز ہے۔ نہ دل میں اللہ اور اس کا رسول تو اوپر والا کیسے دل میں محبت ڈالے گا۔ کچھ دیر چلے پھر لاٹھی ماری چلو وہ تھوڑی دیر چلے گا۔ پھر لاٹھی ماری چلو وہ ایسا ہی چلے گا۔ پھر آخر آپ ہی تھک جائیں گے کہ یہ نہیں چلنے کا اور اگر اس کا تار ادھر جوڑا اور خالی اشارہ کریں۔ تک۔ یہ چل رہا۔ پھر اشارہ کریں یہ رک رہا۔

فروخت شدہ مسلمان:

جب اللہ و رسول سے تعلق جڑے گا تو اللہ کہے گا کہ چلو! تو یہ جان لگائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کہے گا: رک جاؤ تو جل تو جائیں گے پر آگے نہ بڑھیں گے۔ ہم تو سارے بک رہے ہیں جیسے جانور نہیں بکتے، دل بک رہا ہے پھیپھڑے بک رہے۔

زبانیں، سریاں بک رہیں۔ ہاتھ بک رہے ہے بھائی وتی کاٹ کے دینا۔ آج ہاتھ بک رہا ہے کہ اتنے پیسے دے دو ڈاکہ زنی کروالو قتل کروالو چوری کروالو۔

پاؤں بک رہے ہیں۔ کہا: اتنے پیسے دے دو ناچ کے دکھا دیں گے۔ زبانیں بک رہی ہیں کہ اتنے پیسے دے دو جھوٹی گواہی دے دیں گے۔ دماغ بک رہے ہیں اتنے پیسے دے دو تیرا غلط مقدمہ ہم لڑیں گے۔

بک گئے جیسے سریاں بک گئیں بکرے کی اور زبان بک گئی، دل بک گیا اور پھیپھڑے بک گئے اور دستی بک گئی اور ران بک گئی۔ آپ بھی بکے پڑے ہیں۔ اتنے پیسے دے دو لے لو ٹیکنالوجی۔ سب سے خطرناک ٹیکنالوجی اس وقت کے بڑے سائنسدان مسلمان ہیں جو امریکہ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس کا آخری حربہ ہمیں ہی مارنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ لیکن ان کو تین تین چار چار لاکھ ڈالرل رہے ہیں وہ کہتے ہیں ہماری بلا سے جس پہ مرضی پھینک دو۔

بکاؤ مال:

احمد شاہ ابدالی اور مرہٹوں کی لڑائی ہوئی تو مرہٹوں کا جو توپ خانہ کا سردار تھا اس کا نام تھا ابراہیم ڈاڈی، مسلمان اور شکست ہوئی تو گرفتار ہوا۔ اسے کہا تجھے مسلمانوں پہ گولے چلاتے شرم نہ آئی! کہا میں تو سپاہی ہوں جو پیسے دے گا اس کے ساتھ لڑوں گا کہا پھر تیرے تن کو تیرے سر پہ رہنے کی کوئی گنجائش نہیں ظالم کو بدمعاش کو قتل کروایا۔

اگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ ہم نہیں جڑے ہوئے تو ہم بکاؤ مال ہیں بکاؤ مال کوئی خریدے گا۔

مظلوم انسانیت کا مداوا:

آپ دیکھتے نہیں بہاولنگر ہماری جماعت گئی۔ ایک جج ملا، کہنے لگا۔ یہاں بیان کریں، عدالتوں میں جو ظلم ہو رہا ہے پاکستان میں وہ کسی جگہ نہیں ہو رہا۔ جتنا یہاں مظلوم پستا ہے اتنا پورے پاکستان میں نہیں پستا۔ ان کو بتاؤ کچھ تمہارا بھی حساب ہونے والا ہے اور تم پر بھی ایک عدالت قائم ہونے والی ہے۔

کیونکہ اس کے ساتھ نہیں جڑے جس نے منزل بتائی تھی۔ جس نے انسانیت کا سراغ بتایا۔

جس نے منزل کا نشان بتایا۔

جو خود انگلی سے پکڑ کے لے چلا۔ پیٹ پہ پتھر باندھے لیے تن پہ جوڑا ایک ہے۔ کوئی ایسا بادشاہ تو دکھاؤ جس کے ہاتھ میں ساتوں زمینوں کی چابیاں ہوں اور پھر وہ پیٹ پہ پتھر باندھ کر بیٹھا ہو کوئی۔ کوئی ایسا مالدار تو دکھائیں جس کے سامنے احد پہاڑ ہاتھ جوڑ کے کھڑا ہو۔ یا رسول اللہ! اشارہ ہو تو میں سونا بن جاؤں اور پھر وہ بیٹھ کے نماز پڑھ رہا ہو اور حضرت ابو ہریرہؓ پوچھیں! میر

ے ماں باپ قربان ہوں یارسول اللہ! آپ بیٹھ کے کیوں نماز پڑھ رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوہریرہؓ بھوک اتنی ہے کہ کھڑا نہیں ہو سکتا۔

کوئی ایسا بادشاہ تو دکھائیں، کوئی ایسے اقتدار والا تو دکھائیں اور ایسے اختیار والا تو دکھائیں، وہ اشارہ کرے تو جنت کے جوڑے زمین پہ آجائیں اور آسمان سے سونا چاندی اس کے گھر پہ برسے اور پھر وہ ایسے پیٹ پہ پتھر باندھ کے اور ایک جوڑے میں زندگی گزار دے اور اپنے کپڑے خود دھوئے۔

بلالؓ آگیا، یارسول اللہ! نماز کا وقت ہو گیا۔ کہا: میرے تو ابھی کپڑے ہی نہیں سوکھے۔ سوکھیں گے تو آکے نماز پڑھاؤں گا۔ ایسی طاقت والا جس کے اشارے پہ پہاڑوں کا فرشتہ دشمنوں کو سرمے کی طرح پیس کے رکھ دے۔ اتنا اختیار جو رکھتا ہو اور پتھر کھا کے، زخم کھا کے، بے ہوش ہو کے گرے ایسی بے بسی کا عالم کہ طائف کے پہاڑ رونے لگے اور ساتوں آسمان کے فرشتے رونے لگے۔

جب آپ کو پتھر پڑنے لگے جس کی بے بسی پر، جس پہ ظلم کو دیکھ کر پتھر بھی روئے ہوں وہ ظلم کے ساتھ ظلم ہو گا اور جس کو اتنا اختیار حاصل ہو کہ انہی پہاڑوں میں ان کو سرمہ بنا دے۔ پھر وہ کہے، اچھا! یہ نہیں تو ان کی نسل تو کلمہ پڑھے گی۔ کوئی ایسا دنیا نمونہ پیش نہیں کر سکتی۔ اب اس کے پیچھے تو چلتے نہیں پھر کس کے پیچھے چلیں گے؟ پھر نفس اور شیطان ہوں گے اس کے پیچھے چلیں گے اور انہوں نے تو جہنم کو پہنچانے کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے ہمیں تو۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اللہ کا سلام:

بھائیو!

ان کے پیچھے چلیں جن کے پیچھے چل کے منزل ملتی ہے۔ یہ تین سو ساٹھ بتوں کے پجاریوں کو دیکھو کہاں اللہ تعالیٰ نے پہنچایا ہے۔ اللہ کے دروازے پہ حاضری دینے کے لئے ابوبکرؓ کیا کرتے چار دکانیں تھیں تو چالیس بنا لیتے۔ اس سے زیادہ کیا کرتے لیکن جب سب کچھ لگا دیا۔ تن، من، دھن، اپنے آپ کو قربان کر دیا اور یہ خدیجہؓ نہ ساتھ دیتیں تو کیا ہوتا! کتنی مالدار مکہ کی عورتیں مر گئیں۔ کیا ہوا جب سب کچھ لگا دیا تو جبرائیل کو اللہ نے دوڑایا کہ جاؤ خدیجہ کو میرا سلام پیش کرو۔ دنیا کی پہلی خاتون، پہلی ہستی، دنیا کی نبیوں کی جس کو اللہ نے سلام پیش کیا،

خدیجہ رضی اللہ عنہا۔ اس کے بعد ابوبکر ہے جس کو تبوک کے موقعہ پر اللہ نے سلام پیش کیا۔ ادھر جب خدیجہ رضی اللہ عنہا کا گھر خالی ہوا تو اللہ نے سلام بھیجا۔ ادھر جب تبوک میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کا گھر خالی ہوا تو اللہ نے سلام بھیجا۔ بتاؤ انہیں بچے نظر نہیں آتے تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اللہ کا سلام:

مقابلہ رہتا تھا ناں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آج تو میں بڑھ جاؤں گا چونکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس تنگی ہے، میرے پاس پیسے ہیں۔ آج موقعہ ہے بڑھنے کا پھر نہیں بڑھنے کا تو انہوں نے اپنے گھر کے سارے مال کو آدھا کر کے آدھا گھر چھوڑا، آدھا ساتھ، ابوبکر رضی اللہ عنہ کا تو پہلے ہی پتہ تھا کہ انہوں نے سب کچھ لے کے آنا ہے۔ لیکن جب مال سامنے رکھا گیا تو عمر رضی اللہ عنہ کا زیادہ اور ابوبکرؓ کا تھوڑا۔ اب اگر اللہ تعالیٰ کا رسول سوال کرتا کہ کتنا ہے؟ تو عمرؓ جیت جاتے اور ابوبکرؓ ہار جاتے اور سوال بھی یہی ہونا چاہیے۔

یہ جو کوئی آکے مسجد ابراہیم میں چندہ دے یا جامعہ اشرفیہ میں چندہ دے تو وہ مولوی صاحب کہیں پیچھے کتنا چھوڑ کے آئے تو وہ لڑ پڑے گا، ان سے وہ بھی پوچھے گا جی کتنے کی رسید کاٹوں؟ سو روپے کی، ہزار روپے کی یا پانچ سو کی۔ یہ پوچھے گا کہ پیچھے بنک میں کتنا چھوڑ کر آئے ہو تو وہ لڑ پڑے گا۔ تو سوال تو اس موقع پر یہ ہونا چاہیے تھا کہ عمر! کتنا ہے؟ ابوبکرؓ کتنا ہے۔ یہ سوال ہوتا تو عمرؓ جیت جاتے اور ابوبکر ہار جاتے۔ گویا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو پتہ ہے کہ ابوبکر کیا کر کے آیا ہوا ہے اور وہاں کثرت کو نہیں دیکھا جاتا، کیفیت کو دیکھا جاتا ہے۔ تو آپ نے سوال بدل دیا۔ سوال بدل دیا۔ آپ ﷺ نے کہا: عمرؓ پیچھے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ حضرت عمرؓ تو وہیں بیٹھ گئے۔ کہا: میں تو ہار گیا چونکہ انہیں پتہ تھا کہ ابوبکر پیچھے کچھ نہیں چھوڑے گا۔ کہا: عمرؓ پیچھے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ انہوں نے مری، مری آواز میں کہا: جی آدھا چھوڑ کر آیا ہوں۔ آدھا لے کر آیا۔ انہیں پتہ لگ گیا کہ میں ہار گیا۔

ابوبکرؓ پیچھے کیا چھوڑ کر آئے؟ کہا: ترکت اللہ ورسول: پیچھے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو چھوڑ کر آیا ہوں۔ باقی سب کچھ لے کر آیا ہوں۔ بس اس موقع پر عرش کے دروازے کھلے اور جبرائیل آئے، دوڑے ہوئے۔ یا رسول ﷺ! اللہ (عزوجل) ابوبکرؓ کو سلام پیش کرتا ہے۔

سنت سے دوری:

تو ہم ان کے پیچھے چل کر ہلاک ہو جائیں گے۔ کیا ہمارا رسول ﷺ صرف اُونٹوں کے زمانے کے لئے ہے۔ جس کی ذاتی پرواز ایسی ہو کہ عرش بھی پیچھے رہ جائے ذاتی پرواز نہ راکٹ، نہ جہاز، بغیر راکٹ اور جہاز آسمانوں آسمانوں کو چیرتا ہوا جو اللہ کے سامنے پہنچ جائے اس کے پیچھے چل کر ہم ناکام ہو جائیں گے۔

کیا جہالت کا دور دورہ ہے ۔

مدت ہوئی صیاد نے چھوڑا بھی تو کیا
تاب پرواز نہیں، راہ چمن یاد نہیں

اور لاہور ایسے پنجرے میں بند ہو گیا۔ دنیا کی محبت میں ایسا بند ہو گیا کہ اڑنے کے قابل ہی نہیں اور چھوڑا بھی جائے تو پتہ ہی نہیں آئے کہاں سے ہیں؟ کس باغ کے پنچھی ہیں؟

تو تبلیغ کوئی جماعت نہیں ہے کہ ہم آپ کو تبلیغی جماعت میں شامل کر رہے ہیں۔

اچھا! ہمیں کیا ملے گا آپ کو تبلیغی جماعت میں شامل کر کے ہمیں کیا ملے گا۔

دنیاوی اگر مفاد دیکھے جائیں، کیا ملے گا۔ کچھ بھی نہیں۔ بھائی! نہ تو ہم آپ کو اپنا مرید بنا رہے ہیں کہ مرید ہو جائیں گے تو ہم بھی کہیں گے بہت پیر ہیں اور نہ کوئی بعد میں آپ کے پیچھے جاتے ہیں کہ ہماری جماعت الیکشن میں حصہ لے رہی ہے آپ ووٹ دے دیں نہ یہ کہیں گے کہ ابراہیم مسجد بن رہی ہے تھوڑا سا اس میں چندہ ہی دے دیں۔ تو۔

گستاخ رسول و عاشق رسول:

بھائی! یہ سر کھپانا اور چھ سات پر اعظموں میں لوگ دھکے کھا رہے ہیں، اپنے پیسے پر۔ لالیاں میں ہم گئے تو ایک آدمی کو میں سلام کرنے لگا۔ اس نے ہاتھ پیچھے کر لئے۔ بھائی کیا ہوا! کہا: آپ سے سلام کرنا ہمارے مذہب میں جائز نہیں۔

میں نے کہا: بھائی! ہمارا قصور کیا ہے؟

کہا: آپ گستاخ رسول ہیں۔

میں نے کہا: اللہ کے رسول کے تو اخلاق یہ ہیں کہ کافر کو بھی گلے لگا لیا۔ کافر مہمان آیا تو اس کا پاخانہ دھویا تو یہ اخلاق آپ نے کہاں سے سیکھے ہیں کہ گھر آئے ہوئے مہمان کو سلام کا

جواب نہ دیں آپ نے تو منافقوں کے سلام کا بھی جواب دیا۔ عبداللہ بن ابی کا جنازہ پڑھ دیا۔ تو یہ آپ کو اخلاق کس نے سکھائے ہیں۔ یہ کونسا عشق رسول ہے، جو گھر چھوڑے، جان کھپائے، مال کھپائے، دھکے کھائے گالیاں کھائے وہ ہو گیا گستاخ۔ جو گھر بیٹھ کے تنا تنگ پہ تاننگ رکھ کے اپنی دنیا کمائے وہ ہو گیا عاشق۔ کوئی اپنی عقل بھی تو آدمی استعمال کرے کہ کوئی معیار بھی تو ہو یا خالی سنی سنائی کے پیچھے چل پڑنا۔ بات میں آگی بتانا چاہتا ہوں۔

تو کہنے لگا: ہمیں سب پتہ ہے۔ آپ ہر جگہ کاپیوں پہ لوگوں کے نام لکھتے ہیں اور اس سے آگے رائیونڈ میں رجسٹروں پہ چڑھاتے ہیں پھر ایک دن آپ لوگ سیاست میں کود پڑیں کہ یہ دیکھو ہماری اکثریت ہو گئی۔ حکومت ہمیں دے دو۔ یہ 1980ء کی بات تمہیں بتا رہا ہوں بیس سال ہو گئے بیس سال تک تو ایسا کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔

ہم آپ کو تبلیغی جماعت میں شامل کر رہے۔ یہ تبلیغ کے نام پر ایک محنت چل پڑی۔ جس پر ہم جان، مال کھپا کر نتیجہ دیکھ رہے ہیں۔ کہ لوگوں کا رخ اللہ کی طرف پھر رہا ہے اور اللہ کے رسول ﷺ کی طرف پھر رہا ہے۔

تبلیغ کے ذریعے انقلاب دل:

منڈی بہاؤالدین جماعت گئی۔ مولوی صاحب کہنے لگے: نکل جاؤ تم سب مدرسوں کے مخالف ہو۔

میں نے کہا وہ کیسے!

کہنے لگے: یہ ہمارا تاجر پہلے ہمیں ہزار روپے چندہ دیتا تھا۔ جب سے چلہ لگا کے آیا ہے سو روپیہ دیتا ہے۔

اچھا! بلاتے ہیں جی اس کو۔ بلایا کہا: یہ تو نے کیا کیا!

کہا جی پہلے جھوٹ پہ کاروبار تھا۔ جب سے سن کے آیا ہوں جھوٹ بھی حرام، سود بھی حرام، اب سچ پہ کرتا ہوں تو روٹی بھی مشکل سے پوری ہوتی ہے۔ اس میں سو روپے انہیں دیتا ہوں۔ اگر یہ کہتے ہیں تو پھر وہی شروع کر دیتا ہوں۔ ان کو دوں گا خود بھی کھاؤں گا۔

صوبیدار، وقت کا ابدال بن گیا:

بہاؤ لنگر میں ہمیں ایک صوبیدار ملا۔ کہنے لگا: جی! جب سے چلہ لگایا تاں تو جو سارے

غلط راستوں سے پیسہ کماتے تھے۔ وہ چھوڑ دیا۔ تو میرا افسر مجھ سے کہنے لگا: تمہارا گزارا اس طرح کیسے ہوتا ہے؟ میں نے کہا: جی طے کر لیا ہے کہ کرتا ہے، اس لیے ہوتا ہے۔ کہا: نہیں مجھے اس تنخواہ میں مہینے کا بجٹ بنا کے دکھاؤ جو تمہیں تنخواہ مل رہی ہے۔

کہا: جی پھر سن لیں۔ جب سے چلہ لگایا ہے دو سال ہو گئے ہیں۔ میرے گھر میں سالن نہیں پکا۔ سالن کے پیسے ہی نہیں بچتے۔ ہم روکھی روٹی کھا کر اپنا گزارا کرتے ہیں۔ دو سال سے ہم نے گھر میں سالن نہیں پکایا۔ پیسے ہی نہیں، حرام کھانا نہیں، نہ کھلانا ہے۔

اتنی بڑی قربانی، دیکھنے میں یہ صوبیدار اور اندر میں یہ ابدال ہے۔ بڑے بڑے اولیاء کرام اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔ جو مسجد میں بیٹھ کر تسبیح پڑھ رہے ہیں۔

انقلابی کام:

تو یہ تبلیغ کا کام اصل میں انقلاب ہے۔ انقلاب کا لفظی مطلب ہے۔ دل کی کایا پلٹ جان دل کا، پھر اس کو مجازاً حکومت پر بھی بولا جاتا ہے۔ انقلاب آ گیا، انقلاب آ گیا۔ حکومت بدل گئی۔ لیکن اصل انقلاب، قلب، قلب کا بدل جانا۔ تبلیغ دنیا کا سب سے بڑا انقلابی کام ہے، اس وقت۔ لوگوں کے دلوں کی دنیا ایسے بدل جاتی ہے جیسے اندھیرے میں سے کوئی سورج نکل آیا ہو۔

(کینیڈا کے شہر) ٹورنٹو سے ہم آ رہے ہیں۔ دو اگست کو ہماری واپسی ہوئی۔ جرمنی، امریکہ پھر کینیڈا، ساؤتھ امریکہ، انگلینڈ، یہ سارا دو مہینے کا تقریباً ہم سفر کر کے آئے ہیں۔ ٹورنٹو میں میرا بیان تھا مستورات میں۔ تو جب میں بیان کر کے باہر نکلا تو مستورات بھی نکلیں۔ ڈھائی تین سو عورتوں میں سے کوئی عورت بے پردہ نہیں تھی، سب برقعوں میں۔ ٹورنٹو میں۔ جہاں بیس سال پہلے یہ تصور نہیں کیا جا سکتا تھا کہ کسی عورت کو یوں دیکھا جائے گا۔

جہاں انسانیت اور شیطان بھی شرمائے اور نظریں چرائے وہاں ایسے نمونے نظر آئیں۔ کتنا بڑا انقلاب ہے۔

پھر انگلینڈ میں، لندن میں ایک جگہ بیان تھا۔ ایک محلہ میں وہاں کوئی چار، پانچ سو مستورات تھیں۔ ایسے ہم بیان کر کے باہر نکلے تو مستورات بھی باہر نکل رہی تھیں تو سب برقعے میں۔ ایک عورت بھی مجھے برقعے کے بغیر نظر نہیں آئی۔

یہ انقلاب ہے، خاموش انقلاب۔ درخت روزانہ بڑھتا ہے، کبھی شور ہوا؟ آپ کے سامنے بڑھتا ہے، کبھی سنائی دیا؟ کوئی شور سنائی دیا، روزانہ بڑھتا ہے۔ تبلیغ خاموش انقلاب ہے۔ یہ ہو،ہا، کے بغیر درخت کی طرح بڑھ رہا ہے۔ تو

بھائیو!

اللہ سے اپنا دل لگالیں اور اللہ کے رسول ﷺ کے ہاتھوں میں ہاتھ دے دیں۔ دنیا بنانی ہو، آخرت بنانی ہو، راستہ یہی ہے اور کوئی نہیں۔ اب یہ بات ہر مسلمان کو سمجھانا اور پوری دنیا کے غیر مسلموں کو سمجھانا ہمارے ذمے ہے۔ اس وجہ سے ہم باہر پھرتے ہیں اور یہ پھرنا ہمارے مقدر میں اور ہمارے اوپر فرض کردیا گیا ہے۔

جیسے محاذ کا سپاہی صرف اپنے بچوں کو سامنے رکھنے کا نہیں ہوتا۔ اس کے سامنے پندرہ کروڑ انسان ہوتے ہیں۔ لہذا اسے گھر چھوڑنا ہی ہے اور اسے محاذ پر جمنا ہے۔ ساری دنیا کی گمراہی اور کفر کے ازالے کے لئے اللہ نے ہم سے قربانی مانگی ہے، گھر چھڑوانے کی۔ پھلوں سے نہیں مانگی، ہم سے مانگی ہے۔ اس لیے ہماری بسم اللہ ہی ایسی زبردست ہوئی۔ ایسی عجیب ہوئی کہ کیا کہنے کہ اس امت کی ماں کو ایک لق ودق میدان، کالے پہاڑوں کے اندر اکیلے چھڑوا دیا۔ اس سوال کا چار ہزار سال پہلے جواب دے دیا۔ بیوی بچے چھوڑ کے چلے جانا کہاں ہے۔

سیدہ ہاجرہؓ کی ہجرت:

ہماری ماں کو دیکھو! ہاجرہ کو جس کو ابراہیمؑ جیسا محبوب خاوند ملا ہو۔ فلسطین جیسی خوبصورت سرزمین ملی ہو۔ چشموں سے، پھلوں سے، سبزے سے مزین، مصر کی شہزادی ہو۔ فلسطین کے گل پوش پہاڑوں میں رہتی ہو۔ سبز پوش پہاڑوں میں رہتی ہو اور اس کو وہاں سے نکال کر پانچ ہزار سال پرانا مکے کا جو ماحول ہو اس میں اکیلی کو وہ بٹھا کے جارہے ہوں۔ کوئی ہے کرنے والی بات اور وہ حیران پریشان ہو کہ کہاں چھوڑ کے جا رہے ہو۔

الی من تکلنا کس کے سہارے چھوڑ کے جارہے ہو۔

یہاں سے ہماری بسم اللہ ہوئی ہے تاکہ پتہ چلے قیامت تک کیلئے کہ یہ اُمت وہ ہے جو اللہ کے پیغام کے لئے گھر چھوڑے گی۔ مائیں بھی چھوٹیں گی، باپ بھی چھوٹیں گے، بیویاں بھی چھوٹیں گی۔ اولادیں بھی چھوٹیں گی، کام جو دے دیا۔

ابراھیم کا امتحان اور اولاد کی محبت:

اور ایسا سنگین منظر تھا، خوفناک منظر تھا، جب ابراہیم کو آگ میں ڈالا گیا تو ابراہیم خاموشی سے چلے گئے۔ کچھ بھی نہیں بولے لیکن جب بچے اور بیوی کو چھوڑا اور پہاڑ سے نیچے اترے تو ایسے قدم وزنی ہو گئے۔ کہ چلنا مشکل ہو گیا۔ تو اُونٹنی سے نیچے اُتر گئے اور ہاتھ اُٹھائے۔

رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ

(سورۃ ابراہیم آیت ۳۷ پارہ ۱۳)

اے اللہ! تو نے کہا میں نے چھوڑ دیا۔ تیرے حوالے۔ آگ میں ڈلتے ہوئے دعا نہیں مانگی کہ مجھے بچا لے حالانکہ اپنی جان تو سب سے زیادہ پیاری ہوتی ہے۔

ایسا منظر تھا کہ ابراہیم جیسا پہاڑوں والا جگر اور آسمان کی وسعت جیسا سینہ رکھنے والا بھی بے قرار ہو کے اتر گیا۔

اے اللہ! تو ہی بچا۔

مجھے ابھی یاد آ گیا جبرائیل ساتھ تھے، کہا: نکلو۔ کہاں؟ جہاں میں کہوں۔ یا اللہ! مجھے کیا پتہ کہاں جانا ہے؟ کہا: جبرائیل آ رہا ہے، تجھے راستہ دکھائے گا۔ جبرائیل ساتھ چلے۔ جب تنہائی اور وحشت اور خوف کی پوری شکلیں انتہاء کو پہنچ گئیں۔ کالے پہاڑوں کے اندر ایک وادی۔ کہا: یہاں چھوڑ دو۔ تو ابراہیم ایک دم تڑپ گئے۔ یہاں؟ آگ میں جا رہے ہیں، نہیں تڑپے۔ جبرائیل کہہ رہے ہیں: کچھ مانگو۔ کہا نہیں مانگتا۔ تو بھی تعلق ہے اور جب جبرائیل نے کہا: یہاں چھوڑ دیں۔ نہ پانی، نہ سایہ، نہ کوئی ساتھی۔ یہاں چھوڑ دوں۔

کہا: ہاں! آپ کے رب کی منشاء ہے۔ یہاں چھوڑ دیں۔ اس ماں کی گود میں ایک بڑا نبی پیدا ہونے والا ہے۔ اس کی نسل سے۔ بچے کی نسل سے ایک بڑا نبی پیدا ہونے والا ہے۔ جس کو اللہ نے یہاں وجود دینا ہے۔

تیاری اُمت محمدیہ:

اتنی بڑی قربانی لی۔ پھر چار ہزار سال اس پر اللہ نے گردش ایام کو چلایا اور پھر جا کر اس امت کو نکالا۔ جیسے نو مہینے میں بچہ بنتا ہے۔ چار ہزار سال میں جا کر یہ امت تیار ہوئی اسباب

کی دنیا ہے ناں۔ اللہ نے تمام اسباب کو وہ اتنے اسباب تھے کہ ان کو پورا ہونے میں چار ہزار سال لگنے تھے تب جا کر اس اُمت کو صفحۂ ہستی پر وجود ملنا تھا۔ جونیوں جیسی شان کے ساتھ عالم میں کارنامے سرانجام دے کر دکھا دے گی۔

تبلیغ، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم:

تو تبلیغ ہمیں گھروں سے بے گھر کرتی ہے۔ اگر رائیونڈ والے کہتے ناں گھر چھوڑ دو۔ اللہ کی قسم! ہم کبھی نہ چھوڑتے۔ ابراہیم مسجد والے کہتے کہ گھر چھوڑ دو۔ کبھی نہ چھوڑتے۔ اللہ نے یہ بات سمجھا دی کہ یہ، یہ نہیں کہہ رہے یہ تو اللہ کہہ رہا ہے۔ اس کا محبوب ﷺ کہہ رہا ہے۔ یہ خالی اس کی ترجمانی کر رہے ہیں۔ ہم ان کے پیچھے نہیں چل رہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات کو ہم نے سمجھا کہ وہ کہہ رہے ہیں۔ چودہ سو بیس سال پیچھے چلے جائیں۔

دس ہجری، دس تاریخ، منیٰ کی وادی۔ آپ ﷺ کھڑے ہوئے ہیں۔ ادھر مہاجرین مکہ ہیں، ادھر انصار مدینہ ہیں اور باقی قبائل سامنے ہیں اور آپ ﷺ منیٰ کے پتھر پر کھڑے ہو کر فرما رہے ہیں۔ میرا پیغام غائبین تک پہنچا دیا جائے۔ ہمیں تو یہ فرمان گھر میں نہیں بیٹھنے دیتا کہ اللہ کی قسم کوئی گھر نہ چھوڑتا۔ نہ اتنی بڑی قربانیوں کی تاریخ لکھی جاتی۔ میں آپ کو وثوق سے کہہ رہا ہوں۔ عقیدت میں نہیں کہہ رہا ہوں۔ پچھلے سالوں میں اتنا کام نہیں ہوا۔ جس نے چھ براعظموں کو لپیٹ میں لے لیا ہو۔

ہر زبان

ہر قوم

ہر قبیلہ

کو گونگے اور بہرے تک کو جس نے کام پہ کھڑا کر دیا ہو۔ ایسی آپ تاریخ کے صفحات اُلٹتے چلے جائیں۔ ایسا عالمی کام آپ کو نظر نہیں آئے گا۔

حاصل مطالعہ اور تبلیغی جماعت:

سالہا سال کتابیں کنگھالنے کے بعد میں آپ سے یہ بات کہہ رہا ہوں۔ میں عقیدت میں آپ کو کہہ رہا ہوں۔ سالوں کتابوں کو کھایا ہے۔ جیسے آپ روٹی کھاتے ہیں۔ پورے عالم کو لپیٹ میں لے۔ ہر قوم قبیلے کو کھینچے اور پڑھے لکھے، اَن پڑھ پر یکساں اثر ڈالے۔

گونگوں، بہروں کو دیوانہ وار گھروں سے نکال دے۔ یہ تبلیغی جماعت کا کمال نہیں ہے۔ وہ اُوپر جا کے جو اس کا سلسلہ مل رہا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ۔ یہ طاقتور چیز ہے۔

دو باتوں کی محنت اور اہمیت تربیت:

یہ اپنی دعوت نہیں دے رہے، یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی دعوت دے رہے ہیں۔ اس کا حسن ہمیشہ ہے، ابدی ہے ناں۔ لہٰذا جب بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حسن کو پیش کیا جائے گا لوگ پروانوں کی طرح گریں گے۔

تو تبلیغ بنیادی طور پر دو باتوں کی محنت ہے کہ بھائیو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے رنگ میں رنگ جاؤ۔ صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ۔ اللہ کہتا ہے میرے رنگ میں کیوں نہیں رنگتے ہو۔

ڈاکٹروں نے سفید چوغہ پہنا۔ ہاں جی! ڈاکٹر صاحب ہیں۔
وکیلوں نے اس گرمی میں بھی کالا کوٹ پہنا۔ ہاں جی! وکیل صاحب۔
فوجیوں نے خاکی وردی پہنی، ہاں جی! فوجی صاحب۔

پولیس والوں نے وردی پہنی۔ ہاں جی! پولیس والے۔ حتیٰ کہ سکول والوں کے بھی کوٹ اور وردیاں ہے۔ تو کیا اللہ کا رسول ﷺ ہمیں جانور چھوڑ کر گیا ہے کہ جو مرضی کرلو۔ وہ بھی تو کوئی رنگ میں رنگ کے گیا ہے۔ اس رنگ میں رنگ جانا یہ محنت ہے اور یہ محنت کے بغیر نہیں آئے گا۔ میں کہہ دوں اور آپ کر لیں، ایسے نہیں ہوگا۔

ایک آدمی سائیکل چلانا نہیں جانتا۔ میں کہتا ہوں: چلاؤ سائیکل وہ چلائے گا؟ پھر میں نے ایک تھپڑ مارا ہے۔ چلاؤ سائیکل۔ وہ چلائے گا۔ وہ سیکھا ہی نہیں۔ تھپڑ مارنے سے کوئی فائدہ نہیں، سکھاؤ! سیکھنا پڑے گا۔

یہ آنکھ ٹھیک دیکھے، سیکھنا پڑے گا،
یہ کان ٹھیک سنے، سیکھنا پڑے گا،
یہ زبان ٹھیک بولے، سیکھنا پڑے گا،
یہ دل کا جذبہ صحیح ہو، سیکھنا پڑے گا،
ناپ، تول صحیح ہو، سیکھنا پڑے گا،

حرام پڑے کے حلال پہ اُٹھے، سیکھنا پڑے گا،

اَمر پہ چلے، نہی پر ہٹے، سیکھنا پڑے گا۔ نہیں سیکھا تو کوئی کرا نہیں سکتا۔ انسان جانور نہیں کہ لاٹھی سے چلا لو۔ یہ جذباتی مخلوق اور عقلی مخلوق ہے۔ اسے سمجھا کے چلانا پڑے گا۔ تو وہ تربیت ہے۔ تربیت اس لئے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے تربیت کی ہے۔

جاہلیت عرب:

تو جب کبھی ان کا لڑنے پہ موڈ آجاتا تو محرم کا مہینہ شہر حرام میں سے ہے۔ تو کہتے: بھائی! یہ محرم نہیں یہ صفر ہے۔ چل بھائی ! ٹھیک ٹھیک تلواریں چلا دیں۔ تو وہ محرم کو پیچھے کر دیتے اور وہاں صفر کو لے آتے۔ پھر کبھی لڑائی پہ موڈ آ گیا اور رمضان ان کا شہر حرام میں سے ہے۔ تو کہتے: بھائی! یہ رمضان نہیں ہے۔ یہ رمضان نہیں ہے۔ یہ تو جمادی الاولیٰ ہے۔ چل بھائی! ٹھیک ٹھیک۔

رسول اللہ ﷺ کا انداز تربیت:

تو وہ ایسا کرتے۔ حج کی تربیت بگڑ گئی۔ جو انہوں نے بگاڑا اور یہ بگاڑ خود بخود تینتیس برس کے بعد جا کر حج اپنے اصل دن پہ آ جاتا تھا۔ وہ جو بگڑ گیا تھا نظام، اس میں ہر تینتیس سال کے بعد حج اپنے اصلی دس ذوالحجہ کو آتا تھا۔ تو جب آٹھ ہجری میں مکہ فتح ہوا تو حج دس ذوالحجہ کو نہیں تھا اور مہینے میں تھا۔ آپ ﷺ نے اعلان نہیں کیا کہ اب اسلام آ چکا ہے۔ لہذا یہ حج باطل ہے۔ ذوالحجہ جب آئے گا پھر حج کیا جائے گا۔ خاموش رہے، کس لئے؟؟ استعداد کوئی نہیں۔ اگر کر دیا تو یہ باغی نہ ہو جائیں، آگے نو ہجری میں جو حج ہوا ہے۔ ابوبکر صدیق ؓ کو بھیجا۔ حج کا امیر بنا کے لیکن حج غیر حج میں ہوا ہے۔ ذوالحجہ میں نہیں ہوا۔ اس سے اگلا سال تینتیسواں سال آ رہا ہے اور حج خود بخود اپنی جگہ سے غلط ہو کر چلتے چلتے دس ہجری میں اپنے مقام پہ آ رہا ہے۔ آپ ﷺ نے ان دو سالوں کو چھیڑا نہیں بلکہ اس کا انتظار کیا کہ خود بخود وہ اپنے مقام پہ آ جائے تاکہ عرب بھڑ نہ جائیں۔ قبائل تو ہیں بھڑتے جائیں۔

پھر جب حج خود بخود اپنی رفتار سے اصل مقام پہ آیا تو آپ ﷺ نے حج کا اعلان فرمایا کہ اب میں حج کروں گا۔

اور نو ہجری میں جو حج ہوا اس میں آپ ﷺ نے اعلان کروا دیا کہ اگلے سال کوئی مشرک حج نہیں کرے گا اور کوئی ننگا ہو کر بیت اللہ کا طواف نہیں کرے گا۔ آٹھ اور نو ہجری میں

بیت اللہ میں مشرکین نے طواف کیا اور آپ ﷺ نے انہیں روکا نہیں۔ جب دس ہجری میں حج خود بخود اپنی اصل جگہ پر آ گیا تو کہا: بس بھائی! اب ختم۔

ہدایت کیلئے طلب شرط ہے:

تو انبیاء علیہم السلام بھی میرے بھائیو! تربیت کا اتنا خیال کرتے ہیں۔ کوئی ایسی پڑی نہیں کہ کھلا دو اور اس کو راتوں رات شیخ عبدالقادر جیلانی ﷫ بنا دو۔ کوئی بوٹی ایسی نہیں۔ کہا: جی بس۔

"اکو ای نظر پھیرو! کم ہو جاوے"

خدا کے بندو! زندگی ہو گئی دکانیں چلاتے چلاتے۔ ادھر تو نہیں کہتے ایک نظر پھیرو اور دکان چمک جائے۔ جو سب سے مشکل سوال ہے کہتے ہیں۔ ایک ہی نظر کر دو۔ جس کے لئے نبی گس کئے۔ ستر ستر نبی ذبح ہو گئے۔ اس کا ایسا مذاق بنایا ہوا ہے کہ بس جی نظر ہی کر دو۔

جان مارنی پڑے گی۔ نظر بھی تب اثر کرتی ہے۔ جب اگلے میں طلب بھی ہو۔ اللہ کے رسول ﷺ سے بھی بڑی نظر کس کی ہوگی۔ ابولہب پہ کیوں نہ چلی؟ آپ ﷺ کی کتنی تمنا تھی کہ ابولہب کلمہ پڑھ لے۔ کیوں نہیں پڑھا؟ طلب ہی نہیں تھی تو نظر کیا کرتی۔

طلب کا ہونا شرط ہے کہ اندر میں طلب ہو، تڑپ ہو تب جا کر اللہ پاک کی طرف سے فیضان ہوتا ہے۔ تو

نرمی سے دین پھیلاؤ:

ہم تو آپ کو تبلیغی جماعت میں نہیں بلا رہے کہ تبلیغی جماعت کے ممبر بن جاؤ۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے غلام بن جاؤ۔ بھائی! اور کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اس کا پیغام لے کر آگے جاؤ اور لوگوں کو پیار و محبت سے دین پہ لایا جائے۔ سختی، زبردستی کے ساتھ نہ لایا جائے۔

عدم تربیت کا نقصان:

میں اکثر سنایا کرتا ہوں۔ میں یہاں سکول پڑھتا تھا۔ سنٹرل ماڈل سکول لاہور میں۔ تو ہمارا سپرنٹنڈنٹ آیا۔ نیک آدمی تھا، طالب حسین، انہوں نے نماز میں حاضری شروع کر دی۔ جو نہیں پڑھتے تھے ان کو سزا دیتے تھے۔ اللہ اس کا بھلا کرے اپنی طرف سے تو نیکی کی تو عشاء کی نماز ہو رہی تھی۔ میں بھی نماز میں کھڑا تھا۔ تو ایک لڑکا پیچھے سے آیا۔ مریدکے کا تھا۔ میرے ساتھ آ کے نماز میں شریک ہوا۔ کہنے لگا۔ چار رکعات نماز، فرض عشاء واسطے طالب حسین دے۔

اللہ اکبر!

اب بتاؤ۔ ایسی نماز پڑھے گا، تو یہ کافر ہو جائے گا۔ نماز چھوڑنے سے آدمی کافر نہیں ہوتا۔ اس طرح کرنے سے کافر ہو جاتا ہے۔ اس لئے ہم کہتے ہیں، تربیت ہے اپنے آپ سیکھیں۔

سیکھو اور سکھاؤ:

میرے بھائیو! سیکھے بغیر گاڑی آگے نہیں چلتی۔ تو سیکھنے کے لئے کہتے ہیں، نکلو، تو سیکھو بھی سہی۔ کچھ بھی سکھاؤ بھی، پہنچاؤ بھی۔ تو سارے کام ایک ہی وقت میں ہوتے ہیں۔ یہ نہیں کہ پہلے سیکھ لو پھر کرو۔ جو آدمی تیرنا سیکھتا ہے۔ وہ بھی یہ کہتا ہے: پہلے تیرنا سیکھ لوں پھر تیروں گا۔ وہ تیرنا اور سیکھنا ایک ہی وقت میں کرتا ہے۔ پانی میں سیکھ بھی رہا ہے اور تیر بھی رہا ہے۔

کوئی کہے: گاڑی چلانا سیکھ لوں، پھر چلاؤں گا۔ وہ تو کبھی بھی نہیں کرسکتا۔ وہ گاڑی کو چلاتا بھی ہے اور سیکھتا بھی ہے۔ سیکھنے والے کی ٹکر بھی معاف ہو جاتی ہے۔ اوپر "L" لگا دو معاف۔ ابھی ہم آرہے تھے۔ کلمہ چوک میں ٹکر لگا دی۔ "L" والی گاڑی نے موٹر سائیکل گرا دیا۔ کیوں اور "L" لگا ہوا ہے بھائی۔ ہم تو سیکھنے والے ہیں۔ معاف۔ حکومت پاکستان معاف کر رہی ہے۔ جو ظالم اتنی ہے تو اللہ تو بہت رحیم ہے۔

سیکھنے کی نیت سے پھرو۔ تبلیغ میں غلطیاں بھی معاف ہوں گی۔ نہ کرنا ایک غلطی اور صحیح نہ کرنا سو غلطی۔ یہ پہلا ایک غلطی سے زیادہ سخت ہے۔ کرنے والے سے تو چوک ہوگی۔ چلنے والا ہی تو گرے گا۔ بیٹھنے والا کیا گیا۔

تو تبلیغ کا کام ہمارے ذمہ ہو گیا۔ ساری دنیا کو دعوت دو۔ آتا ہے، نہیں کرتا ہے۔ تو غلطیاں بھی ہوں گی۔ اے اللہ! آتا نہیں، معاف کر دے۔ یہ اللہ کو زیادہ پسند ہے۔ تو

دعوت میں قریب اور دور کی ترتیب نہیں:

بھائی! اس تبلیغ کو ساری دنیا میں پہنچانا، سارے عالم میں پھیلانا یہ تو ہمیں اللہ کے رسول ﷺ نے کہا ہے۔

فلیبلغ الشاهد الغائب

پہنچا دو غائبین تک میرے پیغام کو۔ تبلیغی جماعت نے نہیں کہا۔ وہ تو خالی یاددہانی کرا رہی ہے۔

چونکہ ہمارا نبی ﷺ عالمی ہے۔ سارے عالم میں جانا ہے۔ پھر سارے عالم میں جانے میں ترتیب نہیں۔ پہلے اپنا گھر، اپنا ملک ٹھیک کرو۔ پہلے اپنا شہر ٹھیک کرو۔ پھر اپنا علاقہ ٹھیک کرو۔ پھر ملک ٹھیک کرو۔ پھر آگے جاؤ یہ ترتیب نہیں ہے۔ سب پر بیک وقت محنت کرو۔ یہ ترتیب ہے جیسے اللہ کے رسول ﷺ نے کی۔ آپ ﷺ نے کیا کیا ہے؟

آپ ﷺ پہلے بنو ہاشم کو دعوت دیتے بلکہ پہلے بنو عبد مناف، پھر بنو ہاشم سے بھی پہلے، بنو عبد المطلب، عبد المطلب کے جو دس بیٹے تھے۔ تو آپ ﷺ سب سے پہلے بنو عبد المطلب کو دعوت دیتے۔ اپنے چچاؤں کو دعوت دیتے۔ وہ مسلمان ہو جاتے تو پھر آگے دعوت دیتے۔ بنو ہاشم کو وہ مسلمان ہو جاتے پھر دعوت دیتے۔ بنو امیہ مسلمان ہو جاتے پھر آپ دعوت دیتے بنو عبد مناف کو، وہ مسلمان ہو جاتے پھر آپ دعوت دیتے قریش کو۔ وہ مسلمان ہو جاتے پھر آپ ﷺ دعوت دیتے قبائل عرب کو لیکن آپ ﷺ نے ایسا نہیں کیا۔

پہلے دن ہی پہاڑ کی چوٹی پہ کھڑے ہو کر سب کو بلا لیا۔ کہا: میں اللہ کا رسول ﷺ ہوں۔ اپنوں کو بھی دعوت دی، بیک وقت بنو ہاشم کو دعوت دے رہے ہیں۔ مکے والوں کو بھی دعوت دے رہے ہیں۔ قبائل عرب کو بھی دعوت دے رہے ہیں۔ پھر ابھی مکے والے ڈھائی سو مسلمان ہوئے اور آپ ﷺ مکہ چھوڑ کر مدینہ چلے گئے۔ مدینہ والوں کو جا کے دعوت دینی شروع کر دی۔ مدینے والے ابھی مسلمان نہیں ہوئے۔ آپ ﷺ نے

مصر والوں کو دعوت دی۔

ایران والوں کو دعوت دی۔

شام والوں کو دعوت دی۔

روم والوں کو دعوت دی۔

نجران والوں کو دعوت دی۔

یمن والوں کو دعوت دی۔

عمان والوں کو دعوت دی۔

بحرین والوں کو دعوت دی۔

اتنے خطوط آپ ﷺ نے بھیج دیئے۔ تو اس کا مطلب ہے کہ دین کے کام میں یک وقت اپنے اوپر محنت کریں۔

اولاد پہ کریں۔

گھر پہ کریں

بیوی، بچوں پہ کریں

محلے پہ کریں

قوم پہ کریں

علاقے پہ کریں

دوسرے ملکوں پہ کریں۔ اس لئے کہ پتہ نہیں کہاں کی زمین زیادہ نرم، پہلے اللہ نکال دے۔

خصوصیت چلہ:

تو سب پر محنت کرتے ہوئے، سارے عالم میں پھرنا۔ یک وقت تو یہ سیکھنے کے لیے چار مہینے ہیں۔ چالیس دن ہیں۔ یہ تو سیکھنے کا نظام ہے۔ یہ کوئی حتمی چیز نہیں۔ سیکھنے کی ہے۔

ایک عرب کہنے لگا: چلہ کہاں سے لائے ہو؟؟ میں نے کہا: تم پینتالیس دن دے دو۔ نہ لڑو۔ یہ کوئی جھگڑنے کی چیز ہے بھائی۔

تربیت کے لئے وقت چاہیے۔ وقت کا ایک نظام بنایا۔ تربیت کے بغیر تو کچھ نہیں ہوتا۔ تربیت کے لئے تو وقت چاہیے۔ وقت کے لئے نظام ہے اور کوئی ایسا بے اصل بھی نہیں، پتہ نہیں چلے میں کیا خصوصیت ہے؟ آدمؑ کا پتلہ پڑا رہا چالیس سال پھر روح ڈالی۔ پھر ان کو رلایا۔ توبہ کے لئے چالیس سال تو بہ کی۔ ان کے دو چلے تو چالیس سال کے لگے۔ آگے ابراہیمؑ کو آگ کے ڈھیر پہ بٹھایا، چالیس دن۔ موسیٰؑ کو کوہ طور پہ بٹھایا۔

فتم میقات ربہ اربعین لیلۃ (آیت ۱۴۲)۔ چالیس دن بٹھایا۔ چالیس دن طور پہ رکھا اور ساتھ روزہ چلے کا روزہ۔ مثلاً آج سحری کھائی، چالیس دن بعد جا کر افطار کی اور چلے کے بعد تورات عطا کی۔ یونسؑ کو مچھلی کے پیٹ میں رکھا تو چالیس دن رکھا۔

تو ابراہیمؑ کا آگ کا چلہ۔

موسیٰؑ کا طور کا چلہ۔
یونسؑ کا مچھلی کا چلہ۔
ہم نے تین اکٹھے کر کے کہہ دیا، دے دو تین چلہ۔

اور خود حدیث پاک میں آتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو چالیس نمازیں تکبیر اولیٰ سے نماز پڑھے۔ جہنم سے نجات۔ نفاق سے بری۔ یہ چلہ کیوں کہا۔ جو چالیس نمازیں میری مسجد میں پڑھے میری شفاعت اس کیلئے واجب۔ چالیس نمازیں کہیں، پچاس کیوں نہیں کہیں۔ تو کوئی تو خصوصیت ہے۔

ثبوت چلہ:

حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایک شخص جہاد کے راستے سے واپس آیا۔ آپؓ نے فرمایا: کتنے دن بعد آئے ہو؟ کہا: تین مہینے بعد۔ حضرت عمرؓ نے کہا: ھلا اتممت اربعین۔ اللہ کے بندے! چلہ تو پورا ہی کر لیتے۔ تو ایسا کوئی بے اصل بھی نہیں ہے کہ اٹھا کے چلہ مانگنا شروع کر دیا۔

پھر ایک اور حدیث: من اخلص لله اربعين صباحا: جو ایک چلہ اللہ کو دے دے۔ انبت الله ينابيع الحكمة من قلبه علىٰ لسانه: اللہ اس کے دل کو حکمت سے بھر دیتا ہے اور اتنا بھرتا ہے کہ وہ چشمے بن کے اس کی زبان سے جاری ہو جاتی ہے۔ یہ بھی چلہ ہے۔

بھائی! ہم نے کوئی چیز تو نہیں مانگی۔ اگر سارے عالم میں پھرتا ہے اس پہ بھائی سال، سال کی جماعتیں بن کے جائیں۔

ایک اپنی ذات کو اجاڑ کے اربوں انسانوں کی ہدایت کا ذریعہ بن گیا۔ تیرہ سو سال کتنے مسلمان آئے۔ سندھ میں، ملتان تک جو آیا۔ ملتان ہمارا ضلع ہے تو ملتان سندھ میں تھا۔ کتنے انسان اس کے کھاتے میں جا رہے ہیں، جا رہے ہیں۔ ہم مسلمان ہیں اور ملتان میں جتنے مسلمان ہیں ملتان کے باشندے اور سندھ کے جتنے مسلمان ہیں وہ جتنے اسلام پر چلتے رہیں گے وہ سب محمد بن قاسم ؒ کے کھاتے میں جا رہے، جا رہے، جا رہے۔ ایسے گھر چھوٹے۔ تو آپ بھی اس کے لئے ارادے فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
اللہ تعالیٰ کی بڑائی
حضرت مولانا محمد طارق جمیل صاحب مدظلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میرے بھائیو اور دوستو! ہم سب کا خالق اللہ ہے۔ ہر چیز کا مالک اللہ ہے اور وہ سب سے بڑا بادشاہ ہے، کوئی اس کا شریک نہیں، کوئی اس کا مثل نہیں، اتنا اونچا ہے کہ کوئی اس کے برابر نہیں، ایسا غنی ہے کہ کوئی مددگار نہیں۔ کوئی رب نہیں اس کے سوا جس سے امید باندھی جائے۔ کوئی درمیان میں واسطہ نہیں جس کو رشوت دے کر اس تک پہنچا جائے اور کوئی اس کا وزیر نہیں جس سے مشورہ کیا جائے، اکیلا سب پر حاوی۔ اللہ فرماتے ہیں

"میری کرسی زمین اور آسمان پر چھائی ہوئی ہے۔"

آسمان پر میری حکومت، زمین پر میری حکومت، اس کے درمیان حکومت کا تختہ صحرا تک حکومت، زمین پر کیا ہو رہا ہے، اسے پورا پتہ ہے، کیا نکلا زمین سے سب پتہ ہے، کیا اترا آسمان سے سب کا پتہ ہے۔ کیا چڑھا آسمان پہ سب پتہ ہے۔ زمین آسمان کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے تھاما ہوا ہے۔ اس نظام کو چلاتے ہوئے تھکتا نہیں۔ اس نظام کو چلاتے ہوئے سوتا نہیں۔ اونگھتا نہیں۔ خزانے نہیں ختم ہوئے۔ جتنا چاہو مانگو اللہ کی دو صفتوں کا ظہور۔ سمیع (یعنی سننے والا) کیسا ہے کہ سب بولیں! انگریزی، فارسی، ہندی، اردو، سنسکرت، ساری دنیا کی زبانوں میں بولیں، ہزاروں لوگ اپنی اپنی زبانیں بولیں۔ اللہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ سب کی پکار سنتا ہے۔ الگ الگ زبانوں میں سمجھتا ہے۔ کون کیا کہہ رہا ہے۔ سب کی پکار سنتا ہے الگ الگ زبانوں میں سمجھتا ہے۔ سب بولیں اسے غلطی نہیں لگتی کون کیا کہہ رہا ہے۔ سب کی پکار سنتا ہے۔ الگ الگ زبانوں میں سمجھتا ہے۔ کون کیا کہہ رہا ہے سب کی سنی اور سب کو چاہا تو دے دیا۔ سب کی چاہت پوری کر دی۔ کہا میرے خزانوں میں اتنی کمی بھی نہیں آتی جتنا سوئی کو سمندر میں ڈبویا جاتا ہے اور اس کے ناکے میں پانی آتا ہے، وہ اتنا اکبر ہے کہ اس کی کبریائی کی حد نہیں، وہ اتنا عظیم ہے کہ اس کی عظمت کی حد نہیں۔ اور ہم اتنے نقیر ہیں کہ ہماری حقارت کی حد نہیں۔ اس کا اتنا علم ہے، وہ اتنا قادر ہے کہ اس کی قدرت کی انتہا نہیں۔ ہم عاجز اتنے کہ ہمارے اوپر اس کے اوپر کچھ نہیں۔ اس کے سامنے زبانیں بند اس کے سامنے چہرے جھک گئے۔ اس کے سامنے

کوئی نہیں بول سکتا۔ اکیلا بادشاہ ہے زمین اور آسمان توڑ دے گا جیسے بنایا ہے کہ ویسے توڑ ا پھر انہیں اپنی مٹھی میں پکڑے گا پھر تین جھٹکے دے گا۔

پہلا جھٹکا دے کر کہے گا، میں بادشاہ ہوں۔

دوسرا جھٹکا دے گا میں ہوں قدوس، السلام، المومن۔

تیسرا جھٹکا دے گا میں غالب، میں جابر، میں متکبر۔

جابر کہاں ہے؟

متکبر کہاں ہے؟

بادشاہ کہاں ہے؟

کون بادشاہ ہے؟

آج میری بادشاہی ہے۔ ہمارا دل اللہ کی عظمت سے بھر جائے۔ ساری کائنات کی وقعت اس کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر حیثیت نہیں رکھتی۔

موتہ کی لڑائی میں ایک لاکھ لشکر آیا، تین ہزار مسلمان۔ ابو ہریرہؓ کا پہلا معرکہ، ان کے چہرے کا رنگ بدل گیا، ثابت ابن عکرمہ انصاریؓ پڑوس میں کھڑے تھے۔ بولے ابو ہریرہؓ معلوم ہوتا ہے، بڑے بڑے لشکر دیکھ کر کچھ اثر ہو رہا ہے۔ کہنے لگے ہاں اثر ہو رہا ہے۔ فرمانے لگے تو بدر میں ہوتا تو تجھے کبھی یہ خیال نہ آتا کہ یہ زیادہ ہیں اور ہم تھوڑے۔ ہم کثرت سے نہیں جیتا کرتے۔ ارے اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ جب اللہ ساتھ ہو جائے، تو پھر کس کی احتیاجی، کس کی ضرورت؟ جس کی سلطنت آسمانوں اور زمین پر پھیلا ہے۔ سورج بھی اس کے حکم سے، چاند بھی اس کے حکم سے، ستارے بھی اس کے حکم سے، حکومت اسکی، اللہ ہی کا حکم چلتا ہے۔ کوئی اس کے سامنے دم نہیں مار سکتا۔ ساری دنیا کا مال مل جانے سے کام نہیں بنتا، اللہ کے ساتھ ہونے سے کام بنتا ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا جو کہے گا مال سے کام بنتے ہیں اس کا مال کم پڑے گا۔ جو کہے گا سلطنت سے عزت ملتی ہے، اللہ ذلیل کرے گا۔ جو کہے گا کہ میرا علم، میرا علم، اللہ اس کو گمراہ کر دے گا۔ جو کہے گا بڑا پڑھا لکھا، بڑا عقلمند اللہ اس کی عقل خراب کرے گا۔ جو کہے گا کہ میں تجھ پر بھروسہ کرتا ہوں، نہ اس کا مال کم پڑے گا نہ وہ ذلیل ہوگا، نہ وہ گمراہ ہوگا، نہ اس کی عقل ماری جائے گی۔ اللہ کافی ہے میں کافی نہیں۔ میرا بندہ تلاش میں مجھے پالے گا تو سب کچھ پالے گا۔ مجھے گم کر دیا تو سب کچھ گم کر دیا۔ رحم ایسا کہ انتہا نہیں، غضب ایسا کہ انتہا نہیں۔ صفات دونوں جمع

ہو جاتی ہیں، غضب ورحم ہیں اور پوری صفات اللہ کے ننانوے نام تو حدیث میں ہیں۔ اس کے ناموں کی کوئی حد نہیں۔ ان سب کو جمع کیا جائے تو بنتے ہیں رحیم، قادر، جبار، رحمان۔ پھر ان دو کو جمع کیا جائے۔ تو اللہ نے خود فیصلہ کر دیا ہے کہ عرش کے اوپر اللہ کے سوا کوئی مخلوق نہیں۔

عرش کے اوپر ایک بہت بڑی تختی ہے جس کی لمبائی چوڑائی اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ اللہ نے خود لکھوایا ہوا ہے میری رحمت غصے سے آگے چلی گئی۔ اللہ فرماتے ہیں:۔

اے میرے بندے! میں تو تجھے یاد رکھتا ہوں، تو مجھے بھول جاتا ہے۔ میں تو تیرے گناہوں پر پردہ ڈالتا ہوں، تو پھر بھی مجھ سے نہیں ڈرتا۔ میں پھر بھی تجھے یاد رکھتا ہوں۔ تو مجھے بھول جاتا ہے میں پھر بھی یاد رکھتا ہوں۔ تو ناراض ہو کر منہ پھیر جاتا ہے۔ میں نہیں منہ پھیرتا۔

میں تیرے انتظار میں رہتا ہوں'

سمندر کہتا ہے اللہ اجازت دے، غرق کروں!

زمین کہتی ہے اللہ اجازت دے، نگل جاؤں!

آسمان کے فرشتے کہتے ہیں۔

اے اللہ! اجازت دے تیرے نافرمانوں کو ہلاک کر دیں۔

اور اس کی رحمت کو دیکھو۔

میرے بھائیو! اللہ پاک یوں کہتا ہے کہ تمہارا بندہ ہے تو پکڑ لو۔

میرا بندہ ہے تو درمیان میں دخل نہ دو! میں اپنے بندے کی توبہ کا انتظار کر رہا ہوں۔ کبھی تو رات میں توبہ کرے گا۔ کبھی تو دن میں توبہ کرے گا اور جب بھی توبہ کرے گا قبول کروں گا۔

میرے بھائیو! اللہ کی رحمت کا مطلب یہ تھوڑا ہے کہ اللہ بڑا مہربان ہے اس کی نافرمانی کرو۔ اللہ نے سورۃ عادیات میں کیسا گلہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے گھوڑے کی کیوں قسمیں کھائیں؟ اے میرے بندے! نہ تو نے گھوڑا بنایا نہ تو نے اسے پالا۔ میں نے تیری ملکیت میں دیا۔ چند دن تو نے دانہ کھلایا، پانی پلایا، اب تو اس پر زین رکھتا ہے۔ اس کو ایڑی لگاتا ہے، اور وہ تیری مان کے چلتا ہے۔ دشمن پر حملہ کرتا ہے۔ سینے پر تیر کھاتا ہے تھکا ہارا آتا ہے۔ پھر صبح اٹھ کر اس کی پیٹھ پر زین رکھتا ہے۔ پھر اس کو ایڑی لگاتا ہے، وہ نہیں کہتا میں تھکا ہوا ہوں، چھوڑ دو۔ مجھے آرام کرنے دو۔ نہیں تیری لگام سے اشارے کو سمجھتا ہے۔ ٹاپ مارتا، چنگاریاں اڑاتا ہے۔ دوڑتا جاتا، غبار اڑاتا ہے۔ دشمن کے درمیان گھستا ہے۔

اے میرے بندے! گھوڑے نے تو تیری فرمانبرداری کی، پر تو میرا اتنا فرمان نکلا، میرا ناشکرا نکلا کیسا گلہ اللہ نے کیا؟

تجھے کس نے دھوکہ میں ڈال دیا؟

مجھ سے جس کی رحمت کی انتہا نہیں پوری دنیا مل جائے تو اتنے گناہ نہیں کر سکتی کہ زمین بھر جائے۔ آسمان اور خلاء بھر جائے۔ پوری دنیا مل جائے تو اتنے گناہ نہیں کر سکتی لیکن اس کی رحمت پر قربان جائیں۔

وہ آسمانوں کا بادشاہ۔ زمینوں کا بھی بادشاہ۔

آسمان اس کا، جو کچھ آسمان میں وہ بھی اس کا۔

زمین اس کی، جو کچھ زمین میں ہے وہ بھی اس کا۔ اور جو کچھ ان کے درمیان ہے۔ ہم آہستہ بولیں یا اونچا، اونچی بات کو بھی سنتا ہے، نیچی بات کو بھی سنتا ہے، وہ اکیلا اللہ بادشاہ ہے شریک اس کا کوئی نہیں۔ زمین پر اسکا قبضہ آسمان پر اسکا قبضہ۔ آسمان کو اونچا کیا ارادے سے زمین پست کی ارادے سے اسکو بچھایا اپنے ارادے سے۔

زمین اپنے قبضے میں رکھی ہوئی ہے۔

آسمان اپنی مٹھی میں ہے۔

سورج چاند ستارے اللہ کے قبضے میں۔

یہ تیرے رب کا بنایا ہوا اندازہ ہے۔

چاند کی منزلیں اللہ نے طے کیں۔

وہ ایک ٹیڑھی شاخ بن جاتا ہے۔

دن کو لمبا کر دیتا ہے۔

سورج کی گرمی پر اللہ کا قبضہ۔

چاند میں ٹھنڈک رکھ دی اور سورج میں گرمی رکھ دی۔

نہ اس کی روشنی ذاتی۔

زمین کو میں نے پنگھوڑا بنایا۔

اے انسانو! پہاڑ میں نے لگائے۔

ہمیں مرد عورت اللہ نے بنایا۔

تم تو ایک منی کا ٹپکتا ہوا قطرہ تھے۔

تم تو ایک اچھلتا ہوا پانی تھے۔

تم کو مرد وعورت کے پانی سے اللہ نے بنایا۔

میں ہوں جو تمہیں رحم میں جیسے چاہتا ہوں بناتا ہوں، جیسا چاہتا ہوں بناتا ہوں۔

میرے بندے! ماں کے پیٹ میں ٹھکانہ دیتا ہوں پھر ایک اندازے سے تمہیں ماں کے پیٹ میں رکھتا ہوں۔ پھر میں تجھے ماں کے پیٹ میں پردوں میں بند کر دیتا ہوں۔ تاکہ تمہیں اندھیروں سے ڈر نہ لگے۔ پھر پانی میں رکھتا ہوں دنیا میں انسان پانی میں جائے تو مر جائے اور ماں کے پیٹ میں پانی میں زندہ ہے وہ پانی اللہ پیدا کرتا ہے۔ پھر جلد پر ایک چکنی سی تہہ چڑھاتا ہے۔ جس سے بچے کا جسم واٹر پروف ہو جاتا ہے۔ سبحان اللہ۔

پھر اللہ کا اگلا نظام ہے۔

میرے بندے ماں کے پیٹ میں کون تھا جو تیرے لئے روزی لایا کرتا تھا؟

کوئی میرے علاوہ اور بھی ہے جو وہاں اندھیروں میں تجھے دیکھتا ہو؟

انسان ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟

بچہ مچھلی کے انڈے میں کیا ہے؟

کتیا، گھوڑی، بلی، گدھی کے پیٹ میں کیا ہے؟

کوے، چڑیا، اور مرغی کے انڈے میں کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ کہتا ہے مجھے پتہ ہے پھر اسے وہاں پر اندازے کے مطابق روزی دیتا ہے۔

کون تجھے روزی دیتا ہے؟

کون تجھے روزی پہنچا تا رہا ہے؟

آج روزی کے لئے میرا نافرمان بن گیا کہ کہاں سے کھاؤں؟

اچھا ماں کے پیٹ میں کس نے کھلایا تھا؟

وہ تو بھول گیا جب تو تین پردوں میں تھا۔

نہ تیری ماں کو پتہ تھا کہ بچے کو کیسے کھلاؤں؟

جب میں نے وہاں تجھے کھلایا۔ اب جب تو میرا ماننے والا بن گیا تو میں تجھے کیسے بھول جاؤں؟

میرے بندے میں نے سات آسمان بنائے ہیں۔ میں نے سات زمینیں بنائیں۔
انہیں بنا کر تو میں نہیں تھکا۔ تو تجھے دو وقت کی روٹی کھلا کر تھک جاؤں گا؟

پرندوں کا رازق اللہ، درندوں کا رازق اللہ۔ چوہوں کا رازق اللہ
مچھلیوں کا رازق اللہ۔ سانپ کو روزی دینے والا اللہ۔ پتنگے کو دینے والا اللہ
کیڑے کو دینے والا اللہ۔ کوے کا رازق اللہ ہاتھی کا رازق اللہ ہے۔
وہ اللہ جس کا کوئی مددگار نہیں، اس کو مشورہ دینے والا کوئی نہیں۔

سب کچھ جاننے والا اللہ:

ماضی بھی جانتا ہے، حال بھی جانتا ہے، مستقبل بھی جانتا ہے، کل کیا ہوگا، کل کیا ہونے والا ہے، سارا کچھ جانتا ہے۔ جس کے سامنے سب جھک جائیں، زمین و آسمان اس کی مٹھی میں۔

ہمارے اوپر بھی اس کا قبضہ، تمہارے کان بند کردوں، کانوں پر اللہ کی حکومت، زندہ میں کرتا ہوں، موت میں دیتا ہوں، عزتیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں، ذلتیں اللہ کے ہاتھ میں جسے چاہے بادشاہ بنائے، حکومت اللہ کے ہاتھ میں۔ جس کو چاہے تخت سے اتار دے۔ ذلیل کرنا اللہ کے قبضہ میں دولت کے خزانے اللہ کے پاس، ہوائیں اس کے تابع، بادل ن کے تابع، بارش اس کے تابع، پھر اس پر آنے والے پھول پھل اللہ کے تابع، اپنے حکم سے بارش برساتا ہے، سورج کو دہکاتا ہے، اسے سمندر کی سطح پر ڈالتا ہے بخارات کو بادل بنایا، بادل کو ٹھنڈا کیا، پہاڑ پر لے جا کر برف بنائی۔ میدانوں میں بارش برسائی۔ پانی کے ایک ایک قطرے کے ساتھ ہزاروں زندگیوں کو وجود بخشا۔ سیپ کے منہ میں ڈال کر موتی بنایا۔ انسان کے منہ میں ڈال کر پیاس کے دور ہونے کا سبب بنایا۔ بکری کے منہ میں ڈال کر اس کا دودھ بنایا۔ گائے کے منہ میں ڈالا تو اس کا گوشت بنا۔ ہرن کے منہ میں گیا تو مشک بنا بچھو کے منہ گیا تو زہر بنا۔ زمین کے اندر گیا تو سیرابی کا ذریعہ بنا، درخت کے پھیلنے اور پھولنے کا ذریعہ بنا۔ شکل نظر آرہی ہے۔ حکم نظر نہیں آرہا شکل نظر آرہی ہے۔ حکم اللہ کا شکل پانی کی۔

میرے بھائیو! اللہ ہم سے چاہتا ہے کہ سارے بڑوں کی بڑائی نکال کر اللہ کی بڑائی ہمارے دلوں میں آجائے۔ سب سے پہلے وہی سب سے آخر میں وہی، اس کے بعد کچھ نہیں وہی اول وہی آخر۔

وہ اول تو ہے مگر اس کا مکاں نہیں۔
وہ آخر تو ہے مگر اس کا زماں نہیں۔
وہ ابدی تو ہے مگر انتہا سے پاک ہے۔
آسمانوں پر بھی اس کی حکومت،
ہواؤں پر بھی اس کی حکومت،
پرندوں پر بھی اس کی حکومت،
فرشتوں پر بھی اس کی حکومت،
جبرائیل، اسرافیل اس کے تابع ہیں۔
جنت اس کی رحمت کا ادنیٰ کرشمہ۔
دوزخ اس کے عذاب کا ادنیٰ کرشمہ۔

وہ اگر چاہے تو ایسی کروڑوں جنتیں ایسی کروڑوں دوزخیں اور بنادے، کروڑوں آسمان بنادے۔ کروڑوں زمینیں بنادے۔ نہ خزانے میں کمی نہ طاقت میں کمی۔ نہ کوئی چیز اس کے حکم کے بغیر پھر سکے نہ لڑ سکے نہ مکر لے سکے۔ آنکھ اس کو دیکھ نہیں سکتی، بڑے سے بڑا خیال اس تک پہنچ نہیں سکتا، حادثات سے اثر نہیں لیتا انقلابات زمانہ سے وہ ڈرتا نہیں۔

لامحدود علم رکھنے والا اللہ:

سمندر میں کتنا پانی ہے؟ اس کو ایک ایک قطرے کا پتہ ہے۔ ایک ایک قطرہ اور مجموعی وزن کا پتہ ہے، سمندر میں چلنے والی مچھلیوں کا پتہ ہے، اس مچھلی کو کون سی مچھلی کھائے گی اس کا پتہ ہے۔ پھر اس کو کون سا شکاری شکار کرے گا وہ بھی اس کو پتہ ہے۔ پھر اس کے کتنے ٹکڑے ہوں گے وہ بھی پتہ ہے۔ اس کے ایک کانٹے کو کونسی بلی اٹھائے گی؟ دوسرے کانٹے کونسا کوا اٹھائے گا وہ بھی پتہ ہے۔ یہ انسان جس نے مچھلی کو کھایا کون سی دنیا میں مرے گا۔ ایک مچھلی کا نشان مٹا، ایسی کروڑوں مچھلیاں روز کھائی جارہی ہیں۔ اللہ قیامت کے دن کہیں گے زندہ ہو جا۔ قیامت کے دن ایک ایک الگ الگ زندہ ہو جائے گی۔

اس اللہ کا بھیجا ہوا اسلام ہے۔
اس اللہ کا بھیجا ہوا دین ہے۔

عرش پر تخت بچھایا۔

زمین پر سلطنت بنائی۔

سمندروں میں راستے بنائے۔

جنت میں رحمت بنائی۔

دوزخ کو عذاب سے بھرا۔

میرے بھائیو! اللہ ہمارے دلوں میں اتر جائے، ہم اللہ کو خالق و مالک جان کر اس کے سامنے جھک جائیں۔ جو وہ چاہتا ہے وہ ہوتا ہے۔ جو وہ نہیں چاہتا وہ نہیں ہو سکتا۔ ساری مخلوق بے حیثیت نظر آنے لگے اور اللہ میں سب کچھ نظر آنے لگے۔ پہاڑ، زمین آسمان بڑے نظر آتے ہیں تو اللہ کہتا ہے کہ میں نے آسمان کو روکا ہوا ہے۔ چاند اور سورج کی گردش نظر آتی ہے تو اللہ فرماتا ہے:

''سارے میرے حکم کے تابع ہیں''

سمندروں کی طوفانی موجیں نظر آتی ہیں تو اللہ کہتا ہے:

''میں ہوں جس نے سمندر کو تابع کیا ہوا ہے''

ہوائیں چلتی نظر آتی ہیں، دنیا کی طاقت ور ترین مخلوق ہوا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''میں ہوں ہواؤں کو بھیجنے والا''

لوہے کو بنانے والا اللہ۔ پھر ہمیں لوہا نظر آتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جس نے زمین میں تمام دفینے رکھے ہیں تارکول کا دفینہ سمندر میں بنتا ہے۔ بننے میں ۱۰ لاکھ سال لگتے ہیں اپنی جگہ میں تک نہیں سکتا۔ پچھلی صدی میں انسانوں کو اس کی ضرورت تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس نظام کو ہلایا لاکھوں کروڑوں سال میں اللہ نے اسے بنایا کوئی فیکٹری نہیں لگائی، ایک نظام بنایا سمندروں سے نیچے تیل بنتا ہے پھر آگے چلتا ہے آگے اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مشکیزے بنائے پھر ان کو بھر دیا جن کے اوپر کور ہے۔ جیسے پھلوں کے اوپر چھلکا۔ سو میل، دو سو میل لمبا پہاڑ ہے۔ اللہ نے یہ اس کے اوپر چھلکا بنا دیا ہے۔ اللہ اس کے اندر ڈال کر اسے بند کر دیتا ہے۔ اندر سے وہ بھر دیتا ہے گیس کے نام سے بھر دیتا ہے، اگر اللہ ایک زلزلہ لے آئے تو وہ سارا پھٹ جائے، اس کے اوپر چھلکا پھٹ جائے تو سارا تیل نکل جائے۔ سارے کام رک جائیں، یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس

رکھا۔

وہ کہتا ہے:

میں نے اس میں رکھا تھا میں نے خزانے بھرے ہیں۔ نہ ہم نے بھرے نہ ہم نے بنائے ہیں۔ پانی میں ہمیں زندگی نظر آتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

میرے قبضے میں ہیں۔ مجھے بتاؤ اگر میں تمہارے پانی کو ویسے ہی ختم کر دوں تو کون ہے جو تمہارے لیے پانی برسائے گا۔

اللہ سے ڈرو:

جس کے سامنے جبرئیل جیسا فرشتہ بھی دم بخود ہو جاتا ہے، ایسا فرشتہ کہ اگر سات سمندر کا پانی اس فرشتے کے انگوٹھے پر ڈالا جائے تو ایک قطرہ زمین پر نہیں گرے گا۔ وہ خدا اپنی ذات میں کتنا عظیم ہوگا جس کی نہ کوئی ابتدا ہو نہ کوئی انتہا ہو۔ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے موت دے دے تو ہم بچ نہیں سکتے۔ جب تمہاری روح کو حلق سے اٹھاتا ہوں تو لاؤ نہ کسی کو جو تمہاری زندگی بچا کر تمہیں دکھلائے۔ ہمارے اوپر بھی وہی بادشاہ۔

اونچا کر دے اس کی مرضی،

نیچا کر دے اس کی مرضی،

رزق تنگ کر دے اس کی مرضی،

رزق کھول دے اس کی مرضی،

میرے بھائیو! وہ بادشاہ جو زمین، آسمان، سورج، چاند، ستارے، فضا، ہوائیں، سب کا اکیلا مالک ہے۔

یہ دین اس بادشاہ کا ہے۔

یہ حکم اس بادشاہ کا ہے۔ کہ میرا بندہ میری مان کر چلے۔

''اے میرے بندے! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔ میرے حق کا واسطہ تو بھی مجھ سے محبت کر''

ماں دودھ کا واسطہ دیتی ہے، اللہ اپنے حق کا واسطہ دیتا ہے اور کہتا ہے۔

''میرا وہ حق جو تجھ پر بنتا ہے اس کی قسم دے کر تجھ سے کہتا ہوں یہ میرے لئے

ہے"

اس میں تمام کاروبار کرو، حکومت کرو، چاکری کرو، سیاست کرو، مزدوری کرو مگر تیرا دل میرے لیے ہے، اس میں میرا غیر نہ آئے۔

اپنے دل کو صاف رکھ۔ تو اپنے لئے صاف کپڑا پسند کرتا ہے۔ لیکن اپنے دل کو تمام گندگیوں سے بھر لیتا ہے، کچھ تو میرا خیال کر، میں نے اسے اپنے لئے چنا ہے، اپنے لئے کوئی بھی چیز میلی ہو جائے تو دھو لو، اور وہ ذاتی صفات کا مالک ہر چیز کا مالک اس کے لیے اپنے دل کو گندہ کر دیا۔

جس دل میں اللہ اترتا ہے۔ جو دل اللہ کی محبت کا عرش ہے۔ جو دل اللہ کی محبت کا مسکن ہے اسی دل میں سارے گناہوں کی نجاست بھر دی۔

آنکھوں سے غلط دیکھا۔

کانوں سے غلط سنا۔

منہ سے غلط پیا، غلط کھایا۔

شہوت کو غلط استعمال کیا۔

اپنے دل کی ساری تختی خالی کر دی۔ یہ دل اللہ کا مسکن نہیں بن سکتا۔ یہ دین اللہ کا ہے۔ اتنے بڑے بادشاہ کا ہے۔ لیکن اسلام کی عظمت ہی دلوں سے نکل گئی۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"جب میری امت دنیا کو بڑی چیز سمجھے گی تو اسلام کی ہیبت سے محروم ہو جائے گی۔"

جب یہ کہتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں تو لرز جاتا ہوں کہ تمام سمندر، تمام خلا، اگر اس سارے نظام میں ایک ارب سال تک جہاز روشنی کی رفتار سے چلتا رہے تو یہ نظام 17 کہکشاؤں کا مجموعہ ہے۔ ایسی ۱۵ ارب کہکشائیں ہیں، ہمارے نظام شمسی کی ساڑھے سات ارب میل میں پھیلا ہوا ہے۔ یہ صرف ۳ فیصد ہے۔ باقی ۹۷ فیصد اور تمام فرشتے اگر ترازو کے ایک پلڑے میں رکھے جائیں اور لا الہ الا اللہ ایک پلڑے میں رکھا جائے تو وہ پلڑا بھاری ہو جائے گا جس میں دین کا پہلا بول لا الہ الا اللہ ہے۔ جس دین کا پہلا بول لا الہ الا اللہ اتنا وزنی ہو وہ پورا دین کتنا طاقتور اور کتنا وزنی ہوگا۔

ہم ایٹم کی طاقت سے ڈر گئے، لا الہ الا اللہ کی طاقت کو سمجھتے تو سارے ایٹم بکھر کا پر نظر

آ گئے۔ ایٹم سے ڈرنا ایسا ہے جیسے کفار مکہ لات و منات سے ڈرتے تھے۔ بت بنا کر کہتے تھے ان سے ہمارے کام بنتے ہیں۔ آج ایٹم سے ڈرنا ایسا ہے جیسے بتوں سے ڈرنا۔

ایٹم پر اللہ کا قبضہ ہے ان کے دماغوں پر اللہ کا قبضہ ہے۔ ان کی تدبیروں پر اللہ کا قبضہ ہے۔ ان کے دلوں پر اللہ کا قبضہ اللہ اکبر۔ یہی بات دنیا کو سمجھانے کیلئے صحابہ کرامؓ نے جان مال وقت کی قربانی دی۔

دعوت و تبلیغ کا مقصد:

جب ربیع بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رستم نے پوچھا:

کیوں آئے ہو ہمارے ملک میں؟

کیا تمہیں بھوک نے نکالا ہے یا تمہیں ملک نے نکالا ہے یا تمہیں مال نے نکالا ہے

کس چیز کے لئے ہمارے پاس آئے ہو؟

پیسہ چاہتے ہو تو ہم دیتے ہیں، ملک چاہتے ہو تو جتنا فتح کر چکے ہو یہی لے لو، واپس چلے جاؤ، تمہارے امیر کو دوگنا دے دیں گے، تمہیں بھی اتنا دیں گے، کپڑے بھی دے دیں گے اور تم واپس چلے جاؤ اور اسی پر اکتفا کر لو۔

حضرت ربیع ابن عامرؓ نے فرمایا:

سنو بھائی رستم! نہ ملک نے ہمیں نکالا نہ مال نے اِنَّ اللّٰہَ ابْتَعَثَنَا بعث کا لفظ اللہ نبیوں کے لئے استعمال کرتا ہے۔ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّيْنَ رَسُوْلًا (سورۃ جمعہ آیت ۲ پارہ ۲۸) بعث کا لفظ نبیوں کے لئے آیا ہے اور یہاں ربیع بن عامرؓ اپنے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ اس امت کے لئے بعثت کا لفظ صحابی استعمال کر رہا ہے۔ ان اللہ ابتعثنا ہمیں ہمارے رب نے مبعوث کیا ہے۔ بھیجا ہے، کیوں؟

اَنْ نُخْرِجَ الْعِبَادَ مِنْ عِبَادَةِ الْعِبَادِ"

"کہ لوگوں کی بندگی سے نکال کر لوگوں کے رب کی بندگی پر ڈلوا دیں"

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری تدبیر ساری تدبیروں پر حاوی ہے۔ میں تمہاری تدبیریں جانتا ہوں۔ تم میری تدبیریں نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ طاقت ور سے بے طاقت کر دے۔ اگر ہم لا الہ الا اللہ کی طاقت کو سمجھتے تو یہ سب ہمیں کھلونے نظر آتے۔ خالد بن ولیدؓ کو جب پتہ چلا

کہ ۶۰۰۰ عرب عیسائی اور ۲۴۰۰۰۰ کفار جنگ یرموک میں ان کے سامنے ہیں مسلمان ۳۰۶۰۰ تھے اور رومیوں کے سردار باہان نے کہا تم عرب ہو تم جاؤ ان کا مقابلہ کرو۔ حضرت خالد بن ولید کو جب پتہ چلا کہ یہ عربیت کی بنیاد پر یہ کہہ رہے ہیں تو حضرت ابو ہریرہؓ نے پوچھا ۵۰۰۰۰ کے مقابلے میں ۳۰ ہیں؟ پوچھا کہ حقیقت کہہ رہے ہو یا مذاق کر رہے ہو؟ تو حضرت خالد بن ولیدؓ بولے کفر کے زمانے میں بڑا دلیر تھا۔ اسلام لا کے بزدل بن گیا، کہنے لگا میں بزدلی کی نہیں انصاف کی بات کرتا ہوں فرمانے لگے نہیں اگر تم نے جانا ہے تو ۶۰ آدمی لے جاؤ کس کے مقابلے میں؟ ۶۰۰۰۰ کے مقابلے میں..........

یہ ابو سفیان کا مشورہ تھا؟ ابو ہریرہؓ امیر تھے انہوں نے فرمایا ابو سفیان ٹھیک کہتے ہیں، تو ابو ہریرہؓ نے کہا کہ ۶۰ آدمی لے لو! تو کہنے لگے کہ میں ایسے آدمیوں کا انتخاب کروں گا کہ اگر وہ اللہ کے ہاں ہاتھ اٹھائیں گے تو اللہ ان کے ہاتھ خالی نہیں لوٹائے گا۔ انہیں بتاؤں گا کہ ہم عربی ہونے کی وجہ سے فتح نہیں پا رہے، اللہ کے ساتھ ہونے کی وجہ سے فتح پا رہے ہیں۔

جنگ بدر میں آیتیں اتری ہیں تم نے کہا تھا کہ کہاں ہے مدد تو آ گئی مدد۔ اب بھی باز آ جاؤ تو اچھی بات ہے اور اگر تم نے دوبارہ حملہ کیا تو اللہ کہتا ہے کہ میں حملہ کروں گا پھر تمہاری کوئی طاقت تمہیں نفع نہیں دے سکتی۔ میں ایمان والوں کے ساتھ ہوں۔

حضرت خالد بن ولیدؓ نے آواز لگائی عباس زبیر عبید اللہ امر عبد الرحمان زرار بن ازور کہاں ہیں؟ غرض ۶۰ آدمیوں کو ساتھ لیا اور ۶۰۰۰ پر جا کر ٹوٹ پڑے، تو جبلہ کہنے لگا کیا کر رہے ہو؟ کہنے لگا ہوش میں ہو؟ کہنے لگے ہوش میں ہوں۔ ایک حملہ ہوا، دوسرا حملہ ہوا، تیسرے حملے پر دراڑ پڑی، صف میں تو دس ٹولیاں بنا دیں، فرماتے ہیں کہ کوئی ماں ان جیسا نہیں جنے گی، کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ ۲۰ مرتبہ کفار نے قتل کرنے کے لئے اس ٹولی پر حملہ کیا، حضرت عباس آگے بڑھتے تھے اور اعلان کرتے تھے " عباس کا بیٹا فضل کہتا تھا کہ اے کتوں کی جماعت! میرے نبی ﷺ کے ساتھیوں سے دور ہو جاؤ۔ تو ساٹھوں نے بیس حملوں کو توڑ دیا۔ وہ اکیلے نہیں توڑا، اللہ فرماتے ہیں:

تم نہیں تیر مار رہے، کہا میں مار رہا ہوں، تم نہیں قتل کر رہے، میں قتل کر رہا ہوں تم نے نہیں مارا، میں نے مارا ہے۔

میرے بھائیو! اللہ جب ساتھ ہوتا ہے تو ساری کائنات سمٹی چلی آتی ہے۔ جس دین

کلا الٰہ الا اللہ اتنا طاقتور ہو وہ پورا دین کتنا زبردست ہوگا۔

ارے بھائیو! تن تنہا اللہ ہی ہے جو سب کچھ کرتا ہے، حضور اکرم ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہو رہے ہیں دس ہزار کا لشکر ساتھ ہے، دس ہزار کا لشکر ہے۔ ابوسفیان اوپر کھڑا دیکھ رہا ہے۔ لشکروں پر لشکر گزر رہے ہیں، خالد بن ولیدؓ گزرتے ہیں،

مسلمانوں کا لشکر لے کر تکبیر پڑھتے ہوئے نکلتے ہیں اور بریدہ بن حصب آتے ہیں اور لشکر کو لے کر نکلتے ہیں، اور کعب بن بصاصی آتے ہیں اور لشکر کو لے کر نکلتے ہیں، اور بنو اشجع آتے ہیں اور لشکر کو لے کر نکلتے ہیں، اور بنو بکر آتے ہیں اور لشکر کو لے کر نکلتے ہیں اور مزینہ قبیلہ آتا ہے نعمان ابن مکرمؓ کی سرکردگی میں اور لشکر کو لیکر نکل رہا ہے، لشکروں پر لشکر چل رہے ہیں اور ابوسفیان حیران ہو کر دیکھ رہے ہے۔

اتنے میں آواز آتی ہے اور ساری گرد و غبار اٹھتی ہے اور وہ کہنے لگے یا عدا! یہ کیا ہے؟

حضرت عباسؓ فرماتے ہیں۔

هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ بَيْنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ

یہ اللہ کا رسول ہے جو مہاجرین اور انصار میں آرہا ہے۔

جب وہ اٹھا ہوا لشکر سامنے آتا ہے تو ایک آدمی کی آواز ہے۔ ولا زعل اس میں کڑک دار آواز ہے۔ ابوسفیان کہتا ہے یہ کس کی کڑک آواز ہے۔ حضرت عباسؓ کہتے ہیں یہ خطاب کا بیٹا عمرؓ ہے جس کی تم کڑک دار آواز سن رہے ہو۔ انہوں نے کہا:

وَاہ وَاہ وَاللّٰہِ لقد امر امر بنیص کعب ابن عدی بعد و اللّٰہ ذالت قلت

ارے اللہ کی قسم یہ بنو عدی ذلت اور قلت کے بعد آج بڑی عزت والے ہو گئے۔

تو عباسؓ کہنے لگے: ابوسفیان! عزت و ذلت یہاں قبیلوں پر نہیں عزت و ذلت یہاں اسلام پر ہے اور اسلام نے عمرؓ کو اونچا کیا ہے، عمرؓ اونچا نہیں تھا، اسلام نے عمرؓ کو اونچا کیا ہے اور پھر اس پر کہنے لگا ارے عباسؓ:

کبر ملك ابن عمك تیرے بھتیجے کا ملک تو بہت بڑا ہو گیا۔

حضرت عباسؓ نے کہا نہیں نہیں یہ ملک نہیں ہے انما هذا لنبوة یہ شان نبوت ہے بادشاہ ایسے نہیں ہوا کرتے دس ہزار کا لشکر ہے اور آپ کا ماتھا اونٹنی کے پالان کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ سر اونچا نہیں جھکا ہوا پالان پر لگا ہوا اور زبان پر الفاظ لا الہ الا اللہ وحدہ کا ورد اور اللہ

اکیلا تن تنہا۔ کسی دس ہزار پر نظر نہیں ہے۔ اللہ کی ذات عالی پر نظر ہے کیونکہ یہ سب کچھ اللہ کی مدد سے ہی ممکن ہوا ہے۔

جسمانی نظام میں اللہ کی بڑائی:

میرے بھائیو اور دوستو! ہم میں سے کوئی اپنی مرضی سے اس دنیا میں نہیں آیا، پتہ نہیں کوئی کہاں سے آیا، کیسے آیا اور اپنی مرضی سے کوئی مرتا نہیں۔ اللہ نے جو چاہا بنادیا۔ مرد یا عورت۔

شکل وصورت میں ہمیں اختیار نہیں۔

فہم وفراست میں ہمیں اختیار نہیں۔

بنانے والے نے اپنی پسند کا بنایا۔

وہ اللہ ہی ہے جو تمہیں ماں کے رحم میں بناتا ہے۔ جیسے چاہتا ہے۔ کیا تمہیں گندے پانی سے نہیں بنایا۔ اللہ سوال پوچھتا ہے۔ پھر ایک ٹھکانا ہے ماں کے پیٹ میں ایک اندازہ جو مجھے پتا ہے میرے سے بہتر اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ یہ اللہ نے اپنی کتاب میں کہا۔

اب اگلا نظام چلایا۔

اے آدم کی اولاد ماں کے پیٹ میں روزی کون دیتا ہے۔

جب کوئی راستہ نہیں تھا پہنچانے کے سارے راستے بند ہیں۔

ماں اس بچے کو زندہ رکھنا چاہے اپنی طاقت سے نہیں رکھ سکتی۔

غذا پہنچانا چاہے نہیں پہنچا سکتی۔ غیبی نظام چل رہا ہے۔

وہاں روزی کون دیتا تھا؟

جب کہ تو چھوٹا سا بچہ تھا ماں کے پیٹ میں پھر میری تدبیر چلی۔

مسلسل چلی درجہ بدرجہ پروان چڑھایا۔

جب ماں کے پیٹ میں رہنے کا زمانہ ختم ہوا۔

پھر میں نے اس فرشتے کو بھیجا جس کے ذمے یہ کام ہے کہ بچے کو دنیا میں لایا جائے تو اس نے پر بچھائے اور تجھے باہر نکالا۔ فرشتے نے چہرے کے اوپر تجھے سنبھالا۔ نظر کسی کو نہیں آتا۔ کس عالم میں آئے۔ کوئی دانت نہیں جس سے کاٹ سکوں۔ کوئی ہاتھ میں جان نہیں ہے کہ جس سے پکڑ سکوں۔ پاؤں میں طاقت نہیں ہے۔ کہیں چل سکوں۔ آنکھ ہے دیکھنے کی صلاحیت پوری

نہیں۔ زبان ہے بول نہیں سکتی۔ کان ہے سن نہیں سکتے۔ آوازوں کو ہاتھ پکڑ نہیں سکتا۔ پاؤں چل نہیں سکتا۔ دانت کاٹتے نہیں۔ ایسی بے بسی جب انسان پر ہوتی ہے کہ نہ پیشاب کی تمیز نہ پاخانے کی تو کیا کرتا ہوں۔ ماں کی چھاتی سے دو چشمے نکالتا ہوں۔ گرمی میں ٹھنڈے ہو جاتے ہیں سردی میں گرم ہو جاتے ہیں۔ گرمی میں ٹھنڈا دودھ نکلتا ہے۔ سردی میں گرم دودھ نکلتا ہے۔ بتا اے انسان! میرے علاوہ اور بھی کوئی ایسا کر سکتا ہے؟

میرے بھائیو! اللہ کا تو ایسا نظام چلا! کہاں سے اٹھایا۔ منی، نطفہ، خون، پھر لوتھڑا، پھر اس میں ہڈیاں پروئیں پھر اس پر گوشت کو ترتیب سے لگایا۔ آنکھ، کان، ناک، ہاتھ، پاؤں، پوری انگلیاں پھر ان پر ناخن ہر چیز بنائی۔

پھر اس کو ایک نئی شکل دے کر روح پیدا کر کے کامل کر دیا۔ یہ تو اللہ کا نظام چلا میرے بارے میں، دنیا میں آئے تو پھر یہ نظام چلا کہ میں نہیں جانتا کہ مجھے دودھ کہاں سے آ رہا ہے۔ پرورش نہیں ہو سکتی۔ اپنا بچہ روئے تو دل میں درد ہوتا ہے۔ پرایا بچہ روئے تو سر میں درد ہوتا ہے۔ مگر یہاں تو ایک ہی پرورش کا نظام ہے جو اللہ ماں باپ کے دل میں ڈالتا ہے۔ پھر یہ بھی نکل گیا آگے کیا ہو؟

جب تجھ میں جوانی کی ترنگ آئی۔ جوانی کی لہر آئی۔ قد آور ہو گیا۔

تیرے بازو اور چھاتی مضبوط ہو گئے اور تو دن، رات میری نافرمانی کر کے مجھے للکارنے لگا اللہ کی نافرمانی، اللہ کو للکارتا ہے۔ لیکن ہے وہ رحیم وکریم اور رؤف مہلت دے دیتا ہے۔ اللہ فرماتے ہیں:

"تمہارے گناہ پر تمہیں پکڑ لوں تو ایک بھی زمین پر چلنے والا نہ رہے"

میرے بھائیو! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہم میں سے کوئی بھی اپنی مرضی سے نہیں آیا، پھر جانا بھی آگے مرضی سے کوئی نہیں۔ عجیب بات ہے آئے تھے اور پتہ نہیں تھا آنکھ کھلی ہوش میں آئے اس جہاں میں جی لگ گیا۔ مرنے کو جی نہیں چاہتا۔ پیغام آیا کہ مرنا ہے، جانا ہے، دائیں، بائیں سے جنازے اٹھتے ہیں۔ موت کا تیر بھی، نجومی بھی، طبیب بھی کہ کوئی طریقہ بتاؤ کہ میری عمر بڑھ جائے کہاں کی عمر تو نہیں بڑھا سکتے۔

دو بادشاہوں کا پڑھا جس میں ایک چنگیز خان نے طبیب اکٹھے کئے کہ کوئی طریقہ بتاؤ کہ میری عمر بڑھ جائے انہوں نے کہا کہ جی عمر تو نہیں بڑھا سکتے۔ جو ہے وہ صحت سے گزر

جائے۔ترتیب ہٹا سکتے ہیں بڑھا نہیں سکتے۔ تو اب اس کے درمیان کی بات ہے کہ ہم اپنے مقصد کو خود کیوں طے کر رہے ہیں۔اسی سے پوچھیں جس نے پیدا کیا ہے۔

اے اللہ! دنیا میں کس لئے آئے ہیں۔ چنانچہ ہماری عقل بھی ناقص، ذہن بھی ناقص سننا بھی ناقص، دیکھنا بھی ناقص، بولنا بھی ناقص، جس کے سامنے ادھوری تصویر ہو وہ تو کبھی اس سے صحیح نتیجہ اخذ نہیں کر سکتا۔جس کا علم کامل، جس کی سوچ اور سننا کامل، قوت، قدرت، طاقت کامل اس کا فیصلہ صحیح ہوگا تو اللہ تعالیٰ اپنے علم کے اعتبار سے اولین آخرین ہے۔اے بندے تیرے رب سے ایک ذرہ بھی پوشیدہ نہیں۔اللہ فرماتے ہیں:

''بولو زور سے یا آہستہ اندر کے بھید جانتا ہوں''

جو بول چکے اس کی بات نہیں جو بولنے والے ہو اس کا بھی اللہ کو پتہ ہے، جو آئندہ بولیں گے اس کا بھی اللہ کو پتہ ہے۔ جو آپ سوچ رہے ہیں اس کا بھی اللہ کو پتہ ہے۔ جو میں سوچ رہا ہوں اس کا بھی اللہ کو پتہ ہے۔بڑے علم والے کا جو ہمارے حق میں فیصلہ ہے صحیح ہے تو اللہ نے ہمیں کیوں پیدا کیا ہے؟

ماں باپ نے غلط تربیت کر دی ہے۔ بڑا ظلم ہوا ہے آج کل کی انسانیت پر، میں چھوٹا تھا، میرے والد صاحب نے فرمایا: بیٹا! تو ڈاکٹر بنے گا بڑی عزت پائے گا پندرہ سال یہ سبق سنا اور ہر والد اپنے بچے کو جو اپنے ذہن میں اس کے دنیاوی مقصد کے لئے بہتر سمجھتا ہے وہ ہی بطور مقصد اس کے اندر فیڈ کرتا رہتا ہے۔ جب وہ شعور میں آتا ہے تو یہ بھول جاتا ہے کہ میرا مقصد اللہ ہے اور جنت میرا ٹھکانا ہے اور دوزخ سے مجھے بچنا ہے اور اللہ کو مجھے راضی کرنا ہے۔اور وہ پوری طرح اس دنیا کے حاصل کرنے کے لئے اور دنیا کے جاہ وجلال کے لئے تیار ہو چکا ہوتا ہے۔ پٹڑی سے اتر نا ہی نہیں بھٹک چکا ہوتا ہے اور یہ اللہ کا فیصلہ ہے، جو دنیا کو مقصد بنائے گا ایک ضرورت کی تو اللہ نے اجازت دے دی اور فضائل بھی بتائے اور بنالیا مقصد تو اس پر ڈانٹ بھی پلائی اور عذاب بھی سنایا جو دنیا کو مقصد بنالے۔

سب کا محافظ اللہ:

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (آیت ۶۷) یہ آیت بڑی زبردست ہے۔اس میں اشارہ ہے کہ اگر یہ امت قرآن کی تبلیغ کا کام شروع کر دے اسلام کو دنیا میں پھیلانا شروع کر دے تو

اللہ کی حفاظت کا نظام ان کی طرف متوجہ ہو جائے گا۔

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (سورۃ مائدہ آیت ۶۷ پارہ ۶)

میں تمہاری حفاظت کروں گا۔

حفاظت کروں گا۔ حفاظت کا وعدہ اس کام کے ساتھ اللہ نے جوڑا ہے۔ اس آیت میں ارشاد ہو رہا ہے کہ تم تبلیغ کرو، حفاظت میں کروں گا۔ ابھی اللہ کی حفاظت کا نظام حرکت میں نہیں جب وہ حرکت میں آتا ہے تو اللہ تعالیٰ کیا کیا نمونے دکھاتے ہیں۔

آگ کے ڈھیر پر حفاظت کر کے دکھائی۔

مچھلی کے پیٹ میں حفاظت کر کے دکھائی۔

چھری کے نیچے حفاظت کر کے دکھائی۔

سمندر میں ڈال کر حفاظت کر کے دکھائی۔

فرعون کی گود میں بٹھا کر اس کے منہ سے کہلوا کر (انه قاتلی) یہی ہے میرا قاتل پھر بھی حفاظت کر کے دکھائی۔

یہ اللہ کی حفاظت کا نظام ہے، ابھی وہ نظام متوجہ نہیں ہے جب اللہ کی حفاظت کا نظام متوجہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ خود کہتا ہے۔

وَقَدْ مَكَرُوا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ وَإِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُولَ مِنْهُ الْجِبَالُ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهِ رُسُلَهُ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ (سورۃ ابراہیم آیت ۴۷ پارہ ۱۳)

ان کی تدبیروں سے نہ ڈرو اگر چہ ان کی تدبیر پہاڑوں کو توڑ دے میں ان کی تدبیروں کی کاٹ میں ہوں۔

وَمَكَرُوا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُونَ (سورۃ نمل آیت ۵۰ پارہ ۱۹)

ان کے منصوبے میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے منصوبے یہ نہیں دیکھ رہے۔

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ (سورۃ نمل آیت ۵۱ پارہ ۱۹)

دیکھو ان کی تدبیر کا انجام کیا ہوا۔

وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ (سورۃ فاطر آیت ۴۳ پارہ ۲۲)

ان کی ساری تدبیریں انکے گلے میں ڈال دوں گا۔

کب جب اللہ کی حفاظت کا نظام متوجہ ہوگا اور اللہ کی حفاظت کا نظام اس دعوت کے

ساتھ جڑا ہوا ہے کہ بلغوا ثم تبلیغ کا کام کرو حفاظت اللہ کرے گا اور حدیث پاک میں ہے کہ:

ایک آدمی اللہ کے راستے میں نکلتا ہے۔

جعل الذنوب به جسراع الی

اس کے گناہ اس کے سر کے اوپر ایسے کھڑے ہوتے ہیں

اور جب گھر سے قدم نکالتا ہے تو

لا یبقی علیه مثل جناح بعوضه

سارے گناہ جھڑ کر اس کے جسم پر مچھر کے پر کے برابر بھی گناہ نہیں رہتا۔

ایسے صاف ہو کر نکلتا ہے گناہوں سے و کفل الله له باربع اور اللہ چار چیزوں میں اس کی ضمانت لے لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

میں ہوں ضامن چار چیزوں میں سب سے پہلے:

بخلفه فی اهله و ماله

میں تیرے گھر کا تیرے اہل مال کا تیرے عیال کا۔

تیری دنیا کا میں خلیفہ ہوں میں ضامن ہوں یہ سب سے پہلا وعدہ ہے۔

والله یعصمك من الناس بخلفه فی اهله و ماله

دیکھو قرآن اور حدیث کیسے جڑتا چلا آ رہا ہے اب ایک قصہ سناتا ہوں۔

حیاۃ الصحابہ میں ایک عورت اللہ کے راستے میں گئی اس کی دو بکریاں تھیں وہ برش تھے جب واپس آئی تو ایک بکری گم تھی ایک برش گم تھا کر دعا کرنے سے دعا کرنے والا کہنے لگی۔

یا رب ضمنت لمن خرج فی سبیلك

اللہ تو ضامن جو تیرے راستے میں نکلے اس کے مال کا بھی اس کی جان کا بھی۔

اے اللہ لو عنزتی و صیصتی میری بکری گم ہو گئی، میرا برش گم ہو گیا پھر اس نے وعنزتی وصیتی میری بکری، میرا برش حضور ﷺ بھی سن رہے تھے۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

"اے اللہ کی بندی اللہ پر ایسے دعوے نہیں کیے جاتے اللہ کے ذمہ تو کوئی چیز نہیں ہے وہ تو احساناً اپنے ذمے لیتا ہے"

اللہ کے ذمے کوئی نہیں ہے کہ ہمیں جنت میں ڈالے اللہ نے تو احساناً اپنے ذمے لے

لیا ہے۔ اللہ کے ذمے نہیں ہے کہ ہمیں روٹی دے اللہ نے تو احسانا اپنے ذمے لے لیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

"اللہ کی بندی ایسے دعوے نہ کر"

اس اللہ کی بندی نے حضور ﷺ کی بات بھی نہ سنی بھی کہتی رہی ہو عنزتی و صیتی میری بکری، میرا برتن، میری بکری، میرا برتن، اللہ نے دو بکریاں اور دو برتن حضور ﷺ کے گھر سے گھر سے واپس بھیج دیئے کہ:

یخلفه فی اهله و ماله

تم میرا کام کرو میرا پیغام پھیلاؤ۔

نماز پر اللہ تعالیٰ کی حفاظت کا وعدہ نہیں ہے۔

نماز پر برائی سے بچنے کا وعدہ ہے۔

روزے پر اللہ کی حفاظت کا وعدہ نہیں ہے۔

روزے پر تقویٰ کا وعدہ ہے۔

حج پر غنی ہونے کا وعدہ ہے۔

صرف تبلیغ کے کام پر حفاظت کا وعدہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے فرمادیا وہ ہو کر رہا اور آئندہ بھی وہی ہوگا جو وہ چاہیں گے۔

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا (سورۃ بقرۃ آیت ۲۷۶ پارہ ۳) اللہ سود مٹاتا ہے۔

قرآن نے کہہ دیا ہم نے دیکھا سود سے پیسہ بڑھ گیا سو کے ایک سو دس ہو گئے قرآن کی پہلی سطر پڑھ لو لا ریب فیہ نہیں گھٹ گیا گھٹ گیا نظر آتا ہے۔ بڑھ گیا نہیں گھٹ گیا۔ لا ریب فیہ یربی الصدقات اللہ صدقہ کو بڑھاتا ہے کہاں بڑھاتا ہے وہ اڑھائی روپے سو میں سے چلے گئے ساڑھے ستانوے باقی رہ گئے تو بڑھ کیسے گئے؟ اللہ نے کہا بڑھ گئے ہم نے کہا لا ریب فیہ بڑھ گئے۔ کیوں؟ بڑھ گئے کہ اللہ کا کلام ہے شروع میں لَا رَيْبَ فِيْهِ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ کامیاب کون ہیں؟

اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خٰشِعُوْنَ جن کی نمازوں میں خشوع خضوع ہے۔ وہ کامیاب ہیں۔ لا ریب فیہ پیسہ والا کا نام لَا ریب فیہ بل تؤثرون الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى (سورۃ اعلیٰ آیت ۱۷ پارہ ۳۰)

اور آخرت ہمیشہ کی زندگی۔ باقی زندگی ہم کہیں گے لا ریب فیہ دنیا دھوکے کا گھر لا ریب فیہ مچھر کا پر لا ریب فیہ مکڑی کا جالا لا ریب فیہ چند دن کا کھیل تماشہ ہے لا ریب فیہ مال کی حرص لا ریب فیہ سراب ہے بِقِیْعَةٍ یَحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً (سورۃ نور آیت ۳۹ پارہ ۱۸)۔

یہ سب دھوکہ ہم کہیں گے لا ریب فیہ لا ریب فیہ پہلے یہ ریب نکالنا پڑے گا پھر قرآن سمجھ آئیگا۔ ریب نکلے گا نہیں تفسیریں لکھ کر سمجھ نہیں آیا یہ سیکھنا پڑے گا۔ الجنۃ حق ہم کہیں گے لا ریب فیہ کہا ہمیں نہیں پتہ قرآن کہتا ہے۔

سَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ

(سورۃ آل عمران آیت ۱۳۳ پارہ ۴)

ہم کہیں گے لا ریب فیہ جنت موجود ہے۔ فرشتے موجود ہیں؟ نظر نہیں آتے۔ ہم کہیں لا ریب فیہ ہیں۔ اِنَّ عَلَیْکُمْ لَحٰفِظِیْنَ کِرَامًا کَاتِبِیْنَ (سورۃ انفطار پارہ ۳۰) یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ یرسل علیکم حفظہ حفاظت کرنے والے فرشتے بلیٰ وَرُسُلُنَا لَدَیْهِمْ یَکْتُبُوْنَ (سورۃ زخرف آیت ۸۰ پارہ ۲۵) لکھنے والے فرشتے ہیں نظر آئیں یا نہ آئیں ہم کہیں لا ریب فیہ ہم کہیں گے موجود ہیں اللہ کہاں ہے؟ پتہ نہیں کتاب کہتی ہے لا ریب فیہ محمد ﷺ ہیں، کہاں ہیں؟ ہمیں تو نہیں پتہ چودہ سو سال پہلے آئے ہیں۔ اللہ کی کتاب کہہ رہی ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ (سورۃ فتح آیت ۲۹ پارہ ۲۶)

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (سورۃ آل عمران آیت ۱۴۴ پارہ ۴)

وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ (سورۃ صف آیت ۶ پارہ ۲۸)

اللہ کی کتاب کہہ رہی ہے۔ میرا احمد آرہا ہے، آخری نبی ہے، آخری رسول ہے، یہ دل میں جمانا پڑے گا، وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا (سورۃ احزاب آیت ۷۱ پارہ ۲۲)۔

ہم کہیں لا ریب فیہ جو اس کے رسول کو ماننے والا ہے۔ وہ کامیاب ہم کہیں لا ریب فیہ اور دوسرے بھی یہی کہیں۔

مَنْ یُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ (سورۃ انفال آیت ۱۳ پارہ ۹)

جو اللہ اور اس کے رسول سے دشمنی لینے والا ہے وہ برباد ہے، ہلاک ہے، چاہے تخت پر بیٹھا نظر آئے، کروڑوں کے بنگلوں میں بیٹھا نظر آئے، دائیں بائیں خشم حدم نظر آئیں۔ ہوگا

بچوں کا شور نظر آئے، سائرن بجاتی گاڑیاں نظر آئیں، لیکن اللہ کی کتاب نے کہا کہ یہ ہلاک ہے کیونکہ اللہ اور رسول کا دشمن ہے ہم کہیں لا ریب فیہ کہیں گے حق ہے۔

میرے بھائیو! پہلے شک نکالنا ہے پھر یقین اتارنا ہے پہلے لا ہے پھر الا اللہ ہے کلمہ میں بھی لا الہ پہلے الا اللہ بعد میں قرآن میں بھی لا ریب فیہ پہلے پھر اثبات بعد میں ہے۔ پہلے وہ شک نکالیں اس شک کی جڑیں نکالیں جہاں دل اٹکا ہوا ہے وہاں اس کو کھینچیں جن جن علوم کا تاثر ہے ان علوم کے تاثر کو نکال کر کہیں اللہ تیرا فرمان حق ہے، سچ ہے۔

جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت محمد ﷺ نے فرمایا وہ بھی ہو کر رہا اور ہو کر رہے گا۔ حضرت ابوذر غفاریؓ پر سکوت طاری جنگل میں پڑے ہوئے ایک بیٹی ایک بیوی کوئی ساتھ نہیں، حضرت ابوذر غفاریؓ کی بیوی کہنے لگی واکربہ واھذاہ ہائے غم ابوذرؓ کہنے لگے کیوں کیا بات ہے؟ کہنے لگیں۔

کون تجھے غسل دے گا؟ کون تیرا جنازہ پڑھائے گا؟

کون تجھے کفن دے گا؟ کون تیری قبر کھودے گا؟

ہمارے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے اس وقت کفن کا کپڑا بھی کوئی نہیں تو ابوذر کہنے لگے وما کذاب اللہ کی بندی میں نہ جھوٹ بول رہا ہوں نہ مجھ سے جھوٹ کہا گیا ہے میں ایک محفل میں تھا میں نے اپنے حبیب ﷺ سے سنا ان کانوں نے سنا اس دل نے سنا یاد رکھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ایک تم میں:

یعش وحیدا ویموت یبعث وحیداً وصلی علیہ طائفۃ من المسلمین

تم میں سے ایک اکیلا زندہ رہے گا اکیلا مرے گا۔ اکیلا اٹھے گا اور اس کی نماز جنازہ مسلمانوں کی ایک جماعت پڑھے گی۔

اور میں دیکھ رہا ہوں جو کہ اس وقت موجود تھے وہ سب کے سب شہروں میں مرے ہیں اور میں اکیلا ہوں، اکیلا رہا ہوں، اکیلا مرنے لگا ہوں میرے رب کی قسم میرے نبی ﷺ کا فرمان ہے لا ریب فیہ اس میں کوئی شک نہیں مجھے یہ نہیں پتہ کہ کہاں سے آئیں گے اور کون آئیں گے لیکن کوئی آئے گا میرا جنازہ پڑھنے ضرور آئے گا۔

وقد انقطع الحاج جبکہ حج کا زمانہ گزر گیا ربذہ مکہ اور عراق کے درمیان راستہ پڑتا تھا جو حاجی عراق سے آتے تھے ربذہ سے گزرتے تھے تو بیوی نے کہا حاجی چلے گئے حج سر پر

آ گیا اب حاجی بھی کوئی نہیں آ ئیں گے سامنے قریب عمرے کرنے کون آتا ہے؟ تو لہذا اب مجھے تو کوئی شکل نظر نہیں آتی۔ کہا چل چل متبع الطریق جا دیکھ راستہ کوئی آئے گا۔ ایک دن گزرا کوئی نہیں آیا، دوسرا دن گزرا کوئی نہیں آیا۔ اور وہ تیسرے دن آخری دموں پر ہے تو بیٹی کو بلا کر فرمایا بیٹی میرے مہمان آئیں گے۔ جنازہ پڑھنے ان کے لئے کھانا تیار کیا جائے اتنا یقین لا ریب فیہ ایسا یقین کہ تین دن گزر چکے ہیں سانس اکھڑ چکا ہے، بیٹی کو بلا کر کہہ رہے ہیں بیٹی کھانا پکاؤ آج مہمان آئیں گے، میرا جنازہ پڑھا جائے گا تھوڑی دیر گزری تو دیکھا ایک غبار اڑ رہا ہے تو ان کی بیوی نے کھڑے ہو کر ہاتھ ہلانے تو تمہیں اونٹیوں پر سوار کون عبداللہ بن مسعودؓ اور ان کے ساتھ بیس آدمی۔ تو بیوی نے کہا کہ:

اکلکم من رغبة ابی ذر رضی اللہ عنہ

کہا کیا تمہیں ابوذرؓ کی رغبت ہے؟

انہوں نے کہا کیا ہوا؟

وھو فی سیاقة الموت کہا وہ سکرات میں ہے۔

کوئی اس کا جنازہ پڑھنے والا نہیں،

تو سارے رونے لگ پڑے تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا:

نفدیہ امہا تنا و ابا ء نا ہمارے ماں باپ ابوذرؓ پر قربان۔

ہم کیوں نہ کہیں؟ دوڑ کر گئے وہ آخری دموں پر تھے۔ کہنے لگے بھائی مجھے وہ کفن دے۔ جس نے کبھی حکومت کا کوئی کام نہ کیا ہو وہ مجھے کفن دے۔ تو سارے ہی کچھ نہ کچھ کر چکے تھے ایک انصاری نوجوان نے کہا میں نے آج تک حکومت کا کوئی کام نہیں کیا یہ میری ماں نے اپنے ہاتھ سے احرام کی چادریں بنائی ہیں۔

کہا بس تو مجھے کفن دے گا۔

اور جب انتقال ہو گیا جنازہ پڑھا گیا۔ فارغ ہو کر چلنے لگے تو بیٹی نے کہا کھانا تیار ہے کھا لیجئے۔ کہا کیسے پتہ آپ کو تو وہ کہنے لگی میرے بابا نے کہا تھا کہ میرے مہمان آئیں گے جو جنازہ پڑھائیں گے، ان کے لئے کھانا تیار کر کے رکھنا ہے کہیں میری موت کی مشغولی میں تمہیں ان کی خدمت سے غافل نہ کر دے۔ تو حضرت عبداللہ بن مسعود رونے لگے اور کہا واہ ابوذرؓ تو زندہ بھی تھی اور مر کر بھی تھی اور ہو یہ صحابہ کہاں سے آ گئے؟

حضرت عثمانؓ کو خصوصی تقاضا پیش آیا عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھ قرآن پاک کے مشورہ کے بارے میں کہا عبداللہ فوراً میرے پاس پہنچو چاہے تجھے حج ملے یا نہ ملے حضرت عثمانؓ کا امر پہنچا اور وہ وہاں سے نکلے ہیں عمرے کی نیت کر کے کیونکہ حج پر تو نہیں پہنچ سکتے تھے دراصل وہ عمرے کیلئے بھی نہیں نکلے حضرت عثمانؓ نے نہیں بلایا تھا ابوذرؓ نے بلایا تھا۔ حبیب ﷺ کے فرمان نے بلایا تھا کہ میرے ایک صحابی کا وقت آچکا ہے اور میں کہہ چکا ہوں کہ اس کا جنازہ پڑھا جائے گا اور میری ایک امت کی ایک جماعت ہوگی۔ نکلو عمرے کا بہانہ بنا حضرت عثمانؓ کے بلانے کا بہانا بنا اور تو محمد ﷺ کا کلام پورا ہوا۔ چنانچہ وہی ہوا جو اللہ نے اپنے نبی ﷺ کے ذریعہ صحابہ کرامؓ کو بتایا تھا۔

تو میرے بھائیو! جب دل میں اللہ کی بڑائی آجائے تو اس کے حکم کے پورا کرنے پر جان، مال اور وقت کی قربانی آسان ہو جاتی ہے۔

آپ حکومت کو ماننا چھوڑ دیں تو حکومت والے نکال دیں گے تو جب آپ اللہ کی مانیں گے تو اللہ تو حکومت سے زیادہ غیرت والا ہے۔ جب آپ اللہ کی مانیں گے تو اللہ کے غیبی خزانے کھلیں گے حکومت جب غیرت کھاتی ہے تو جب آپ اللہ کے سپاہی بنیں گے تو اللہ غیرت کتنی کھائے گا، یقیناً اللہ کا غیبی نظام آپ کے لئے حرکت میں آجائے گا۔

تو بھائی! ہم اللہ کی مانیں آج تک جو ہوا اس سے توبہ کر لیں، اللہ کی ذات جیسی رحیم اور کریم اور اس سے بڑا مہربان اور معاف کرنے والا بحر و بر میں کوئی نہیں، ساری زندگی گناہوں میں گزر جائے صرف ایک دفعہ کہہ دے یا اللہ معاف کر دے۔ اللہ سارے ہی گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔ طعنے بھی نہیں دیتے، آپ کی اور ہماری ماں خدانخواستہ ناراض ہو جائے اسے راضی کرنا پڑے تو پہلے طعنے بولیاں دے گی پھر معاف کرے گی، اور اللہ، سبحان اللہ۔ یا اللہ مجھے معاف کر دے، غلطی ہو گئی۔ چل میرے بندے سارے ہی گناہ معاف۔ تو بھائی! ہم بھی معافی مانگ لیں۔ اللہ سے صلح ہو جائے گی تو سارا مسئلہ ہی حل ہو جائے گا۔ نافرمان کیلئے، زمین و آسمان جوش کھاتے ہیں۔ مجھ سے بڑا کوئی سخی نہیں ہو سکتا۔ میں تو اپنے بندے کی توبہ کا انتظار کرتا ہوں۔ اللہ اکبر من اقبل الی کلام میں غور فرمائیں میں اللہ اور اللہ کے حبیب کا کلام عرض کر رہا ہوں میری اپنی کوئی بات نہیں اللہ کی بات ہے۔ یا اللہ کے حبیب ﷺ کی بات ہے۔ من اقبل الی جو میری طرف چل پڑتا ہے چاہے سارا دامن اس کا گناہوں سے آلودہ ہو چکا ہے اور روواں

رواں اس کا گناہوں میں جکڑا ہوا ہے لیکن جب میری طرف چل پڑے فلقیتہ من بعید آگے بڑھ کر میں استقبال کرتا ہوں۔ اللہ اکبر۔ جس سے آپ کو تعلق ہوتا ہے آپ اسے دیکھ کر اٹھ پڑتے ہیں اور آگے بڑھ کر اس کو ملتے ہیں۔ اللہ کیا کہہ رہے ہیں کہ جو میری طرف آ جائے میں آگے بڑھ کر اس کو ملوں گا، یہی نہیں، ہم سے جو منہ موڑے، ہم دس دفعہ اس سے منہ موڑتے ہیں۔ سو من اعرض عنی اور جو مجھ سے منہ موڑ لیتا ہے۔ میں اس کے قریب جا کر اسے یوں بلاتا ہوں۔ اے میرے بندے کہاں جا رہا ہے؟ مسئلہ تو ادھر حل ہوگا، مجھے چھوڑ کر کہاں چل دیا اور اس کو قرآن میں اس طرح بیان کیا ہے:

يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ (سورۃ انفطار آیت ۶ پارہ ۳۰)

اے میرے پیارے بندے تجھے کس نے دھوکہ دیا ہے اپنے رب کی ذات کے بارے میں کہ تو رب سے جفا کر بیٹھا اور مخلوق سے وفا کر بیٹھا ہے۔

مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ۔ کیا ہوا تجھے کہ رب کو بھلا کر مخلوق کے پیچھے بھاگ پڑا۔ یہ قرآن کے الفاظ ہیں اس کی طرف آئیں جو استغفار میں ہے۔ اور حدیث میں ہے۔

یا ابن آدم اذکرک وتنسانی تو مجھے بھول جاتا ہے میں تجھے یاد رکھتا ہوں۔

میں میرے گناہوں پر پردے ڈالتا ہوں تو پھر بھی دلیر ہو کر گناہ کرتا رہتا ہے۔

ان ذکرتنی ذکرتك — تو یاد کرتا ہے تو تجھ کو میں یاد کرتا ہوں۔

ان نسیتنی ذکرتك — اگر تو بھول جاتا ہے، میں پھر بھی تجھے یاد کرتا ہوں

بھائی ہم توبہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی طرف رجوع کریں۔

ووجدُ اللہ توابا رحیما

تم دیکھو گے میں کیسا مہربان ہوں پھر اس سے اگلی بات بتائی۔ ایک آدمی نے توبہ کی پچھلے گناہ معاف ہو گئے۔ نہیں صرف معاف نہیں ہوئے فَأُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ (سورۃ فرقان آیت ۷۰ پارہ ۱۹)

جب آدمی توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ میں تمہارے گناہوں کو مٹا کر پھر اس کے بدلے میں نیکیاں لکھ دیتا ہوں جو گناہ کیے ہیں وہ بھی نیکیاں بنا دیتا ہے، کب؟ جب توبہ کر لے اور توبہ سب سے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ پاک مجھ کو اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

حسبنا الله ونعم الوكيل

بسم اللہ الرحمن الرحیم
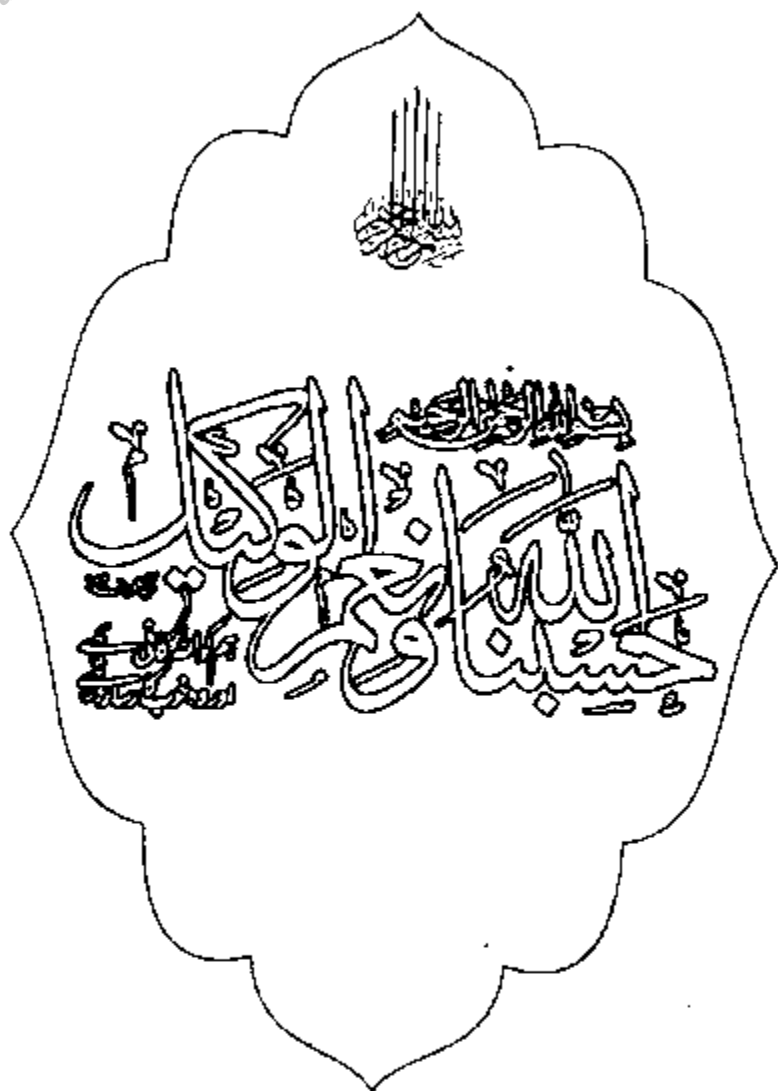
نظامِ ہستی جو چلا رہا ہے وہی خدا ہے

مولانا محمد طارق جمیل صاحب

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ..... بسم اللہ الرحمن الرحیم

میرے محترم بھائیو اور دوستو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ نے اس جہان کو بڑی ترتیب اور بڑے نظم کے ساتھ بنایا ہے۔ اس میں اتنا نظم وضبط ہے کہ یہ ذرا سی بھی کمی بیشی برداشت نہیں کر سکتا۔ مثلاً سورج روزانہ ایک جگہ سے نکلتا ہے اور ایک وقت پر نکلتا ہے، روزانہ ایک مخصوص جگہ پر غروب ہوتا ہے اور ایک وقت پر غروب ہوتا ہے۔ یہ روز جگہ بدلتا ہے چونکہ زمین حرکت کر رہی ہے تو اس کی حرکت کی وجہ سے سورج کا زاویہ بدلتا ہے۔

نظام شمسی آپس میں ٹکرا کر تباہ ہو جائے

اگر ایسا ہو جائے کہ سورج سینٹی میٹر یا ایک سینٹی میٹر کا کوئی ہزارواں حصہ اپنی جگہ سے پیچھے دائیں یا بائیں ہو کر نکلنا شروع کر دے ایک تو وہ خود جگہ بدلتا ہے اس سے ایک سینٹی میٹر ایک ملی میں 1/100 ملی میٹر کے فرق سے وہ تھوڑا سا آگے نکلے یا تھوڑا سا پیچھے نکلے غروب ہوتے وقت بھی وہ کوئی ہزارواں حصہ سینٹی میٹر کا دائیں بائیں ہو کر غروب ہو اور ایسے وقت پر جو طلوع ہوتا ہے اس سے ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے کے برابر وہ پہلے طلوع ہو جائے اور غروب ہوتے وقت ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے کے برابر دیر سے غروب ہو جائے اور غروب ہوتے وقت ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے کے برابر دیر سے غروب ہو یا پہلے غروب ہو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ میں نے آپ کو کتنی چھوٹی پیمائش بتائی ہے لیکن یہ نظام اتنا حساس ہے کہ اگر اس میں اتنی بھی تبدیلی آگئی تو چند ہفتوں میں سارا ہمارا نظام شمسی آپس میں ٹکرا کر تباہ ہو جائے گا۔

یہ بڑے طاقتور، علم والے کا بنایا ہوا نظام ہے

اس کو اللہ تعالیٰ نے یوں مضبوط کر کے باندھا ہے کہ وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا (سورۃ یٰسین آیت ۳۸ پارہ ۲۳)

سورج اپنی رفتار سے ایک مدار پر چلتا ہے کیوں چلتا ہے

ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ (سورۃ یٰسین آیت ۳۸ پارہ ۲۳)

یہ بڑے طاقتور علم والے کا بنایا ہوا نظام ہے۔ چاند اپنے انداز سے نکلتا ہے، بڑھتا ہے، گھٹتا ہے، ڈوبتا ہے، چھپ جاتا ہے وہ کیوں ہے۔

وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ (سورۃ یٰسین آیت ۳۹ پارہ ۲۳)

چاند کو گھٹایا یا بڑھایا بھی اللہ ہی نے کیا آپس میں ٹکراتے کیوں نہیں۔

لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ (سورۃ یٰسین آیت ۴۰ پارہ ۲۳)

اس کے پیچھے اللہ کا ایک فیصلہ ہے۔ اس کی ایک تدبیر اور نظام ہے جس کی وجہ سے سورج چاند سے آگے نہیں جاتا، رات دن سے آگے نہیں جاتی، اپنے اپنے مدار پر یہ سب گھوم رہے ہیں اور یہ اتنے حساس ہیں کہ جو میں نے ابھی آپ کو بتایا جب ایک دھماکہ ہوا تھا۔

قرآن مجید کے فیصلے اٹل ہیں

اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا

(سورۃ الانبیاء آیت ۳۰)

ترجمہ نہیں اشارۃ النص ہے۔ اس آیت میں اشارہ ملتا ہے کہ قرآن سائنسی توجیہات کی تفسیر بیان کرنے کیلئے نہیں آیا وہ تو کل کو تبدیل ہو جائیں گی جبکہ ہمارا قرآن تو ناقابل تبدیل ہے لہذا یہ اس کا ترجمہ نہیں ہے اس آیت میں اشارہ ہے۔ ۱۴۲۳ میں جو نظریہ سامنے آیا ہے کہ کائنات ایک دھماکے سے پھٹی ہے اور وہ پھیلتی جا رہی ہے اور پھیلتی جا رہی ہے تو اس کی طرف اشارہ ملتا ہے اس آیت میں کہ یہ ایک ملا ہوا جڑا ہوا مادہ تھا زمین و آسمان پھر ہم نے اس کو پھاڑا فَفَتَقْنٰهُمَا اس کے پھٹنے میں اس کے پھیلنے میں اس کے آگے سفر کرنے میں ایک سیکنڈ کے دس لاکھ کھرب حصے کئے جائیں یہ عدد بھی احمقانہ نظر آتا ہے۔ سیکنڈ کے ایک کھرب نہیں دس لاکھ کھرب کے آگے پھر چھ صفر لگائے جائیں تو اس کا لفظ ہمارے پاس کوئی نہیں اور سیکنڈ میں اتنی طاقت کہاں ہے کہ وہ اتنے حصوں میں تقسیم ہو سکے۔ ایک سیکنڈ میں اتنے حصے بن کیسے سکتے ہیں لیکن یہ ان لوگوں کی بتائی ہوئی ترجیحیں ہیں جو اللہ کو نہیں مانتے مگر ان کے سامنے ایسی اٹل حقیقیں

ہیں کہ اس سے وہ بھاگ بھی نہیں سکتے تو گویا جو نہیں مانتے تھے تو وہ بھی یہ کہہ رہے ہیں، ماننا پڑے گا کہ کوئی طاقت ضرور ہے جو اس نظام کو گردش دے رہی ہے۔

اگر کسی جگہ بم پھٹے، دھماکہ ہو تو؟

تو کیا کہہ رہے ہیں جب وہ دھماکہ ہوا اگر اس میں ایک سیکنڈ کے دس لاکھ کھرب حصے کئے جائیں۔ دس لاکھ کھرب وہ جو 1/ دس لاکھ کھرب جز بنے گا اگر اس کے برابر اگر کوئی تقدیم تاخیر ہو جاتی تو یہ کائنات یا تو دوبارہ آپس میں جمع ہو جاتی یا پھیل کر بے نظم ہو کر جاہ و برباد ہو جاتی جیسے کسی جگہ بم پھٹے تو چیزیں کیا ترتیب سے پھیلتی ہیں؟ دھماکہ ہو گیا تو دھماکہ ہونے سے کیا ہوتا ہے؟ میدان جنگ میں دھماکہ ہوا تو سر، دھڑ، اعضاء، کٹ کر بکھر جاتے ہیں گاڑیاں تو ہیں ٹینک درہم برہم ہو جاتے ہیں۔ بازار میں دھماکہ ہو تو بازار کے بازار اُلٹ پلٹ جاتے ہیں گندم کے کھیت میں دھماکہ ہوا تو کس طرح دانے بکھر جاتے ہیں۔ دھماکے کا عقلی فیصلہ یا نتیجہ تو یہ ہے کہ چیز درہم برہم ہو کر بکھر جائے۔

دنیا کی تخلیق ایک عجیب دھماکے سے معرض وجود میں آئی

یہ کیسا دھماکہ ہے جو اتنے نظم وضبط کے ساتھ چلا، پھیلا بکھرا اور محو پرواز ہوا کہ آج تک اس میں تھوڑا سا ردوبدل بھی نہیں ہوتا! ...... یہ کیسا عقلمند دھماکہ ہے کہ گندم کا ڈھیر پڑا ہوا ہے دائیں بائیں دس ٹرک کھڑے ہوئے ہیں، اوپر سے بم مارا گیا اور ساری گندم بڑے سلیقے سے ہوا میں بلند ہوئی اور دس ٹرکوں میں جا کر فٹ ہو کے دانہ دانہ اس میں اکٹھا ہو گیا، جیسے یہ بات ناممکن ہے ویسے ہی یہ بھی ناممکن ہے۔ مثلاً میں آپ سے کہوں کہ میں نے دیکھا ہے کہ اوپر سے بم گرا اور ہماری گندم پڑی تھی کوئی ہزار من وہ ایک دم ہوا میں اچھلی آگے ٹرک آئے ہوئے تھے لوڈ کرنے کیلئے اور ہمیں تو کوئی تکلیف ہی نہیں اٹھانی پڑی اپنے آپ ہی دھماکے سے گندم اُڑی اور خود بخود دس ٹرکوں میں جا کر فٹ ہو گئی ہمارا تو بھئی اس کو اٹھوانے کا خرچ بچ گیا تو سارے مجھے پاگل کہیں گے کہ رحمٰن صاحب کوئی عقل کی بات کہو یہ کیا کہہ رہے ہو پڑھے لکھے ہو تو ہو؟ تم کیسی دیوانگی کی باتیں کرتے ہو تو جیسے یہ ناممکن ہے ایسے ہی یہ بھی ناممکن ہے کہ اتنی بڑی کائنات دھماکے سے پھٹی اور ایک ترتیب کے ساتھ اس نے چلنا شروع کر دیا، یہ کیسے کوئی تسلیم کر سکتا ہے کہ وہ دھماکہ عقلمند تھا، وہ ستارے عقلمند تھے، وہ فضا عقلمند تھی، جس نے انہیں اتنی زبردست تنظیم

میں بجز ااور ہاندھا کہ اگر ایک سیکنڈ کے دس لاکھ کھرب حصے کیے جائیں تو اس ایک حصے کے برابر بھی کوئی چیز آگے پیچھے ہوتی جاتی تو یہ کائنات تباہ ہو جاتی، درہم برہم ہو جاتی بلکہ اس ساری کائنات کے قانون کو بھی اللہ تعالیٰ نے جو نام دیا ہے وہ اسلام ہی ہے

أَفَغَيْرَ دِينِ اللَّهِ يَبْغُونَ وَلَهُ أَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا (سورۃ آل عمران آیت ۸۳ پارہ ۳)

کشش ثقل کی قوت، صوت ورفتار کی قوت میں تناسب

یہ دیکھو! میرے فیصل آباد والے بندے یہ میرا دین چھوڑ کر اپنے طریقوں پر چلتے ہیں یہ دیکھتے نہیں کہ ساری کائنات اسلام لا چکی ہے أَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ساری کائنات اسلام لا چکی ہے تو اسلام کو یہاں چسپ جانے کے معنی میں ہے۔ اسلام وہ طریقہ زندگی ہے جو اتنی بڑی کائنات کو صحیح چلانے کی طاقت رکھتا ہے۔ اسلام وہ طریقہ زندگی ہے جو کھرب کہکشاؤں کو، ستاروں کو، نظام شمسی کو اور کہکشائی نظاموں کو آپس میں اس طرح چلایا جاتا ہے پھر ایک اور بات ہے جب دھماکہ ہوا تو اس میں دو طاقتیں کام کر رہی تھیں، ایک طاقت کشش کی جبکہ دوسری طاقت صوت اور رفتار کی ان میں ایسا تناسب قائم کیا گیا کہ کشش زیادہ طاقتور ہوتی تو بکھری ہوئی چیزیں کشش سے سمٹ کر دوبارہ اکٹھی ہو جاتیں۔ نظام درہم برہم ہو جاتا مگر کشش اور رفتار کا ایسا تناسب قائم کیا گیا کہ نہ تو یہ آپس میں مل سکیں اور نہ یہ منتشر یا جدا ہو کر درہم برہم ہو سکیں۔ اس کے درمیان میں ان کو چلانا یہ صرف اللہ تعالیٰ کی طاقتور ذات کا کام ہے اسکو پھر اللہ نے کیسے بیان کیا ہے۔

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ (الاعراف آیت ۵۴ پارہ ۸)۔

اللہ نے اسے یوں بیان کیا کہ اسی کا تو حکم چلتا ہے اسی کا تو امر چلتا ہے زمین آسمان میں

قدرت رب العالمین

قُلْ أَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ (سورۃ حم السجدہ آیت ۹ پارہ ۲۴)

الخ تیرے رب نے زمین کیسے بنائی یہ آیت بتا رہی ہے۔ کس طرح پہاڑ کیسے دریا

پہاڑوں کو اس طرح زاویوں کیساتھ پھیلایا گیا کہ ہوائیں ٹکرائیں اور بارشوں کا نظام بنا اگر پہاڑوں کی یہ ترتیب نہ ہوتی تو ہواؤں کے رخ پلٹ جاتے پھر جاتے، بدل جاتے اور زمین پر بارش کا قطرہ نہ برستا یہ کوئی بڑا زبردست علم والا ہے جس نے ایک ایک پہاڑی کو بھی اپنی ذات کیساتھ اپنے علم کیساتھ جوڑا اور باقاعدہ اور جکڑا اور گاڑھ کر رکھا ہوا ہے۔ ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَاءِ۔ پھر آسمان کی طرف استویٰ کیا ہے۔ وَهِيَ دُخَانٌ۔ وہ ایک دھواں تھا۔

فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا (حٰم آیت ۱۱ سجدہ ۲۴)

پھر اس نے زمین سے کہا آسمانوں سے کہا۔ طَوْعًا اَوْ كَرْهًا۔ جھکو جھکو تابع ہو جاؤ، فرمانبردار ہو جاؤ، غلام ہو جاؤ، میری مان کر چلو ایک سیکنڈ کے کروڑویں حصے کے برابر بھی ادھر اُدھر نہیں ہو سکتے ایک ملی میٹر کے ایک کروڑویں حصے کے برابر بھی ادھر اُدھر نہیں ہو سکو گے۔

لبیک میرے اللہ

اے زمین مانتی ہو اے آسمان مانتے ہو تو دونوں پکار اُٹھے

قَالَتَا اَتَيْنَا طَائِعِيْنَ (حٰم آیت ۱۱ سجدہ ۲۴)

زمین پکار اٹھی، آسمان پکار اٹھا ہم تابع ہم تیرے فرمانبردار تو گھمائے تو پھیرائے تو اُڑائے تو چلائے، تیرے تابع تو نے پہاڑوں کو گاڑھا وہ گڑھ گئے تو نے پانیوں کو چلایا تو وہ چل پڑے، تو نے ہواؤں کو نسیم بنایا تو وہ نسیم بن گئیں، انہیں صرصر بنایا تو وہ صرصر بن گئیں، انہیں مرسلات بنایا تو وہ رحمت بن گئیں، انہیں عاصفات بنایا تو وہ عذاب بن گئیں انہیں صبا بنایا تو وہ رحمت بن کے آئیں، انہیں عقیم بنایا تو وہ عذاب بن کے آئیں۔ اللہ نے ہواؤں کو چلایا، پانی کو کہا چلو اس نے کہا حاضر، پہاڑوں کو کہا تو انہوں نے کہا حاضر، ہوا کو کہا کہ تو لطیف بن جا اس نے کہا لبیک میرے اللہ، اے درختو! پھل دو، درختوں نے کہا لبیک میرے اللہ، کیکر کو کہا کہ تو نے کانٹے دینے ہیں اور کبھی پھل نہیں دینا، کیکر نے کہا بہت اچھا میرے اللہ، آم سے کہا اے آم تجھ پہ امرود نہ لگے، اس نے کہا لبیک میرے اللہ، اے انگور تیرے اوپر کیلے نہ لگے، اس نے کہا لبیک میرے اللہ، یہ دیکھو تو سہی میرے رب کا نظام جو کائنات میں بحر و بر میں، عرش و فرش میں، قطرے اور بحر میں، تنکے اور جنگل میں، مچھر اور ہاتھی میں، پروانے اور جبرائیل میں یکساں طاقت کے ساتھ چل رہا ہے اور کسی ایک جگہ نہ میرا اللہ خطا کرتا ہے نہ بھولتا ہے، نہ بھٹکتا ہے، نہ

گھبراتا ہے، نہ تھکتا ہے، نہ پریشان ہوتا ہے، نہ وہ تھک کے رنگا رنگ روم میں چلا جاتا ہے، یہ رنگا رنگ روم نہ ہوتے تو افسران کے ہوکام بھی کوئی نہ کرتے پھر بھی پیچھے بیٹھے ہوتے ہیں۔ میرا رب تو کر، کر کے نہ تھکے، نہ سوئے، نہ اونگھے، نہ گھبرائے، نہ غافل، نہ عاجز، نہ جاہل، سب پہ یکساں طاقت اور قدرت کے ساتھ ایک وقت میں کوے کو کالا رنگ دیتا ہے۔

ہے کوئی ایسا مصور؟

اُسی وقت میں جب کوے کو کالا رنگ دیا جا رہا تھا کبوتر کو سفید رنگ دیتا ہے، اسی وقت میں مرغابی پہ کئی رنگ لگاتے ہیں، اُسی وقت میں سرخاب پر سرخ رنگ کا چینٹ لگاتا ہے، اُس کے لمبی دم کو بناتا ہے اور اسی وقت میں چڑیا کی دم پر عجیب سے دھبے لگاتے ہیں، اُسی وقت میں مور کو حسن وجمال سے مزین کرتا ہے، اُسی وقت میں مگرمچھ کو خوفناک شکل دیتی ہے اور اُسی وقت میں راج ہنس کو حسین گردن دے کر لمبی گردن دے کر ناز نخرا سکھاتا ہے، اُسی وقت ہاتھی جیسا بد صورت جانور بناتا ہے اور اُسی وقت میں بلبل جیسا حسین پرندہ بناتا ہے اُسی وقت میں کوئل جیسا نازک پرندہ بناتا ہے اور اُسی وقت میں گدھے جیسا بیوقوف جانور بناتا ہے، اُسی وقت میں گھوڑے جیسا ناز نخرے والا حسین، حسن وانداز والا جانور بناتا ہے، ایک وقت میں میرا اللہ کیا کیا کر رہا ہے، نباتات میں پنکھڑی پر کتنے رنگ بنانے ہیں، گلاب کو سرخ جوڑا بناتا ہے، چنبیلی کو سفید ریشم کا لباس پہناتا ہے، نرگس کے پھول کو کئی رنگ دے کر سورج کا طواف اسے کرواتا ہے، وہ سورج کا طواف کرتی رہے، اُس کے پیچھے پیچھے گھومے صرف پیچھے پیچھے گھومے، یہ سارے انتظام بناتے ہوئے بڑی بڑی شکلیں بناتے ہوئے تتلی کے چھوٹے سے پَر...... پر بڑا خوبصورت چینٹ لگاتا ہے چھاپ لگاتا ہے۔ اللہ پاک ایک ہی وقت میں لاکھوں کام کر رہے ہوتے ہیں لیکن وہ ذات تھکاوٹ سے مبرا ہے۔

میں ابھی گوجرانوالہ سے آ رہا ہوں، رات وہاں تھا شب جمعہ میں بیان تھا رات سوتے سوتے ایک بج گیا، ابھی بھی میں بہت سخت تھکا ہوا ہوں بارہ بجے پہنچا ہوں تو میں نے راستے میں تین چار تتلیوں کو اڑتے ہوئے دیکھا وہ سامنے آئیں سفید پھر رنگین پھر سرخ پھر اُس کے کتنے رنگ کتنے چینٹ وہ تو تتلی کہہ رہی تھی کہ اللہ ہے، اللہ ہے!!! ہے کوئی مصور؟ ہے کوئی کاریگر؟ ہے کوئی بے خطا مالک، ہے کوئی بے بدل اللہ؟ ہے کوئی بلا مثال بلا دلیل؟ ہے کوئی اتنے بڑے

کارخانے میں واسطے مختلف قسم کے اندازے بنتا ہے، صورتیں بناتا ہے، آوازیں بناتا ہے، شکلیں بناتا ہے اور ان کو خاصیتیں دیتا ہے اور وہ کسی ایک جگہ بھی تو خطا نہیں کھاتا۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ (سورہ یونس آیت ۳۲ پارہ ۱۱)

یہ ہے وہ حقیقی رب اللہ، یہ ہے وہ حقیقی بادشاہ اللہ، جس کا نہ کوئی جوڑ، جس کا نہ کوئی بدل، جس کی نہ کوئی شبیہ، جس کی نہ کوئی مثال جس کی نہ کوئی زمین میں اس جیسا، نہ آسمانوں میں کوئی اس جیسا، زمین آسمان سے پوچھا مجھے مانتے ہو قالتا اتینا طائعین انہوں نے کہا یا اللہ آ گئے، ہم آ گئے فقضاهن سبع السموات اس نے سات آسمانوں میں فیصلہ کر دیا کہ بن جاؤ بن گئے

وَاَوْحٰى فِىْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا (سورۃ حم سجدہ آیت ۱۲ پارہ ۲۴)

پھر ہر آسمان میں اپنی حکومت کو قائم کر دیا

يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ (سورۃ طلاق آیت ۱۲ پارہ ۲۸)

پھر آسمان نہیں بلکہ اس کا درمیان بھی خلا بھی پھر زمین بھی زمین کے نیچے

تَحْتَ الثَّرٰى بھی لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ۔ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ (سورۃ طٰہٰ آیت ۶ پارہ ۱۶)

وہی اکیلا تھکے بغیر، سوئے بغیر، اونگھے بغیر، کھائے بغیر، پئے بغیر، آرام کئے بغیر،

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِىْ شَاْنٍ (سورۃ رحمٰن آیت ۲۹ پارہ ۲۷)

اپنی شان میں، آن میں، طاقت میں، قدرت میں، کبریائی میں، جلال میں، جبروت میں، ہیبت میں، ملک میں، ملک میں، ہر چیز میں کامل، اکمل اطہر انور اعلیٰ ذات، اللہ کی ذات کامل بے بدل، بے مثال ہے۔

چین و سکون پانے کے لئے مسلمان بن جاؤ

اس ساری کائنات نے کہا ہم مسلمان ہیں، وہ مسلمان بن کر چلے۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ نہ کبھی زمین کا نظام بگڑا، نہ آسمانوں کا نظام بگڑا، نہ سورج چاند کا نظام بگڑا، نہ ہواؤں کا نظام بگڑا، نہ پہاڑوں ندی نالوں کا نظام بگڑا، اسی نظام کو اللہ نے انسانوں پر پیش کیا۔ اے میرے بندے تو بھی مسلمان بن جا پھر تو بھی ایسے چین کی زندگی گزارے گا، اللہ کی

زندگی گزارے گا تو بھی ایسے باہمی ربط کی زندگی گزارے گا تو بھی نظم وضبط کی زندگی گزارے گا بس تو مسلمان بن جا۔ ایک بہت بڑے جلیقے نے کہا ہم تو بنتے ہیں، ہمارے جیسوں نے کہا بنتے ہیں تیری مانتے نہیں، ہم تو وہی کریں گے جو ہمارے جی میں آئے گا، وہی کہیں گے جو ہمارے جی میں آئے گا۔

تو میرے بھائیو! اس وقت دنیا ان لوگوں سے خالی ہے جو اللہ کی مان کر چلتے ہیں اور اللہ کو راضی کر کے اپنے حق میں فیصلے اتروا تے ہیں۔ کوئی خال خال، کوئی دانہ دانہ، کوئی تاواں تاواں زندہ ہے جن کی برکت سے یہ چھت قائم ہے، سورج چمک رہا ہے دھرتی بچھی ہوئی ہے۔ اگر وہ بھی دنیا سے اٹھ جائے تو ہمارے جیسے جانوروں کی اللہ کو کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہم جیسے نا فرمانوں کی اللہ کو کوئی حاجت نہیں ہے۔ وہ غنی ہے، بے نیاز ہے، اُسے تو فرمانبردار کی بھی کوئی حاجت نہیں ہے ہماری حاجت کہاں سے ہوتی۔

ایک مخصوص طریقہ

تو میرے بھائیو! اس کائنات کا بھی ایک نظام ہے جس کا نام اسلام ہے۔ ہمارا بھی ایک نظام ہے اور اس کا نام بھی اسلام ہے۔ اس کائنات سے نفع اٹھانے کا ایک مخصوص طریقہ ہے، زمین سے نفع اٹھانے کا ایک مخصوص طریقہ ہے، تجارت سے نفع اٹھانے کا ایک مخصوص طریقہ ہے، آگ سے نفع اٹھانے کا ایک مخصوص طریقہ ہے، پانیوں سے نفع اٹھانے کا ایک مخصوص طریقہ ہے، زندگی کی تمام چیزوں سے، معدنیات سے، تانبے سے، جنگل سے، آگ سے، چونے سے، پتھر سے، ان ساری چیزوں سے نفع اٹھانے کے مخصوص طریقے ہیں تو ایسے ہی میرے بھائیو! دنیا اور آخرت کی کامیابیوں کو حاصل کرنے کا ایک مخصوص طریقہ ہے۔ اس جسم کو ابدی عذابوں سے بچانے کا، اس جسم کو ہمیشہ راحتوں تک پہنچانے کا ایک مخصوص طریقہ ہے اور اس طریقے کا نام اسلام ہے۔

دین کی حقیقت (اسلام کیا ہے؟)

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ (سورۂ آل عمران آیت ۱۹ پارہ ۳)

اور طریقہ اسلام ہے۔ اسلام کو چھوڑ کر جو جس طریقے پر چلے گا ناکام ہو جائے گا، ہلاک ہو جائے گا، برباد ہو جائے گا۔ تو بھائیو! ہم اس وقت نام کے مسلمان ہیں ہمارے پاس

حقائق کوئی نہیں ہیں۔ دین کے لفظ کی طاقت ہے دنیا کے لفظ کی طاقت کوئی نہیں۔ میں کہتا رہا ہوں موٹر موٹر، روٹی روٹی، پانی پانی، اس سے میرا کچھ بھی نہیں بنے گا۔ پیسہ پیسہ پیسہ، سونا سونا، چاندی چاندی اس سے میرا کچھ بھی نہیں بنے گا کیونکہ دنیا گندی اور حقیر چیز ہے۔ لفظ کی کوئی طاقت نہیں، صورت کی کوئی طاقت نہیں، میں بازار سے ایک پلاسٹک کی گاڑی لے کر آجاؤں سو، دو سو، دو چار ہزار کی، یہ میرے کسی کام کی نہیں۔ بچوں کے کھیلنے کے لئے تو ہے لیکن مجھے منزل تک پہنچانے کی نہیں۔ دنیا جب تک حقیقت کے ساتھ حاصل نہ ہو اس کی طاقت کوئی نہیں ہے۔ لفظ گاڑی سے بھی کچھ نہیں بنے گا۔ پلاسٹک کی گاڑی سے بھی کچھ نہیں بنے گا، اصلی گاڑی لیں چاہے وہ لاکھ کی ہو، دو لاکھ کی ہو، کروڑ کی ہو، پانچ لاکھ کی ہو یا بیس لاکھ کی۔ وہ مجھے اور آپ کو منزل تک پہنچانے کے کام آئے گی لیکن دین بڑی طاقت ور چیز ہے۔ اس کے لفظ کی بھی طاقت ہے، اس کی صورت کی بھی طاقت ہے، اس کی حقیقت کی بھی طاقت ہے، لفظ کی اتنی طاقت ہے، یہ آسمان کی چھت کتنی بڑی ہے، یہ زمین کا فرش کتنا چوڑا ہے، چاند تاروں کی گردش کتنی پیچیدہ اور کتنی باریک ہے۔

دین کے لفظ اور صورت میں طاقت ہے

اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ جب تک ایک شخص بھی اللہ، اللہ کہنے والا موجود ہے نہ زمین پھٹے گی، نہ آسمان ٹوٹے گا، نہ پہاڑ ٹکرائیں گے، نہ سمندر میں آگ لگے گی، نہ دریا خشک ہوں گے، نہ سورج بجھے گا، نہ چاند ڈوبے گا بلکہ ساری کائنات کا نظام قائم رہے گا، قیامت نہیں آسکتی، قیامت نہیں آسکتی جب تک کہ ایک شخص بھی اللہ، اللہ کہنے والا موجود ہے یہ لفظ کی طاقت ہے۔ اس کی صورت کی بھی طاقت ہے۔ ہم سارے جو اس وقت نماز پڑھنے آتے ہیں ہمارے پاس صورت کی نماز ہے حقیقت کی نماز کسے کہتے ہیں۔ جب آدمی اللہ اکبر کہے تو اسکے بعد اللہ اکبر سے لے کر سلام پھیرنے تک اللہ کے سوا کسی کا دھیان نہ آئے۔ یہ حقیقت کی نماز ہے ہم سب کے پاس صورت کی نماز ہے۔ پڑھنے والا بھی آپ جیسا ہے، پڑھانے والے بھی میرے جیسے ہیں۔ جیسا امام ویسا مقتدی، جیسی تیری ڈفلی ویسا میرا راگ، جیسے تو بجائے گا ویسے میں گاؤں گا۔ ہم سب ایک ہی کشتی کے سوار ہیں۔ کشتی شکستہ کا نام سب کشتی شکستہ ہے لیکن اس کی بھی طاقت ہے، اس صورت کی بھی طاقت ہے، صورت میں بھی طاقت ہے کہ یہ نماز بھی اگر قائم

رہی تو ہم جو نماز نہ پڑھنے کا جہنم کا عذاب ہے، اس سے بچ جائیں گے۔

نماز کے فوائد و فضائل

اگر اکیاون فیصد (51%) لوگ نمازی بن جائیں اور ایسی ہی نماز پڑھیں جیسی اب پڑھ رہے ہیں اور اکیاون فیصد ہو جائیں تو اللہ طاقت کا ترازو مسلمانوں کی طرف جھکا دے گا اور عزت کا ترازو مسلمانوں کی طرف جھک جائے گا اور بلندیوں اور سرفرازیوں کا توازن مسلمانوں کے حق میں ہو جائے گا۔ صرف اکیاون فیصد پاکستانی نمازی ہو جائیں، تو میں کیا کروں کہاں جاؤں سمجھ میں نہیں آتا، سارا پاکستان پھر لیا گلگت کی چوٹیوں سے لے کر مردان کی سنگلاخ پہاڑیوں تک پانچ فیصد سے زیادہ نمازی کہیں نہیں، پانچ فیصد میں زیادہ بتا رہا ہوں، پانچ فیصد سے نمازی کہیں نہیں ہیں۔ تو صورت کی بھی طاقت ہے، دین کی صورت کی بھی طاقت ہے اور حقائق جب آئیں گے تو سیدھا جنت میں، دنیا بھی جنت اور آخرت بھی جنت بنے گا۔ بھائیو! دین پر چلنے کے لئے پہلے ذہن بنانا پڑتا ہے سو وہ ذہن ہمارا کوئی نہیں بنایا گیا۔ کائنات تو مجبور ہے ہمیں اللہ نے امتحان میں ڈالا مجبور نہیں کیا کہ یہ راہ بھی ہے وہ راہ بھی ہے۔ مان کر بھی چل سکتے ہو انکار بھی کر سکتے ہو۔ تو جو اصل اور پہلا کام ہے جو ہمیں کرنا تھا وہ اولاد کا ذہن بنانا تھا کہ میرا بچہ مسلمان بن کر چلے پھر دنیا بھی تیری آخرت بھی تیری۔ ہمارا ذہن یہ بن گیا کہ پڑھو ورنہ بھوکے مرو گے۔ ڈاکٹر بن جاؤ، انجینئر بن جاؤ، دوکان سنبھالو، سیٹ سنبھالو میرے ہوتے ہوتے میرا کام سنبھال لو ورنہ تم برباد ہو جاؤ گے، بھوکے مر جاؤ گے۔ کیا کرو گے ریڑھیاں چلاؤ گے؟ اولاد کا اور ہماری نسل کا یہ ذہن بنایا گیا۔ لہٰذا دین ان کے لئے نا آشنا پیغام بن گیا، دنیا اور اس کی چیزیں ایک بڑی طاقت ور چیز بن کر سامنے آ گئیں۔

انسان کی ذہن سازی کا کام

ذہن سازی سب سے پہلا کام تھا جو ہوا نہیں۔ تبلیغ میں ذہن سازی کا کام ہو رہا ہے۔ سب سے پہلے جو اللہ ذہن بناتا ہے وہ یہ ہے کہ تم اللہ کے ہو...... تم اللہ کے ہو جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ تمہارا نہیں بلکہ سب کچھ تمہارے اللہ کا ہے۔ جو طاقت ہے وہ تمہاری نہیں ساری طاقتیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ ساری حکومت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ طاقت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ جو تمہاری اپنی ذات ہے وہ تو پہلے ہے باقی چیزیں تو بعد میں ہیں۔ اس لئے اللہ

تعالیٰ کہتے ہیں کہ جب تم اللہ کے ہو جاؤ گے تو تمہاری دوکان بھی اللہ کی تمہارا گھر بھی اللہ کا تمہاری زمین بھی اللہ کی تمہارا سب کچھ اللہ کا ہم اللہ کے لیے، ہم اللہ کے غلام آ گئیں ادھر ہی لوٹ کر جانا ہے۔ تو قرآن یہ ایک ذہن دیتا ہے کہ اللہ بڑی طاقت ہے ملک، حکومت، مخلوق، طاقت سب کچھ اللہ کا ہے۔ انسانی فطرت ہے چونکہ انسان خود کمزور ہے یہ طاقت ور کے آگے دب جاتا ہے، طاقتور کے آگے جھک جاتا ہے۔ اللہ اس نفسیات کو اپنی طرف موڑ کر ان آیات سے ذہن بناتا ہے کہ سب کچھ اللہ کا ہے۔ بادشاہوں سے لینے کا کیا طریقہ ہے؟ بادشاہوں سے تعلق بنانا ان سے لینے کا طریقہ ہے تعلق کے لئے راستے تلاش کرنا پڑتے ہیں کوئی کسی کے لئے راستہ بناتا ہے کوئی کسی کو راستہ بتاتا ہے پھر اسکا آگے تعلق بنتا ہے۔

زمین آسمان کی لگام اللہ کے ہاتھ میں ہے

سب کچھ اللہ کا ہے، زمین اللہ کی ہے، اللہ نے اسے بنایا اور اسے پھیلایا ہاتھ میں کس کے ہیں؟ لگام بھی اللہ کے ہاتھ میں ہے، زمین کو اللہ تعالیٰ نے پھیلایا اللہ تعالیٰ نے بنایا اور یہ کس کے ہاتھ میں ہے؟ زمین آسمان کی لگام اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اب یہ قرآن ایک ذہن بناتا ہے۔ یہ ذہن ہم نے نہ بنایا نہ بچوں کا بنایا ہے جو کچھ اس میں ہے وہ کس نے رکھا ہے؟ وہ اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے۔ اس پر قبضہ کس کا ہے؟ زمین کا اندر بھی اس کے قبضہ میں ہے اور باہر بھی اس کے قبضہ میں ہے۔ تمہارا بنانا اتنا مشکل نہ تھا جتنا آسمان کا بنانا مشکل تھا گویا اللہ یوں کہہ رہا ہے کہ تمہیں قابو کرنا اتنا مشکل نہیں ہے جتنا آسمان کو قابو کرنا مشکل ہے۔ یہ قرآن کا ایک انداز ہے جیسے ہم بچے کا ذہن بناتے ہیں کہ بیٹا پڑھو، پڑھو، پڑھو گے تو بڑے بن جاؤ گے، ڈاکٹر بن جاؤ گے، انجینئر بن جاؤ گے، کمپیوٹر انجینئر بن جاؤ گے، جاؤ باہر کی ڈگری لے کر آؤ یہ ہم اپنے بچوں کا ذہن بناتے رہتے ہیں۔ بچے اسکے مطابق اپنی زندگیاں کھپاتے رہتے ہیں۔ اللہ یہ ذہن بنا رہا ہے کہ تمہارا اللہ سب کچھ ہے تمہارے اللہ کے ہاتھ میں سب کچھ ہے، ہوا ہو، برق ہو، بھاپ ہو، بادل ہو، بجلی ہو بارش ہو پانی ہو پہاڑ ہوں، جمادات ہوں نباتات ہوں حیوانات ہوں، آبی ہوں، بحری ہوں، خاکی ہوں، ہوائی ہوں، زمینی ہوں خلائی ہوں، آسمانی ہوں جو بھی ہیں اس پر تیرے اللہ کی شہنشاہی کا جھنڈا لہرا رہا ہے۔ اللہ سے یہ سب چیزیں کیسے لیں؟ کیا تعلق بناؤ۔

تعلق بنانے کا راستہ کیا ہے؟

تعلق بنانے کا راستہ کیا ہے؟ کہا واسطہ تلاش کرو، واسطہ کیا ہے؟ واسطہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اللہ خود کہہ رہا ہے کہ اگر مجھ سے تعلق بنانا ہے تو میرے نبی ﷺ کے طریقے پر چلو، میں تمہیں اپنا محبوب بنالوں گا ہماری تمہاری دوستی ہو جائے گی۔ دوستی میں جو کہو گے وہ کر دیا جائے گا۔ اے فیصل آباد والو، اے گلستان والو، اگر مجھ سے تعلق بنانا ہے تو نہ مجھے پیسے کی ضرورت ہے، نہ تمہاری ڈگریوں کی ضرورت، بس ایک کام کرو، میں نے ایک حبیب چنا ہے، ایک حبیب! جس کا نام محمد رسول اللہ ﷺ ہے اس جیسا میں نے بنایا ہی کوئی نہیں، اس جیسا ہے ہی کوئی نہیں، نہ ایسا زمین میں ہے، نہ آسمان میں ہے، خالق تو خالق ہے مخلوق میں اس جیسا نہ کوئی زمین میں ہے، نہ آسمان میں، نہ جبرئیل اس جیسا، نہ میکائیل اس جیسا، نہ اسرافیل اس جیسا، اس جیسا کوئی ہے ہی نہیں۔ بس ایک میرا حبیب ﷺ ہے، جس کو میں نے سب سے اعلیٰ وارفع، افضل، برتر بنایا۔ حسان ابن ثابت نے جو کہا حضور ﷺ کے بارے میں یہ ساری دنیا کی نعتیں ہیں۔ ابھی ربیع الاول آئے گا تو نعت شروع ہو جائے گی، ہو ہوگی، ہوتی چلی آئی ہے۔ ہو رہی ہے قیامت تک ہوتی رہے گی۔ لیکن حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ کے دو شعر ساری دنیا کے نعتیہ کلام پر حاوی اور بھاری ہیں۔ چاہے عربی میں کوئی کلام لکھا گیا، چاہے وہ قصیدہ بردہ لکھا گیا اور چاہے وہ فارسی میں لکھا گیا اور چاہے وہ رومی نے لکھا، چاہے جامی نے لکھا یا سعدی نے لکھا۔ جس نے جو لکھا وہ ان دو کے سامنے ہیچ ہو جاتا ہے حسن ظاہر نظر آتا ہے جمال چھپا ہوتا ہے۔ جمال نسب سے تعلق رکھتا ہے، حسن ذات سے تعلق رکھتا ہے تو کہنے لگے تیرے جیسا حسین تو میری آنکھ نے دیکھا ہی نہیں، تیرے جیسا جمال والا کسی ماں نے جنا نہیں۔ تو ہر عیب سے پاک پیدا ہوا، یہ جملہ، یہ مصرعہ کوئی نہ کہہ سکا۔ ان دو شعروں کی جان یہ آخری مصرعہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے پیدا ہوئے جیسے خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو چاہا۔ اس میں تخیل کیا ہے؟ اصل میں تو جیسے اللہ نے چاہا ویسے ہی اللہ نے پیدا کیا، اللہ کی چاہت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے ہیں۔

بنایا اللہ ہی نے ہے

لیکن یہ تخیل کیا ہے؟ حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ نے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو سامنے کھڑا کر دیا اور اللہ کے سامنے پیش کر دیا اور محبوب آپس میں مخاطب ہو رہے ہے

ہیں۔ حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور محبوب دونوں کی آپس میں بات ہو رہی ہے۔ ادھر محبوب کی روح ہے ادھر اللہ ہے اور وہ اپنے حبیب کی روح سے پوچھ رہا ہے۔ اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم تو بتا تیرا چہرہ کیسے بناؤں، تو بتا تیری آنکھیں کیسے بناؤں، تو بتا تیری ناک کیسے بناؤں تو بتا تیرے کان کیسے بناؤں، تو بتا تیرا سر کیسے بناؤں، تو بتا تیرا رخسار، تیرا حسن، تیرا ظاہر، تیرا باطن کیسا بناؤں؟ تو جیسے جیسے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہتے گئے ویسے ویسے اللہ تصویر بناتا چلا گیا۔ یہ تخیل کی بلندی ہے، بنایا اللہ نے ہی ہے، اس میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی دخل نہیں ہے کہ مجھے کیسے بناؤ۔ بنایا اللہ ہی نے ہے، پر جس تخیل پر حسانؓ پہنچے ہیں وہاں نہ کوئی شاعر پہنچ سکا ہے نہ قیامت تک کوئی پہنچ سکے گا۔ حسانؓ بوڑھے تھے، بڑھاپے کی عمر میں اسلام نصیب ہوا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینے تشریف لائے تو ان کی ساٹھ سال عمر تھی، اس عمر میں تو وہ لڑنے کے قابل ہی نہ تھے۔ جنگ خندق کے دوران عورتیں قلعے میں بند تھیں۔ ایک یہودی دیکھنے آیا۔ حسان بن ثابتؓ پہرے پہ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہؓ نے کہا یہ یہودی ہماری جاسوسی کرنے آیا ہے، اسے مارو، کہنے لگے میری ہمت کوئی نہیں۔ میری ہمت کوئی نہیں، تو حضرت صفیہؓ خود نکلیں اور لاٹھی اسکے سر پہ مار کر اس کو قتل کر دیا۔ پھر ان سے کہا جا اب اس کا سر کاٹ لے تو کہنے لگے مجھ سے یہ بھی کاٹا نہیں جاتا، لیکن جو شعر کہتے تھے تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسانؓ کے جو اشعار ہیں وہ قریش کے سینوں میں تیروں سے زیادہ تیز ہو کر لگتے ہیں۔

اللہ کا اپنے محبوب کی تعریف کا پیارا انداز

اللہ نے کہا مجھ سے تعلق بنانا ہے تو اس میرے محبوب صلی اللہ کے پیچھے چلو پھر آگے اور آیت ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى..........الخ سورۃ نساء آیت ۶۵ پارہ ۵﴾

یہ اس میں اور خوبصورت طریقے سے بات آئی ہے ﴿فَلَا وَرَبِّكَ﴾ اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم مجھے تیرے رب کی قسم ہے، میں خود اس کا ترجمہ کرتے وقت ہمیشہ پریشان ہو جاتا ہوں مجھے سمجھ میں نہیں آتا اس کا ترجمہ کیسے کروں۔ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ﴾ اللہ خود تو ہے، خود تو رب محمد ہے، خود تو رب احمد ہے خود تو رب مصطفیٰ ہے اور یوں کہہ رہا ہے ﴿فَلَا وَرَبِّكَ﴾ اے میرے محبوب مجھے تیرے رب کی قسم یہ اپنائیت کی انتہا ہے کوئی کلام کو سمجھنے والے اس میں سے کوئی تعبیر نکالیں میرے جیسا ان پڑھ تو چپ بس حیران ہو کر آگے گزر جاتا ہے سمجھ میں نہیں

آتا کہ اس کی تعبیر میں کیسے کروں۔ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ﴾ اے میرے محبوب ﷺ مجھے تیرے رب کی قسم پھر لیے آپ کو اپنے سے جدا کر کے پھر اپنی ذات کو اپنے محبوب سے منسوب کر کے یوں کہہ رہا ہے۔ مجھے تیرے رب کی قسم واہ واہ! گویا یوں کہہ رہا ہے کہ میں تیرا ہی ہوں اور کسی کا نہیں ہوں۔ بس میں تیرا ہی ہوں صرف تیرا ہی ہوں اور کسی کا نہیں ہوں۔ اگر وہ کسی اور کا بنتا تو سارے برباد ہو گئے، مر گئے۔ اللہ نہ ملا تو اور کیا ملا؟ اگر اللہ مل گیا تو سب کچھ مل گیا اور اگر اللہ نہ ملا تو کچھ بھی نہ ملا۔ ہم تو برباد ہو گئے۔ یہ آیت یوں کہہ رہی ہے کہ بس میں اپنے محبوب کا ہوں اور کسی کا نہیں ہوں۔ جاؤ اپنا کام کرو میں تمہارا کچھ نہیں۔ یا اللہ ہم تو تیرے بننا چاہتے ہیں تو ہمارا بن جا۔ ہماری تو ضرورت ہے تو ہمارا بن جا ورنہ ہم تو لٹ گئے تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں ٹھیک ہے۔ میں ایک طریقہ بتاتا ہوں وہ اختیار کرو گے تو تمہارا بھی بن جاؤں گا۔ وہ کیا ہے؟ میرے نبی ﷺ کے فیصلوں پر سر جھکا دو۔ نہ چوں کرو نہ چراں کرو، نہ ذاں کرو، نہ آں اُوں کرو، نہ ہوں کرو، سر جھکا دو، سر جھکا دو، اور سر جھکا دو نہ ہو جیسے افسر حکومت کے آگے سر جھکاتا ہے دو سر تو جھکاتا ہے مگر اندر سے گالیاں دیتا ہے اور تیرا رب تو تجھے دیکھ رہا ہے کہ تو نے سر محبت میں جھکایا ہے یا مجبوری میں جھکایا ہے۔

مانا تو اس افسر نے بھی ہے!

فیصل آباد کے رہائشی کا حکومت لاہور ٹرانسفر کر دے۔ تو پہلا زور تو لگاتا ہے کہ میری ٹرانسفر رک جائے، جب ٹرانسفر نہیں رکتی تو بیچارہ جاتا بھی ہے اور حکومت کو گالیاں بھی دیتا ہے، آتا بھی ہے، جاتا بھی ہے، گالیاں دیتا ہے اور حکومت کے دفتر میں وہ فرمانبردار ہے کیونکہ اس نے لاہور جا کر جوائن کر لیا اور اپنی سیٹ کو سنبھال لیا۔ حکومت کے دفتر میں یہ فرمانبردار ہے حالانکہ یہ حکومت کو بڑے بڑے ٹھمرے تول رہا ہے، بیڑا غرق ہو ان ظالموں کا، بد معاشوں کا بچوں سے اکھاڑ دیا۔ نہ ادھر سکون، نہ ادھر سکون، مانا تو اس افسر نے بھی ہے۔ یہ ساری فوج، یہ ساری پولیس، ساری انتظامیہ اور یہ سارے جو ہمارے پرائیویٹ سیکٹر میں جتنے ملازم ہیں اور تاجروں کے زمینداروں کے یہ ایسے مانتے ہیں جیسے اس افسر نے حکم مانا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ یہ میں ہرگز قبول نہیں کروں گا۔ میں تو تمہارے دل کو دیکھ رہا ہوں اور میں تمہارا اندر دیکھ رہا ہوں۔

ایمان کی طاقت کے کرشمے

میں تمہارا تب بنوں گا اور تمہارا ایمان تب مکمل ہو گا، تمہارا عہد و پیماں، تمہارا کلمہ و

توحید تمہارا اسلام تب قبول ہوگا جب تم میرے نبی کے آگے گردن جھکا دو یہ جھکاؤ میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے نبی کے فیصلوں پر سر جھکا کر کام نہیں چلے گا۔ سر بھی جھکاؤ دل بھی جھکاؤ، زبان بھی کہے لبیک، دل بھی کہے لبیک، وجود بھی کہے لبیک سراپا بھی کہے لبیک اور روح بھی کہے لبیک اور میرے نبی ﷺ کے فیصلوں پر دل و جان سے جب تک تم راضی نہ ہوگے میں تمہاری اطاعت بھی قبول نہیں کروں گا۔ تمہاری یہ ساری اطاعت حکومت کرلے گی، تنخواہ دے دے گی، روز لاہور جاتا ہے، گالیاں دیتا جاتا، گالیاں دیتا آتا ہے۔ حکومت کونسا سن رہی ہے۔ مہینے بعد تنخواہ مل جائے گی اور میرا اللہ ایسا نہیں ہے۔ وہ تو دل کی دھڑکنوں میں اٹھنے والی صدائیں سن لیتا ہے۔ میرا دل تو بہت بڑا ہے وہ چیونٹی کے اندر سے اٹھنے والی صدا کو بھی سن لیتا ہے۔ ہاں جو چیونٹیوں کی سن لے وہ کیسا سننے والا ہے اور چیونٹی تو زمین کے اوپر ہے وہ زمین کی تہہ میں چلنے والے کیڑوں کی صدائیں بھی سن لیتا ہے۔ جو ایسا سننے والا ہے اس کو دھوکہ کیسے دیا جائے۔

دنیا اور آخرت کی نجات اسلام میں

تو بھائیو! اسلام پہ آنا ہماری زندگی کی نجات ہے۔ اسلام پہ آنا ہماری آخرت کی نجات ہے۔ یہ نافذ نہیں ہو سکتا اور نہ ہی حکومتیں نافذ کر سکتی ہیں۔ ڈنڈے سے اسلام پر چلایا نہیں جا سکتا۔ یہ پنکھا میرے آپ کے ڈنڈے سے نہیں چل رہا نسبت کی طاقت سے چل رہا ہے۔ اس کا تار کاٹ دو پھر اسے ڈنڈے مارو یہ نہیں چلے گا۔ جوتے مارو پھر بھی یہ نہیں چلے گا ہاں اس کے آگے ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو جاؤ پھر بھی یہ نہیں چلے گا۔ اشارے پر بند ہو گا، آپ نے انگلی کا اشارہ یوں نیچے کیا تو یہ چل پڑا۔ اوپر کیا تو یہ بند ہو گیا اور دور یموٹ کنٹرول صرف آپ کی برقی شعاعوں کو کھینچنے لگ گیا۔ آپ نے بٹن دبایا تو وہ چل پڑا۔ آپ نے دور سے یوں اشارہ کیا تو وہ بند ہو گیا۔ اشارہ کرنے سے وہ چل پڑا کیوں؟ اس کے اندر طاقت آ گئی۔ اس کی طاقت نکال کر تم نہ اسے ڈنڈے سے چلا سکتے ہو، نہ جوتے سے چلا سکتے ہو، نہ منت سے چلا سکتے ہو، نہ خوشامد سے چلا سکتے ہو، یہ تو لوہا ہے اور انسان گوشت پوست کا ہے، یہ ڈنڈے سے نہیں چل سکتا اور نہ جوتوں سے یہ چلتا ہے۔ یہ اندر کی طاقت سے چلتا ہے۔ یہ وہ اندر کی طاقت جب پیدا ہوتی ہے تو آدمی رحیم سے ٹکرا جاتا ہے۔ اللہ سے دنیا اور آخرت میں لینے کا راستہ اسلام ہے اور اللہ سے تعلق بنانے کا راستہ حضرت محمد ﷺ کی ذات ہے۔ ایسا تعلق بناؤ کہ دل باغ باغ ہو جائے۔ پھر اللہ کے

فیصلے بدل جائیں گے۔

عشقِ نبوی ﷺ کا روح پرور واقعہ

ایک واقعہ سناتا ہوں۔ آپ مسجد میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک شخص آیا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ ﷺ میرا پڑوسی ہے اس کی کھجور ایسی جھکی ہوئی ہے کہ اس کی چند شاخیں میرے گھر کی طرف آتی ہیں۔ کھجور کے زمانے میں جب کھجوریں پک کر گرتی ہیں تو میرے بچے اٹھا کر کھانے لگتے ہیں۔ یہ دوڑ کے آتا ہے اور اُن کے منہ سے کھجوریں نکال لیتا ہے۔ تو آپ ﷺ اس سے کہیں۔ بچوں کا کیا ہے اتنی تو سختی نہ کرے۔ دو چار کھجوریں گرتی ہیں تو کھا بھی لیں تو کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے کہا بہت اچھا۔ آپ ﷺ نے اس آدمی کو بلوایا اور کہا کہ ہاں بھئی ایک سودا کرتے ہو؟ اس نے کہا، کیا؟ آپ ﷺ نے کہا یہ کھجور مجھے دے دو اس کے بدلے میں تمہیں جنت میں کھجور لے کر دوں گا۔ اس نے کہا یہ کھجور مجھے بڑی پسند ہے۔ میرا باغ تو اور بھی ہے لیکن یہ کھجور مجھے سب سے زیادہ پسند ہے۔ اس کا پھل مزیدار ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ یہ کھجور دینے کو میرا دل نہیں کرتا۔ تو آپ ﷺ چپ ہو گئے۔ وہ شخص اُٹھ کر چلا گیا۔ یہ شخص صحابی نہیں تھا منافق تھا لیکن آپ ﷺ نے منافقوں سے مسلمانوں والا معاملہ کیا۔ مرتے دم تک کبھی نہ آپ نے اُن کے نام بتائے حالانکہ آپ کو تو سب پتہ تھا ﴿نحن نعلمهم﴾ ﴿فلتعرفنهم بسيماهم﴾ سورۃ محمد ۳۰ پارہ ۲۶ ﴿ اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے کہہ رہا ہے کہ تمہیں تو پتہ ہی ہے یہ کون کون ہیں۔ لیکن آپ ﷺ نے مرتے دم تک کسی کو نہیں بتایا۔ صرف حضرت حذیفہؓ کو بتایا تا کہ اگر کوئی نقصان پہنچانا چاہیں تو نشاندہی کرنے والا کوئی تو ہو اور اُن کو وصیت فرمائی کہ کسی کو مرتے دم تک میرا راز نہ دینا۔

ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے حضرت حذیفہؓ سے پوچھا انہوں نے کہا میں ہرگز نہیں بتاؤں گا۔ یہ میرے سینے میں میرے نبی ﷺ کا راز ہے۔ حضرت حذیفہؓ کو سرالرسول کہتے ہیں، نبی کے رازدار، نبی کے رازدان ہو تو آپ ﷺ نے ہمیشہ اسلام کا معاملہ کیا۔

پردہ پوشی کریں پردہ دری نہ کریں

زین ابن الحرملہ آئے منافق تھے، کہا یا رسول اللہ ﷺ کلمہ زبان پہ ہے منافق سینے میں ہے میرے لئے دعا کریں تو آپ ﷺ نے اس کی زبان کو پکڑا اور کہا اے اللہ اس کے زبان کو سچا کر دے، دل کو صاف کر دے، اس کے دل میں میری محبت اُتار دے۔ یہ کہنا تھا کہ ایمان ان

کے اندر گڑھ گیا۔ وہ اندر سے بولے لا الہ الا اللہ پھر کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ مجھے منافقوں کے بڑے جتھے کی سرداری حاصل رہی ہے میں اُن سارے منافقوں کو جانتا ہوں آپ ﷺ کو بتا دوں

میرا نبی ﷺ گناہ چھپانے آیا، پردے ڈالنے آیا

آپ ﷺ نے کہا نہیں نہیں ہمیں مت بتاؤ۔ جو تیری طرح توبہ کرنے آئے گا ہم اُس کیلئے دعا کر دیں گے۔ جو نہیں آئے گا، ہم اُس کا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیں گے۔ ایسی باتوں سے بات آگے نکل جاتی ہے۔ میرا نبی ﷺ تو منافقوں کو چھپاتا چلا گیا، ہم اپنوں کو ننگا کرنے کے چکر میں رہتے ہیں۔ دیکھئے نہیں اخبار والے کیسے ظالم ہیں۔ یہ کیا کرتے ہیں اخباروں کو چھوڑ و، ان کا تو پیشہ ہے۔ انہوں نے روٹی کمانی ہے۔ کسی کی پگڑی اُچھال کر پیسے ملیں تو اُچھال دیں گے کسی کی پگڑی سجا کر پیسے ملیں تو سجا دیں گے، اُن کے سامنے نہ کسی کی عزت ہے نہ کسی کی ذلت ہے، سگا بھائی اپنے بھائی کو بدنام کرنے میں لگا ہوا ہے۔ پڑوسی پڑوسی کے عیب دیکھنے کیلئے دور بینیں لگا کر بیٹھا ہوا ہے۔ نیک لوگوں کی خامیاں تلاش کرتے پھرتے ہیں کہ یہ علماء ایسے ہیں، یہ قاری ایسے ہیں، امام مسجد ایسے ہیں، میرا نبی ﷺ تو منافقوں کو چھپاتا گیا یہ اپنے امام مسجد کو معاف نہیں کرتے جس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ بھئی کیا کوئی فرشتہ کھڑا ہے، بیچارہ انسان ہی تو ہے۔ عالم کوئی فرشتہ بن جاتا ہے۔ انسان ہیں کیا اُن سے کمیاں کوتاہیاں نہیں ہوتیں۔ اللہ نے سو سو کے قاتل کو معاف کر دیا لیکن ہمارا تو قبلہ ہی بدل گیا ہے۔ میرا نبی ﷺ گناہ چھپانے آیا، پردے ڈالنے آیا، ہم نے پردے تار تار کر دیے۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کی خوبصورت تفسیر

ایک بات یاد آگئی پڑھی ہوئی

وَالضُّحٰی وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی

اس کا تمام مفسرین نے ترجمہ یہ کیا ہے کہ اللہ کہہ رہا ہے کہ مجھے صبح کی قسم اور مجھے رات کی قسم۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے تفسیر میں کوئی انوکھا ہی علم دیا تھا۔ ان کی تفسیر کا نام تفسیر کبیر ہے جو تیس جلدوں کی ہے۔ انہوں نے اس کا ایک ترجمے میں تو اشارہ کیا ہے ﴿وَالضُّحٰی﴾ اے میرے محبوب مجھے تیرے روشن چہرے کی قسم ﴿وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی﴾ مجھے تیری سیاہ زلفوں کی قسم۔ اس سے ایک اور عجیب مطلب اچانک مجھے یاد آ گیا ہے

﴿وَالضُّحٰى﴾ اے میرے محبوب مجھے تیرے نورانی علم کی قسم ﴿وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى﴾ مجھے ستاری کی چادر کی قسم، جو تو اپنی امت کے گناہوں کو چھپا دیتا ہے۔ مجھے قسم ہے تیری اس ستاری کی چادر کی وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى، کافی دنوں میں پڑھا تھا۔ ایک ہفتہ تو میں اس کا مزہ ہی لیتا رہا۔ واہ میرے اللہ کیا خوبصورت مطلب ہے ہمارے نبی ﷺ چھپا دیتے تھے۔

میں کوئی شریعت کا خود مالک ہوں جو بدل دوں؟

جب چور کا ہاتھ کٹا تو آپ ﷺ کے آنسو آ گئے۔ جو پکڑ کر لایا تھا اس سے کہا اب تیرا کلیجہ ٹھنڈا ہو گیا؟ تو کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ آپ سزا نہ دیتے۔ تو آپ ﷺ نے کہا کہ میں کوئی شریعت کا خود مالک ہوں جو بدل دوں۔ شریعت میرے اللہ کی ہے میں شریعت کو کیسے بدل سکتا ہوں۔ تمہیں عقل کیوں نہ آئی۔ تم میرے پاس کیوں لائے تھے۔ تم توبہ کروا لیتے۔ وہیں اس کو سمجھا بجھا کے توبہ کروا لیتے۔ تم نے میرا دل دکھا دیا۔ میرے امتی کا ہاتھ میرے آنکھوں کے سامنے کٹوا دیا۔ ایسے نبی ﷺ کے خلاف بغاوت یہ کام تو کتا بھی نہیں کرتا۔ دو وقت کی روٹی کھا کر زندگی بھر وفا کر جاتا ہے اور ہم اس نبی ﷺ کے احسانات کے نیچے دب کر اُسی کے خلاف بغاوت کرتے ہیں۔ دیکھتے نہیں گھر کا کتا بچوں سے مار کھا رہا ہوتا ہے سر نہیں اٹھاتا۔ زبان حال سے کہتا ہے تیرے پیو دی روٹی کھا دی تیتھوں کج نہی آکھاں گا (تیرے باپ کی روٹی کھائی ہے اس لئے تمہیں کچھ نہیں کہتا) کوئی پرایا آ جائے ٹانگوں میں پڑ جاتا ہے۔ ہمارے گھر میں کتیا آئی تھی، میرے والد صاحب ۱۹۸۸ء میں فوت ہوئے تھے۔ والدہ ۲۰۰۱ء میں فوت ہوئیں۔ تو میری والدہ نوکروں سے کہہ کر اس کتیا کو روٹی ڈلوا دیتی تھیں۔ وہ گھر سے مانوس ہو گئی۔ گھر سے جائے نہ اور والدہ اکیلی ہوتی تھیں، ہمارا آنا جانا لگا رہتا تھا۔ ۲۰۰۱ء میں ہماری ماں بھی فوت ہو گئیں۔ میں جب گھر میں جاتا تو وہاں کتیا ہوتی۔ نہ کوئی اس کو روٹی ڈالنے والا، نہ کوئی اس کو پانی پوچھنے والا لیکن اس نے گھر نہیں چھوڑا وہیں مر گئی، حالانکہ اس کو کوئی پوچھنے والا نہ تھا لیکن پچھلے دنوں میں جو چند ٹکڑے کھائے تھے وہ اس پر وفا کو نبھا گئی اور گھر کی چاردیواری میں مر گئی۔

ہم تو تیرے ماں باپ سے وفا کر گئے تو اپنے رب سے وفا نہ کر سکا، ایک کتیا کا پیغام اور یہ کہہ گئی کہ ایسی وفا تو بھی سیکھ لے تو تیرا بھی کام بن جائے گا۔ اپنے رب سے یہ وفا سیکھ لو مجھ سے زیادہ عاجز نہ ہونا۔ کہیں قیامت کے دن یہ کتیا ہی ہم کو نہ پکڑوا دے کہ ہم تیرے

ماں باپ سے وفا کر گئے تو اپنے رب سے وفا نہ کر سکا۔ ایسی محبتوں والا نبی ﷺ اسی کے خلاف بغاوت۔ کیا کروں محبت تو اندر میں اتاری نہیں جاتی یہ تو قربانیوں سے اللہ نصیب فرماتے ہیں۔ وہ نبی ﷺ جو منافقوں پر پردے ڈال گیا، اللہ اکبر، کیا اخلاق ہیں کیا بلندیاں ہیں۔ ساری زندگی امت کیلئے روتا ہی گیا، روتا ہی گیا، اللہ ہی جزا دے، اللہ ہی ان کو جزا دے ہمارے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔ روز کروڑوں انسان اُٹھتے ہیں اور صبح صبح اُسی کے سینے میں چھری مارتے ہیں۔ اسی کے سینے کو زخمی کر کے واتعدار کرتے ہیں۔ جوان کیلئے اپنے سینے کو جلا گیا، سوکھا گیا، ولا گو عزیز کے عزیز المرحل آپ اس طرح روتے تھے کہ سینے میں سے ہانڈی کی طرح کھولنے کی آواز آتی تھی اور امت، امت، امت کہتے کہتے چلے گئے اور قیامت کے دن بھی سارے نبی پکار اٹھیں گے۔ نفسی نفسی، حضرت عیسیٰ جیسا جلیل القدر پیغمبر کہے گا یا اللہ میں اپنی ماں مریم کا بھی سوال نہیں کرتا، بس میری جان بچالے۔ ابراہیمؑ نبیوں کا باپ، ہزاروں نبیوں کا باپ کہے گا یا اللہ میں آج کسی کا سوال نہیں کرتا، بس میری جان بچالے، اس عالم میں میرا نبی ﷺ کہے گا یا اللہ میری اُمت کو بچالے، یا اللہ میری اُمت کو بچالے، جو اس اُس عالم میں بھی نہ بھولے گا۔

حضور پاک ﷺ کی زندگی عملی نمونہ ہے

اے میرے بھائیو! کیا ظلم کر دیا گلستان والو تم نے اپنا گلشن اجاڑ کر رکھ دیا۔ اگر اسی کا نام بہار ہے تو پتہ نہیں خزاں کسے کہتے ہیں کہ اپنے محسن، محسن اعظم پر تلواروں سے وار چھریوں سے وار اور اسکی پوری زندگی کو اٹھا کر باہر پھینک دیا۔ حضرت فاطمہؓ کی زندگی عورتوں نے اٹھا کر کوڑے میں پھینک دی اور مغرب کے آوارہ عورت کی پیچھے چلنا شروع کر دیا۔ حضرت محمد ﷺ کی حسین پاکیزہ زندگی کو اٹھا کے بیچ سمندر کے پھینک دیا اور یورپ کے جانوروں کے پیچھے چلنا شروع کر دیا۔ او میرے بھائیو! کبھی جانوروں کے پیچھے چل کر منزل ملی؟؟ اس محبوب کے طریقوں پر آؤ جو تمہارے لئے وفاؤں کی تاریخ لکھ گیا۔ طائف کے پہاڑوں سے جا کے پوچھو کہ یہاں وہ کیسے تڑپا۔ یہاں کیسے گرا تھا، یہاں وہ کیسے زخمی ہوا تھا۔ وہ جگہ آج بھی محفوظ ہے باڑ لگی ہوئی ہے۔ جاؤ پوچھو یہاں اس نے کس درد سے دعا مانگی تھی؟؟ اتنے پتھر کھا کے بھی ان کیلئے بددعا نہیں کی۔ احد کی وادی سے پوچھو، احد کے دامن سے پوچھو کہ وہ یہاں کیسے بے ہوش ہو کر گرے تھے۔ کیسے دانت ٹوٹے تھے، کیسے کندھا زخمی ہوا تھا، وہ کیسے بے ہوش ہوئے تھے، کیسے 72 افراد

آنکھوں کے سامنے کٹ گئے تھے، چچا جو دودھ پیتے بھائی تھے، چچا حضرت حمزہؓ کا ناک کٹ گیا، کان کٹ گیا، پیٹ چیر دیا گیا، کلیجہ چبا دیا، وہ دیکھ دیکھ کر ہچکیوں کے ساتھ رو رہے ہیں اور بد دعا پھر بھی نہیں کی۔ اسکا نتیجہ تھا کہ حمزہؓ کے قاتل مسلمان ہوئے، جو اپنے چچا کے قاتلوں کو جنت کی راہیں دکھا گیا، ہاتھ پکڑ کر جنت کے راستے پہ پہنچا گیا، اس سے بڑا محسن کون ہوگا؟

رسم ورواج کی بجائے دل سے حضور پاک ﷺ کی عزت کرو

ابھی ربیع الاول میں نعتیں پڑھیں گے، جلوس نکالیں گے، ڈھول بجائیں گے، پر کوئی تو زندگی بدلتا، کوئی تو توبہ کرتا، میلاد النبی ﷺ منانی ہے تو توبہ کرو۔ اصل میلاد تو یہ ہے کہ سارے فیصل آباد کی زندگی بدل جائے، سارے فیصل آباد کے مرد وعورت سراپا اطاعت بن جائیں۔ کسی نے اپنے زمانے میں کہا تھا، شاید چراغ زیبا سے نظر آجائیں، آج تو چراغ زیبا بھی بجھ گئے ہیں۔ دیکھ، دیکھ کر نظر ہی کوئی نہیں آتا۔

اس مجلس میں صحابی بیٹھے ہیں، ان کا ابو الدحداح ہے۔ کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ! اگر یہ کھجور میں آپ کو لے کر دے دوں تو آپ میرے ساتھ وعدہ کرتے ہیں کہ جنت میں درخت لے کر دیں گے۔ آپ ﷺ نے کہا بالکل وعدہ ہے تم لے کر دے دو میں تمہیں لے کر دوں گا۔ وہ اس منافق کے پاس چلے گئے کہنے لگے یہ کھجور بیچتے ہو؟ وہ کہنے لگا جاؤ جاؤ اپنا کام کرو۔ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو نہیں بیچی تمہیں کیا دوں گا؟ تو وہ کہنے لگے جو قیمت مانگی ہے بتا دے، جو تیرے منہ میں آتی ہے بول دے، حضرت ابو الدحداح کا ایک باغ تھا جس میں چھ سو کھجوریں تھیں آپ سن رہے ہیں چھ سو کھجوریں۔ آپ تاجر ہیں، آپ کو اس چھ سو کھجوروں کی طاقت کا پتہ نہیں، میں زمیندار ہوں مجھے پتہ ہے چھ سو کھجوروں کا باغ کتنی مالیت کا ہے۔ منافق نے کہا اپنا باغ دے دو کھجور لے لو۔ اسی رقم بولی جو وہ دے ہی نہ سکے، کہا باغ دے دو کھجور لے لو۔ جب آدمی کوئی سودا سستا لے لے تو وہ اگلے کو پکا کرتا ہے تاکہ وہ پھر نہ جائے۔ ہمیشہ وہ پھرتا ہے جو گھاٹا کھا رہا ہو جو نفع لے وہ نہیں پھرتا وہ پکا کرتا ہے۔

چلو......ڈن! باغ تیرا کھجور میری

اب دیکھنے میں یہاں ابو الدحداح کا سارا باغ گیا۔ ایک کھجور ملی پرائے شخص کو دینی ہے خود نہیں لینی۔ تو پھر ان کو چاہیے تھا کہ نہیں بھئی اتنا بڑا سودا میں نہیں کر سکتا کوئی گھاٹا لو دس

کھجوریں لے لو، بیس لے لو، چالیس لے لو یہ کیا ہوا چھ سو کھجوریں کا پورا باغ تمہیں دوں، یہ کہنے کی بجائے اس کو کہنے لگے سودے سے پھرو گے تو نہیں، وہ منافق کہنے لگا میرا دماغ خراب ہے جو میں پھروں گا۔ کہنے لگے چلو......ڈن (Done) باغ تیرا کھجور میری

ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِہِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

(سورۃ نساء آیت ۶۵ پارہ ۵)

جو خشاء پر قربان ہونا سیکھیں گے ان کیلئے دنیا میں عزتیں ہیں۔ سودا کرنے کے بعد دوڑے ہوئے آئے یارسول اللہ ﷺ سودا ہو گیا۔ میں نے کھجور لے لی سودا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے کہا کتنے میں لی۔ کہنے لگے جی میں نے سارا باغ دے دیا کھجور لے لی۔ سبحان اللہ۔ آپ ﷺ نے کہا کہ ہمارا ابھی پہلا سودا کینسل ہو گیا۔ اب ایک کھجور نہیں میرے رب نے تیرے لئے کھجوروں کے باغ لگا دیئے ہیں اس میں محلات تیار کر دیے ہیں۔ پہلا سودا ختم، نیا سودا ہو گیا، ایک کھجور نہیں تیرے لئے جنت میں بے شمار باغ لگ گئے ہیں اور بے شمار اللہ نے تیرے لئے جنت میں تیار کر دیے۔ سودا آگے ہے، نظر کچھ نہیں آیا، نقد چلا گیا، ادھار سامنے نہیں آیا، پھر بھی بھاگے ہوئے اپنے باغ کی طرف گئے باغ کے اندر نہیں گئے کہیں نیت نہ بدل جائے، باہر کھڑے ہو کر پکارا الداحداح کی ماں! یا امّ الداحداح اس نے کہا لبیک فرمایئے۔ کہنے لگے باہر آ جاؤ، بچوں کو بھی لے آؤ اور تو بھی آ جا، وہ کہنے لگیں کیوں؟

مبارک ہو! آپ نے اعلیٰ سودا کیا ہے

انہوں نے کہا کہ باغ ہم نے فروخت کر دیا ہے۔ وہ پوچھنے لگیں کہ کیوں اور کس کو بیچا ہے؟ ابوالداحداح نے کہا کہ اللہ کے نبی ﷺ کو دے دیا ہے۔ اللہ کو دے دیا ہے، اس کے بدلے جنت میں ہمارے لئے باغ لگ گئے ہیں، گھر تعمیر ہو گئے ہیں۔ عورتیں تو کمزور ہوتی ہیں لیکن ام الداحداح بجائے شور مچانے کے کہنے لگیں مبارک ہو مبارک ہو آپ نے اعلیٰ سودا کیا ہے، نفع کا سودا کیا ہے۔ وہ سب کچھ لٹا کے کہہ رہی ہیں کہ نفع کا سودا کیا ہے اور جو اللہ پر لٹ جاتا ہے وہ لٹتا نہیں وہی تو بچتا ہے۔ وہ لٹ گیا جس کا مال بینکوں میں پڑا رہ گیا کہ یہ میرے پلاٹ، یہ میرا بیلنس، یہ میری فیکٹری، یہ میری عمارت، یہ میرا گھر، یہ سب لٹے ہوئے مسافر ہیں، وہ غنی مالدار بیٹھے ہیں جو اپنا آگے بھیج گئے اور اپنے اللہ اور اسکے رسول ﷺ کو راضی کر گئے۔

اللہ کے حکموں کی پابندی کی مثال

تو میرے بھائیو! یہ مزاج تربیت سے بنتا ہے اور جب امت سود کو حلال کرنے کے طریقے سوچے، زنا کو حلال کرنے کے طریقے سوچے، موسیقی پر بحث ہو کہ یہ موسیقی حرام نہیں ہے، عورتوں پر بحث ہو کہ پردہ کوئی ضروری نہیں ہے۔ اس معاشرے کو کیا خبر کہ اللہ کیا ہے اور اللہ کا رسول ﷺ کیا ہے۔ انہیں کیسے حکموں کا پابند کیا جائے گا؟ انہیں پہلے اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی عظمت بتائی جاتی پھر یہ خود اس سیدھی راہ چلتے، بے قرار ہو کر چلتے، دیوانہ وار چلتے۔ پانچ ہجری میں رات کو پردے کا حکم آیا۔ حضرت زینبؓ کے ولیمے پر رات کو پردے کی آیت نازل ہوئی کہ عورتیں آج کے بعد بے پردہ باہر نہیں نکل سکتیں۔ فجر کی نماز کے بعد جہاں جہاں خبر پہنچی عورتیں پردے میں آئیں۔ ایک عورت بغیر پردے کے آ گئی۔ دوسروں سے پوچھنے لگی تمہیں کیا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ تمہیں خبر نہیں، وہ کہنے لگیں کہ مجھے تو کچھ خبر نہیں۔ پھر انہوں نے بتایا کہ رات کو پردے کا حکم آ گیا۔ انہوں نے حیرت سے کہا اچھا! پھر نماز کے بعد ایک بچے کو دوڑایا کہ میرے گھر سے چادر لے کر آؤ۔ وہ بچہ چادر لے کر آیا۔ چادر سے پردہ کر کے گھر پہنچیں تو ان کے خاوند نے فرمایا کہ تمہیں اس تکلف کی کیا ضرورت تھی۔ تمہیں تو وہیں جا کر پتہ چلا اس لئے تم گھر آ کر پردہ شروع کر دیتیں۔ وہ فرمانے لگیں کہ اللہ کا حکم معلوم ہونے کے بعد ایک قدم بھی اس کی مرضی کے بغیر اٹھانے کی مجھ میں ہمت نہ تھی۔ ہمارے نبی ﷺ نے پہلے یہ زمین تیار کی۔ اب زمین تیار نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ شریعت آ جائے۔ ایٹم بم بنا دو عزت مل جائے گی۔ ہمیں حکومت دے دو ہم اسلام نافذ کر دیں گے۔ یہ کوئی کھیل ہے؟

تبلیغ کے لئے جماعتوں میں پھرو

اس لئے میرے بھائیو! میری تان تو یہیں آ کر ٹوٹتی ہے۔ توبہ کرو اور زندگی گزارنا سیکھو، ضابطے سیکھو، یہ سود اور بین دیکھنے کا نہیں۔ اس کے لئے تبلیغ میں پھرو۔ اس کے لئے اللہ کی راہ میں پھرو۔ یہ گھر بیٹھ کر سیکھنے کا سرمایہ نہیں ہے اور یہ گھر بیٹھ کر سیکھنے کا علم نہیں ہے۔ اللہ کی راہوں میں پھر کر یہ دولت نصیب ہوتی ہے۔ اللہ کی راہوں میں دھکے کھانے سے یہ علم ملتا ہے۔ گھر کی جدائیوں کی کڑواہٹ میں اس کی مٹھاس ملتی ہے۔ ماں باپ اور بیوی بچوں کی جدائی، گھر کی جدائی، نیلے آسمان تلے پھرنا، گھاٹ گھاٹ کا پانی پینا، قریہ قریہ پھرنا، کوبکو صدا لگانا، اور اللہ کے

نغمے اس کے محبوب کے ترانے گانا، یہ وہ عمل ہیں جو اندر کی جوت جگا دیتا ہے اور اندر میں رس گھول دیتا ہے اور اندر کے چمن میں بہار آ آتی ہے۔ گھر میں بیٹھ کر کبھی بہار نہ دیکھو گے۔ خزاں کے تھپیڑے تیرے میرے مقدر بن جائیں گے اگر اپنے چمن میں بہار کو لانا ہے۔ اسلام کو پھیلتا دیکھنا چاہتے ہو تو بھائیو تبلیغ میں نکل جاؤ، اللہ کی راہوں میں نکل جاؤ، اللہ اپنے دین کو زندہ کرنے والا ہے۔ ساری دنیا کا باطل اس سے بھی بڑی طاقت میں آ جائے تو اس کے ٹوٹنے کا وقت آ چکا ہے۔ باطل ٹوٹے گا۔ اللہ اسے توڑے گا۔ میں نجومی کاہن یا پامسٹ نہیں، میں صرف اللہ کے علم کو سامنے رکھ کر بات کر رہا ہوں۔ اس کے قرآن، اس کے محبوب کو سامنے رکھ کر بات کر رہا ہوں کہ بے حیا معاشرہ پنپ نہیں سکتا۔ اسے ٹوٹنا ہے۔ اللہ نے لوطؑ کی قوم پر سب سے زیادہ پانچ عذاب برسائے، کسی قوم پر پانچ عذاب نہیں آئے۔ دنیا کے سب سے بڑے کافر فرعون نے کہا کہ میں خدا ہوں۔ اللہ نے صرف اسے پانی میں ڈبو دیا۔ نمرود نے کہا میں خدا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے لنگڑے مچھر سے مروا دیا۔ لیکن لوطؑ کی قوم بے حیا بن گئی۔ اللہ نے ان پر پانچ عذاب اکٹھے مارے اور آج تک ان پر گندے پانی کی شکل میں عذاب مسلط ہے۔ وہ جگہ آج بحرِ مردار کے نام سے موجود ہے۔

ساری دنیا بے حیائی کی ناگن کی لپیٹ میں

تو بھائیو! اس وقت ساری دنیا معاشرتی بے حیائی کی ناگن کی لپیٹ میں آ چکی ہے۔ وہ ایک ناسور ہے، گھاؤ ہے اور ایک کینسر ہے جو پھیل چکا ہے۔ اس مرض کو مرنا ہی ہے۔ یہ مریض زندہ نہیں رہ سکتا۔ ایک راستہ توبہ کا ہے۔ اگر توبہ نہ کی تو ایسا جھاڑو پھرے گا کہ میرے بھائیو! لوگ عبرت کا نشان بن جائیں گے۔ یہ بڑی بڑی بلڈنگیں کھڑی ہوں گی اور ان کے پاس کوئی نہ ہوں گے۔ ان کے سر پر فلک بوس عمارتیں، ان کی کھڑکیاں اور ان کے در و دیوار پردہ تکنگی باندھ کر دیکھیں گے لیکن چلنے والا کوئی نظر نہ آئے گا۔ رقص گاہیں ہوں گی لیکن گھنگھروؤں کی چھن چھن نہ ہوگی۔ سٹیج ہوں گے لیکن پائل کی جھنکار تمہیں سنائی نہ دے گی۔ ناچنے والیوں کو اللہ تعالیٰ عبرت کا نشان بنا دے گا۔ ناچ گانے کے رسیا کو، ان بے حیائی کے نقشے بنانے والوں کو، چلانے والوں کو، اس سے نفع اٹھانے والوں کو اور لذت لینے والوں کیلئے اللہ تعالیٰ کا نظام حرکت میں آتا ہے۔ یہ میرے اللہ کا آنگن ہے۔ میں تو روز اپنے گھر کو صاف کرواتا ہوں۔ میرا چھوٹا سا آنگن چھلکے،

تنکے، کاغذ، پلاسٹک سے گندا کیا ہے۔ مجھے تو یہ گندا گھر اچھا نہیں لگتا۔ میں کہتا ہوں میرے آنگن کو صاف کردو، دھو دو۔ آج دھرتی کا گند پلاسٹک نہیں، پاخانہ نہیں ہے اور کوڑا کرکٹ نہیں ہے بلکہ اس دھرتی کا گند زنا، شراب، جوا، ظلم، قتل، لواطت، ماں باپ کی نافرمانیاں، جوئے کے بازار، سود کی بلند عمارتیں، عورتوں کا ننگے ہوکر بازار میں آنا جانا، مرد عورت کا جانوروں کی طرح اختلاط ہے۔ ظالم دندناتے مظلوم پستا چلا جائے۔ یہ وہ اعمال ہیں جس سے دھرتی گندی ہو رہی ہے۔ میرے اللہ کا آنگن ہے وہ جھاڑو پھیر کے رہے گا۔ اگر یہ دھرتی میرے اللہ کے تابع ہے تو یہ ہو کے رہے گا اور اگر یہ ایٹمی طاقتوں کے ہاتھ میں ہے تو پھر یہ شاید نہ ہو سکے۔ لیکن میرا اللہ وہ ہے جو ہر حال میں قاہر، ہر حال میں جابر، ہر حال میں عزیز، ہر حال میں حکیم، ہر حال میں مقتدر، ہر حال میں مالک الملک، ہر حال میں ذوالجلال والاکرام (سورۃ الرحمٰن پارہ ۲۷) اور ہر حال میں قدوس ہے۔ وہ ہر حال میں سلام، مومن، عزیز، جبار، متکبر، خالق، باری، مصور، قہار، وہاب، منعم، حنان، قائم، حی اور قیوم ہے اور وہ اللہ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ (سورۃ اخلاص آیت ۳ پارہ ۳۰) ہے، احد ہے اور صمد ہے اگر یہ اللہ، اللہ ہے اور وہ ہے ہے تو یہ ہو کے رہے گا۔ یہ دھرتی صاف ہوگی، اندھیرے چھٹیں گے اور چمن میں بہار آئے گی۔ پھول مسکرائیں گے اور کلیاں کھلیں گے۔ ظالم کو، فحاشی والوں کو، نافرمانوں کو اور گندگی پھیلانے والوں کو یا توبہ کرنی ہوگی یا انہیں صفحہ ہستی سے مٹنا ہوگا۔ اس کا فیصلہ ہو کر رہے گا۔

توبہ کرو اور کراؤ

میرے بھائیو! اس سے پہلے بجلی چل جائے، کوڑے برس جائیں، بجلی کوند جائے، آسمان قریب آ جائے، تارے ٹوٹ جائیں، زمین پھٹ جائے، پہاڑ کپکپا جائیں اور قمر تھرا جائیں قبل اس کے کہ یہ سب ہو اللہ کا واسطہ دے کر ہاتھ جوڑ کر کہتا ہوں توبہ کرلو، توبہ کرلو، توبہ کرلو، اللہ کے دامن کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں۔ اللہ کی رحمت کے سوا کوئی اور جائے پناہ نہیں میں اس اللہ کے صدقے جاؤں جو کہتا ہے کہ اگر پوری دھرتی گناہوں سے بھر دو پھر ایک دفعہ کہہ دو یا اللہ میری توبہ، اللہ فرماتے ہیں کہ جاؤ معاف کر دیا۔ پہاڑ، درخت، جنگل، دریا، سمندر، بحر و بر یہ سب بہت چھوٹے ہیں اگر آسمان تک گناہوں کو پہنچا دیا پھر ایک دفعہ کہا یا اللہ غلطی ہوگئی معاف کردے۔ میرا اللہ کہتا ہے جاؤ، معاف کر دیا۔

جنید جمشید کی توبہ

تو میرے بھائیو! توبہ کرو اور اللہ کی راہوں میں نکلو اس سے پہلے کہ نکال دیئے جائیں اور خود بھی توبہ کرو اور لوگوں سے ہاتھ جوڑ کر توبہ کراؤ۔ جنید جمشید خانیوال میں میرے ساتھ تھا۔ وہ بیان میں میرے ساتھ بیٹھا تھا۔ میں اکثر کہتا ہوں کہ اللہ کا فضل ہے یہ گانے والا توبہ کر گیا۔ اب میرے عزیزو! تم سننے والے بھی توبہ کرو۔ گانا گانے والے نے تو گٹار توڑ دیا اب تم بھی کیسٹیں توڑ دو۔ بس کرو کب تک اپنے اللہ کو ناراض کرنا چاہتے ہو۔ کب تک اپنی روحوں کو مضطرب، پریشان اور انہیں زخمی کرنا چاہتے ہو۔ یہ موسیقی زنا کا منتر ہے۔ جس دیس میں موسیقی ہوگی اس دیس میں زنا ہوگا۔

تو میرے بھائیو! توبہ کرو اور اللہ کی راہوں میں نکلو، نکلو کہ اللہ کو رحم آئے، ترس آئے، ہدایت کی ہوا چلے اور انسانیت کو کوئی کنارہ ملے، کوئی منزل ملے، کوئی گھاٹ ملے، کوئی ٹھکانہ ملے، کوئی چھت ملے، ورنہ تو جو آج انسانیت کا حال ہے ہم سے زیادہ کافر قابل رحم ہیں۔ ہمارا کیا ہے ہمیں قتل کر دیں گے تو ہم جنت میں چلے جائیں گے۔ ہمیں دکھ دیں گے تو ہمارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ ہمیں تکلیف دیں گے تو ہمارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ ہماری نسل کو مٹائیں گے تو اللہ ہمیں جنت میں پہنچا دے گا۔ ہم سے زیادہ مصیبت میں آج کا باطل ہے، آج کا کافر ہے، جو اگر اس کفر میں مر گیا تو اس کے لئے خوفناک آگ کے سوا کچھ نہیں۔ خوفناک جہنم کے سوا اس کے لئے کچھ بھی نہیں۔

اس لئے میرے بھائی! توبہ کرو۔ ان پر رحم کھاؤ۔ ساری دنیا کے کافر ہمارے انسانی بھائی ہیں۔ ان پر رحم کھاؤ۔ ان کے لئے ہدایت کی دعا کرو۔ ان کے دروازوں تک پہنچو اور ان کو اللہ کا پیغام پہنچاؤ۔ اپنوں سے توبہ کرواؤ۔ غیروں کو اسلام کی دعوت دو۔ یہ تبلیغ کا کام اگر زندہ ہو گیا تو اس کی بہار اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے۔ اللہ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رحمٰن کے تاجر

حضرت مولانا محمد طارق جمیل صاحب مدظلہ

الحمدللّٰہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نؤمن بہ و نتوکل علیہ...... و نعوذباللّٰہ من شرور انفسنا و من سیات اعمالنا ......
من یھدہ اللّٰہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ ......
و نشھدان لا الٰہ اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ و نشھدان محمدا عبدہ و رسولہ

اما بعد!

فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم ...... بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم انّا عَرَضۡنَا الۡاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَالۡجِبَالِ فَاَبَیۡنَ اَنۡ یَّحۡمِلۡنَهَا وَاَشۡفَقۡنَ مِنۡهَا وَحَمَلَهَا الۡاِنۡسَانُ...... اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوۡمًا جَهُوۡلًا ۙ (سورۃ احزاب آیت ۷۲ پارہ ۲۲)۔

وقال النبی ﷺ الا فلیبلغ الشاھد الغائب او کما قال ﷺ

میرے محترم بھائیو اور بہنو!

اللہ تعالیٰ نے ہمیں دنیا میں بھیج کر ہماری زندگی کا ایک مقصد طے کیا ہے، مگر ہم اس بارے میں جاہل ہیں، ہمیں معلوم ہی نہیں کہ ہمارا مقصد کیا ہے؟ ہر انسان نے اپنے اپنے علم کے مطابق اپنے مقصد کو طے کیا، اور اسے حاصل کرنا اپنا کام سمجھا اور اختیار کیا۔ ہم اس مقصد کے پا لینے کو کامیابی سمجھتے ہیں اور اس کے نہ ملنے کو ناکامی۔ فطری طور پر انسان کی چار صفات ہیں۔

انسان ظالم ہے   جاہل ہے

ضعیف ہے   جلد باز ہے

جس میں یہ چار صفات پائی جاتی ہوں، کیا وہ کبھی کسی بھی چیز کے بارے میں صحیح فیصلہ کرسکتا ہے؟

ہم سب محتاج ہیں:

ہم اس قدر کمزور ہیں کہ پیٹ میں درد ہو تو ڈاکٹر کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ دیوار

ٹیڑھی ہوجائے تو انجینئر کی طرف بھاگتے ہیں۔ کسی کیس کا سامنا کرنا پڑجائے تو وکیل سے مشورہ کرتے ہیں۔ کپڑے کی ضرورت ہو تو ہم درزی سے رجوع کرتے ہیں۔ اتنی چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جن میں ہم دوسروں پر انحصار کرتے ہیں، پھر کتنی بڑی حماقت ہے کہ ہم زندگی کے بارے میں خود فیصلہ کر لیتے ہیں۔ حالانکہ صرف نظر کمزور ہو جائے تو خود عینک کا انتخاب نہیں کرتے، بلکہ ڈاکٹر کے پاس معائنہ کے لئے جاتے ہیں، ڈاکٹر کے بتائے ہوئے نمبر کے مطابق عینک استعمال کرتے ہیں، اس کی بات پر اعتماد کر لیتے ہیں، کیونکہ وہ اپنے فن اور علم کا ماہر ہوتا ہے۔ الغرض! ہم معمولی سے کام کیلئے بھی دوسروں کی طرف رجوع کرتے ہیں، پھر زندگی جو کہ مختصر مگر انتہائی قیمتی چیز ہے، اس کے بارے میں خود کیسے فیصلہ کر لیتے ہیں؟ کئی لوگوں کے پاس روپیہ پیسہ بہت ہے، مگر وہ بھی محتاج ہیں، کچھ کے پاس کم ہے اور کچھ کے پاس زیادہ۔ بہت سے ایسے بھی ہیں جن کے پاس آج کی روٹی ہے کل کے لئے نہیں ہے۔

افریقی لوگ:

اکثر افریقی لوگ، چوبیس گھنٹوں میں صرف ایک دفعہ کھانا کھاتے ہیں۔ ساری زندگی ایک جو کھاتے رہتے ہیں، بچپن سے موت تک چوبیس گھنٹے میں صرف ایک مرتبہ کھانے کی ترتیب پر زندگی گزار دیتے ہیں۔ نہ چائے، نہ کافی، نہ چاکلیٹ، نہ بسکٹ، ایک جو کے سوا کوئی خوراک نہیں۔

ہماری بے بسی:

ہم سب فقیر ہیں۔ زندگی بہت تھوڑی ہے۔ ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں جو زندگی بھر کماتے ہیں مگر اپنی کمائی سے خود نفع نہیں اٹھا پاتے۔ کولہو کے بیل کی طرح کام میں جتے رہتے ہیں اور جب کھانے کا وقت آتا ہے تو موت آ لیتی ہے۔ دنیا میں ننانوے فیصد لوگ اپنی کمائی سے نفع نہیں اٹھا پاتے۔

چنگیز خان:

دنیا میں چنگیز خان سے بڑا فاتح کوئی نہیں آیا۔ پینسٹھ برس کی عمر تک برسر پیکار رہا، اور علاقے پہ علاقے فتح کرتا رہا۔ آخر میں کہنے لگا: افسوس! زندگی تو لڑتے لڑتے گزر گئی، جب حکومت کرنے کا وقت آیا تو زندگی ختم ہونے کو ہے۔ چنانچہ اس نے پوری دنیا سے بڑے بڑے

ماہر طبیب اکٹھے کیے اور ان سے کہا۔

"مجھے کوئی ایسا نسخہ بتادو جس سے میری زندگی بڑھ جائے"

ان اطباء میں ایک طبیب چائنی بھی تھا۔ اس نے کہا:

ہم تمہاری زندگی کا ایک سانس بھی نہیں بڑھا سکتے، البتہ تمہاری زندگی جو باقی ہے، اسے اچھے طریقے سے گزارنے کا طریقہ ضرور بتا سکتے ہیں۔

چنانچہ چنگیز خان ۷۲ سال کی عمر میں دنیا سے رخصت ہوا، مگر حکومت صرف 7 برس کی

یہی حال آج ہمارا بھی ہے کہ جب اپنے مال سے نفع اٹھانے کے قابل ہوتے ہیں تو آنکھوں پہ چشمے لگ چکے ہوتے ہیں، بال سفید ہو جاتے ہیں اور دروازے پہ موت کھڑی دستک دے رہی ہوتی ہے۔

ٹک حرص و ہوس کو چھوڑ میاں
مت دیس بدیس پھرے مارا
قزاق اجل کا لوٹے ہے
دن رات بجا کر نقارا
کیا بدھیا بھینسا بیل شتر
کیا گونی پلا سر بھارا
کیا گیہوں چاول موٹھ مٹر
کیا آگ دھواں اور انگارا
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جائے گا
جب لاد چلے گا بنجارا

جب وہ کالی گاڑی میں ڈال کر لے چلیں گے تو سب ٹھاٹھ یہیں رہ جائے گا۔

زندگی کا سورج:

شیر شاہ سوری نے جب دلی کو فتح کیا تو کہنے لگا:
افسوس! میرے سر پہ حکومت کا سورج اس وقت چمکا، جب میری زندگی کا سورج غروب ہونے والا ہے۔

زندگی کا سفر:

دنیا میں تقریباً ننانوے فیصد لوگ ایسے ہیں کہ جب وہ اپنی محنت اور تجارت سے نفع اٹھانے کے قابل ہوتے ہیں تو اپنی زندگی کا سفر طے کر چکے ہوتے ہیں۔ سامنے اسٹیشن نظر آ رہا ہوتا ہے۔ ہماری اگلی نسل جس کے لئے ہم قدرے مطمئن ہوتے ہیں کہ چلو ہم نہ سہی، ہماری آنے والی نسل تو آرام سے زندگی گزارے گی، تو ہمارے اپنے ہی ہماری جان کے دشمن بن جاتے ہیں۔ آدمی ہمیشہ عروج میں ہی رہے، یہ تو ہو ہی نہیں سکتا، اللہ پاک اپنی قدرت سے ہمیں دکھاتے ہیں کہ کس طرح وہ فقیر کو غنی اور غنی کو فقیر بنا دیتے ہیں اور کس طرح وہ عزت کو ذلت اور ذلت کو عزت سے بدل دیتے ہیں۔

اولاد کی قسمت:

ہمارے ایک رشتہ دار نے بڑی دولت اکٹھی کی۔ ساری زندگی مال جمع کرنے میں گزار دی۔ اس نے اپنی بیٹی کی شادی کے موقع پر جہیز کی صورت میں اسے بے پناہ سامان دیا۔ حتیٰ کہ وہ کہا کرتا تھا:

”میں نے اپنی بیٹی کو اتنا سامان دیا ہے کہ مرتے دم تک کسی کی محتاج نہ ہوگی۔“

مگر قسمت کی ستم ظریفی دیکھئے کہ اس کی بیٹی کو طلاق ہو گئی۔ اس کی بیٹی کو سسک سسک کر مرتے ہوئے ہم نے خود دیکھا۔

نہ جہیز کام آیا اور نہ ہی مال و اسباب۔ ثابت ہوا کہ ماں باپ، اولاد کا مقدر نہیں بناتے، بلکہ اپنا مقدر خود اولاد اپنے ساتھ لاتی ہے۔ اگر بالفرض اولاد کیلئے جمع کر بھی لیا جائے تو اولاد کے پاس اس مال سے نفع حاصل کرنے کا وقت ہی کتنا ہے؟ یہی پچاس یا ساٹھ سال، بھلا ساٹھ ستر سال کی بھی کوئی زندگی ہے۔

ہم سب فقیر ہیں:

ہم سب اس لحاظ سے بھی محتاج اور فقیر ہیں کہ ہمارے پاس دولت تو بہت ہے، مگر

وقت بہت کم ہے۔ وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوتا۔ جس کے پاس دولت کم ہے وہ سوچ سمجھ کر خرچ کرتا ہے، بجٹ بناتا ہے، پورے مہینے کا حساب لگا کر ایک ایک روپیہ سوچ وبچار کے بعد خرچ کرتا ہے۔ البتہ جس کے پاس دولت کی فراوانی ہوتی ہے، اسے سوچنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔ مگر ہمارے پاس زندگی کے گنے چنے سانس ہیں اگر آج کی انسانیت نے اس مختصر زندگی کو مال و دولت کی دوڑ میں ضائع کر دیا تو بہت بڑا نقصان ہوگا۔

دنیا کی مثال:

ایک دفعہ ایک فیکٹری میں جانا ہوا۔ میں نے دیکھا کہ ایک طرف خالی بوتلیں آرہی ہیں، ان کے اوپر لگی مشین سے ان میں جوس بھرا جارہا ہے، اسی ترتیب سے جوس بھرا جاتا اور بوتلیں آگے چلی جاتیں۔ بعض اوقات وقت کا فرق پڑ جاتا تو بعض بوتلیں خالی آگے گزر جاتیں، چنانچہ ایک آدمی اس بوتل کو اٹھا کر دوبارہ پیچھے لائن میں لگا دیتا، اس طرح وہ دوبارہ آتی اور بھر کر آگے چلی جاتی۔

یہ سب دیکھتے ہوئے مجھے خیال آیا کہ یہ خالی بوتلیں تو دوبارہ بھر گئی لیکن جو منٹ میرا ضائع ہو گیا، اسے کائنات کی کوئی طاقت واپس نہیں لاسکتی۔ وہ سانس، وہ لمحہ اور وہ گھڑی جو خالی چلی گئی اور اس میں اللہ کی اطاعت کا کوئی شربت نہ بھرا گیا تو کل قیامت کے روز اوقات کی یہ بوتلیں خالی ہوں گی۔ لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ ہم ایسی چیزوں کے لئے اپنی زندگیاں کھپائے جا رہے ہیں کہ جنہیں زندگی کا تار ٹوٹتے ہی دوسروں کے لئے چھوڑ جانا ہے۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے دنیا کو دھوکہ کہا ہے۔ آدمی دنیا میں ایسا مصروف ہوتا ہے کہ سمجھتا ہے، جیسے یہاں سے جانا ہی نہیں۔ اگر آدمی مرض الموت میں مبتلا ہو، اور غالب گمان یہ ہو کہ مر جائے گا، اس صورت میں اگرچہ زندہ ہے اور بات چیت بھی کرتا ہو تو شریعت کے مطابق اس صورت میں اس کا دو تہائی مال پرایا ہو جاتا ہے۔ اب اگر وہ اپنے مال کے بارے میں کوئی فیصلہ یا تصرف کرنا چاہے تو صرف ایک حصہ پر کرسکتا ہے۔

اس لئے میرے بھائیو اور بہنو! ایسی چیز پر محنت کرتے چلے جانا، جسے موت کے وقت چھوڑ کر چلے جانا ہے، یہ کہاں کی عقل مندی اور دانش ہے؟

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے علم کے ساتھ ایک تجارت بتارہا ہے، اور پورے قرآن میں ایک

ہی جگہ اس کو بیان کیا ہے:

آپ لوگ اپنے علم کے مطابق تجارت کر رہے ہیں، اس میں گھاٹا بھی ہے، نفع بھی ہے، جھوٹ بھی ہے، سچ بھی ہے، اور آخری چیز یہ کہ اس میں دھوکہ ہی دھوکہ ہے۔ مر گئے تو چھوڑ کر چلے گئے۔

خلفاء کی مثال:

ہشام نے ۱۹ برس حکومت کی، مگر اس کے بیٹے مسجد کی سیڑھیوں پر بیٹھ کر بھیک مانگا کرتے تھے۔ عباسی خلیفہ القاہر باللہ، وہ بذاتِ خود مسجد کے دروازے پر بیٹھ کر بھیک مانگا کرتا تھا۔ اس لئے بھائیو! یہ دنیا اور اس کا مال و اسباب، سب دھوکہ ہے۔ دولت کے نشے میں کبھی مست رہنا۔ ایک دوسری تجارت کے بارے میں اللہ تعالیٰ بڑے خوبصورت انداز سے ہمیں بتا رہے ہیں۔

لفظ ''تجارت'' کی وضاحت:

لفظ ''تجارت'' نفع پر دلالت کرتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے زراعت نہیں کہا، تجارت کہا ہے۔ نوکری کے بارے میں نہیں کہا کہ حقیقت میں ساری دنیا تجارت کرتی ہے۔ اگرچہ ہم زمیندار کہلاتے ہیں مگر جب ہم اپنی کپاس، گندم یا مکئی فروخت کرنے لگتے ہیں تو ہم بھی تاجر بن جاتے ہیں۔ مزدور، مزدوری کرتا ہے، جب وہ مزدوری لیتا ہے تو تاجر بن جاتا ہے۔ وکالت کرنے والا اگرچہ وکیل کہلاتا ہے مگر جب وہ فیس لیتا ہے تو تاجر بن جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ بنیادی طور پر ہر انسان تاجر ہے۔ اس لئے تجارت کا لفظ تمام طبقات کو شامل ہے۔ قرآن کہتا ہے: هَلْ اَدُلُّكُمْ (سورۃ صف پارہ ۲۸) ؟

جیسے اردو میں کوئی کہے: مجھے آپ سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔

اس طرح کہنے سے سننے والا زیادہ متوجہ ہوتا ہے۔ اسی طرح ھَـــل کو لفظ قرآن میں جہاں کہیں بھی استعمال ہوا ہے وہاں کوئی خاص اور اہم بات بیان کی گئی ہے۔ مثلاً:

- ❀ ...... هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ (سورۃ الغاشیہ آیت ۱ پارہ ۳۰)
- ❀ ...... هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى (سورۃ نازعات آیت ۱۵ پارہ ۳۰)
- ❀ ...... هَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ (سورۃ ص آیت ۲۱ پارہ ۲۳)

قرآن کی تجارت:

تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ (سورہ صف آیت ۱۰ پارہ ۲۸)

میں تمہیں ایسی تجارت بتاتا ہوں جو تمہیں ہر دکھ، درد سے نجات دے دے گی۔ ایسی تجارت کا مطالبہ تو ہر شخص کرتا ہے جس میں نفع ہی نفع ہو اور نقصان کا امکان تک نہ ہو۔ فرمایا:

تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ...... وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ...... بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ...... ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (سورہ صف آیت ۱۱ پارہ ۲۸)

اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اور اللہ کے راستے میں جان و مال کے ساتھ جہاد کرو، دین کو زندہ کرنے کیلئے قربانی دو۔

ایمان کی صفائی:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یاایہا الذین امنو (سورۃ نساء پارہ ۵)

اے ایمان والو! ایک تجارت مجھ سے کرلو۔ وہ یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ! جب خطاب پہلے ہی ایمان والوں سے ہے تو پھر اے ایمان والو! کیوں کہا گیا۔ ایک شخص لیٹا ہوا ہے، اسے کہا جائے کہ اٹھو! نماز پڑھو! یہ تو ٹھیک ہے مگر نماز پڑھتے ہوئے کو کہنا کہ نماز پڑھو بظاہر یہ تو بے معنی بات ہوگی۔

اللہ تعالیٰ کو اس مقام پر کیا کہنا چاہیے تھا؟ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ ایک آدمی گندے کپڑے پہن کر سامنے آئے تو آپ اس سے کہیں کہ جاؤ! کپڑے پہن کر آؤ، حالانکہ کپڑے تو اس نے پہنے ہوئے ہیں لیکن چونکہ اس کے کپڑے اس قابل نہیں کہ اس کے ساتھ مجلس میں بیٹھا جائے۔ اللہ تعالیٰ یہ بھی فرما رہے ہیں کہ تمہارا ایمان......

❁ ...... غلط دیکھنے کی وجہ سے! ❁ ...... غلط بولنے کی وجہ سے!
❁ ...... غلط سننے کی وجہ سے! ❁ ...... بازاروں میں گھومنے کی وجہ سے!
❁ ...... دنیا میں رہنے کی وجہ سے!

خراب اور میلا ہو گیا ہے، اس لئے اس کی صفائی کر کے آؤ۔

بے حیائی پر عتاب:

اللہ تعالیٰ نے پہلی قوموں کی جو پکڑ فرمائی اور اُن پر عذاب نازل کیا، ان کا سب سے

بڑا جرم، ان کا کفر قرار دیا گیا۔

❁ ...... اَلَآ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ (سورۃ ھود آیت ۶۰ پارہ ۱۲)

❁ ...... اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ (سورۃ قصص آیت ۴ پارہ ۲۰)

❁ ...... فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى (سورۃ نازعات آیت ۲۴ پارہ ۳۰)

❁ ...... اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا۟ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ (سورۃ ھود آیت ۶۸ پارہ ۱۲)

تمام قوموں کی پکڑ، کفر کی وجہ سے ہوئی۔ مگر لوطؑ کی قوم بھی اگرچہ کافر تھی، مگر اللہ نے انہیں ایک بار بھی کافر نہیں کہا۔ بلکہ انہیں بے حیا کہا گیا۔ بے حیائی کو کفر پر مقدم رکھا۔ سب سے بڑا مجرم فرعون تھا، مگر اس پر ایک عذاب بھیجا کہ پانی میں ڈبو دیا۔

❁ ...... کسی پر پانی کا عذاب آیا۔

❁ ...... کسی پر ہوا کا عذاب آیا۔

❁ ...... کسی پر پتھروں کا عذاب آیا۔

❁ ...... کسی پر آگ کا عذاب آیا۔

مگر لوطؑ کی قوم پر اللہ تعالیٰ نے پانچ عذاب بھیجے۔ ان کے علاوہ کسی قوم پر اللہ نے اتنے اکٹھے عذاب نہیں بھیجے۔ شعیبؑ کی قوم پر تین عذاب آئے، وہ کافر ہونے کے ساتھ ساتھ بددیانت بھی تھے۔ مگر لوطؑ کی قوم پر......

❁ ...... زلزلہ آیا۔ ❁ ...... فرشتے کی چیخ آئی۔

❁ ...... پتھروں کی بارش ہوئی۔ ❁ ...... چہروں کو مسخ کر دیا گیا۔

❁ ...... اوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کا اوپر کر دیا گیا۔

یہ تمام عذاب بے حیائی کی وجہ سے بھیجے گئے۔

آج کا معاشرہ:

آج ہمارا معاشرہ اس سطح تک پہنچ چکا ہے کہ کسی وقت اللہ تعالیٰ جھٹکا دے سکتا ہے۔ آپ میرے گھر کو گندا کرنا شروع کر دیں، آخر کب تک میں برداشت کروں گا؟ مجبور ہو کر میں ہاتھ اٹھاؤں گا۔ یہ زمین اللہ کی ہے، اللہ اسے کب تک خراب کرنے دے گا؟ یہ فضاء یہ پانی، یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کا ہے، اسے آلودہ اور گندہ کرنا، اللہ تعالیٰ کو کس طرح منظور ہو سکتا ہے؟ اللہ

تعالیٰ نافرمانی کو باقی رکھ سکتا ہے مگر بے حیائی کو برداشت نہیں کر سکتا۔

چند سال پہلے ترکی کے ایک شہر میں زلزلہ آیا، وہاں امریکہ اور یورپ کی طرح بے حیائی پھیل گئی تھی۔ اس شدت سے زلزلہ آیا کہ شہر کے تمام لوگ ہی ہلاک ہو گئے۔ اس لئے اللہ فرما رہے ہیں کہ اپنا ایمان صاف ستھرا رکھو۔ یہی میرے ساتھ تمہاری تجارت ہے۔

ہمارا حصہ:

میرے بھائیو اور بہنو! ہم تو اس تجارت میں رابطہ کا کام کر رہے ہیں، جس کے بدلے میں ہم صرف کمیشن لیتے ہیں، وہ یہ کہ آپ کی نیکیوں میں ہمارا بھی حصہ ہو جائے گا، باقی آپ کی اور اللہ کی ڈیلنگ براہ راست قائم ہو جائے گی۔

جان و مال کی قربانی:

اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا اور پھر اسے صاف ستھرا رکھنے کیلئے سیکھنا پڑتا ہے، اللہ کے راستے میں نکلنا پڑتا ہے۔ بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ (سورۃ توبہ آیت ۴۱ پارہ ۱۰)

جان اور مال کے ساتھ! قرآن میں اللہ تعالیٰ نے جان و مال دونوں کا ہمیشہ اکٹھے تذکرہ فرمایا ہے۔ مگر ہماری حالت بھی عجیب ہے۔ جس کے پاس پیسہ ہوتا ہے وہ چندہ دینے میں دلیر ہوتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ بھائی! چندہ لے لو! مگر ہماری جان چھوڑ دو۔ اسی طرح جن کے پاس پیسہ نہیں ہوتا، وہ جان لگانے میں شیر ہوتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ جان و مال دونوں لگانے کا مطالبہ فرما رہے ہیں۔

عزت کا صدقہ:

ابو عقیلؓ نامی صحابی ساری رات ایک یہودی کے باغ کو پانی دیتے رہے۔ باغ کے مالک نے اجرت میں چھ کلو کھجوریں دیں۔ ابو عقیلؓ نے تین کلو گھر میں بچوں کو دیں، جب کہ باقی تین کلو جھولی میں ڈال کر مسجد میں لائے، جہاں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے پہلے ہی ایک ہزار من کھجوریں دی ہوئی تھیں۔ غزوہ تبوک کا موقع تھا، کہاں تین کلو اور کہاں ایک ہزار من؟ لیکن آپ ﷺ نے وہ تین کلو کھجوریں تمام کھجوروں پر پھیلا دیں۔

ایک اور صحابیؓ کہنے لگے:

یا اللہ! تیرے نبی نے کہا ہے کہ جان و مال دونوں لگاؤ۔ میرے پاس مال ہے ہی نہیں

ہے تو اللہ کی راہ میں خرچ کس طرح کروں؟ صحابیؓ نے دل میں کہا کہ میرے پاس اور تو کچھ نہیں البتہ جس کسی نے بھی میری بے عزتی کی ہے میرا اس پر حق بن گیا۔ میں اپنے اس حق کو اللہ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں۔

یہ صحابیؓ جب فجر کی نماز کے لئے مسجد میں آئے تو آپ ﷺ نے پوچھا:

رات کو کس نے صدقہ بھیجا ہے؟ صحابہؓ خاموش رہے۔

آپ ﷺ نے دوبارہ پوچھا کہ رات کو صدقہ کس نے کیا ہے؟

اس صحابیؓ کے ذہن میں بھی یہ بات نہ تھی کہ میری بات ہو رہی ہے۔ چنانچہ تیسری بار آپ ﷺ نے پوچھا کہ رات کو صدقہ کس نے کیا ہے؟ تب وہ صحابیؓ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے:

یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس پیسے نہ تھے، اس لئے میں نے اس طرح صدقہ کیا۔ آپ نے فرمایا ﷺ تیرا قبول صدقہ لکھ لیا گیا ہے۔

حضرت عثمان غنیؓ کی سخاوت:

حضرت عثمانؓ کا تجارتی قافلہ آیا، سو اونٹ لدے ہوئے تھے۔ مال خریدنے کے لئے دوسرے چھوٹے تاجران کے پاس آئے۔ آپؓ نے بولی لگوائی:

تاجروں نے کہا: ہم دس روپے کی چیز بارہ روپے میں خرید لیں گے۔

حضرت عثمانؓ نے کہا: مجھے زیادہ پیسے لگ چکے ہیں۔ بولی اور بڑھاؤ۔

وہ کہنے لگے:...... ہم پندرہ روپے میں خرید لیں گے۔

آپؓ نے پھر کہا:...... نہیں مجھے زیادہ پیسوں کی آفر ہو چکی ہے۔

وہ کہنے لگے:...... اس سے زیادہ ہم نہیں دے سکتے۔

تاجروں نے پوچھا، مدینے کے تمام تاجر تو ہم ہی ہیں جو سارے یہاں موجود ہیں، پھر ہم سے زیادہ بولی کس نے لگائی ہے۔

آپؓ نے کہا: تم سے پہلے اللہ تعالیٰ نے بولی لگا دی ہے۔ تم میری دس روپے کی چیز پندرہ میں خریدنا چاہتے ہو، اللہ تعالیٰ میری ایک روپے کی چیز دس روپے میں لیتا ہے۔ مدینے میں اس وقت قحط ہے، میں تم سب کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا یہ سارا قافلہ تجارت، بمع اصل سرمائے کے فقیروں کے لئے صدقہ ہے۔ چنانچہ سارا مال فقراء اور غرباء میں تقسیم کروا دیا۔

حضرت عثمانؓ کا جنت میں نکاح:

رات کو عبداللہ ابن عباسؓ نے خواب میں دیکھا کہ حضور ﷺ سفید گھوڑے پر سوار ہیں۔ سبز پوشاک پہنی ہوئی ہے، اور تیزی سے گزرے۔ انہوں نے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور پوچھا: یارسول اللہ ﷺ کہاں تشریف لے جارہے ہیں؟ آپ سے ملنے کو جی چاہ رہا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:...... میں فارغ نہیں ہوں۔

عرض کیا:...... یارسول اللہ ﷺ کیا وجہ ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: آج عثمانؓ نے جو اللہ کے ہاں صدقہ کیا تھا، وہ قبول ہو گیا ہے اور اللہ نے جنت کی حور کے ساتھ ان کا نکاح کر دیا ہے۔ آج ان کا ولیمہ ہے۔ تمام انبیاء عثمانؓ کے ولیمے پر جارہے ہیں۔

رحمٰن کے تاجر:

حضرت طلحہؓ کے بحری جہاز چلتے تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا جب انتقال ہوا تو تین ارب دس کروڑ بیس لاکھ دینار کی نقدی چھوڑی تھی۔ ایک ہزار اونٹ اور سونے کی اینٹیں جب کوئی اولاد میں تقسیم کرنے لگے تو کاٹنے کاٹتے کئی آریاں ٹوٹ گئیں تھیں، زمینوں کی شکل میں جائیداد اس کے علاوہ تھی، اس کا تو حساب ہی نہیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ ٹاپ لسٹ کے ان دس صحابہؓ میں سے تھے جن کو عشرہ مبشرہ کا خطاب ملا تھا۔ یعنی دنیا میں ہی جنتی ہونے کی بشارت۔ یہی عبدالرحمٰنؓ ہیں جنہیں رحمٰن کے تاجر کا خطاب عطا ہوا۔

اللہ سے تجارت کا بدلہ:

اللہ تعالیٰ کے ساتھ تجارت کرتے ہوئے ہمیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانا ہے، پھر اس کے دین کو آگے دنیا میں پھیلانا ہے۔ اس کے بدلے میں ہمیں کیا ملے گا۔

ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ (سورۃ صف آیت ۱۱ پارہ ۲۸)

چونکہ غیب کا سودا ہے، نہ ڈیلنگ کرنے والا نظر آرہا ہے، نہ نفع سامنے ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے تسلی دی ہے کہ گھبرانا نہیں بڑے نفعے کا سودا ہے۔

يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ (سورۃ صف آیت ۱۲ پارہ ۲۸)

تمہارے سارے گناہ معاف کر دوں گا۔

وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ

(سورۃ صف آیت ۱۲ پارہ ۲۸)

اصلی گھر:

انسان جب کچھ پیسے کما لیتا ہے تو پھر گھر کی سوچتا ہے کہ عالی شان گھر بناؤں۔ گھر بنانے کے لئے دو چیزوں کا بنیادی خیال رکھتا ہے کہ ایک تو جگہ خوبصورت ہو اور دوسرا نقشہ اچھا ہو۔ چنانچہ اللہ نے ہمارے اس سودے میں ہمارے گھر کے لئے جو جگہ منتخب کی ہے۔ وہ جنت ہے، جب کہ نقشہ بھی خود اللہ تعالیٰ نے ہی بنایا ہے۔ خود سوچئے کہ ہمارے سامنے تو مخلوق کے بنائے ہوئے نقشے ہیں، جو نقشہ خود خالق کائنات بنائے گا، وہ کیسا عالیشان ہوگا۔

مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ (سورۃ صف آیت ۱۲ پارہ ۲۸)

گھر بھی اعلیٰ اور جگہ بھی اعلیٰ ہے۔

عالی شان گھر:

اللہ نے گھر ایسے بنائے ہیں جس کے نیچے کوئی ستون وغیرہ نہیں ہے، اور اوپر زنجیر بھی نہیں ہے۔ بادل کی طرح ہوا میں کھڑے ہوئے ہیں۔ ایک شخص نے پوچھا: اس گھر میں داخل کس طرح ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اشبہ الطیر...... دیکھتے نہیں ہو کہ پرندہ نیچے بیٹھا ہوتا ہے پھر اڑ کر گھونسلے میں پہنچ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مزید فرماتے ہیں:

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (سورۃ صف آیت ۱۲ پارہ ۲۸)

یہی اصل کامیابی ہے۔

یعنی گناہوں کا معاف ہو جانا، اللہ تعالیٰ کا راضی ہو جانا، اور جنت میں پہنچ جانا ہی اصل کامیابی ہے۔ مزید فرمایا

وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا (سورۃ صف آیت ۱۳ پارہ ۲۸)

ایک بات اور ہے جو تمہیں بہت اچھی لگتی ہے۔

نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ (سورۃ صف آیت ۱۳ پارہ ۲۸)

کچھ دنیا بھی دے، صرف جنت ہی نہ ہو۔

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ (سورۃ صف آیت ۱۳ پارہ ۲۸)

وہ بھی دے دوں گا۔

دنیا و آخرت کی کامیابی:

تم اپنی جان اور مال اللہ کی راہ میں لگاؤ، اور اسے آگے پھیلاتے رہو، اس پر اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت کی کامیابی عطا فرمائے گا۔ اس کے لئے ارادے فرمائیں کہ کون اس عظیم کامیابی کو پانے کیلئے تیار ہے؟

یا رب لك الحمد كما ينبغي لجلال وجهك وعظيم سلطانك

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈھیل

مولانا محمد طارق جمیل صاحب

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم..... بسم اللہ الرحمن الرحیم

انسان محتاج ہے:

میرے بھائیو اور دوستو! انسان کمزور ہے۔

خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا (سورۃ نساء آیت ۲۸ پارہ ۵)

یہ سہاروں کے بغیر چل نہیں سکتا۔

جسم کے نظام کے لئے غذا کا، پانی کا اور ہوا کا محتاج ہے۔ ضروریات زندگی پورا کرنے کیلئے ساری کائنات کا محتاج ہے۔

ایک ایک چیز سے اس کی ضروریات وابستہ ہیں۔ دنیا میں اتنا کوئی بھی محتاج نہیں جتنا انسان ہے۔

جانور، چرندے، پرندے ان کی کیا ضروریات ہیں کچھ نہیں، بہت تھوڑی دیر میں پوری ہو جاتی ہیں۔ لیکن انسان قدم قدم پر محتاج ہے۔ پھر جتنا مالدار بنتا جاتا ہے اتنا محتاج ہوتا جاتا ہے۔ جتنا عہدوں میں ترقی کرتا ہے، اتنا وہ محتاج ہوتا جاتا ہے۔

ایک آدمی اپنی ضروریات پوری کرنے کیلئے ہزاروں آدمیوں کا محتاج بنتا ہے چاہے وہ جھاڑو دینے والا ہے پاکستان کا صدر اور بادشاہ ہے یا وہ بازار میں ریڑھی لگاتا ہے محتاج ہے۔

خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا (سورۃ نساء آیت ۲۸ پارہ ۵)

انسان کمزور ہے،

یَا اَیُّہَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ (سورۃ فاطر پارہ ۲۲)

اے انسانو! تم فقیر ہو اور محتاج ہو۔

اب مشکل یہ ہے کہ جن سے ہم امیدیں رکھتے ہیں وہ بھی ہماری طرح محتاج ہیں، ہماری طرح ان میں طمع ہے، ہماری طرح ان میں لالچ ہے، ہماری طرح ان کی بھی ضروریات

ہیں اور انسان میں اپنی ضروریات کو پورا کرنے کا جذبہ بھی ہے، لہذا جب محتاج نے محتاج پر سہارا کیا، کمزور نے کمزور پر اعتماد کیا تو وہ بنیاد ٹوٹ گئی، عمارت ٹوٹ گئی، کھنڈر بن گئی۔

پہلا سبق:

تو سب سے پہلا سبق جو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو سکھاتا ہے وہ ہے لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ، یہ پہلا سبق اللہ دیتا ہے اور سارے نبیوں کی پہلی دعوت بھی یہی ہے کہ تم کائنات میں اللہ جیسا نہیں پا سکتے۔

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ (سورۃ شوریٰ آیت ۱۱ پارہ ۲۵)،

اس جیسا کوئی نہیں ہے۔

لہذا تم اللہ تعالیٰ کو اپنے ساتھ لے لو اور اس کے سامنے ہر ضرورت رکھنے کی عادت بنا لو اور اس کے محتاج بن جاؤ تو وہ تمہاری دنیا اور آخرت کی ساری ضرورتوں کو پورا کر دے گا۔

اللہ کے ساتھ اپنا تعلق بناؤ:

لیکن اس کے لئے شرط یہ ہے کہ اس کے ساتھ تعلق قائم کیا جائے اور وہ تعلق قائم کیسے ہوگا؟

یہ جتنا تبلیغ کا کام ہو رہا ہے یہ اللہ تعالیٰ سے تعلق کو ٹھیک کرنے کی محنت ہو رہی ہے ، اگر کسی سے تعلق بنانا ہو تو کتنا کچھ کرنا پڑتا ہے۔ صرف تھانیدار یا ایس پی ہے یا کمشنر یہ سارے چھوٹے چھوٹے آفیسر ہیں ان سے تعلق بنانا ہو تو کس طرح آدمی گردش کرتا ہے ، راستے تلاش کرتا ہے، خوشامد کرتا ہے، جھوٹ سچ ان کے سامنے بولتا ہے، تب جا کر ان سے تعلق قائم ہوتا ہے تو اللہ سے تعلق پیدا کرنا جو زمین اور آسمان کا بادشاہ ہے، ان سب سے آسان ہے، جتنے آپ انسان سے تعلق قائم کرنے میں تھکتے ہیں اس سے کم اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرنے میں تھکا جائے تو مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرنے کی ضرورت ہے۔

دنیا والوں سے تو یہ معاملہ ہے کہ ہمیں ہمیں روٹی کی ضرورت ہے تو جس پر ہماری امید ہے وہ بھی روٹی کھاتا ہے اور ہمیں خوف سے امن کی ضرورت ہے اور جس پر ہماری امید ہے وہ خود خوفزدہ ہے۔ ہماری طمع ہے کہ دولت بڑھ جائے اور جن لوگوں سے ہم دولت نکالنا چاہتے ہیں ان میں بھی طمع ہے کہ ہماری دولت اور مال بڑھ جائے اور ہم اپنے گھر کو روشن کرنا چاہتے ہیں اور

جن جن راستوں سے ہم کوششیں کر رہے ہیں جن کی جیبوں سے روپے نکال رہے ہیں وہ خود بھی چاہتے ہیں کہ ہمارے بھی محل کھڑے ہو جائیں۔

لیکن اگر ہم اللہ سے تعلق قائم کرلیں تو اللہ کسی ایک بھی چیز کا محتاج نہیں، نہ وہ کھائے، نہ وہ پیے، نہ وہ سوئے، نہ وہ تھکے، نہ وہ پریشان ہو اور نہ اس کے خزانوں میں کوئی کمی آئے۔

لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ (سورۃ بقرہ پارہ ۵)

وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا (سورۃ بقرہ آیت ۲۵۵ پارہ ۵)

وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ (سورۃ ق آیت ۳۸ پارہ ۲۶)

مَا كَانَ رَبُّكَ نَسِیًّا (سورۃ مریم آیت ۶۴ پارہ ۱۶)

کائنات کے اس نظام کو چلا کے نہیں تھکا کہ یہ کہنے لگے کہ میں تھک گیا ہوں اب کل دربار لگے گا۔ ہم اپنی اپنی ضرورتیں اس کے پاس لے کر آئیں گے کیونکہ نہ سوتا ہے، نہ گھبراتا ہے، نہ غافل ہے، نہ اونگھتا ہے، نہ جاہل ہے، نہ عاجز ہے بلکہ وہ غالب ہے، غیر المغلوب ہے، اس پر کوئی غالب نہیں، سب پر اس کی طاقت چھائی ہوئی ہے، اس سے طاقت ور کوئی نہیں جو اس پر چھا جائے۔

وہ جابر ہے مجبور نہیں،

وہ غیر المخلوق ہے، وہ خالق ہے مخلوق نہیں،

مالک غیر المملوک ہے، وہ مالک ہے مملوک نہیں،

ناصر غیر المنصور، وہ مدد کرتا ہے، مدد کا محتاج نہیں،

حافظ غیر محفوظ، وہ حفاظت کرتا ہے اپنی حفاظت کراتا نہیں،

رب غیر مربوب، وہ پالتا اور پرورش کرتا ہے اور خود اپنی پرورش میں کسی کا محتاج نہیں۔

شاہد غیر مشہود، وہ سب کو دیکھتا ہے اس کو کوئی نہیں دیکھ سکتا، سب چیزیں اس کی نظروں میں ہیں۔

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ (سورۃ انعام پارہ ۷)

اس کو آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں۔

وَهُوَ یُدْرِكُ الْاَبْصَارَ (سورۃ انعام آیت ۱۰۳ پارہ ۷)

وہ ہم سب کو دیکھتا ہے۔

کتنی دور ہے۔

لا تراہ العیون

آنکھ نہیں دیکھ سکتی۔

آنکھ تو ستارے بھی نہیں دیکھ سکتی، اللہ کو کیسے دیکھ سکے گی۔

ولا تخالطہ الظنون

دنیا میں انسانی خیال بھی نہیں پہنچ سکتا۔ ساری دنیا کے انسانوں کے خیالوں کو اکٹھا کیا جائے تو وہ ان سے بھی اوپر ہے، خیال کی پرواز تخیل کی پرواز اڑتے اڑتے تھک جائے اور اللہ کو نہ پہنچ سکے۔

الا یصفوہ الواصفون

سارا جہاں مل کر اس کی تعریف کرنا چاہے تو سب مل کر اس کی تعریف نہ کر سکیں اتنے دور اور اتنا اونچا ہے لیکن اس کی عجیب صفت ہے۔

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (سورۃ ق آیت ۱۶ پارہ ۲۶)

یہاں پر دو متضاد چیزیں آپس میں مل گئی ہیں۔ دو نا ممکن ممکن ہو گئے اتنا دور ہے، اتنا دور ہے کہ خیالات بھی اس تک نہیں پہنچ سکتے، اور اتنا زیادہ قریب ہے کہ شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہو جاتا ہے۔

پھر اس کی فوقیت اور اوپر ہونا۔

فوقیتہ ما اکثر ملکہ کما اعلیٰ مکانہ

کیا عظیم الشان اس کا ملک ہے اعلیٰ اس کا مکان ہے۔

ما اعظم شانہ

کیا عظیم اس کی شان ہے،

ایک حدیث میں آتا ہے کہ

الملک للہ، والکبریاء للہ، والجبروت للہ، والھیبۃ للہ، والقدرۃ للہ، والنور للہ،

یا اللہ سب کچھ تیرا ہے، ملک تیرا، کبریائی تیری، جبروت تیری، قدرت تیری، جمال و جلال تیرا۔

اس ذات کو ہم ساتھ لے لیں تو کام بن گیا۔ پھر وہ ایسا بادشاہ ہے جو کسی کا محتاج نہیں

دنیا کے بڑے بڑے بادشاہ سب محتاج ہیں اسمبلیاں پاس کریں، سینٹ پاس کریں تب جا

کر کہیں اس کا حکم چلے، پھر ان کے خلاف عدم اعتماد کا ووٹ ہو جائے تو ان کی کرسی الٹ جائے

لیکن اللہ تعالیٰ ایسا بادشاہ نہیں ہے۔

احد ، اکیلا،

صمد ، بے نیاز،

الملک لا شریک له

اس کی بادشاہی میں اس کا کوئی شریک نہیں اس کا کوئی مثل نہیں۔

العالی ، اونچا لا ثانی اس کے برابر کوئی نہیں۔

الغنی لا ظهیر له، وہ غنی ہے اس کا مددگار کوئی نہیں۔

لا ینفعه شی ، اس کو کسی چیز سے نفع نہیں پہنچتا۔

لا یضره شی ، اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

لا یغلبه شی ، اس پر کوئی چیز غالب نہیں۔

لا یوده شی ، اس کو کوئی چیز تھکاتی نہیں۔

لا یستعین بشی، وہ کسی چیز سے مدد نہیں لیتا۔

لا یحتاج الی شی، وہ کسی چیز کا محتاج نہیں۔

لا یعزب عنه شی، اس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے۔

لیس قبله شی لیس بعده شی، اس سے پہلے کچھ نہیں، اس کے بعد کچھ نہیں۔

لیس فوقه شی، کوئی چیز اس سے اوپر نہیں۔

لیس دونه شی، اس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں۔

لطیف بکل شی خبیر بکل شی، علیم بکل شی، خالق بکل شی، مالک

کل شی، القادر علی کل شی، غالب علی کل شی، قدیر علی کل شی، لَیْسَ

کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ۔ (سورۃ شوریٰ پارہ ۲۵)

اگر ایسا بادشاہ ہماری پشت پر آ جائے تو ہم سے طاقت ور کون ہوگا؟

ہم سے بڑا عزت والا کون ہوگا؟

آج ساری دنیا میں یہ غلط ذہن بن گیا ہے کہ پیسہ ہوگا تو کام چلے گا اور پیسہ نہیں ہوگا تو کام نہیں چلے گا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈھیل:

میرے بھائیو! ہم پوری دنیا کو یہ بتائیں کہ اللہ ساتھ ہوگا تو کام چلیں گے اور اللہ ساتھ نہیں ہوگا تو کام نہیں چلیں گے اور بعض کہتے ہیں کہ بہت سارے کام چلتے ہیں لیکن اللہ ساتھ نہیں تو یہ ان کو ڈھیل ہے اور یہ ان کو مہلت ہے، کب تک؟ موت تک۔

اللہ کی کتاب کا اعلان ہے۔

ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ۔ (سورۃ الحجر آیت ۳ پارہ ۱۴)

فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتّٰى يُلٰقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ۝ (سورۃ المعارج آیت ۴۲ پارہ ۲۹)

ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ۝ ذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ (سورۃ مزمل آیت ۱۱ پارہ ۲۹)

اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ۝ وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ۝ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۝ (سورۃ طارق آیت ۱۷ پارہ ۳۰)

ان ساری آیتوں کا مطلب یہ بنتا ہے کہ ہم نے اپنے تمام نافرمانوں کو ڈھیل دی ہوئی ہے۔ وہ جھوٹ بول کر کما رہے ہیں اور ان کو رزق آتا ہے۔

وہ لوگوں کے پیسے مار رہے ہیں،

دبا رہے ہیں اور حق مار رہے ہیں،

خیانت کر رہے ہیں،

غلط کو صحیح کی شکل میں بیچ رہے ہیں،

اور ان کو رزق آرہا ہے،

تو یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کہتی ہے کہ ہم نے ان کو مہلت دی ہوئی ہے اور ان سب کو آپ بتائیے۔

وَاُمْلِيْ لَهُمْ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ۝ (سورۃ قلم آیت ۴۵ پارہ ۲۹)

جب تمہارا رب ان کو پکڑے گا تو اس کی پکڑ بڑی سخت ہے۔

وكذالك اخذ ربك اذا اخذ القرى وهي ظالمة ان اخذه اليم شديد ۝ (سورۃ ہود پارہ ۱۲)

یہی تیرے رب کی پکڑ کا حال ہے کہ جب وہ بستیوں کو پکڑتا ہے تو اس کی پکڑ بڑی سخت ہے

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً (سورۃ ہود پارہ ۱۲)

اور اس میں بڑی نشانیاں ہیں۔

لِمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ (سورۃ ہود آیت ۱۰۳ پارہ ۱۲)

جس کو آخرت کے عذاب کا ڈر ہے۔

وہ اس سے سبق حاصل کرے گا اور جس کو آخرت کا خوف نہیں وہ بہک جائے گا، بھٹک جائے گا، آخرت کو جاننے والوں کے لئے اتنی ہی نشانیاں اس میں کافی ہیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی ڈھیل میں ہیں، یہ نہیں کہ وہ اللہ سے غالب ہو کر کار رہے ہیں۔

میرے بھائیو! ہم اللہ تعالیٰ کو ساتھ لے لیں۔ وہ کھاتا نہیں کہ اس کو طمع ہو کہ میں پہلے خود کھاؤں پھر تمہیں کھلاؤں۔ ماں کو بھی سخت بھوک لگی ہوتی ہے تو پہلے خود کھالیتی ہے پھر بیٹوں کو کھلاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نہ گھر کا محتاج ہے کہ پہلے اپنے لئے گھر بنائے پھر آپ کو گھر دے، نہ آرام کا محتاج ہے کہ پہلے خود آرام کرے پھر آپ کو آرام کرائے۔ ہر چیز سے ہر عیب سے پاک ذات ہے۔

اللہ بھی ہو اور کوئی بھی:

پھر اپنے فیصلوں میں اس کو کوئی چیلنج نہیں کر سکتا، وہ حکیم ذات ہے، اگر وہ ذات اکیلی ہمیں مل گئی تو ہمیں سب کچھ مل گیا۔

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ (سورۃ الزمر آیت ۳۶ پارہ ۲۳)

میرے بندے کا فی نہیں ہوں میں؟

اللہ بھی اور کوئی بھی، اس کو تو شرک کہتے ہیں۔ اللہ بھی ہے، یہ بھی ہے اور وہ بھی ہے، یہیں سے تو شرک کے دروازے کھلتے ہیں۔

ابو طالب کے گرد قریش کا گھیرا ہے اور وہ اصرار کر رہے ہیں کہ اپنے بھتیجے کو روک لو، ورنہ ہم اسے قتل کر دیں گے۔ انھوں نے بلایا آپ ﷺ تشریف لائے اور چارپائی کے پاؤں کی طرف بیٹھ گئے۔ کہا بھتیجے تیری قوم آئی ہے، آپ صرف ان کو کچھ کہنا چھوڑ دیں اور یہ تجھے کچھ نہیں کہیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

یا عم کلمة واحدة تاتونها

اے چچا! میں ایک بات ان سے کرتا ہوں۔

ایک بول میرا مان لیں تو عرب سارا ان کا تابع ہوگا اور سارا جہان ان کی حکومت کے نیچے آجائے گا۔

تو یہ سب اچھل پڑے، ابوجہل نے اپنی ران پر ہاتھ مار کر کہا۔

وابیك عشرة

تیرے باپ کی قسم دس دفعہ بھی تیرے بول ماننے کو تیار ہوں۔

وہ بول کیا ہے جس پر پورا عرب ہمارے تابع ہو جائے گا؟

وہ کیا ہے جس کی وجہ سے عرب اور عجم ہمارا غلام ہو جائے گا؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

لا الہ الا اللہ بس یہ ہے، یہ مان لو۔

اس نے کہا:

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ (سورۃ ص آیت ۵ پارہ ۲۳)

تو کئی خداؤں کو ایک بناتا ہے یہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔

یہی آج ہماری سمجھ میں بھی نہیں آرہا ہے۔

میرے بھائیو! اللہ تعالیٰ کو ساتھ لے لیں تو بحروبر، فرش وعرش، لوح وقلم، کرسی زمین، مکان ہوا فضا سب اللہ کی ہیں اور اللہ کے تابع ہیں یہ عالم کچھ نہ تھا اللہ نے آدم کے ساتھ اس کو بنایا اور اس کو شکل دی۔ ہر چیز کو بنایا اور اس کا اندازہ لگایا۔

فقدرہ تقدیر يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ (سورۃ آل عمران آیت ۶ پارہ ۳)

پھر آسمان کو اٹھایا۔

رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ (سورۃ رعد آیت ۲ پارہ ۱۳)

آسمان کے لئے کوئی ستون نہیں لگایا۔

وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا (سورۃ نزعات پارہ ۳۰)

پھر زمین کو بچھایا۔

اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا (سورۃ نزعات آیت ۳۱ پارہ ۳۰)

پھر اس میں سے پانی نکالا۔

وَمَرْعٰهَا (سورۃ نازعات آیت ۳۱ پارہ ۳۰)

پھر چارہ نکالا۔

وَالْجِبَالَ اَرْسٰهَا (سورۃ نازعات آیت ۳۲ پارہ ۳۰)

پھر پہاڑ لگائے۔

يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ (سورۃ اعراف آیت ۵۴ پارہ ۸)

رات اور دن کا نظام بنایا۔

پھر کبھی دن کو لمبا کیا اور کبھی رات کو لمبا کیا۔

وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا (سورۃ نباء آیت ۱۳ پارہ ۳۰)

پھر سورج کو دہکایا۔

القمر نور۔ اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا

(سورۃ نوح آیت ۱۵ پارہ ۲۹)

تم غور کیوں نہیں کرتے ہو تمہارے رب نے زمین اور آسمان کو کیسے بنایا؟

وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا (سورۃ نبأ آیت ۸ پارہ ۳۰)

تم کو جوڑا جوڑا بنایا۔

وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا (سورۃ نبأ پارہ ۳۰)

تمہیں ساری چیزوں سے کاٹ دیتی ہے نیند۔

رات کو اللہ نے سب کے لئے، تمام مخلوقات کیلئے آرام کی چیز بنائی۔ اگر ہم خود اپنے اپنے سونے کا وقت متعین کر دیتے تو کتنی پریشانی ہوتی۔ ایک آدمی آرام کرتا تو دوسرا کام کرتا جس سے شور ہوتا اور دوسرے کا آرام خراب کرتا۔ اسی طرح تمام حیوانات اور پرندے رات کو آرام کرتے ہیں اگر پرندے اور حیوانات بھی آرام نہ کرتے تب بھی آرام کرنا انسان کے لئے مشکل ہوتا۔ اللہ نے رات کو سب کے لئے جانور، انسان، پرندوں کے لئے آرام کرنے کی چیز بنایا۔ رات کو تمام سونے کا وقت دے دیا۔ پھر سب کو ایک جاگنے کا وقت دے دیا۔

وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا (سورۃ نبأ آیت ۱۱ پارہ ۳۰)

آدھا دن اللہ نے ہم کو دیا ہے اور آدھا اپنے لئے بنایا۔ ظہر اور فجر میں لمبا وقت ہے، ظہر کے بعد نمازوں کا وقت تھوڑا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ فجر سے ظہر تک کام کرو۔ ظہر سے

عصر تک اس کو سمیٹ لو، پھر مغرب عشاء کا وقت اور پیچھے جو آتا ہے یہ اس بات کی نشانی ہے کہ یہ وقت کاروبار کا نہیں ہے۔ یہ وقت میرے لئے ہے، مجھے بیٹھ کر یاد کرو، ہمارے کاروبار ہی عصر اور مغرب سے شروع ہوتے ہیں۔ یعنی وقت اللہ کی محبت کا، اللہ کو یاد کرنے کا اور وہ وقت کاروبار کا ہو گیا، الٹی گنگا بہا دی ہے۔

اللہ سے بنا کے رکھو:

اللہ تعالیٰ قرآن کے ذریعے ہمیں بتا رہے ہیں کہ یہ ہوا کا نظام، پہاڑوں دریاؤں، پھولوں اور زمین کا نظام ہمارے لئے ہیں۔ اللہ کو ان چیزوں کی ضرورت ہی نہیں۔ تو اللہ ہی سے بنا کے رکھو۔ فیصل آباد کے ایس پی سے، میئر سے، کمشنر سے بنا کے رکھو اور زمین و آسمان کے بادشاہ سے بگاڑ کے رکھو تو کیسی حماقت ہے؟

لوگ تو بدمعاشوں سے بنا کے رکھتے ہیں جن کو کام پڑتے ہیں تو کام آئیں گے، تو ہم زمین اور آسمان کے بادشاہ سے بگاڑ کے چلیں تو ہماری زندگی کیسی سوکھی ہوگی، ہم کیسے چین پائیں گے؟

تو اس کے لئے میرے بھائیو! اپنے اللہ سے تعلق قائم کر لو اللہ کو ہر کام میں ساتھ لے لو، سب سے زیادہ آسان اللہ کو ساتھ لینا ہے، بڑا بادشاہ ہے، اس کی قدرت اتنی بڑی ہے کہ اس کی کوئی حد نہیں۔

اللہ کو اپنے بندے کی توبہ کا انتظار ہے:

اپنے بندوں سے تعلق اتنا ہے کہ کائنات کی ہر چیز نے اجازت مانگی ہے کہ "اے اللہ نافرمانوں کو ہلاک کردوں؟"

تو اللہ کہتا ہے کہ نہیں چھوڑ دو، میں ان کی توبہ کا انتظار کر رہا ہوں۔

تو پہلے کام کرنے کا یہ ہے کہ اپنے اللہ کو ساتھ لینا ہے تو اس کیلئے توبہ کرلیں۔ تبلیغ کوئی جماعت نہیں، یہ ایک محنت ہے کہ مسلمان اپنے اللہ سے جڑ جائے اور تعلق بنالے، مسئلے حل کروانا ہے تو اللہ سے حل کروالے، اس کو لیتے ہوئے نہ کوئی گھبراہٹ ہوتی ہے نہ پیچھے دیکھیں کہ بچ گیا کہ نہیں جو رہ گیا ہے تو کل آکے لینا اللہ کے یہاں یہ نہیں، وہ کہتا ہے مجھ سے لیتے رہو جتنے چاہئیں لیتے جاؤ، کتنے کو ملے گا؟ تو فرمایا:

لو ان اولکم و آخرکم وانسکم وجنکم وحیکم ومیتکم ورطبکم ویابسکم وذکرکم وانثی کم وصغیر کم و کبیر کم

یہ سب کے سب کیا کریں، ایک میدان میں کھڑے ہو جاؤ،

واسئلونی۔ پھر مانگو۔

یا اللہ، ہر ایک اپنی اپنی زبان میں مانگ لیں۔

پنجابی، پنجابی میں،

پٹھان، پشتو میں،

فارسی دان، فارسی میں،

سندھ والے سندھی میں،

بلوچی، بلوچی میں،

سارے اپنی اپنی زبانوں میں اللہ سے مانگ لو، سب اکٹھے ایک ہی آواز میں مانگ لو تو اللہ یہ نہیں کہے گا ارے بھائی کیا کر رہے ہو اتنا شور، میں کن کن کی سنوں گا؟ باری باری مانگو، جتنا جی میں آتا ہے مانگو۔

فاعطیت کل انسان مسئلۃ

میں تم سب کا مانگا تم سب کو دے دوں

پھر، ما نقص ذالک مما عندی الا مما ینقص مخیۃ اذا ادخلی فی البحر

میرے خزانے میں اتنی کمی بھی نہیں آتی جتنا سوئی کو سمندر میں ڈال کر باہر نکالا جاتا ہے۔ جس طرح اس سمندر میں کمی نہیں آتی اسی طرح تیرے رب کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں آتی۔

تو میرے بھائیو! ایسے اللہ میرے اور آپ کے ساتھ ہو جائیں تو کیا خیال ہے ہمارے کام بنیں گے یا نہیں؟ اور پیسہ کمانا کوئی آسان ہوتا ہے پھر اس کو باقی رکھنا کوئی آسان ہوتا ہے۔ جوانی میں بوڑھے ہو جاتے ہیں۔

اللہ سے تعلق کا مطلب:

اللہ کو ساتھ لے لو پھر تو پانچوں انگلیاں گھی میں ہیں اور سر کڑھائی میں، اللہ سے یاری لگا لو، اللہ کو اپنا بنا لو، اللہ کو راضی کر لو، اللہ سے تعلق پیدا کرو۔ تعلق کا کیا مطلب ہے؟ کہتے ہیں میرا اس

سے تعلق ہے غم نہ کرو شور مچاؤ میں جاؤں گا کام بنے گا، اسی کو تعلق کہتے ہیں۔ مجھے جانتے ہیں میں اس کو جانتا ہوں، اسی طرح میں آپ کو نہیں جانتا، آپ میں سے بہت سارے مجھے جانتے ہیں، نام سے نہیں جانتے شکل سے تو مجھے پہچان رہے ہیں، تعارف تو اس کو بھی کہتے ہیں، تعارف اور تعلق کا مطلب یہ ہے کہ جب آپ اس کے دروازے پر آئیں تو وہ آپ کا کام ضرور کرے اگر وہ کر سکتا ہے آپ کو وہ لوٹا نہ سکے۔ ایسے اللہ کے ساتھ تعلق بنالیں، اور اللہ تعالیٰ بھی یہی فرماتا ہے کہ:

"اپنے بندے کا ہاتھ خالی لوٹاتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے۔"

اس کا نام تعلق ہے اس تعلق کو اللہ پاک کے ساتھ آپ بنالیں۔

مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ:

مالک بن دینار کشتی میں سوار ہو کر سفر کر رہے تھے، کپڑے ایسے ہی تھے تو ایک آدمی کا قیمتی پتھر چوری ہو گیا۔ وہ لعل و جواہرات کا ہیرا تھا، اس نے شور مچایا کہ میرا چور یہ لگتا ہے۔ اس کشتی میں ذوالنون مصری بھی بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے کہا کہ آپ صبر کریں میں اس آدمی سے بات کرتا ہوں۔ وہ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ بیٹا تم سے بھول چوک ہو گئی تو نے ان کا ہیرا لے لیا ہے۔ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ میں تو کوئی چور نہیں آپ میری تلاشی لے لیں، اور اپنا سامان کھولا کہ اس میں آپ دیکھ لیں اور یہ میری جیب ہے اس میں بھی دیکھ لیں، میں نے تو کوئی چوری ہی نہیں کی، لیکن انہوں نے کیا کہا؟ کوئی جواب ہی نہ دیا، لیکن نظرہ فی السماء آسمان کو یوں دیکھا، ہائے وہ بھی لوگ تھے ہم بھی لوگ ہیں۔

انسان کی شکل میں جانور:

ایک حدیث میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ میری اُمت کا شوق پیسے جمع کرنا ہوگا، یا شہوت پوری کرنا ہوگا بس، اچھے اچھے کھانوں کا شوق ہوگا، یا شہوتوں کی خاطر عورتوں کے پیچھے بھاگ رہے ہوں گے، اس کے علاوہ ان کا کوئی شوق نہیں رہ جائے گا، وہ انسان نہیں ہوں گے، انسان کی شکل میں جانور ہوں گے۔

مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا مقام:

مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ چند سال پہلے شراب میں مست رہتے تھے، پھر اللہ نے ہدایت

دی پھر جان لگائی محنت کی پھر یہ مقام آیا۔

فنظر نظرة في السماء آسمان کی طرف یوں دیکھا تو چاروں طرف سے مچھلیوں نے گھیرا ڈال لیا اور ہر مچھلی کے منہ میں ایک ہیرا تھا، تو انہوں نے ہر مچھلی کے منہ سے ہیرا نکالا اور ذوالنون مصری کو دکھایا کہ آپ یہ لے لیں میں نے چوری تو نہیں کی جس کا گم ہوا ہے اس کو دے دیں اور وہ خودکشتی سے اترے اور پانی کے اوپر چلتے ہوئے دریا پار چلے گئے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جس آدمی کے دل میں رائی کے دانے کے برابر توکل اور بھروسہ ہوگا تو وہ پانی پر چلے تو پانی اس کو راستہ دے گا، اس کو ڈبو نہیں سکے گا۔

لو كان لا بن آدم حبة الشعير من اليقين ان يمشي على الماء

میرے بھائیو! اللہ سے اپنا تعلق بنالیں۔

اللہ سے تعلق کا نتیجہ:

ام سعد کا بیٹا فوت ہوگیا۔ جب ان کو پتہ چلا کہ بیٹا فوت ہوگیا تو آگئیں، میت کو غسل دیا گیا، اس میت کے پاؤں کی طرف آکر بیٹھ گئیں اور حضور ﷺ بھی تشریف فرما تھے ان سے کچھ نہیں کہا خاموشی سے دعا کرنی شروع کی۔

امنت بك طوعا وهاجرت اليك رغبة

یا اللہ! تیری محبت میں کلمہ پڑھا تیری محبت میں گھر چھوڑا اور تیرے حبیب کے گھر آئی اور یہ میرا بیٹا تم نے لے لیا۔

فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْأَعْدَاءَ (سورۃ اعراف پارہ۹)

یا اللہ! آپ دشمن کو کیوں موقع دیتے ہیں کہ وہ کہیں گے باپ دادا کا مذہب چھوڑا، تو بیٹا گیا۔ یا اللہ! میری عزت رکھ صرف اتنا کہا کہ:

فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْأَعْدَاءَ (سورۃ اعراف آیت ۱۵۰ پارہ۹)

میرے دشمنوں کو ہنسنے کا موقع نہ دیں،

تو حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم اس کے الفاظ ہی پورے نہ ہوئے تھے کہ میت میں حرکت ہوئی اور اپنے اوپر سے کفن کو کھولا اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔

یہ تعلق ہم بھی اللہ سے بنا سکتے ہیں۔ اللہ کے رسول سامنے ہیں، ان سے نہیں کہا کہ

آپ دعا کریں، خود دعا کی، مسلمان کا مسلمان کے لئے دعا کرنا سنت ہے اور دعا کی طلب بھی سنت ہے۔

لیکن ہمارے معاشرے میں رواج پڑ گیا ہے کہ کرنا کچھ نہیں آپ میرے لئے خصوصی دعا کریں۔ خصوصی دعا یہ تو یوں ہوا کہ مولانا صاحب میرے پیٹ میں درد ہے آپ میرے لئے ہائے ہائے کردیں، میں کیوں ہائے ہائے کروں؟ پیٹ میں آپ کے درد ہے اور میں ہائے ہائے کروں؟ میرے لئے خصوصی دعا کریں، ہاں دعا ضرور کروانی چاہیے ایک دوسرے کے لئے۔

خصوصی دعا اسے کہتے ہیں کہ آدمی تڑپ کے کہتا ہے یا اللہ! خود اندر سے جب آدمی تڑپ کے بولتا ہے یا اللہ، یہ خصوصی دعا ہے۔

ایک صحابی کا واقعہ:

ایک صحابی اپنے گھر میں آئے تو پوچھا کچھ ہے بیوی نے کہا، فاقہ ہے۔ تو پریشان ہو گئے، گھر میں بیٹھا نہ جائے، نہ بھوک کا حال دیکھا جائے، اس لئے باہر چلے گئے، بیوی نے سوچا کہ میں اپنا فاقہ کیسے چھپاؤں؟ اڑوس پڑوس سے کیسے چھپاؤں کہ ہمارے گھر میں کچھ نہیں ہے؟ اس نے تنور میں آگ جلائی کہ اڑوس پڑوس کو پتہ چل جائے کہ اس نے روٹی پکانے کے لئے تنور گرم کیا ہے اور ادھر خالی چکی چلانی شروع کردی کہ پڑوس کو پتہ چل جائے کہ آٹا پیس رہی ہے ،یوں اپنے فاقہ کو چھپایا۔ اس دوران اللہ تعالیٰ سے دعا کردی کہ یا اللہ! آپ جانتے ہیں کہ ہم بھوکے ہیں۔

اللّٰھُمَّ ارزقنا

آپ ہمیں رزق کھلا دیں،

صرف ایک جملہ یا اللہ ہمیں کھلا دیں۔ ابھی اس کے الفاظ بھی ختم نہیں ہوئے تھے کہ تنور سے خوشبوئیں اٹھنے لگیں اور اتنے میں دروازے پر خاوند آیا تو دروازے پر خاوند کو لینے گئی۔ میاں اور بیوی نے تنور میں جھانک کر دیکھا تو تنور میں رانیں بھنی جارہی ہیں اور چکی پر جا کر دیکھا تو اس سے آٹا نکل رہا ہے، سارے برتن بھر لئے، جب چکی اٹھا کر دیکھ لیا تو کچھ بھی نہیں، اب وہ آئے حضور کی خدمت میں کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ واقعہ ہوا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا تو اٹھا کر نہ دیکھتا تو قیامت تک یہ چکی چلتی رہتی۔

میرے بھائیو! ایسا تعلق اللہ تعالیٰ سے بنالیں تو،

پھر سودے میں جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں پڑے گی،

پھر انہیں سود پر سودا نہیں کرنا پڑے گا،

پھر ادھار کا ریٹ الگ کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی،

اللہ تعالیٰ سے تعلق بنالیں اس سے مانگنا آجائے، یا اللہ! خدا کی قسم اس میں جو طاقت ہے، اس سے عرش کے دروازے کھل جاتے ہیں، بشرطیکہ سیکھا ہوا ہو۔ تبلیغ کا جو کام ہے یہ اس کی محنت ہے کہ اللہ سے تعلق بنایا جائے، جب تعلق بن جاتا ہے تو یوں ہی کام ہو جاتے ہیں۔

ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ:

ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں حج پر جاتا ہوں تم میں سے کون تیار ہے؟ تو کوئی ہزار آدمی تیار ہو گئے، تو کہنے لگے میرے ساتھ وہ چلیں جو نہ توشہ لیں، نہ پانی لیں، نہ کوئی پیسہ لیں، پھر سفر کیسے ہو گا، نہ کھانا، نہ پانی، نہ توشہ؟؟؟ تو فرمانے لگے کہ جس کے مہمان ہیں اسی سے مانگیں گے، تو سارے پیچھے ہٹ گئے، کوئی چند سو ساتھ رہ گئے ان کو لے کر چل دیئے۔ چلتے چلتے تھک گئے، سواریاں بھی تھک گئیں، تو کہنے لگے ابو مسلم کھلاؤ، بھوکے ہیں ہم بھی اور سواریاں بھی، تو ابو مسلم نے نماز پڑھی، نماز کے بعد اپنے گھٹنوں کے بل یوں کھڑے ہو گئے اور ہاتھ اٹھائے یا اللہ! اتنے لوگ کسی بخیل کے در پر جائیں تو وہ بھی شرما کے سخی بن جائے، تو تو سخیوں کا سخی ہے، ہم تیرے گھر کو جا رہے ہیں، تیرے سہارے پر نکلے ہیں، تیرے مہمان ہیں، تو نے بنی اسرائیل کو من وسلویٰ دیا ہمیں بھی دے۔ ابھی ان کے ہاتھ نیچے نہیں ہوئے تھے کہ ان کے خیموں میں کھانے کے دسترخوان بچھے ہوئے پڑے تھے اور ان کے جانوروں کیلئے چاروں کی گٹھڑیاں آچکی تھیں۔ چلو بھئی کھالو، جب کھانے کے بعد جو بچ گیا تھا تو ساتھیوں نے کہا کہ یہ رکھ لیتے ہیں تو ابو مسلم فرمانے لگے جب اس نے ابھی کھلایا ہے اگلے وقت میں وہ دوبارہ گرم اور تازہ کھانا کھلائے گا، سارا سفر اس طرح کیا، یہ بھی مقام آتا ہے۔

چلتے چلتے یہی ابو مسلم خولانی تین ہزار لشکر لے کر ملک شام پہنچے تو سامنے دریا تھا اور دریا پار کرنا تھا پل کوئی نہیں۔ سواری پر سے اتر کر دو رکعت نماز پڑھی یا اللہ! تو نے بنی اسرائیل کو دریا میں راستہ دیا تھا اور اب اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو بھی راستہ دے، پھر آواز لگائی کہ آؤ

میرے ساتھ جس کا کوئی جان اور مال ضائع ہو جائے تو میرے ذمہ لگا لو۔ میں ذمہ دار ہوں آ جاؤ ...... پھر اپنے گھوڑے کو پانی میں ڈالا، اللہ تعالیٰ نے پانی کو مسخر فرما دیا۔ وہ پانی بھی پہاڑی تھا پہاڑی پانی پتھروں کو بھی اڑا کے لے جاتا ہے، پھر تین ہزار آدمی یوں ہی دریا کے پار نکل گئے، ایک آدمی نے جان بوجھ کر خود اپنا پیالہ دریا میں پھینک دیا، جب دوسری طرف پار ہو گئے تو ابو مسلم نے کہا ہاں بھائی کسی کا کوئی نقصان ہوا تو اس آدمی نے کہا جی ہاں میرا پیالہ دریا میں چلا گیا ۔ پھر جہاں سے دریا پار کیا تھا اس نے کہا یہ ہے تمہارا پیالہ؟ جی ہاں یہ میرا پیالہ ہے، کہا اٹھا لو تو میرے بھائیو! ایسا تعلق اللہ سے پیدا کریں اور یہ بہت آسان ہے، بہت ہی آسان ہے، نہ دھکے کھانے پڑیں، نہ کسی کی خوشامد کرنا پڑے، نہ کسی کی جوتی اُٹھانا پڑے۔

سب سے پہلا کام:

آج ہی ہم سب توبہ کر لیں، یا اللہ میری توبہ یا اللہ میری توبہ ، جعلك تائبا فاقبل منی یا اللہ میری توبہ قبول کر لیں تو کرنے کا کام یہ ہے کہ آج گناہوں سے توبہ کر کے جائیں۔

دوسرا کام:

دوسرا کام یہ ہے کہ آج کے بعد اپنی زندگی کو حضور اکرم ﷺ کی مبارک زندگی کے مطابق بنانے کی نیت کر لی جائے اور یہ سیکھنا شروع کر دیں اور یہ محنت ہو رہی زندگی نبی کے طریقہ پہ آ جائے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں نہ رشتہ، نہ ناطہ، نہ قوم، نہ عربی، نہ قریشی، نہ شیخ، نہ ، نہ دوستی، نہ بادشاہ، نہ دربار، نہ وزیر۔

کچھ بھی نہیں، صرف ایک ہی سکہ ہے۔

لا الہ الا اللہ اور اس کے ساتھ کیا ہے؟ محمد الرسول اللہ جس کو اللہ نے اپنے ساتھ جوڑا ہے، ان کے طریقہ پہ آج جائیں اور ان کی سنت پہ آ جائیں تو اللہ تعالیٰ گورے کا بھی ہو جائے گا، کالے کا بھی ہو جائے گا، امیر کا بھی ہو جائے گا اور غریب کا بھی ہو جائے گا۔ آپ ﷺ کو اللہ نے اپنا قرب دیا ہے اور اپنی معیت دی ہے۔

آدم کے جسم میں روح ڈالی تو انہوں نے دیکھا کہ عرش پہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ لکھا ہوا ہے۔

جب جنت میں گئے تو دروازے پہ دیکھا تو لکھا ہوا تھا لا الہ الا اللہ محمد

الرسول اللہ جب جنت کی حوروں کو دیکھا تو ہر ایک کے ماتھے پر لکھا ہے لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔

سب سے بڑی عزت والی ذات:

تو توبہ اور اتباع، ایک کام توبہ کا ہے، دوسرا کام اللہ اور رسول ﷺ کی زندگی کو اپنانے کا ہے، سب سے بڑی عزت والی ذات اللہ کے رسول کی ہے دنیا میں۔

کسی نے محل بنایا۔

کسی نے حکومتیں چلائیں۔

کوئی چاند تک پہنچا۔

کوئی مریخ تک پہنچا۔

اور اللہ کا رسول ایک ہی رات میں بیت اللہ سے بیت المقدس پہنچے۔ وہاں سے ایک قدم میں پہلا آسمان پھر دوسرا، پھر تیسرا آخری ساتوں آسمان تک پہنچے، فرشتوں سے استقبال کروایا، نبیوں سے استقبال کروایا، پھر اللہ تعالیٰ اور آپ ﷺ کے درمیان مکالمہ ہوا اپنا دیدار کرایا، ایسے نبی کو چھوڑ کر کہا جائیں؟

ایک بدو اور اس کی تین باتیں:

ایک بدو آیا، آپ ﷺ کی خدمت میں اور اس نے تین باتیں سامنے رکھیں۔

۱......تو کہتا ہے کہ ہم باپ دادا کے دین کو چھوڑ کر تیرے دین پر آجائیں۔ باپ دادوں کو چھوڑ کر تیری مان لیں، یہ ہوسکتا ہے؟

۲......دوسری کہتا ہے کہ قیصر و کسریٰ ہمارے غلام ہو جائیں گے ہمیں روٹی نہیں ملتی اور روم اور فارس کی حکومتیں ہماری غلام ہو جائیں گی، یہ کیسے ہوسکتا ہے۔

۳......تیسری کہتا ہے کہ مر جائیں گے، مٹی ہو جائے گے پھر اٹھا کر ہم کو زندہ کر دیا جائے گا، یہ بھی ہوسکتا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تجھے زندگی دے گا، تو دیکھے گا کہ سارا عرب میرا کلمہ پڑھے گا۔

تو دیکھے گا کہ قیصر و کسریٰ فتح ہوگئے۔

رہی تیسری بات قیامت کے دن والی۔

ولا حذتك بيدك هذا ولا ذكر تك بمقالتك هذا

میں قیامت کے دن تیرا ہاتھ پکڑوں گا اور تیری یہ بات تجھے یاد دلاؤں گا۔ کہنے لگا:

میں نہیں مانتا ایسی فضول باتیں، واپس چلا گیا، اس کی زندگی میں مکہ فتح ہوا، اس کی زندگی ہی میں تبوک تک اسلام پھیل گیا، مسلمان نہیں ہوا اور اس کی زندگی ہی میں قادسیہ کی لڑائی ہوئی ایران فتح ہوا اور یرموک کی لڑائی ہوئی تو روم فتح ہوا۔ تو اب وہ ڈر گیا کہ دو تو فتح ہوئے اب تیسرا بھی ہوگا تو وہ مسلمان ہو کر مدینہ میں ہجرت کر کے آگیا۔

جب مسجد میں آیا تو حضرت عمرؓ نے اُٹھ کر اس کا استقبال کیا اور اکرام کیا پھر دوسرے صحابہؓ سے فرمایا جانتے ہو یہ کون ہے؟ یہ وہ ہے جس کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن تمہارا ہاتھ پکڑ کر یاد دلاؤں گا اور قیامت کے دن جس کا ہاتھ حضور پکڑیں گے تو جنت میں پہنچانے سے پہلے کبھی نہیں چھوڑیں گے، یہ تو پکا جنتی ہے۔

تو میرے بھائیو! سب کام چھوڑ کر اللہ کے رسول ﷺ کے ہاتھ میں ہاتھ دے دو، یہ تبلیغ کا کام ہے یہ تبلیغ کی محنت ہے کہ توبہ کرلیں اور زندگی اللہ کے رسول ﷺ کی غلامی میں لے آئیں اور رسول ﷺ کی زندگی میں آسانی ہے، جھوٹ میں مصیبت اور پریشانیاں ہیں، آج توبہ کرکے جاؤ چار مہینہ لگاؤ یا نہ لگاؤ توبہ تو کرلو۔ لیکن بات یہ ہے کہ توبہ پکی تب ہوتی ہے جب آدمی ماحول چھوڑتا ہے اس کے لئے بھی نکلنا فرض ہے، یہاں توبہ پکی نہیں ہو رہی ہے ٹوٹ رہی ہے ، ادھر اللہ رحیم تو ہے لیکن ہماری توبہ مذاق نہ بن جائے۔

نیک لوگوں کی صحبت میں چلے جاؤ:

بخاری شریف کی روایت ہے کہ ننانوے قتل کرنے والے نے سوچا کہ توبہ کرلوں، کسی ان پڑھ سے پوچھا کہ توبہ کرنا چاہتا ہوں تو اس نے کہا کہ آپ کی کوئی توبہ نہیں، اس نے کہا پھر سو پورا کروں تو اس کو بھی ختم کر دیا تو سو ہو گئے، پھر کسی عالم سے پوچھا کہ میری توبہ ہو سکتی ہے؟ تو انہوں نے کہا ہاں توبہ تو ہے لیکن یہ جگہ چھوڑ کر کہیں نیک لوگوں کی صحبت میں چلے جاؤ۔

اب مصیبت یہ ہے کہ نیک لوگوں کی بستی کہاں ہے؟ یہاں چاروں طرف گندگی گند ہے تو اللہ نے اس وقت ہمیں ایک ماحول دیا ہے، دس بارہ آدمی ایک ایمانی فضا بنا کے چل رہے

ہوتے ہیں اس کے اندر جو چلا جاتا ہے تو ایک ایسی فضا میں آ جاتا ہے ان کے اعمال اگرچہ کمزور ہوتے ہیں اس کے اندر آہستہ آہستہ ان کے دل و دماغ میں توبہ کی طاقت پیدا کر دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے چلتا پھرتا ماحول ہمیں عطا فرما دیا ہے۔

ماحول کا اثر:

دو سال پہلے ہم امریکہ گئے تو ہندوستان کے حیدر آباد کے امیر الدین ہمارے ساتھ تھے وہ گشت میں گئے۔ وہاں ایک عرب مسلمان کا کلب تھا شراب کا، جب وہ ان کو دعوت دینے گئے تو وہ سب شراب میں مست تھے اور ایک لڑکی اسٹیج پر ننگی ناچ رہی تھی اور ایک لڑکا ڈرم بجا رہا تھا۔

جب انہوں نے ان سب کو اکٹھا کر کے دعوت دینا شروع کی تو وہ لڑکی ان کے پیچھے آ کر کھڑی ہو کے سننے لگی کہ یہ لوگ تو سب نشے میں تھے ان کو کیا سمجھ آئے، جو لڑکی پیچھے کھڑی تھی اس نے کہا جو بات آپ ان کو سمجھا رہے ہیں مجھے سمجھا دو، میری سمجھ میں آ رہی ہے۔ یہ لوگ منہ نیچے طرف کر کے اس کو سمجھانے لگے تو اس نے کہا ٹھیک ہے آپ کی بات، آپ مجھے مسلمان بنائیں، میں مسلمان ہونا چاہتی ہوں، وہ جو ڈرم بجا رہا تھا وہ اس لڑکی کا خاوند تھا وہ بھی مسلمان ہو گیا۔ میاں بیوی دونوں مسلمان ہو گئے انہوں نے اس سے کہا بیٹی کپڑے پہن کر آ، وہ کپڑے پہن کر آئی، تین چار دن جماعت وہاں تھی۔ ان سے کہا کہ سنتی رہو، پھر سنتی رہو، تو وہ آتی رہی، سنتی رہی تو اب انہوں نے اس سے کہا جب کبھی ضرورت پڑے تو اس فون پر بات کر لینا تو وہ مہینہ یا کتنا عرصہ گزرا تو اس لڑکی کا فون آیا کہ آپ مجھے پہچانتے ہیں کرنل صاحب، انہوں نے کہا جی ہاں آپ وہی رقاصہ لڑکی ہیں جس کو میں نے دو مہینے پہلے کلب میں دیکھا تھا۔ اس لڑکی نے کہا جب آپ کو اللہ تعالیٰ نے میری زندگی کو بدلنے کا ذریعہ بنایا، جب آپ نے ہمیں دعوت دی ہم مسلمان ہوئے اس وقت ہم میاں بیوی صرف ایک رات میں پانچ سو ڈالر کما لیا کرتے تھے، جب آپ نے مجھے مسلمان بنا دیا تو پتہ چلا کہ عورت کیلئے کمانا ٹھیک نہیں ہے تو میں نے اپنے خاوند سے کہا کہ آپ جائیے کما کے لے آیئے۔ میں گھر میں بیٹھی ہوں، خاوند کو کوئی کام نہیں آتا تھا اس نے مزدوری شروع کر دی تو اب ان کو ایک دن میں صرف چالیس ڈالر ملتے ہیں۔ امریکہ میں پانچ سو ڈالر سے چالیس ڈالر میں آ جانا خودکشی کے برابر ہے، ہم نے گھر بیچا، گاڑی بیچی، ایک چھوٹا سا فلیٹ ہے جس میں ہم دونوں میاں بیوی رہتے ہیں اور آپ نے ہم سے کہا تھا کہ ہم

دونوں اپنے رشتے داروں میں جا کے دعوت دیتے ہیں۔ ہماری گاڑیاں تو نہیں ہیں، ہم بسوں میں سفر کرتے ہیں، آج ہم جا رہے ہیں میرے ہاتھ میں ایک ڈنڈا تھا اس کو پکڑا ہوا تھا تو جب بس کو جھٹکا آیا تو میرے بازو کا جو کرتا ہے یا تنا پیچھے چلا گیا کہ بازو کا چوتھائی حصہ ننگا ہو گیا، کیا اس پر میں دوزخ میں تو نہیں جاؤں گی؟

ٹیلی فون پر رونا شروع کر دیا۔ چند دن پہلے یہ لڑکی اسٹیج پر ناچ رہی تھی پھر اتنے دن بعد اس کے بازو کا تھوڑا سا حصہ ننگا ہونے پر وہ رو رہی ہے کہ اس سے میں دوزخ میں تو نہیں جاؤں گی؟ یہ ماحول ہے، ماحول نے ایسی فاحشہ عورتوں کو اتنے تقویٰ پر پہنچا دیا۔

جب ماحول نہیں تو ہماری بیٹیاں، ان کے بازو ننگے ہوتے جا رہے ہیں، اور اسٹیج پر ناچنے والی اتنے سے بازو ننگے ہونے پر رو رہی ہے کہ اس سے میں دوزخ میں تو نہیں چلی جاؤں گی۔ توبہ کی پختگی کے لئے اللہ کے راستے میں نکلنا یہ بہت بڑا ذریعہ ہے تو اس عالم نے کہا بیٹا بستی چھوڑ دو۔ اس نے کہا بخشش ہو جائے گی تو میں تیار ہوں۔ چل پڑے تو راستے میں موت آ گئی اور سفر تھوڑا طے ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لئے نمونہ بنانا تھا تو دو فرشتے آ گئے جنت کے بھی اور دوزخ کے بھی۔ دوزخ والا کہتا ہے یہ ہمارا ہے اور جنت والا کہتا ہے یہ ہمارا ہے ۔جنت والے کہتے ہیں اس نے توبہ کر لی ہے۔ دوزخ والے کہتے ہیں توبہ پوری ہی نہیں ہوئی، وہاں جا کے پوری ہونی تھی تو اللہ تعالیٰ نے تیسرا فرشتہ بھیجا۔ اس نے کہا اس کے سفر کی مسافت کو ناپو، اگر یہ یہاں سے گھر کے قریب ہے تو دوزخی اور اگر نیک لوگوں کی بستی قریب ہے تو جنتی، جب فاصلہ ناپنے لگے تو نیک لوگوں کی بستی کا فاصلہ زیادہ تھا اور اپنی بستی کا فاصلہ تھوڑا تھا تو اللہ تعالیٰ نے گھر کی طرف والی زمین سے کہا پھیل جاؤ اور بستی والی زمین سے کہا سکڑ جاؤ تو وہ پھیلتی گئی اور یہ سکڑتی گئی۔

میرے بھائیو! اگر دکانوں کو بند کر کے نکلنا پڑے تو بند کر کے نکل جاؤ، اللہ کی قسم اللہ دکانوں کے بغیر پال سکتا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم
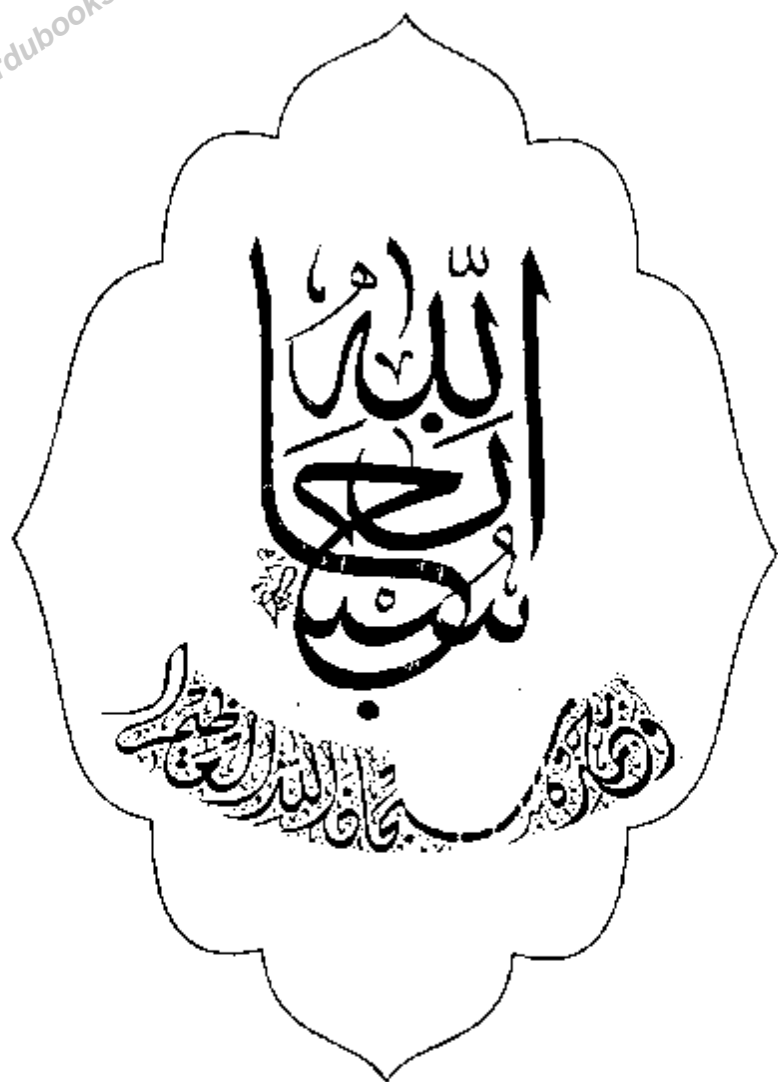
قدرت کے رنگ نرالے

حضرت مولانا محمد طارق جمیل صاحب مدظلہ

قدرت کے رنگ نرالے

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۙ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ ۝ (سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۷۲)

امانت الٰہی و انسان:

محترم بھائیو اللہ فرماتے ہیں ہم نے اپنی امانت کو آسمانوں کو پیش کیا انہوں نے انکار کردیا۔ پھر زمین پر پیش کیا اس نے انکار کردیا۔ پھر پہاڑوں پر پیش کیا، ان سب نے معذرت کردی کہ اے اللہ ہماری یہ ہمت نہیں کہ ہم اسے اٹھا سکیں۔ کہا حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ انسان نے اس بوجھ کو اٹھالیا۔ میرے بھائیو! فرشتے انسانوں سے بہت اوپر ہیں، کوئی گناہ نہیں کرتے، اللہ کی خلافت کا تاج انکے سر پر نہیں۔ خلافت کا تاج انسان کے سر پر ہے۔ جس کے گناہ زیادہ ہیں، نیکیاں تھوڑی ہیں، کمیاں زیادہ ہیں، خوبیاں تھوڑی ہیں۔ خلافت کا حقدار اسے بنایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں امتحان میں ڈالا ہے۔

قدرت کے کرشمے:

آپ غور فرمائیں کائنات کی ہر چیز کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم میں اس طرح جکڑا ہوا ہے کہ ذرہ بھی ادھر اُدھر نہیں ہوسکتی۔ سارا جہان ساری کائنات جو ہم دیکھ رہے ہیں اور جو ہماری نظروں سے اوجھل ہے۔ اس سب پر اللہ کا قبضہ ہے۔

وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ بِیَمِیْنِهٖ
(سورۃ زمر آیت نمبر ۶۷)

دوسری آیت يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا (سورۃ فاطر آیت نمبر ۴۱) آسمان کو زمین کو اللہ نے تھاما ہوا ہے پھر آسمان کتنی بڑی مخلوق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ (سورۃ النازعات آیت نمبر ۲۷) تم زیادہ مشکل اور سخت مخلوق ہو یا آسمان۔ آسمان سیدھا کھڑا کیا ہوا ہے تو ہمیں بھی سیدھا کھڑا کر سکتا ہے۔ آسمان میں جھول کوئی نہیں عقل مند غور کریں تمہیں اس میں کوئی کمی نظر آتی ہے۔ مَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ کوئی اس میں شگاف نظر آتا ہے سارے جہان کو رَفَعَ السَّمٰوٰتِ آسمان بلند کئے۔ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا زمین کو بچھایا۔ وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا پہاڑوں کو گاڑا، هُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ سمندروں کو تابع کیا سَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ، دریاؤں کا نظام چلایا۔ يُرْسِلَ الرِّيٰحَ مُبَشِّرٰتٍ پھر ہواؤں کو چلایا، کبھی عٰصِفٰتٍ کبھی مُرْسَلٰتٍ کبھی عَقِيْمٍ اور کبھی رِيَاحٍ اور کبھی رِيْحٍ کبھی عذاب کی ہوا چلائی اور رحمت کی عٰصِفٰتِ عَصْفًا یہ عذاب کی ہوائیں ہیں اور مُرْسَلٰتٍ مُبَشِّرٰتٍ یہ رحمت کی ہوائیں ہیں۔ تو ہواؤں کے نظام پر قبضہ پھر ساری کائنات پر ہونے والے درخت ان کے پتے اگی چھال، ان کی کھال ان کے اندر سارے نظام پر اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے انگور پر آم لٹکا ہوا دیکھا تو لوگ کہیں کیا قدرت ہے، آم کے درخت پہ آم لگنا بھی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی قدرت ہے۔ ہمیں ایک چھوٹی سی بیل پر کریلا نظر آتا ہے چونکہ ہمیں عادت ہو گئی ہے ہم کہتے ہیں ٹھیک ہے۔ یہ کتنی بڑی قدرت ہے کہ ایک زمین ہے کوئی ذائقہ نہیں، ایک پانی ہے کوئی رنگ نہیں، اور ایک ہی کھاد ہے جو ویسے ہی یا تو گوبر ہوتی ہے یا مصنوعی ہوتی ہے، زمین کا رنگ کوئی نہیں، کھاد کا ذائقہ کوئی نہیں پانی کا ذائقہ کوئی نہیں، ہم صرف بیج ڈالتے ہیں۔ وہ آسمان پہ بیٹھ کر تربوز کو سرخ بناتا ہے۔ خربوزے کو سفید بناتا ہے، کریلے کو کڑوا بناتا ہے، گاجر کو میٹھا بناتا ہے، کسی کو زمین کے اندر اگاتا ہے کسی کو زمین کے اوپر پھیلاتا ہے۔ اس میں رنگ بھرتا ہے۔ اس میں ذائقے بھرتا ہے، اس میں خوشبوئیں بھرتا ہے، یہ سائنسدان اور زمیندار وں کچھ نہیں کر رہے وہ اتنا کر رہے ہیں کہ بیج ڈالا اور بس...... اگلا کام اس کائنات بنانے والے کا چلتا ہے۔:

مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا (سورۃ النمل آیت نمبر ۶۰) وہ اللہ خود اپنا نظام بتاتے ہیں اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا میں پانی برساتا ہوں ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا پھر زمین کو پھاڑتا

ہے ۔ فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا (سورۃ عبس آیت نمبر ۲۸) پھر اس میں پھل نکالتا ہوں، غلے نکالتا ہوں، پھول نکالتا ہوں، زیتون نکالتا ہوں، گندم نکالتا ہوں، باغات نکالتا ہوں۔

انسان کیلئے ساری کائنات ہے:

مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ تمہارے لئے تمہارے جانوروں کیلئے چارہ نکالتا ہوں۔ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا زمین بچھائی، وَالْجِبَالَ اَرْسٰهَا پہاڑ لگائے اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰهَا پانی اور چارہ نکالا، وَالْجِبَالَ اَرْسٰهَا پہاڑوں کو گاڑ کر کیل بنایا بھائی! یہ سارا کا سارا نظام کیوں چلایا مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ تمہارے لئے تمہارے جانوروں کیلئے هُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ (سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۳۲) سمندر قابو کر لئے ایک موج چھوڑ دیتا تو ساری زمین غرق ہو جاتی۔ تین حصے پانی ہے، ایک حصہ زمین ہے، مسخر کر دیئے، پھر اس نے کہا لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا (سورۃ نحل) موتی نکال کر پہنو، وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ کشتیاں چلاؤ، تجارت کرو۔ کشتیاں نہ ہوں تو کائنات میں دنیا میں تجارت نہیں ہو سکتی تھی۔ عالمی تجارت ہے ہی سمندر کے راستے سے۔ تو سارے نظام کو اللہ انسان کے گرد گھما رہا ہے، کیونکہ اس کو خلیفہ بنایا ہے۔

اللہ پاک کا نظام رات و دن میں:

پھر رات کا نظام آ رہا ہے پھر دن آ رہا ہے يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ، رات لمبی ہو گئی اب ہم سو رہے ہیں۔ يُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ، دن لمبے ہوتے چلے جاتے ہیں اَلشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا، سورج کو اپنے نظام پر، وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ چاند کا اپنا نظام ہے پھر ان دونوں میں ٹکراؤ نہیں لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ (سورۃ یاسین آیت نمبر ۴۰) دن رات نہیں ٹکراتے، سورج چاند نہیں ٹکراتے۔ یہ سارے اپنے نظام پر چل رہے ہیں۔ اگر اللہ درہم برہم کر دے تو کائنات تباہ و برباد ہو جائے۔ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ اَفَلَا

تَسْمَعُوْنَ (سورۃ القصص آیت نمبر ۷۱)

تم مجھے بتاؤ اگر میں اسی رات کو کھڑا کردوں سورج کو نکلنے نہ دوں، تو میرے علاوہ کوئی ہے جو دن نکال کر دکھا سکے، اور دن نہ آئے تو زندگی ختم ہو جائے۔ سورج کی حرارت پر تو زندگی ہے۔ سورج کو روک دے، رات کو کھڑا کردے تو کون زندگی کو قائم کر سکتا ہے۔ پھر اس کا عکس۔ قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰہُ عَلَیْکُمُ النَّھَارَ سَرْمَدًا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ مَنْ اِلٰہٌ غَیْرُ اللّٰہِ یَاْتِیْکُمْ بِلَیْلٍ تَسْکُنُوْنَ فِیْہِ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (سورۃ القصص آیت نمبر ۷۲)

اگر میں تم پر دن کو کھڑا کردوں، رات کو آنے نہ دوں تو میرے علاوہ کون ہے جو تمہارے لئے رات لا سکے۔ کچھ تو تمہیں غور کرنا چاہیے۔

اللہ پاک کا نظام زمین میں:

پھر ایک اور نظام میں غور فرمائیں۔ زمین چوبیس ہزار کلومیٹر کے دائرے میں ہے گیند ہے چوبیس ہزار کلومیٹر۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی رفتار ہزار میل فی گھنٹہ بنائی ہے ہزار میل فی گھنٹہ کے اعتبار سے گھومتی ہے۔ تو چوبیس گھنٹے میں اپنا چکر پورا کرتی ہے۔ اس میں آدھا وقت رات ہو جاتا ہے، آدھا وقت دن ہو جاتا ہے۔ اسکی رفتار ہم نے تو فکس کی۔ نہ یہ کسی سائنسدان نے فکس کی ہے۔ اللہ نے ہی فکس کی ہے۔ اللہ ہی ایکسی لیٹر بڑھادے اور ہزار سے دو ہزار میل فی گھنٹہ کردے تو چھ گھنٹے کا دن ہو جائے گا اور چھ گھنٹے کی رات ہو جائے گی۔ نہ ہم کام کر سکیں گے نہ ہم آرام کر سکیں گے۔ اللہ ایکسی لیٹر سے پیر ہٹالے اور اس کی رفتار کو کم کر کے پانچ سو میل فی گھنٹہ کردے تو چوبیس گھنٹے کا دن ہو جائے اور چوبیس گھنٹے کی رات ہو جائے گی۔ کام کرتے کرتے کمر ٹوٹے گی اور لیٹے لیٹے بھی کمر ٹوٹے گی نہ رات گزرنے کو آئے گی نہ دن گزرنے کو آئے گا، یہ اس مالک الملک کا نظام ہے جو انسان کے گرد گھمایا ہے کہ یہ بارہ گھنٹے کا دن اور بارہ گھنٹے کی رات اس میں اسکا نظام چل سکتا ہے۔ اللہ نے زمین کو ایک حکم دیا ہے کہ عاجزی سے چلو۔

ھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا ○ (سورۃ الملک) اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِھٰدًا اور وَاِلَی الْاَرْضِ کَیْفَ سُطِحَتْ ○ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰھَا ○ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِکَ

دَحٰهَا ۝ أَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا وَجَعَلَ خِلَالَهَا أَنْهَارًا وَجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ (سورۃ العنکبوت آیت نمبر ۶۱)

یہ اللہ تعالیٰ کی صرف زمین پر قدرت ان ساری آیات میں ہے۔ زمین کے ذریعے سے ہم پر کیا رحم کر رہا ہے، وہ ہمیں بتا رہا ہے۔ میں نے تمہارے لئے زمین بچھونا بنائی۔ قرار بنایا، رہنے کی جگہ بنائی، ٹھہرنے کی جگہ بنائی۔ اس کو ایک نظام کے تحت تمہارے لئے مسخر فرمایا، کوئی اور بھی ہے جو میرے علاوہ کر سکے أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ کوئی اور ہے جو تمہارے لئے سارا نظام چلا سکے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک اور حرکت پیدا کی۔ یہ جب گھومتی ہے تو ساتھ ساتھ رقص بھی کرتی ہے۔ جھومتی بھی ہے اور گھومتی بھی تو گھومتے گھومتے ادھر جاتی ہے تئیس ڈگری پر یہاں آتی ہے۔ اور آج تک اس کو چوبیس ڈگری پر نہیں دیکھا گیا، تئیس پر نہیں دیکھا گیا، انیس پر نہیں دیکھا گیا۔ تئیس پر آ کر اس نے یوں آنا ہے پھر تئیس پر یہ یوں جائے گی۔ اگر اللہ تعالیٰ اسکے جھومنے کو ایک سیکنڈ بند کر دے تو زمین پر موسم ختم ہو جائیں گے۔ موسم سردی، گرمی، خزاں، بہار، یہ ختم ہو جائیں گے۔

اور نارتھ اور ساؤتھ پول کی جو برف ہے وہاں سے جب ہوائیں چلیں گی تو سارے جہاں پر برف چھا جائے گی۔ اور جب وہ ہوائیں بند ہوں گی تو سورج کی آگ ہمیں تڑپا کے رکھ دے گی تو ساری کائنات یا جل جائے گی یا ٹھٹھری جائے گی اسے حرکت دینے میں نہ پولیس والوں کی کوئی طاقت خرچ ہو رہی ہے، نہ فوج والوں کی کوئی طاقت خرچ ہو رہی ہے نہ سائنسدانوں کی کوئی طاقت استعمال ہو رہی ہے، اللہ ہے جو اپنی طاقت سے یہ سارا نظام سیٹ کر کے چلا رہا ہے۔ پھر اللہ نے زمین میں کشش رکھی ہے کہ چیزوں کو کھینچتی ہے۔ اور پر ہوا کا غلاف ہے یا پانچ سو میل لمبا۔

اللہ پاک کا نظام ستاروں میں:

کبھی آپ نے رات کو ستارے ٹوٹتے دیکھے ہوں گے یہ وہ شیلنگ ہے اگر اللہ تعالیٰ اس کو ہوا میں نہ جلاتا تو ہر سیکنڈ میں لاکھوں بم پر زمین پہ گر رہے ہوتے جن کی رفتار بندوق کی گولی سے نوے گنا زیادہ ہوتی ہے۔ چالیس میل فی سیکنڈ ان کی رفتار ہوتی ہے جو آپ

سمجھتے ہیں ستارے ٹوٹ رہے ہیں۔ یہ ستارے نہیں ہیں، یہ فضا میں بکھرے ہوئے وہ ٹکڑے ہیں جو بڑے بڑے ستاروں سے جھٹکے سے ٹوٹتے ہیں پھر چھوٹے چھوٹے ہوا کی فضا میں بکھرتے ہیں وہ چلتے چلتے جب زمین کے غلاف میں داخل ہوتے ہیں تو ان کی رفتار اللہ تعالیٰ اتنی تیز فرما دیتا ہے جو چالیس میل فی سیکنڈ پہ آجاتے ہیں اوپر جو غلاف ہے اتنا کثیف ہے اتنا موٹا ہے کہ وہ اس کے ساتھ رگڑ کھاتے ہیں رگڑ کھا کر چمکتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں وہ شیطان کو مارا جاتا ہے وہ پتھر جو ہوتے ہیں اپنی رگڑ سے رفتار کی تیزی سے ہوا کی رگڑ سے جل کر وہیں فضا میں راکھ ہو جاتے ہیں۔ اللہ اگر دو کام کردے کہ اوپر والی جو ہوا کا غلاف دبیز ہے اسے پتلا کر دے اور اس کی رفتار کو سست کر دے تو روزانہ اسلام آباد پر ہی نہیں سارے امریکہ یورپ ایشیا ہر وقت بم باری ہو رہی ہو گی نہ گھر سلامت رہیں گے نہ جان سلامت رہے گی۔ کیسا نظام چلایا۔

وَّ جَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا (سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۳۲)

ہم نے تمہارے اوپر محفوظ چھت کو قائم کر دیا۔

اللہ پاک کا نظام سورج میں:

سورج ایک سیکنڈ میں جتنی آگ پھینکتا ہے دس لاکھ ایٹم بم زمین پھینک رہا ہے اور جب سے چل رہا ہے پھینک رہا ہے۔ وَّجَعَلْنَا فِيْهَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا (سورۃ النبا، پارہ نمبر ۳۰ آیت نمبر ۱۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے دہکتا ہوا چراغ انگارا تمہارے سروں کے اوپر جلا دیا اور اس میں جو آگ نکلتی ہے اس کے بیس کروڑ حصے کئے جائیں تو بیس کا کروڑواں حصہ اسلام آباد میں آرہا ہے۔ باقی انیس سو کروڑ ننانوے لاکھ ننانوے ہزار نو سو ننانوے حصے اللہ فضا میں جلا رہا ہے اور ختم کر رہا ہے۔

اگر اللہ صرف بیس کروڑ ایک کی بجائے دو حصے ڈالنا شروع کر دے، تین حصے ڈالنا شروع کر دے تو ساری کائنات جل کر راکھ ہو جائے گی۔ یہ وہ اللہ تعالیٰ کا نظام ہے جو فرعون کیلئے بھی چل رہا ہے موسیٰ علیہ السلام کیلئے بھی چل رہا ہے۔ پولیس والوں کے لئے بھی چل رہا ہے فوج والوں کیلئے بھی چل رہا ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ نے کوئی بخل نہیں کیا۔

اللہ پاک کا انسان سے مطالبہ:

اور یہ سارے انعامات دے کر اللہ ہم سے صرف ایک مطالبہ کرتا ہے کہ اپنے جسم و جان کو میری مرضی کے مطابق استعمال کرو اپنی مرضی کے مطابق استعمال مت کرو۔

اللہ پاک کا نظام ہوا میں:

تو میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس ہوا کے غلاف کو اٹھا دے کیسے اٹھائے زمین کو سکیٹر دے ، زمین سکڑ جائے تو اسکی کشش گھٹ جائے گی، کشش گھٹے گی تو ہوا میں اڑ جائے گی، گھٹے گی تو ہوا میں اڑ جائے گی۔ ہوا میں اڑے گی تو اسلام آباد بھی اڑ جائے گا اور پولیس بھی اڑ جائے گی کبھی آپ نے دیکھا ہے کہ بچے گیس والے غبارے لے کر چل رہے ہوتے ہیں۔ تاں۔ وہ ہاتھ سے چھوٹ جائے تو یوں فضا میں اڑ جاتا ہے۔ ہم پورے گھروں، بنگلوں، گاڑیوں سمیت ہوا میں اڑ جائیں گے زمین پر ہم ٹک نہیں سکتے۔ ہوا کے پریشر نے زمین کی کشش نے ہمیں زمین پر بیٹھایا ہوا ہے۔ ایک دفعہ میں لیٹا ہوا تھا دیکھا چھپکلی اوپر جا رہی تھی میں نے کہا اے اللہ تیری کیسی قدرت ہے کہ یہ الٹی چل رہی ہے تھوڑی دیر کے بعد خیال آیا کہ ہم تو الٹے بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ زمین ہے اور یہ پاؤں ہیں اور سر فضا میں ہے ہم سارے کے سارے الٹے چپکے ہوئے ہیں۔ الٹے چل رہے ہیں۔ کبھی چھپکلی بھی الٹی چل رہی ہے گرتی بھی نہیں ہاں ہم پچاس سال سے الٹے چل رہے ہیں کبھی گرے ہیں۔

اللہ پاک کی بڑائی:

اللہ اگر ایک کام کر دے ہوا کو کہہ دے واپس آ جا۔ ہوا واپس آ جائے یوں جائیں جیسے غبارہ ہوا میں اڑتا ہے یہ اللہ کی وہ نشانیاں ہیں۔

سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ

(سورۃ السجدہ آیت نمبر ۵۳)

ہم تمہیں اپنی نشانیاں دکھائیں گے جس سے تمہیں ہماری قدرت نظر آئے گی اور

ہماری طاقت نظر آئے گی وہ ذات حق ذات ہے جس کے ہاتھ میں ساری کائنات ہے۔ ولاَ شَرِیْکَ لَہٗ شرک سے پاک ہے لاَ وَزِیْرَ لَہٗ وزیر اس کا کوئی نہیں۔ لاَ مُشِیْرَ لَہٗ مشیر اس کا کوئی نہیں۔ لاَ مِثْلَ لَہٗ مثل اس کا کوئی نہیں لاَ نِدَّ لَہٗ مقابل اسکا کوئی نہیں لاَ مِثَالَ لَہٗ مشابہ اسکا کوئی نہیں۔ لاَ شَبِیْہَ لَہٗ اس جیسا کائنات میں کوئی نہیں اَلْمَلِکُ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ اَلْفَرْدُ لاَ نِدَّ لَہٗ اَلْعَلِیُّ لاَ شَبِیْہَ لَہٗ اَلْغَنِیُّ لاَ وَلِیَّ لَہٗ

یہ سارے حدیث پاک کے الفاظ ہیں جو میں نے بولے ہیں کہ وہ غنی ہے مددگار کوئی نہیں، اکیلا ہے شریک کوئی نہیں، وہ بلند ہے اس کا ہمسر کوئی نہیں، ایک آیت بڑی عجیب اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں کہی ہے۔ هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا کیا کہہ رہے ہیں اللہ تعالیٰ اے میرے بندو میرے علم میں کوئی نہیں کہ کوئی میرا جیسا ہے تمہیں کوئی پتہ ہے تو تم بتادو هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا تمہیں پتہ ہے کہ کوئی میرے جیسا ہے تو بتاؤ تا کہ پھر مقابلہ ہو جائے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ جو ساری کائنات کو بنانے والا ہے اور بنانے میں اکیلا ہے، کوئی اس کا شریک نہیں چلانے میں اکیلا ہے۔

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ (سورۃ حم سجدہ آیت نمبر۵)

نظام چلاتا ہے۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ خالق خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ آسمان وَمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ
(سورۃ الطلاق آیت نمبر۱۲)

خالق مدبر اور کائنات میں وہ جو چاہے کر کے دکھلائے وہ نہیں ہوتا جو پولیس والے چاہتے ہیں وہ نہیں ہوتا جو فوج والے چاہتے ہیں، وہ نہیں ہوتا جو پاکستان، امریکہ والے چاہتے ہیں اس کائنات میں وہ ہوتا ہے جو اللہ پاک چاہتا ہے۔

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ يَهْدِیْ مَنْ يَّشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ عزت وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ذلت وَيَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ کشادگی وَيَقْدِرُ تنگی، اَمَاتَ موت اَحْيَا زندگی اَضْحَکَ خوشی وَاَبْکٰی غم خوشی، غم زندگی، موت عزت ذلت، عروج، زوال یہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں میرے ارادے سے ہوتا ہے تمہارے ارادے سے نہیں ہوتا۔

اللہ پاک کا نظام انسان کے جسم میں:

میرے بھائیو! جس رب العزت نے اتنا بڑا نظام ہمارے لئے چلایا ہے اچھا یہ تو باہر کا نظام ہے۔ یہ کتنی بڑی قدرت ہے۔ کہ میرے خیالات آواز کی شکل میں بدلتے ہیں وہ آواز الفاظ کی شکل اختیار کرتی ہے پھر ان الفاظ کو ہوا آپ کے کانوں تک پہنچاتی ہے اور خیالات آپ سمجھنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ یہ کتنی بڑی اللہ کی قدرت ہے۔ یہ جو گوشت کا لوتھڑا ہے جو ہلتا ہے اور پیچھے خیالات جو آگے آتے ہیں زبان پہ آتے ہیں تو الفاظ کا روپ دھارتے ہیں۔ آواز کی شکل الفاظ میں بدلتی ہے اور اگر درمیان میں ہوا نہ ہو تو میں چلاتا رہا ہوں آپ ایک لفظ بھی نہیں سن رہے ہوں گے۔ ہوا ہمارے پیغام کو آپ تک پہنچاتی ہے۔ پھر وہ الفاظ مفہوم لے کر آپ کے دماغ میں چلے جاتے ہیں۔ یہ کتنی بڑی اللہ کی قدرت ہے زبان سے بولنا ہوتا ہے تو ذرا فقرہ بولتا ہے جس کی اتنی لمبی زبان ہے۔ اللہ اتنی چھوٹی سی زبان کو الفاظ سے مزین کر کے فرمار ہے ہیں۔

پھر ہمارے الفاظ ایک ایک کان میں ایک لاکھ ٹیلی فون لگے ہوئے ہیں ایک لاکھ پردے یوں سمجھو ایک لاکھ ادھر اور ایک ادھر آپ پولیس والے بھی اگر ٹیلی فون کا بل نہیں دیں تو محکمہ والے کاٹ کے چلے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ نے دو لاکھ ٹیلی فون لگائے ہیں کوئی بل نہیں لیا نہ کبھی مانگا ہے صرف ایک بل مانگا ہوا وہ کوئی بھی نہیں دیتا لایا ماشاء اللہ کہا اے میرے بندے ان کانوں سے گانے نہ سنا کر، گالی نہ سنا کر، اپنی دنیا کی ضرورت کی سن اپنی ضروریات زندگی کی سن، قرآن سن، اچھی باتیں سن، پر کسی کی گالی نہ سن، کسی کا گلہ نہ سن، کسی کی غیبت نہ سن، گانا بجانا نہ سن، ریڈیو کا گانا نہ سن، میرا اتنا ہی بل ہے۔ آپ کا تو ٹیلی فون گورنمنٹ کاٹ جائے تو ادھر دو لاکھ ٹیلی فون ہیں۔ مگر بل دینے والے کوئی لاکھوں میں نظر نہیں آتے، پھر بھی اللہ کا کنکشن جاری ہے۔ ٹھیک ہے۔ بھائی چلنے دو کبھی تو توبہ کرے گا۔

پھر ہماری آنکھیں دو ہیں۔ اس ایک آنکھ میں تیرہ کروڑ بلب لگے ہوئے ہیں تو تیرہ کروڑ جو جلتے بجھتے ہیں جو آپ کو رنگ بتاتے ہیں۔ اگر آپ کو روشنیاں بتاتے ہیں اگر وہ چھ لاکھ اللہ بجھا دے تو سفید کالے پیلے سب ختم ہو جائیں گے۔ ہر چیز سفید نظر آئے گی اور

چند بلب ایسے ہیں وہ اللہ تعالیٰ بجھا دے تو فاصلے کی سمجھ ختم ہو جائے گی کہ آپ مجھ سے کتنے فاصلے پر بیٹھے ہوئے ہیں۔

نظر تو آئے گا مگر جج منٹ ختم ہو جائے گی۔ روز ٹکر روز ٹکر اؤ جی میں تو سمجھا میں قریب سے گزر رہا ہوں یہ نہیں پتہ اوپر ہی چڑھ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان بلبوں کو بجھا دے تو فاصلے کا ناپنا ختم ہو جائے گا چند بلب اور ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بجھا دے تو سائز کا پتہ نہیں چلے گا کہ یہ دو فٹ لمبا ہے یا دو فٹ چوڑا ہے۔ اسکی تمیز اللہ تعالیٰ ختم کر دے گا۔ اور سارے ہی بجھا دے تو اندھا ہی ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے تیرہ کروڑ بلب لگا کر ان کا صرف ایک عمل مانگا ہے ۔صرف ایک عمل یَا ابْنِ آدَمَ جَعَلْتُ لَکَ عَیْنَیْنِ تجھے دو آنکھیں دی ہیں۔ وَجَعَلْتُ لَهُمَا الْغِطٰی اس پر پردہ لگایا ہے۔ فَانْظُرْ بِعَیْنَیْهِ کَمَا اَحْلَلْتَهُ لَکَ اپنی آنکھوں وہ دیکھ جو میں نے تیرے لئے حلال کر دیا ہے۔ حلال دیکھو۔ حرام کیا ہے وہ سب کو پتہ ہے اور اگر تیرے سامنے وہ شکل آئے جس کا دیکھنا میں روک چکا ہوں جس کا دیکھنا میں حیا قرار دے چکا ہوں تو یہ پردہ (یعنی پلکیں جھکا لیا کر)، فرمایا میرا اور کوئی عمل نہیں اور کتنے ہیں جو عمل دیتے ہیں۔ اگلی بات یَا ابْنِ آدَمَ جَعَلْتُ لَکَ فَرْجًا وَجَعَلْتُهُ سِتْرًا میں نے تیرے اندر شہوت رکھی ہے۔ اور اس کے ساتھ حیا کا پردہ بھی رکھا ہے۔ اپنی شہوت کو وہاں استعمال کر جہاں میں نے حلال قرار دیا ہے۔ اگر کوئی حرام چیز کی طرف شیطان دعوت دے تو حیا کے پر دے کو گرا، اگر تو حیا نہیں کرے گا تو اور کون کرے گا۔

پھر تیسری چیز جَعَلْتُ لَکَ لِسَانًا وَجَعَلْتُهُ بَابًا تجھے زبان دی ہے زبان پر دو دروازے لگائے ہیں۔ ایک تو یہ بولنے کا کام دیتی ہے اور ایک یہ ذائقے بتاتی ہے۔ زبان میں تین ہزار خانے ہیں چھوٹے چھوٹے۔ آپ میٹھا کھائیں گے تو بتائیں گے جناب ایس پی صاحب آپ میٹھا کھا رہے ہیں۔ آپ نمکین کھائیں گے تو بتائیں گے کہ جناب انسپکٹر صاحب آپ نمکین کھا رہے ہیں۔ آپ ٹھنڈا کھائیں گے تو آپ ٹھنڈا کھا رہے ہیں۔ اور آپ کڑوا کھائیں گے تو بتائیں گے فوراً بتائیں گے کہ آپ کڑوا کھا رہے ہیں۔ اگر اللہ ان خانوں کو بند کر دے تو پتھر کھلا دو اور گوشت کھلا دو برابر ہے میٹھا کھلا دو، کڑوا کھلا دو تو برابر ہے اور اسے دوا کھلا دو مٹی کھلا دو برابر ہے ان ذائقوں کو کھولتے رہنا اور پھر ساتھ ساتھ بولنے کی

طاقت دیتے رہنا کتنا عظیم کارنامہ ہے۔ حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے خطیب گزرے ہیں آٹھ آٹھ گھنٹے ساری ساری رات بولا کرتے تھے ایک ایک ڈیڑھ ڈیڑھ لاکھ کے مجمع تک بغیر لاؤڈ سپیکر کے ان کی آواز جاتی تھی۔۔ آخری عمر میں صرف زبان پر فالج ہوا پھر وہ آہستہ آہستہ ٹھیک ہوئی تو لڑکھڑانے لگی۔ ایک دن کہنے لگے اللہ نے مجھے بتایا ہے کہ عطاء اللہ میں بلواتا تھا تو نہیں بولتا تھا۔ تو اپنی طاقت سے بولتا تھا تو اب بول کے دکھا۔ بلوانے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ تو کیا کہا تجھے زبان دی ہے اس پہ دروازہ لگایا مَا نَطَقَ بِلِسَانِكَ مَا اَحْلَلْتُهُ لَكَ اپنی زبان سے وہ بول جو میں نے تجھے اجازت دی ہے۔ اب اگر آپ کو غصہ چڑھ گیا تو پکڑ لیا اور گالی دینے لگی جیسے عام طور پر سپاہیوں کی عادت ہے۔ سپاہی کیا سارے ہی سارے ہی تاجروں کے چھوٹے چھوٹے بچے گالی دیتے پھرتے ہیں آپ کا ہے ہی نہیں سب کا یہی حال ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے۔ وَاِذَا تَسَابَّتْ اُمَّتِي سَقَطَتْ مِنْ عَيْنِ اللهِ جب میری امت میں گالی گلوچ عام ہو جائے گی تو اللہ کی نظر سے گر جائے گی۔ افسر کی نظر سے گر جائیں تو کتنا برا حال ہوگا۔ تو کیا کہا اللہ پاک نے جب تیری زبان پر کوئی غلط بول آنے لگے تو اپنی زبان کو بند کر دے۔ نُغْلِقُ عَلَيْكَ الْبَاب تالا لگا دے زبان بند کرلے آگے کیا کہا اللہ تعالیٰ نے يَا ابْنَ آدَمَ لَا تُطِيقُ عَذَابِيْ وَلَا تَتَحَمَّلُ سَخَطِيْ فَلَا تَعْصِيْنِيْ اے میرے بندے میری نافرمانی نہ کیا کر۔ تو میرے عذاب کو سہہ نہیں سکے گا، تو میری پکڑ کو سہہ نہیں سکے گا۔

انسان اور کائنات:

تو میرے بھائیو ہمارا تو سارا کا سارا وجود ہی اللہ کا مرہون منت ہے کہ نطفے سے انسان بنے ہوئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات ہماری خدمت میں لگا کر ہم سے صرف ایک مطالبہ کیا ہے۔

يَا ابْنَ آدَمَ خَلَقْتُ الْاَشْيَاءَ لِاَجْلِكَ

میرے بندے سارا جہان تیرے لئے ہے

وَخَلَقْتُكَ لِاَجْلِيْ اور تو میرے لئے ہے لہٰذا میری مان کے چل۔ ہمیں بھائی

آپ کی خدمت میں دو یا تین باتیں کرنی ہیں۔ ان میں سے پہلی بات میں نے عمل کی ہے۔ کہ ہم اللہ کی ماننے والے بنیں۔ وہ نہ مانیں جو میرا جی چاہتا ہے، وہ مانیں جو اللہ پاک چاہتا ہیں آپ لوگ حکومت کی مانتے ہیں تو آپ کو تنخواہ ملتی ہے اور آپ حکومت والوں کی ماننا چھوڑ دیں تو حکومت والے آپ کو نکال دیں گے۔ تو جب آپ اللہ پاک کی مانیں گے تو اللہ تو حکومت سے بھی زیادہ غیرت والا ہے۔ جب آپ اللہ کی مانیں گے تو اللہ پاک کے غیبی خزانے کھلیں گے حکومت جب غیرت کھاتی ہے تو جب آپ اللہ کے سپاہی بنیں گے۔ تو اللہ غیرت کتنی کھائے گا یقیناً اللہ کا غیبی نظام آپ کے لئے حرکت میں آئے گا۔

اللہ پاک کی شانِ رحیمی:

تو بھائی! ہم اللہ کی مانیں آج تک جو ہوا اس سے توبہ کرلیں اللہ کی ذات جیسی رحیم اور کریم اور اس سے بڑا مہربان اور معاف کرنے والا بحر و بر میں کوئی نہیں، ساری زندگی گناہوں میں گزر جائے صرف ایک دفعہ کہہ دے کہ اے اللہ معاف کر دے۔ اللہ پاک سارے ہی معاف کر دیتے ہیں طعنے بھی نہیں دیتے۔

آپ کی اور ہماری ماں خدانخواستہ ناراض ہو جائے اسے راضی کرنا پڑے تو پہلے طعنے بولیاں دے گی۔ پھر معاف کرے گی اور اللہ تعالیٰ سبحان اللہ یا اللہ مجھے معاف کر دے غلطی ہو گئی چل میرے بندے سارے ہی معاف تو بھائی ہم مانگ لیں۔ اللہ سے صلح ہو جائے گی تو سارے ہی مسئلے حل ہو جائیں گے۔ زمین و آسمان جوش کھاتے ہیں کہ اے اللہ اجازت ہو تو تیرے نافرمانوں کو نگل جائیں۔

تو اللہ فرماتے ہیں مجھ سے بڑا کوئی سخی ہو سکتا ہے۔ میں تو اپنے بندے کی توبہ کا انتظار کرتا ہوں۔ اللہ اکبر اقبل انی کلام میں غور فرمائیں میں اللہ اور اللہ کے حبیب کی کلام عرض کر رہا ہوں میری اپنی کوئی بات نہیں اللہ کی بات ہے۔ یا اللہ کے حبیب کی بات ہے۔ مَنْ اَقْبَلَ اِلَیَّ جو میری طرف چل پڑتا ہے۔ چاہے سارا دامن اس کا گناہوں سے آلودہ ہو چکا ہو، اور رواں رواں اس کا گناہوں میں جکڑا ہوا ہے لیکن جب میری طرف چل پڑے فَلَقِيْتُهٗ مِنْ بَعِيْدٍ آگے بڑھ کر میں اس کا استقبال کرتا ہوں۔ اللہ اکبر، جس

سے آپ کو تعلق ہوتا ہے۔ آپ اسے دیکھ کر اٹھ پڑتے ہیں اور آگے بڑھ کر اسے ملوں گا پھر بھی نہیں۔ جو ہم سے منہ موڑے ہم اس سے دس دفعہ منہ موڑتے ہیں۔ مَنْ اَعْرَضَ عَنِّیْ اور جو مجھ سے منہ موڑ لیتا ہے۔ نَادَیْتُہٗ قَرِیْبٌ میں اس کے قریب جا کر اسے یوں بلاتا ہوں اے میرے بندے کہاں جا رہا ہے۔ مسئلہ تو ادھر حل ہوگا مجھے چھوڑ کر کہاں چل دیا اور اس کو قرآن میں اس طرح بیان کیا ہے۔

يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ (سورۃ الانفطار آیت نمبر ے)

اے میرے پیارے بندے تجھے کس نے دھوکا دیا ہے اپنے رب کی ذات کے بارے میں کہ تو رب سے جدا کر بیٹھا اور مخلوق سے وفا کر بیٹھا ہے مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ کیا ہوا تجھے کہ رب کو بھلا کر مخلوق کے پیچھے بھاگ پڑا ہوا۔ یہ قرآن کے الفاظ ہیں اس اللہ کی طرف آئیں جو انتظار میں ہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے يَا ابْنَ آدَمَ اُذْكُرْنِيْ وَتَنْسَانِيْ تو مجھے بھول جاتا ہے میں تجھے یاد رکھتا ہوں۔ تَسْتُرُكَ وَلَا تَخْشَانِيْ میں تیرے گناہ پر پردہ ڈالتا ہوں تو پھر بھی دلیر ہو کر گناہ کرتا رہتا ہے۔ اِنْ ذَكَرْتَنِيْ ذَكَرْتُكَ تو یاد کرتا ہے میں تجھ کو یاد کرتا ہوں۔ اِنْ نَسِيْتَنِيْ ذَكَرْتُكَ تو اگر مجھے بھول جاتا ہے تو میں تجھے پھر بھی یاد کرتا ہوں بھائی ہم تو بہ کریں اللہ کی بارگاہ کی طرف رجوع کریں۔ وَوَجَدَ اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا تم دیکھو گے میں کیسا مہربان ہوں پھر اس سے اگلی بات بتائی۔ ایک آدمی نے توبہ کی پچھلے گناہ معاف ہو گئے نہیں صرف معاف نہیں ہوئے فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنَاتٍ (سورۃ الفرقان آیت نمبر ے) جب آدمی توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمہارے گناہوں کو مٹا کر اسکے بدلے میں نیکیاں عطا دیتا ہوں کب جب تو توبہ کر لے اور توبہ سب سے زیادہ ہے محبوب ہے۔

گنہگار کی توبہ پر اللہ کی خوشنودی:

جب آدمی توبہ کرتا ہے تو آسمان پر ایسی چراغاں ہوتی ہے جیسے لائٹیں جلائی ہوں تو فرشتے کہتے ہیں کیا ہوا بھائی یہ روشنیاں کیوں ہیں تو فرشتہ اعلان کرتا ہے۔ اِصْطَلَحَ الْعَبْدُ

عَلَیٰ مَوْلَاھَا بھائی آج ایک بندے نے اپنے مولا سے صلح کر لی ہے تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اس خوشی میں چراغاں کرو کہ میرا بندہ آ گیا ہے۔ تو ہم چاہے پولیس والے ہوں چاہے زمیندار ہوں چاہے تاجر ہوں مسئلہ تو ہم سب کا اللہ ہی سے جڑا ہوا ہے لہٰذا اپنے رب کو منانے کیلئے اللہ کی طرف رجوع کریں اور توبہ کریں۔

بنی اسرائیل کے ایک گنہگار کا واقعہ:

بنی اسرائیل میں ایک نوجوان تھا۔ گنہگار بڑا نافرمان۔ لوگوں نے شہر سے نکال دیا ویرانے میں جا کر پڑ گیا وہاں بیمار ہو گیا کوئی پوچھنے نہ آیا۔ مرنے کا وقت قریب آ گیا تو آسمان کو دیکھ کر کہنے لگا یا اللہ مجھے عذاب دے کر تیرا ملک زیادہ ہو گا تو دیکھ رہا ہے لَا اَجِدُ قَرِیْبًا وَلَا حَبِیْبًا نہ میرا کوئی رشتہ دار میرے پاس ہے نہ میرا کوئی دوست میرے پاس ہے سب نے مجھے ٹھکرا دیا ہے میں ہوں ہی اس قابل کہ ٹھکرایا جاؤں اور تو میری امید پوری فرما دے اور مجھے محروم نہ فرما اور مجھے معاف کر دے بے شک تیرا فرمان ہے کہ اِنِّیْ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ یہ کہہ کر اسکی جان نکل گئی۔ موسیٰ پر وحی آئی کہ میرا ایک دوست فلاں ویرانے میں مر گیا ہے اسے جا کے غسل دو اور جنازہ پڑھو اور جتنے شہر کے بدمعاش اور نافرمان ہیں ان سے کہو کہ اس کے جنازے میں شرکت کر لیں انکی بھی بخشش کر دوں گا۔

یہ جو اعلان ہوا تو لوگ بھاگ گئے کہ ہر کوئی گنہگار ہے آگے جا کے دیکھا تو وہی شرابی، جواری، زانی۔ اے موسیٰ آپ کیا کہہ رہے ہیں یہ تو ایسا تھا انہوں نے کہا۔ یا اللہ تیرے بندے تو یہ کہہ رہے ہیں اور آپ وہ کہہ رہے ہیں۔ اللہ نے فرمایا وہ بھی سچے ہیں میں بھی سچا ہوں۔ یہ ایسا ہی تھا جیسے یہ کہہ رہے ہیں۔ لیکن جب مرا ہے تو ایسی بے بسی میں مرا ہے اور مجھے پکار رہا ہے تو اس طرح تڑپ کے پکار رہا ہے کہ مجھے میری ذات کی قسم اس نے تو صرف اپنی بخشش مانگی کم ظرف نکلا سارے جہان کی بخشش مانگتا تو میں سب کو معاف کر دیتا۔ اس نے مانگی ہی اپنی بخشش سب کی مانگتا تو سب کو معاف کر دیتا۔ تو بھائی یہ جو تبلیغ کا کام ہو رہا ہے دنیا میں کوئی الگ محنت نہیں ہے۔ بلکہ اس بات کی محنت کہ ہر مسلمان خواہ جس شعبے سے تعلق رکھتا ہے۔ اللہ کا بندہ اللہ کا فرمانبردار بن کر چلے ایک بات اگلی بات

فرمانبرداری کیسی ہو ہم نے تو اللہ تعالیٰ کو دیکھا نہیں۔

اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی رضا کا باعث ہے:

تو اللہ اور بندوں کے درمیان ایک دوسرا راستہ ہے۔ وہ ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو ہمارے کلمے کا دوسرا جزو ہے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اللہ اور بندوں کے درمیان حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک واسطہ ہیں۔ آئی جی صاحب ہوں یا سپاہی صاحب ہوں اور وہ سی این صاحب ہوں یا صوبیدار صاحب ہوں صدر پاکستان ہو یا تھر پار کے صحرا میں رہنے والے ہوں۔ سب کے لئے اللہ کو راضی کرنے کا جو ذریعہ ہے اور جو قانون ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی ہے اس کے علاوہ کوئی بھی اللہ کو راضی نہیں کر سکتا۔

بھائی محمدی بن جائیں محمدی وردی پہن لیں آپ وردی میں ہوں اور آپ پر کوئی ہاتھ ڈالے تو گویا اس نے حکومت پاکستان پر ہاتھ ڈالا ہے اور اگر آپ وردی اتار دیں تو پھر ہمارے جیسے ہی ہیں یعنی ریٹائر ہو جائیں تو پھر ہمارے جیسے ہی ہیں اور جب تک وردی میں ہیں تو آپ پر ہاتھ ڈالنا گویا حکومت پاکستان پر ہاتھ ڈالنا ہے۔ حکومتیں طاقت ور ہوتی ہیں وہ خود انتظام کرتی ہیں ایک جنرل فرانکو تھا جو ڈکٹیٹر بھی تھا اس کے سپاہی کو لڑکوں نے مارا۔ تین چار لڑکوں نے خوب پٹائی کی۔ اس نے چاروں کے چاروں کو پھانسی پر لٹکا دیا لوگوں نے کہا کہ سارے کا سارا میڈیا تیرے خلاف ہو جائے گا، کیا کر رہا ہے۔

اس نے کہا انہوں نے سپاہی کو نہیں مارا فرانکو کو مارا ہے۔ اگر میرے ہاتھ میں طاقت ہے تو میں اس کا انتظام کر سکتا ہوں جتنا کوئی طاقت ور ہوتا ہے وہ اتنا ہی بدلہ لینے پر آتا ہے۔ اگر ہم محمدی وردی پہن لیں تو اللہ اپنی بادشاہی کیساتھ پیچھے آ کھڑا ہو جائے گا۔ پھر جو آپ پر ہاتھ ڈالے گا۔ تو بچ نہیں سکتا اس لئے کہ پیچھے اللہ ہے۔

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ (سورۃ الانفال آیت نمبر ۱۷)

یہ بات بدر میں ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ریت اٹھا کر پھینکی تو سارے کافروں کی آنکھوں میں پڑ گئی تو اللہ نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریت نہیں پھینکی میں نے پھینکی ہے۔

فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کو قتل نہیں کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں نے قتل نہیں کیا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب نے ان کو قتل کیا ہے۔ ساری قیمت وردی کی ہے بھائی اگر وردی اتر جائے تو کوئی بھی نہیں پوچھے گا۔ وردی جسم پر ہے گھر میں بھی دفتر بھی تو زمین و آسمان کے رب کی قسم زمین و آسمان والا آپ کی پشت کے پیچھے کھڑا ہے کوئی آپ کو میلی نظر سے نہیں دیکھ سکتا۔

آنکھ نکال دی جائے گی، ہاتھ نہیں کوئی اٹھا سکتا توڑ دیا جائے گا، پاؤں نہیں کوئی اٹھا سکتا وہیں کاٹ دیا جائے گا۔ سکیموں کو توڑ دیا جائے گا۔

وَقَدْ مَكَرُوا هُمْ وَعِنْدَ اللهِ مَكْرُهُمْ وَإِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ الْجِبَالُ
فَلَا تَحْسَبَنَّ اللهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رَسُوْلَهٗ إِنَّ اللهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ (سورۃ ابراھیم)

قرآن بتا رہا ہے کہ ان کی تدبیر تمہارے خلاف ایسے چلیں گی کہ پہاڑ بھی راستے میں آئے تو ان کی تدبیریں توڑ دیں لیکن آپ کا رب ان کی تدبیروں کو فرش کرتا چلا جائے گا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے میں جھوٹا نہیں اس کا رسولوں کے ساتھ کیا ہوا وعدہ سچا ہے وہ غالب ہے وہ انتقام لے سکتا ہے۔

دونوں جہانوں میں کامیابی کا ضابطہ:

اللہ پاک کو راضی کرنے کا۔ اللہ کے خزانوں سے دنیا و آخرت میں نفع اٹھانے کا جو ضابطہ ہے وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ جتنے وہ بڑے انسان ہیں ان کا طریقہ جو اپنا لے گا وہ بھی اتنا بڑا بن جائے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرواز ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرواز ہے عرش تک۔ نہیں عرش سے بھی اوپر عرش کے اوپر ستر ہزار نور کے پردے ان سے بھی اور ان پردوں کے اوپر اللہ کے سامنے ثُمَّ فَتَدَلّٰی فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى کمان کے برابر تک کی پرواز ہے۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ کس نے کہہ دیا کہ سنت کی خیر ہے سنت ہی تو ہے۔

یہاں ایک پھول اتر جائے یا ایک زیادہ ہو جائے تو کیا فرق پڑتا ہے۔ ایک پھول یہاں زیادہ ہو جائے تو حکومت کا انتظام آپ کیلئے بدلے گا یا نہیں بدلے گا۔ ایک سنت چھوڑی کس کی دو جہاں کی سرداری، جنت کی چابی والے کی، اللہ کے جھنڈا اٹھانے والے کی

نبیوں کے سردار کی، عرب اور عجم کے سردار کی نبیوں کے نبی کی سنت چھوڑی تو اللہ کے نظام میں کیا نہیں بدلے گا۔ اگر ایک پھول کم ہو جائے تو حکومتی نظام بدل جاتا ہے ایک پھول زیادہ ہو جائے تو حکومتی نظام بدل جاتا ہے۔

اسی طرح ایک سنت چھوٹتی ہے تو اللہ کا نظام بدل جاتا ہے ایک سنت زندہ ہوتی ہے تو اللہ کا نظام بدل جاتا ہے۔ اللہ کی ذات سے جڑنے کا راستہ حضرت محمد ﷺ کی زندگی ہے۔ لہٰذا بھائی ہر مسلمان محمدی بن کے چلے جب آپ وردی میں ہوتے ہیں تو بتانا پڑتا ہے کہ میں پولیس والا ہوں؟ دور سے پتہ چلتا ہے کہ پولیس والا ہے، فوج والا ہو کوئی اس کا بتانا پڑتا ہے کہ میں فوجی ہوں؟ دور سے پتہ چلتا ہے کہ فوج والا ہے۔

مسلمان کیوں بتانا پڑتا ہے کہ میں مسلمان ہوں یہ محمدی وردی میں آجائے۔ لاکھوں کروڑں میں نظر آئے گا کہ وہ مسلمان ہے وہ محمدی ہے پھر آپ اپنی طاقت دیکھنا کہ کیسے ظاہر ہوتی ہے جس کی پرواز عرش تک ہے۔

شان مصطفی ﷺ

اللہ نے کسی نبی کی قرآن میں قسم نہیں کھائی۔ حضور ﷺ کی جان کی قسم کھائی ہے۔ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ○ (سورۃ الحجر آیت نمبر ۷۲)

آپ ﷺ کی جان کی قسم آپ ﷺ کی جان کی قسم کھائی۔

وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ○ (سورۃ الزخرف آیت نمبر ۸۸)

يٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○ (سورۃ یاسین آیت نمبر ۱،۲)

آپ ﷺ کی رسالت پر قسم کھائی۔

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ○ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ○ (سورۃ البلد آیت نمبر ۲)

آپ ﷺ کے اخلاق کی قسم کھائی ہے۔ آپ ﷺ کے شہر کی قسم کھائی ہے۔

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ

وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ○ (سورۃ القلم آیت نمبر ۳)

آپ ﷺ کی صفائی پیش کرتے ہوئے قسم کھائی ہے

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوٰى مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى O (سورۃ النجم آیت نمبر۴)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینے کے لئے، درمیان میں کچھ عرصہ وحی بند ہوگئی تو کافر کہنے لگے تیرے رب نے تجھے چھوڑ دیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غم ہوا تو پھر اللہ نے قرآن اتارا پہلے قسمیں کھائیں پھر تسلی دلائی اللہ ویسے ہی کہہ دیتا کہ میں نے تجھے نہیں چھوڑا نہیں فرمایا۔

وَالضُّحٰى وَاللَّيْلِ إِذَا سَجٰى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى (سورۃ الضحیٰ آیت نمبر۲)

قسم ہے دن اور رات کی گویا قسم ہے ساری کائنات کی۔

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں چھوڑا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ناراض نہیں ہے۔

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُوْلٰى

آخرت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دنیا سے بہتر ہے۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا دے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو جائیں گے۔

حبیب اللہ اور کلیم اللہ میں فرق:

اب آپ فرق ملاحظہ فرمائیں موسیٰ کلیم اللہ ہیں محمد مصطفیٰ حبیب اللہ ہیں۔ موسیٰ کو حکم ملا میرے پاس آؤ۔ موسیٰ دوڑے ہوئے آئے تو اللہ پاک نے پوچھا اے موسیٰ تیز تیز کیوں آئے ہو جلدی کیوں ہوئے تو کہنے لگے۔

یا اللہ عَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى

میں جلدی اس لئے آیا تا کہ آپ راضی ہو جائیں آپ خوش ہو جائیں یہ تو موسیٰ کہہ رہے ہیں اب اللہ اسکے برعکس اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ رہا ہے۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا ہم تو سارے اس فکر میں ہیں کہ اللہ کی رضا کو تلاش کریں اور اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے۔ میرے حبیب ﷺ میں آپ ﷺ کو راضی کروں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ کہا صرف اللہ کی رضا سے کام نہیں چلے گا۔

هُوَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَقُّ یُرْضُوْهُ

کہا مجھے بھی راضی کرنا پڑے گا میرے رسول کو بھی راضی کرنا پڑے گا۔

تو اللہ سے جڑنے کا راستہ محمد رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہے۔ میں قرآن سے اللہ کے حبیب ﷺ کا مقام آپ کے سامنے بیان کررہا ہوں جو اللہ نے بیان کیا۔

شانِ مصطفیٰ ﷺ ایک اور رنگ میں:

پھر ایک اور ملاحظہ فرمائیں کسی کو لقب سے پکارنا اعلیٰ درجہ ہے اور نام سے پکارنا ادنیٰ درجہ ہے۔ آپ سارے کہتے ہیں آئی جی صاحب آگئے یہ بھی تو کہہ سکتے ہیں کہ طارق صاحب آگئے۔ کوئی طارق صاحب کہتے ہیں یہ جنرل صاحب بیٹھے ہیں انہیں جنرل صاحب کہتے ہیں اور کسی کو ایس پی صاحب کہتے ہیں ایس پی صاحب آگئے۔ نام بھی تو لیا جاسکتا ہے۔

نام لینا ادنیٰ درجہ کا ادب ہے، لقب سے پکارنا اعلیٰ درجہ کا ادب ہے۔ بات سمجھ میں آگئی ہوگی۔ اچھا اب قرآن میں دیکھیں جب اللہ تعالیٰ دوسرے نبیوں سے بات کرتا ہے تو نام لیتا ہے۔ جب اپنے حبیب ﷺ سے بات کرتا ہے تو لقب سے پکارتا ہے۔ یا آدمؑ نام لیا یا نوحؑ نام لیا، یا ابراہیمؑ نام لیا،

یَا اٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّةَ ○ یَا نُوْحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِّنَّا ○ وَنَادَیْنٰهُ یَا اِبْرَاهِیْمُ ○ اور وَمَا تِلْکَ بِیَمِیْنِکَ یٰمُوْسٰی ○ یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَةً ○ یٰیَحْیٰی خُذِ الْکِتَابَ بِقُوَّةٍ ○ یٰزَکَرِیَّا اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ ○ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ

یہ پانچ سات انبیا علیہم السلام سے جب اللہ نے خطاب کیا تو نام لیا۔

اور جب حضور ﷺ سے بات کرنے لگے ایک دفعہ نہیں سینکڑوں دفعہ کہا ہے اللہ تعالیٰ نے کیا کہا ہے، یا محمد ﷺ نہیں کہا پورے قرآن پاک میں یا محمد کوئی نہیں آتا احمد نہیں آتا

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ ، يَا أَيُّهَا الرَّسُوْلُ يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ

ان چاروں القاب سے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو قرآن میں خطاب کیا ہے نام ایک جگہ بھی نہیں لیا۔ اور جہاں نام لیا ہے، آپ ﷺ کا قرآن میں پانچ جگہ نام آیا ہے۔ چار جگہ محمدؐ اور ایک جگہ احمدؐ۔ کسی جگہ بھی محمد کے لفظ کو رسالت سے خالی ذکر نہیں کیا۔

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُوْلٌ ۝ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ (سورۃ الاحزاب)

تیسری جگہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ محمد ﷺ کے ساتھ رسول آرہا ہے چوتھی جگہ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ یہاں حق بمعنی رسالت کے ہے۔ یہ حق ہے اس رب کی طرف سے پھر پانچویں جگہ یہاں رسول پہلے ہے اور احمد ﷺ بعد میں ہے وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ مبشر عیسیٰؑ ہیں کہہ رہے ہیں کہ میں تمہیں بشارت دیتا ہوں ایک رسول کی جو آئے گا۔

يَأْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ

میرے بعد اس کا نام احمد ﷺ ہوگا۔

یہ میں نے اس لئے سنایا ہے کہ دل میں عظمت نہ ہو تو نہیں مانتا بھلا کس کو نہیں پتہ کہ سنت کیا ہے پھر خلاف سنت کیا ہے پھر مانتے کیوں نہیں۔

اطاعت رسول ﷺ کی دو شرطیں:

دو چیزیں ضروری ہیں محبت ہو اور عظمت ہو دونوں چیزوں کا اللہ اجتماع چاہتا ہے۔ اللہ کہتا ہے مجھ سے محبت بھی کرو اور عظمت بھی دل میں ہو۔ میرے نبی سے محبت بھی کرو اور عظمت بھی دل میں پیدا کرو ، ایک بھی پیدا ہو جائے تو کام بن جائے گا۔

حاکم کی عظمت:

میں اس بات پر آپ کو ایک قصہ سناتا ہوں جب تک حاکم کی عظمت دل میں نہیں آ سکتی۔ حاکم کی عظمت ہو گی تو حکم کی عظمت آئے گی۔ ایک آپ کے ایس پی ہیں عبدالخالق صاحب فیصل آباد لگے ہوئے تھے ہم نے ایسی بات کرتے کرتے ان کو تین دن کے لیے لاپھران کی ٹرانسفر ہو گئی پھر انہوں نے چار مہینے لگائے۔ ڈاڑھی آ گئی۔ وہ چلے کیلئے فیصل آباد آگئے تو اس وقت جو ایس پی تھا ظفر عباس صاحب وہ میرا کلاس فیلو تھا لاہور میں سکول میں ہم اکٹھے پڑھتے تھے۔

ہم دونوں اس کو ملنے کے لئے گئے۔ وہ جو پولیس کا بڑا تھانہ ہے اس کا ایک دروازہ کھلا رہتا ہے عوام کیلئے ہمیں وہ قریب تھا ہم وہاں سے اندر جانے لگے سامنے سپاہی کھڑا تھا تو عبدالخالق صاحب نے کہا بھائی دروازہ کھولنا۔ اس نے دونوں کو دیکھا صوفی صاحب نظر آئے۔ اس نے کہا اتوں آؤ (ادھر سے آؤ) انہوں نے کہا بھائی تیری بڑی مہربانی کھول دے دروازہ اس نے کہا سنیا نہیں بند ہے اتوں آؤ۔

پہلے تبلیغی اصول اپنایا بھائی کھول دے جب وہ نہ مانا تو کہا میں عبدالخالق ایس پی پھر وہ دھک سے سلوٹ زوردار چابی بھی نکل آئی اور تالا بھی کھل گیا کبھی آگے چلے کبھی پیچھے چلے سر سر۔ بعد میں میں نے عبدالخالق سے کہا آج مجھے ایک بڑی بات سمجھ میں آئی تیری برکت سے۔ کہنے لگا کیا۔ میں نے کہا جب تک حاکم کی عظمت نہیں ہو گی حکم کی عظمت دل میں نہیں آ سکتی۔

اس نے آپ کو پہلے کہہ دیا کہ اتوں آؤ پھر سلوٹ مار دیا پھر تالا کھول دیا پھر دروازہ کھول دیا پھر آگے پیچھے بھاگ رہا ہے کیوں۔ پہلے تمہیں صوفی سمجھ رہا تھا پھر تجھے ایس پی سمجھا۔ کہ یہ ایس پی تو میرا بہت کچھ کر سکتا ہے۔ لہٰذا سارا وجود خوشامد میں ڈھل گیا بس یہاں سے کٹ کر اللہ اور رسول کی خوشامد کرنے لگ جائیں سارا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

اللہ اور اسکے رسول کی عظمت پیدا کیے بغیر اطاعت نہیں آ سکتی۔ تو بھائی ایک تربیت ہوتی ہے آپ نے سپاہی بننے کی تربیت لی ہے، ہم مسلمان بننے کی تربیت لیں۔ مسلمان کون ہوتا ہے؟ جو اللہ کے حکم پر اٹھتا ہے تو بھائی یہ دو باتیں ہو گئیں کہ اللہ کی مانیں

کیسے مانیں۔ اللہ کے حبیب ﷺ کے طریقے پر مانیں۔

اگر آپ یہ دو باتیں سیکھ لیں تو میں منبر رسول پر قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آپ کا رات کو گشت کرنا اور ہمارا تہجد پڑھنا آپ کے گشت کا اجر کل قیامت کے دن ہماری تہجد سے بڑھ جائے گا۔

آپ کو کنٹرول کرنا گرمی میں پسینوں پہ پسینے بہہ رہے ہیں برے حال ہو رہے ہیں تھک رہے ہیں۔ میں آپ کو قسم کھا کر کہتا ہوں ہمارا سارا دن قرآن پڑھنا اور آپ کا دو گھنٹے چوک میں کھڑے ہو کے ڈیوٹی دینا سارے دن کے قرآن پڑھنے سے زیادہ افضل ہے۔ یہ دو باتیں پہلے سیکھیں یہ شرط ہے۔ یہ جو دو محکمے ہیں فوج اور پولیس یہ براہ راست عبادت ہے۔

پولیس کی بنیاد

پولیس کا محکمہ سب سے پہلے حضرت عمرؓ نے قائم کیا تھا تو آپ کی بنیاد حضرت عمرؓ نے رکھی ہے۔ اگر یہ دو باتیں پیدا ہو جائیں تو آپ کا راتوں کو پھرنا مشقت اٹھانا جہاد فی سبیل اللہ کہلائے گا اور آپ کا ان ظالموں کے ہاتھوں شہید ہو جانا سارے گناہوں کی تطہیر کر واکے جنت الفردوس کے عالی درجات تک پہنچائے گا۔ یہ معمولی محکمہ نہیں ہے۔

قیامت کے دن تہجد گزاروں سے آگے ہوں گے:

سارے پولیس والوں کو برا سمجھتے ہیں۔ ارے پولیس والے فرشتے بن جائیں اگر دو باتیں سیکھ لیں تو تہجد گزاروں سے آگے کھڑے ہوں گے قیامت کے دن۔ سارے دن تسبیح پھیرنے والے سارے دن نفلیں پڑھنے والوں سے پتہ چلے گا وہ سپاہی آگے جا رہا ہو ہے جنت کے عالیشان درجوں میں ارے یہ کیا ہو رہا ہے بھائی یہ مسلمان کی جان و مال کی حفاظت کے لئے کھڑا تھا تم اپنی عبادت کرتے تھے۔ تم اور یہ برابر کیسے ہو سکتے ہیں۔ سارے لوگ آپ کو برا سمجھتے ہیں، آپ بھی یہ کہتے ہیں کہ ہم تو بھائی ہیں ہی ایسے۔ نہیں آپ بڑے قیمتی ہیں آپ اپنی پہچان کریں طریقہ ٹھیک ہو بس۔ یہ براہ راست عبادت ہے۔

تجارت میں نیت کرنی پڑے گی تب عبادت بنے گی، زراعت میں نیت کرنی

پڑے گی تب عبادت بنے گی، پولیس براہ راست عبادت ہے۔ لیکن یہ جو دو باتیں جو میں نے پہلی عرض کیں ہیں ان کا سیکھا ہوا ہونا ضروری ہے۔ پھر اللہ سے آپ کے دو نفل وہ کام کروائیں گے جو کلاشنکوفیں بھی نہیں کروا سکتیں۔

حضرت سلمان فارسیؓ کا ایمان افروز واقعہ:

حضرت سلمان فارسیؓ مدائن کے افسر بن کر آئے۔ بڑے گورنر بن کے آئے تو چوریاں شروع ہو گئیں۔ پہلے تو کوشش کرتے رہے کہ ویسے ہی ٹھیک ہو جائیں پھر کہنے لگے اچھا بھائی کاغذ قلم لاؤ۔ لکھا مدائن کے گورنر کی طرف سے جنگل کے درندوں کے نام۔

آج رات تمہیں جو بھی چلتا پھرتا مشکوک نظر آئے اسے چیر پھاڑ دینا۔ اپنے دستخط کر کے فرمایا شہر کے باہر اس کو کیل گاڑ کے لٹکا دو۔ ادھر جنگل کے درندوں کو حکم۔ ادھر رابطہ اوپر ہے تار وہاں لگا ہوا ہے ناں ساری لائنیں تو اوپر سے چل رہی ہیں ناں سارا کمپیوٹر تو اوپر والا چلا رہا ہے ہم تو خالی مہرے ہی ہیں شطرنج کے مہروں کی طرح۔ اچھا کہا بھائی آج دروازہ کھلا رہے گا شہر کا دروازہ بند نہیں ہو گا۔

جونہی رات گزری شیر غراتے ہوئے اندر چلے آئے کسی کو جرأت نہیں ہوئی باہر نکل سکے۔ آپ کے دو نفل وہ کام کریں گے جو بڑے بڑے ہتھیار کام نہیں کر سکیں گے اور ان سارے خالموں اور بدمعاشوں کی اللہ تبارک وتعالیٰ گردنیں مروڑ کر تمہارے قدموں میں ڈال دے گا صرف اللہ اور اس کے رسول والا طریقہ سیکھ لیں تو اس کی بھی ٹریننگ چاہیے بغیر ٹریننگ کے کیسے آئے گا۔

تو جو تبلیغ کا کام ہے اس زندگی کی ٹریننگ ہے کہ جس میں ہمارے سارے جسم کے اعضاء اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے تابع ہو جائیں۔

صحابہؓ کی زندگی کا حیرت انگیز واقعہ:

حضرت عقبہ ابن نافعؓ جب پہنچے تیونس میں تو قیروان کا شہر اب بھی موجود ہے یہ پہلے جنگل گیارہ کلومیٹر لمبا چوڑا جنگل تھا یہاں چھاؤنی بنائی تھی تو اس لشکر میں اٹھارہ صحابیؓ تھے

انہوں نے صحابہ کو لے کر ایک ٹیلے پر چڑھ کر اعلان کیا کہ جنگل کے جانورو! ہم اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں یہاں چھاؤنی بنانی ہے تین دن میں خالی کردو اسکے بعد جو ہمیں ملے گا ہم اسے قتل کردیں گے۔

یہ واقعہ عیسائی مؤرخین نے بھی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ صرف مسلمان لکھتے تو ہم کہتے ایسے ہی بے تکی مار رہے ہیں عیسائی مؤرخین اس واقعہ کو لکھتے ہیں، اس کی حقانیت کا اعتراف کرتے ہیں تو تین دن میں سارا جنگل خالی ہوگیا۔ اور اس منظر کو دیکھ کر ہزاروں افریقی قبائل اسلام میں داخل ہوگئے کہ ان کی تو جانور مانتے ہیں ہم کیسے نہ مانیں۔ ٹھیک ہے بھائی اب یہ تو آپ پولیس والوں کی بھی ضرورت ہے سول والوں کی بھی اور ساری دنیا کے مسلمانوں کی بھی ضرورت ہے مردوں عورتوں کی ضرورت ہے کہ ہم اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مان کے چلیں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر چلیں تاکہ ہماری دنیا بھی اچھی گزرے ہماری آخرت بھی اچھی گزرے۔ تیسری بات یہ ہے کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سارے انسانوں کے سارے جنات کے اور آنے والے قیامت تک سارے جہانوں کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تو ساری دنیا میں اسلام کا پھیلانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمے تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیئیس سال کے عرصہ گزرنے کے بعد اللہ پاک نے اپنے پاس بلالیا۔

اللہ تعالیٰ نے پوری کی پوری امت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت کی وجہ سے یہ تبلیغ کی ذمہ داری سونپی ہے۔

ہم سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں:

جیسے آپ اپنے آپ کو پولیس والا سمجھتے ہیں، ہم اپنے آپ کو زراعت والا سمجھتے ہیں، تاجر اپنے آپ کو تجارت والا سمجھتے ہیں۔ لیکن ایک چیز ہم سب کی مشترک ہے، کہ ہم سب کے سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں اور ہم سب کے سب ختم نبوت کے ماننے والے ہیں ختم نبوت کو نہیں مانیں گے تو سارا کلمہ ہی کفر ہوجائے گا۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور نبی لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ یہ دونوں مساوی عقیدے ہیں کلمہ نہ پڑھے تو کافر پڑھے

لےاور لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ آپ کے بعد کوئی نہیں اسکو نہ پڑھے تو بھی کافر۔ یہ دونوں مساوی ستون ہیں تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہمیں اللہ اور اسکے رسول کی زندگی کو ماننے کیلئے تیار کر رہا ہے۔ کہ کلمہ پڑھنے کے بعد تمہاری مرضی ختم اب ہماری مرضی چلے گی۔ حکومت کبھی آپ کا ٹرانسفر کر دیتی ہے، کبھی فیصل آباد بھیج دیتی ہے، کبھی لاہور بھیج دیتی ہے، کبھی اسلام آباد بھیج دیتی ہے آپ چلے جاتے ہیں۔ کیونکہ نوکری کرنی ہے نوکری اور نخرہ کیسے جڑ سکتا ہے۔

عام مشہور ہے کہ ملازم طبقہ میں کہ جی نوکری اور نخرہ کیسے چلے یہی اللہ اور اسکے رسول کے سامنے آ جائے کہ اپنا نخرہ نہیں چلے گا اور جو اللہ اور اسکا حبیب ﷺ کہے گا وہ کریں گے جس سے روکے گا اسکو چھوڑ دیں گا تو پھر اللہ آپ کے نخرے اٹھائے گا فَـــاِنْ سَلَّمْتَ لِیْ فِیْ مَا اُرِیْدُ کَفَیْتُکَ فِیْ مَا تُرِیْدُ میرا بندہ میری مان لے میں تیری ساری مان جاؤں گا۔

تو بھائی میں تیسری بات کیا عرض کر رہا ہوں کہ ہمارے نبی ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ آپ ﷺ کے پیغام مبارک کو ساری دنیا میں پھیلانا پہنچانا پولیس والوں کے بھی ذمے ہے، فوج والوں کے بھی ذمے ہے، زمینداروں کے بھی ذمے ہے، کاشتکاروں کے بھی ذمے ہے، تاجروں کے ذمے بھی ہے، علماء کے بھی ذمے ہے، تبلیغی جماعت کوئی جماعت نہیں ہے یہ تو اس طرح ذمہ داری ہے جیسے نماز ذمہ داری ہے۔

کامل نجات کیلئے قرآن میں چار شرطیں ہیں:

اور اللہ نے کامل نجات کے لئے چار شرطیں لگائیں ہیں جو قرآن ہی میں اور کہیں نہیں ہیں۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ ایک سورت ہوتی اور باقی قرآن نہ ہوتا تو عمل کے لئے پھر بھی کافی تھی۔

کون سی سورت ہے؟ وَالْعَصْرِ قسم ہے زمانے کی۔ کس بات پر اِنَّ الْاِنْسَـــانَ لَفِیْ خُسْرٍ ساری دنیا کے انسان ناکام ہیں الا سوائے ان چار صفتوں والوں کے اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا جو ایمان لائے یہ پہلی صفت ہے اگر کامل کامیابی چاہیے تو ایمان پہلی شرط ہے پھر خالی

ایمان کافی نہیں وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بھائی ایمان کے ساتھ نماز بھی پڑھنی پڑے گی، روزے رکھنے ہوں گے پیسہ ہے تو زکوۃ دینی ہوگی، حج کرنا ہوگا اور تقوی اختیار کرنا ہوگا اور حرام سے بچنا ہوگا، اور بددیانتی اور بدخیانتی سے بچنا ہوگا۔ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ہے تیسری شرط وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ پھر ایمان اور اعمال کی دعوت دینی پڑے گی۔

تیسری شرط جو اللہ کا قرآن بتا رہا ہے یہ ہمارے لئے ہے پہلی امت کے لئے پہلی دو باتیں تھیں یعنی اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ یہ نوح اپنی قوم کو کہہ رہے ہیں اللہ کی مانو اور میری مانو بس کامیاب۔ ہمیں بتایا جا رہا ہے ایمان لاؤ میری مانو میرے نبی کی مانو وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ پھر ان دونوں باتوں کی آگے تبلیغ کرو آگے دعوت دو پھر اس میں آئے گی تکلیف چھوڑنا ہوگا بیوی بچوں کی جدائی کی تکلیف۔ کاروبار سے نکلیں گے تو پیچھے مال کی کمی کی تکلیف۔ زراعت چھوڑ یا تو فصل کی کمی کی تکلیف۔ تکلیف پر پھر صبر کرنا ہوگا۔ اور دوسروں کو بھی صبر کے لئے آمادہ کرنا ہوگا۔ یہ چار شرطیں کامل کامیابی کیلئے اللہ تعالی نے لگائی ہیں

تبلیغ ہم سب کی اجتماعی ذمے داری ہے:

تو یہ تبلیغ کا کام اس امت کا بنیادی کام ہے آپ میں سے ہر مسلمان اس وقت مبلغ اسلام ہے۔ ایس پی بن جائے، آئی جی بن جائے، جنرل بن جائے، سپاہی بن جائے، ہمارے جیسے بن جائے، تبلیغ ہماری اجتماعی ذمہ داری ہے کہ ہم خود بھی اس پر عمل کریں گے اور دوسروں کو بھی اس پر تیار کریں گے اور اس کی دعوت دیں گے یہ ایسا عظیم الشان کام ہے کہ اسکے مقابلے میں کوئی اور عمل نہیں ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے اللہ کے راستے میں اللہ کے کلمہ کو پھیلانے کیلئے ایک گھڑی (ایک گھڑی بیس منٹ کی ہوتی ہے) ایک گھڑی کھڑے ہو جانا ستر سال گھر میں عبادت کرنے سے بہتر ہے۔ ستر سال کی عبادت سے زیادہ بہتر ہے۔ ایک گھڑی اللہ کے دین کو پھیلانے کے لئے گھر سے نکل کر چل پڑنا اور کھڑے ہو جانا اور جب آدمی گھر سے باہر نکلتا ہے۔ تو سارے گناہ اس کے وجود سے نکل جاتے ہیں ایک مچھر کے پر کے برابر بھی گناہ اسکے جسم پر باقی نہیں رہتے تو بھائی تبلیغ کی ذمہ داری اس امت کی پہچان ہے۔

فرانس میں پیدل جماعت کے ساتھ عجیب واقعہ:

فرانس میں پاکستان کی ایک جماعت پیدل چل رہی تھی تو ایک گاڑی رکی اور اس سے دو لڑکیاں نکلیں۔ انہوں نے جلدی سے پیسے نکالے کہ جی آپ نیک لوگ لگتے ہیں یہ پیسے ہیں۔ آپ لوگ سوار ہو جائیں سردی بہت زیادہ ہے۔ وہ پیدل چل رہے تھے، پیدل چلتی ہیں یورپ میں جماعتیں، انہوں نے کہا کہ بہن ہمارے پاس پیسے ہیں۔ کہا پھر آپ پیدل کیوں چل رہے ہو اتنی زیادہ سردی میں؟ کہا ہم لوگوں کی خیر خواہی میں اور اللہ پاک کو راضی کرنے کیلئے۔ کہ اللہ اپنے بندوں سے راضی ہو جائے اور اسکے بندے اللہ کی ماننے والے بن جائیں اسی لئے ہم چل رہے ہیں اور ہم ان کیلئے دعا کرتے ہیں۔

تو لڑکی نے کہا ہمارے لئے بھی دعا کرتے ہو کہا ہاں آپ کیلئے بھی کرتے ہیں اس لڑکی نے کہا میں بتاؤں آپ کون ہیں؟ کہا بتاؤ کہنے لگی آپ نبی ہیں۔ انہوں نے کہا آپ کو کیسے پتہ چلا کہ ہم نبی ہیں کہا ہماری کتاب میں لکھا ہے کہ یہ کام نبی کیا کرتے ہیں۔ تو انہوں نے سمجھایا کہ بہن ہم نبی نہیں۔ اس نبی ﷺ کے امتی ہیں جو ہمارے ذمے نبوت والی ذمہ داری لگا گئے تھے۔

اَلَا فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ

اب میں جا رہا ہوں میرا پیغام آگے پہنچانا تمہارے ذمہ ہے۔

تو ہم اس کام کی ادائیگی کے لئے نکلے ہوئے تو دونوں لڑکیاں مسلمان ہو گئیں ایک نے ان سے روٹ پوچھا کہ فلاں دن کہاں ہوں گے ایک ہفتے کے بعد آٹھ لڑکیوں کو لے کر آئیں اور ان کو بھی مسلمان کیا تو بھائی یہ امت مبلغ اسلام امت ہے۔ آپ پولیس کے بھی سپاہی ہیں اور اسلام کے بھی سپاہی ہیں، پولیس کے افسر ہیں اور اسلام کے بھی افسر ہیں، اسلام کا پھیلانا بھی آپ کے ذمے ہے، جیسے امن و امان قائم کرنا حکومت نے آپ کے ذمے لگایا ہے۔

بھائی! اسلام کا پھیلانا اللہ کے نبی ﷺ نے آپ کے ذمے لگایا ہے تو یہ جو تبلیغ کا کام ہو رہا ہے یہ ان تین باتوں کی محنت ہے کہ اللہ کی مانیں۔ اسکے نبی ﷺ کی طرز پر مانیں

جس میں ایک پوری زندگی ہے۔

نماز ایک ایسی طاقت ہے جو ہر برائی سے کھینچتی ہے:

جس کی نماز ٹھیک ہو جائے گی اس کی پوری زندگی ٹھیک ہو جائے گی۔ آپ پریشان نہ ہوں کہ ہم ایک دم کیسے کریں۔ آپ پہلے نماز شروع کریں۔ نماز ایک ایسی طاقت ہے جو ہر برائی سے کھینچ لائے گی۔ کہا کیا کریں۔ جھوٹ بھی بولتے ہیں پھر نماز کا کیا فائدہ، یہ شیطان کا چکر ہے، انہوں نے کہا ہماری کمائی ٹھیک نہیں ہے، نماز کا کیا فائدہ یہ بھی شیطان کا چکر ہے۔ ساری برائیوں سے نکلنے کا راستہ بتا رہا ہوں۔ آپ نماز زندہ کر دیں۔ اپنے آفس میں اپنے دفتر میں جو نہی نماز کا وقت ہو جائے فوراً دوڑیں نماز کی طرف اور اہتمام اور پابندی کے ساتھ نماز شروع کریں۔ ہر نماز کے بعد دعا مانگیں۔

اللہ کا قرآن میں وعدہ ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ (سورۃ العنکبوت آیت نمبر ۱۵)

تم نماز شروع کر دو میں تمہیں ساری برائیوں سے نکال دوں گا۔

شیطان نے الٹا چکر دے رکھا ہے۔ جی جھوٹ بولتا ہے ایسی نماز کا کیا فائدہ جی رشوت لیتا ہے ایسی نماز کا کیا فائدہ ہے یا ایک پرچے میں فیل اور ایک پرچے میں پاس ہو رہے ہوں یہ فائدہ ہے۔ ایک آدمی جھوٹ بولتا ہے، نماز بھی نہیں پڑھتا دونوں پرچوں میں فیل ہو گیا۔ اور نماز شروع کر دی جھوٹ بول رہا ہے، چلو ایک میں تو پاس ہو گیا اور یہ اس کا نماز پڑھنا باقی برائیوں سے بھی نکال لے گا

ایک صحابیؓ آئے یا رسول اللہ ﷺ ایک آدمی نماز بھی پڑھتا ہے، چوری بھی کرتا ہے، آپ ﷺ نے کہا اسکی نماز عنقریب اسکو چوری سے ہٹا دے گی۔ نماز زندہ کریں جہاں بھی ہوں اپنی وردی کو پاک رکھیں اور نماز پڑھیں اور کہیں مسجد دور ہے تو کوئی کپڑا ساتھ رکھیں، مصلیٰ ساتھ رکھیں، کوئی پلاسٹک کی چیز ساتھ رکھیں، ورنہ فٹ پاتھ کو صاف کر کے وہیں نماز پڑھ لیں۔ زمین کو اللہ نے پاک بنایا ہے اگر اس پر گندگی کوئی نہیں پڑی تو زمین پاک ہے۔

نٹ پاتھ پر نماز پڑھتے نظر آئیں تو یہ وہ تبلیغ ہے جو ہماری ہزاروں تقریروں سے وہ اثر نہیں ہوگا جو آپ لوگوں کا فٹ پاتھوں پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے اثر ہوگا۔ نماز شروع کریں اور اللہ سے مانگنا شروع کریں۔ وہ دنیا بھی دے گا اور آخرت بھی دے گا اور بھائی اوروں کو اس کیلئے تیار کریں۔

تین باتیں جن پر جاکے اسلام مکمل ہوتا ہے۔

خود دین پر چلیں اوروں کو دعوت نہ دیں تو ادھورا مسلمان ہے، اوروں کو دعوت دے اور خود دین پر چلے اوروں کو بھی دین کی دعوت دے اور اس کیلئے سارا جہاں سارا عالم پھرے۔ سارے عالم میں اللہ کے دین کا پیغام پہنچانا ہم آپ کے ذمے ہے۔

اللہ آپ کو ساری دنیا پھرائے گا جو نیت کرتا ہے اللہ اس کو اس کی نیت کے بقدر صلہ دیتا ہے۔ تو اب اگلی بات یہ ہے کہ یہ جو ہم دین پر آئیں گے اس سے صرف جنت نہیں بنے گی اس سے دنیا بھی بنے گی اور اس سے جنت بھی بنے گی۔

لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ (سورۃ الاعراف)

تم میری مان لو میں برکتوں کے دروازے کھول دوں گا۔ یہ دنیا کو بتا رہا ہے۔

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (سورۃ المنافقون)

تم میری مان لو میں تمہارے لئے عزت کے فیصلے کر دوں گا

سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا (سورۃ مریم)

تم میری مان لو میں تمہاری محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دوں گا۔

ابھی تو پولیس والوں کو نفرت سے دیکھتے ہیں۔ اگر آپ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے بن جائیں گے تو لوگ آپ سے محبت کرنے لگ جائیں گے۔ اللہ محبت ڈالتا ہے۔ یہ دنیا میں مسئلے حل ہونے کی گواہی دے رہا ہے۔ کہ مان لو تمام مسئلے حل ہو جائیں گے۔ عزت ملے گی ذلت سے بچو گے، محبت ملے گی نفرت سے بچو گے، امن آئے گا، عداوت سے بچو گے، اور کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ عزت کے ساتھ سرخرو کر کے اٹھائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نصیب فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لئے دو جنتیں بنائی ہیں:

اللہ تعالیٰ نے جنتیں دو بنائی ہیں ایک جنت الفردوس ہے ایک نیچے کی جنت کو امر کن سے بنایا اور جنت الفردوس کو اپنے ہاتھ سے بنایا نیچے کی جنت کی زمین چاندی کی ہے گھاس کا ہے۔ چھڑکاؤ عنبر اور مشک کا ہے۔ جنت الفردوس کی زمین سونے کی ہے گھاس کا ہے چھڑکاؤ عنبر و مشک کا ہے۔ موتیوں کے یاقوت کے زمرد کے راستے ہیں ایک اینٹ گل کی سفید موتی کی ہے دوسری سرخ یاقوت کی ہے تیسری سبز زمرد کی ہے مشک کا گارا ہے کی گھاس ہے موتیوں کے کنکر ہیں اور اللہ کا عرش ان کی چھت بنایا گیا ہے اللہ کی سب سے خوبصورت مخلوق اللہ کا عرش ہے جو جنت الفردوس کے لئے سقر (یعنی) چھت کا کام دیتا ہے

پھر ان کے نیچے تَحْتِهَمُ الْاَنْهَارُ مِنْ مَّاءٍ پانی نہر لَبَنٍ دودھ عسل شراب کہا یہاں کی ناپاک شراب چھوڑ دے تجھے وہاں کی پاک شراب اپنے ہاتھ سے پلاؤں گا۔ یہاں حرام چھوڑ دے وہاں حلال کھلاؤں گا ۔ عَیْنَانِ تَجْرِیَانِ دیکھو کے چشمے بہتے ہوئے عَیْنَانِ نَضَّاخَتَانِ دیکھو کے چشمے اٹھتے ہوئے فوارہ مارتے ہوئے ایک دفعہ میں رات کے وقت ماڈل ٹاؤن میں گزر رہا تھا ایک پانی کا چشمہ اوپر جا رہا تھا۔ میں نے کہا یہ کیا ہے؟ کہا یہ چشمہ نما فوارہ ہے ایک کروڑ روپے میں لگا ہوا ہے۔

میں نے کہا سبحان اللہ، اللہ کو بھی پتہ ہے کہ میرے بندوں کو اٹھتا پانی بھی اچھا لگتا ہے بہتا پانی بھی اچھا لگتا ہے اس لئے کہا فِیْهِمَا عَیْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ (سورۃ الرحمٰن آیت نمبر ۶۶) اس میں کچھ چشمے فوارے کی طرح اوپر اٹھتے ہیں۔ فِیْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ہر پھل کی بہتات ہے موسم کے بغیر ہیں۔

ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ سائے لمبے وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ پانی بہتے حُوْرٌ عِیْنٌ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ اور ان کھالوں میں پیتے میں گھروں میں محلات میں وہ خوبصورت بیویاں ہیں جیسے موتی۔ موتی نہیں چھپا ہوا موتی كَاَنَّهُنَّ الْیَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ جیسے یاقوت اور مرجان فِیْهِنَّ خَیْرٰتٌ حِسَانٌ خوبصورت بھی ہیں اور اخلاق والی بھی ہیں۔ كَاَنَّهُنَّ الْیَا

توت وَالْمَرْجَانُ یاقوت و مرجان کی طرح اور قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ نیچی آنکھیں جھکائیں ہوئیں لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ انسان، جن، نے ہاتھ ہی نہیں لگایا۔ ایسی پاک ہیں اور مَقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ خیموں میں بیٹھیں ہیں فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ اب بھی میری نعمتوں کا انکار کرو گے سمندر میں تھوک ڈالے گی سمندر میٹھے ہو جائیں گے۔

مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ اور ایک باندی کا قصہ

مالک بن دینار جا رہے تھے۔ بازار میں ایک باندی دیکھی بڑی خوبصورت بڑی پرکشش، آگے اس کے خادم، کہا بیٹی! کیا بات ہے؟ کہا میں تجھے خریدنا چاہتا ہوں۔ پہلے باندیوں کی خرید و فروخت ہوتی تھی تو جو رئیس زادے عیاش ہوتے تھے۔ ایک ایک لاکھ درہم کی خریدا کرتے تھے۔ کہا بیٹی میں تجھے خریدنا چاہتا ہوں۔ وہ ہنسنے لگی اور کہنے لگی کیا میرے جیسی کو تو فقیر خریدے گا؟ کہا ہاں میں خریدنا چاہتا ہوں۔ تو اس نے خادم سے کہا اس کو پکڑ لو میں اسے آقا کو دکھاؤں گی چلو تماشہ ہی رہے گا تو اس نوکرانی کے آگے نوکر تھے تو انہیں پکڑ کر دربار میں لے آئے۔

تو اس کا سردار تخت پر بیٹھا تھا ہنسنے لگی کہ آقا آج بڑا لطیفہ ہوا۔ کہا کیا یہ بڑے میاں کہتے ہیں میں تمہیں خریدنا چاہتا ہوں ساری محفل ہنسنے لگی۔ تو اس نے کہا بڑے میاں کیا آپ واقعی خریدنا چاہتے ہیں؟ کہا ہاں میں خریدنا چاہتا ہوں۔ کہا کیا پیسے دو گے؟ کہنے لگے ویسے تو بہت ہی سستی ہے۔ میں زیادہ سے زیادہ کھجور کی دو گٹھلیاں دے سکتا ہوں۔ صرف گٹھلیاں نہیں وہ گٹھلیاں جنہیں چوس کر پھینک دیا ہو۔ جن پر ذرا بھی کھجور نہ لگی ہو، وہ ہنسنے لگے سردار بھی ہنسنے لگا۔ بڑے میاں یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ کہا بات یہ ہے اس میں بہت سی خامیاں ہیں اس کی وجہ سے کہہ رہا ہوں۔ کہا کیا ہیں؟ کہا۔ خوشبو نہ لگائے تو اس کے اپنے پسینے سے بدبو پڑ جائے۔ روزانہ دانت صاف نہ کرے تو منہ کی بدبو سے قریب بیٹھنا مشکل ہو جائے، روزانہ کنگھی نہ کرے تو سر میں جوئیں پڑ پڑ کر تیرے سر میں بھی جائیں۔ چار سال اور گزر گئے تو بوڑھی ہو جائے گی پیشاب پاخانہ اس میں اور غم اس میں لڑائی اس میں غصہ اس میں۔

اپنی خواہش پوری کرنے کے لئے تجھ سے محبت کرتی ہے۔اس کی محبت بھی تھی غرض کی محبت ہے ایک لونڈی میرے پاس بھی ہے، خریدو گے؟ کہا وہ کونسی ہے؟ کہا وہ بھی سن لو وہ مٹی سے نہیں بنی مشک عنبر اور کافور سے بنی ہے، اسکے چہرے کا نور اللہ کے نور میں ہے، یہ حدیث پاک کا مضموم ہے۔اس کی کلائی۔صرف کلائی سات دنیا اندھیروں میں آجائے تو سات زمینوں کے اندھیرے روشنی میں بدل جائیں گے۔اور اس کی کلائی سورج کو دکھائی جائے تو سورج اس کے سامنے نظر نہیں آئے گا، غروب ہو جائے گا سمندر میں تھوک ڈالے سمندر میٹھا ہو جائے، مردے سے بات کرے تو مردے میں روح پیدا ہو جائے، زندہ لوگ ایک نظر دیکھ لیں تو ان کے کلیجے پھٹ جائیں۔اپنے دوپٹے کو ہوا میں لہرا دے تو سارے جہاں میں خوشبو پھیل جائے، سات سمندر میں تھوک ڈال دے میٹھے ہو جائیں۔ کے باغات میں اور مشک کے باغات میں پروان چڑھی ہے۔اپنی محبت میں پکی ہے بے وفا ہرگز نہیں، محبت میں پکی ہے، وفا میں پکی ہے، نہ حیض ہے، نہ نفاس، نہ پیشاب ہے نہ پاخانہ، نہ غصہ، نہ لڑائی، وہ ہمیشہ راضی، وہ ہمیشہ جوان، وہ ہمیشہ ساتھ رہتی ہے، اس پر موت نہیں آتی۔

اب بتا میری والی زیادہ بہتر ہے کہ تیرے والی زیادہ بہتر ہے؟ کہنے لگا جو آپ نے بیان کی وہ بہت بہتر ہے۔کہا اسکی قیمت بتاؤں، کہا بتاؤ؟ کہا وہ گٹھلیاں سے بھی زیادہ سستی ہے۔کہا اسکی کیا قیمت ہے؟ کیا اس کی قیمت ہے، اپنے مولی کو راضی کرنے میں لگ جا مخلوق کو راضی کرنا چھوڑ دے، خالق کو راضی کرنا اپنا مقصد بنا لے، جب آدمی رات گزر جائے جب سارے سورہے ہوں تو اٹھ کر دو رکعت اندھیرے میں پڑھ لیا کر، یہ اس کی قیمت ہے، یہ اسکی قدر ہے، جب خود کھانا کھائے تو غریب کو بھی یاد کر لیا کر، کہ کوئی غریب بھی ہے کہ جس کو پہنچاؤں، یہ ہو جائے تو یہ تیری ہو گی۔کہنے لگا تو نے اپنی باندی سے سن لیا جو اس نے کہا؟ کہا سن لیا۔کہا تو اللہ کے نام پر آزاد، سارے نوکر آزاد، سارا مال آزاد، ساری دولت صدقہ اور اپنے دروازے کا جو پردہ تھا اس کا کرتا بنایا۔اپنا لباس بھی صدقہ، اس نے کہا جب تو نے فقر اختیار کیا میرے آقا تو میں بھی تیرے ساتھ اللہ کو راضی کرنے نکلتی ہوں۔

پھر دونوں کی مالک ﷫ نے شادی کر دی پھر دونوں اپنے وقت کے ایسے لوگ

بنے کہ لوگ ان کی زیارت کے لیے آتے تھے۔ اگر حکومت آپ سے مشقت لیتی ہے تو تنخواہ بھی تو دیتی ہے کہ حلال چلنے والے کے لیے زندگی مشکل ہو گئی۔

ولی اللہ کون؟:

میں آپ کو بتاؤں ولی اللہ کون ہے آپ لوگ سمجھتے ہوں گے ادھر مسجد میں جو مصلی بچھائے ہوئے بیٹھا ہوا ہے اور تسبیح چل رہی ہے یہ اللہ کا ولی ہے ادھر نفل، ادھر اشراق، ادھر چاشت، ادھر اوابین، ادھر تہجد ہاں بڑے اللہ کے ولی ہیں۔ ہاں میں بتاؤں وہ سپاہی جو حلال کھا رہا ہے کبھی اس کو روٹی کے پیسے بچتے ہیں، کبھی نہیں بچتے، سپاہی چھوڑو ایس پی بھی حلال پر آئے تو زندگی دو بھر ہے کوئی ضرورت پوری ہو رہی کوئی نہیں ہو رہی۔ اندر کٹ بھی رہا ہے، اندر پس رہا ہے، مجھے میرے رب کی قسم یہ اس گوشہ نشین سے بڑا ولی ہے، ہمارے ہاں ولایت کا مفہوم بدل گیا ہے ہم سمجھتے ہیں تارک الدنیا ولی ہے۔ آپ ولی اللہ ہیں اگر آپ حلال پہ اپنے آپ کو روک لیں۔ بلکہ وزر چل جائیں حکم نہ ٹوٹے پھر دیکھو اللہ آپ کی پرواز کیسے بلند کرتا ہے۔ ولایت تو آپ کی ہے آج کا ہر ملازم پیشہ جو حلال پہ چل رہا ہے وہ ہمارے جیسوں سے اوپر کھڑا ہوگا کل قیامت کے دن اور بڑے بڑے ولی اس کے پیچھے کھڑے ہوں گے۔

فکر آخرت اور رزق حلال:

ایک حوالدار مجھے ملا بہاولنگر میں تبلیغ میں وقت لگایا حلال پہ آ گیا۔ مشکل دو بھر بڑی تنگی بڑی تنگی، کہنے لگا ایک دن میرے افسر مجھ سے کہنے لگے تو گزارا کیسے کرتے ہیں؟ میں نے کہا جب آدمی طے کرے تو گزارے ہو جاتے ہیں نہ طے کرے تو نہیں ہوتے۔ کہا بتاؤ تو سہی گزارہ کیسے کرتے ہو؟ کہا بات یہ ہے کہ ایک سال پورا ہو چکا ہے میرے گھر میں سالن نہیں پکا یہ وہ اللہ کا ولی ہے کہ بڑے بڑے اولیاء اسکے گرد کو قیامت کے دن نہیں پہنچ سکیں گے تو میرے بھائیو تین باتیں میں نے عرض کی ہیں۔ ہم اللہ کی مانیں اللہ کے حبیب ﷺ کی مانیں اور اس کو آگے پھیلانے کے لئے وقت نکالیں یہ تین کام ہے تبلیغ کوئی جماعت نہیں ہے نام پڑ گیا تبلیغی جماعت۔ تبلیغی جماعت کوئی جماعت نہیں ہے۔ ہر مسلمان

مبلغ اسلام ہے، ہر مسلمان اللہ رسول کا غلام ہے۔ آپ بھی ہم بھی ان کے غلام ہیں آپ بھائی ارادے کریں ہم تو نام لکھاتے ہیں۔ بس ارادہ کریں کہ آج کے بعد ہم اللہ اور اسکے رسول کی مان کے چلیں گے۔ بھائی یہ تو ابھی ضرورت ہے۔

آج سے توبہ کریں اے اللہ آج کے بعد ہم تیری مانیں گے چاہے ہما... سر پہ پہاڑ ٹوٹ پڑیں سمندر راہ پر گزر جائیں وہ کریں گے جو تو کہے گا پھر دیکھنا کہ اللہ تعالیٰ ابراہیم کی طرح آگ کو کیسے ٹھنڈا کرتا ہے۔ اور یوسفؑ کی طرح کیسے دروازے کھولتا ہے موسیٰ کی طرح کس طرح سمندر میں راستے دیتا ہے یونسؑ کی طرح کیسے پال کے دکھاتا ہے اور اصحاب کہف کی طرح کس طرح غار کے اندر بٹھا کر کیسے پال کے دکھاتا ہے آپ ارادے کرلیں ارادے کرلیے بھائی اور جب چھٹی مل جائے تو جماعت میں نکل کر یہ ترتیب زندگی سیکھیں نماز آج سے شروع کریں حلال کی آج نیت کریں کسی کو گالی نہ دیں کوئی آپ کو گالی دے تو آپ نہ گالیاں دیا کریں صِلْ مَنْ قَطَعَكَ اَعْطِ مِنْ حَرَمَكَ وَاعْفُ عَمَّنْ ظَلَمَكَ توڑنے والے سے جوڑو، زیادتی کرنے والے کو معاف کرو، برے سے اچھے بنو، نہ دینے والے کو عطا کرو، یہ اخلاق سیکھیں، لوگ تو جانوروں کی طرح ہیں ہر کوئی کہتا ہے کہ تم جانتے نہیں ہو میں کون ہوں۔ تم جانتے نہیں میں وہی ہوں۔ اللہ اکبر اصل میں ایک دوسرے کی پہچان بھی دین کراتا ہے اللہ نے فرق مراتب رکھا ہے پر کوئی نہیں سمجھتا۔ اللہ نے حکم دیا ہے عوام کو کہ وہ حکومت کی مان کے چلیں اور حکمرانوں کو حکم دیا ہے کہ عدل کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ انصاف کریں ظلم نہ کریں۔

دو عظیم گناہ

ماں باپ کی نافرمانی اور ظلم

دو گناہ ایسے ہیں جن کا بدلہ انسان دنیا میں لے کر مرتا ہے ماں باپ کی نافرمانی اور ظلم۔ یہ دو چیزیں ایسی ہیں کہ نقد ہو جاتا ہے ادھار نہیں ہے الا ماشاء اللہ۔ جو بہت زیادہ بڑھ جائے تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے آ نے دو چنگیز خاں کی طرح کچھ نہ کہو آگے اکٹھا پورا کروں گا۔ تیمور لنگ کی طرح آنے دو آگے ہی اکٹھا پورا کروں گا۔ لیکن عام دستور یہ ہے دنیا میں ہی

منافی ہوجاتی ہے یعنی آپ اخلاق کا مظاہرہ کریں عبادت سمجھ کر کر ڈیوٹی پر کھڑے ہوں
عبادت سمجھ کر اپنے کام کو جائیں میں آپ کو اللہ کے فضل و کرم سے گارنٹی سے کہتا ہوں کہ
آپ کا ڈیوٹی پر ان صفات کے ساتھ کھڑا ہونا ایسے ہی اجر رکھتا ہے جیسے ہمارا مسجد میں جا کر
نفل پڑھنا ذکر کرنا تلاوت کرنا۔ تو اس کا سارے بھائی ارادہ فرمائیں اور اللہ پاک سے
مانگیں کہ اللہ پاک ہمیں اس کی توفیق بخشے اور سارے بھائی نماز کی نیت کریں جو کوئی آپ کا
لوگوں سے آپ کا واسطہ پڑے۔ انکو بھی آپ نماز کی دعوت دیا کریں آپ کو ہر وقت عوام
سے واسطہ ہے ان کا آپ سے واسطہ ہے۔ ان کو نماز کی تلقین کریں انکو نماز کی دعوت دیں۔
ان سے قبر آخرت کی باتیں کریں تو آپ کو انشاء اللہ تبلیغ کا کھاتا آج ہی سے کھل جائے گا
اور قرآن پاک کو سیکھیں جنہیں آتا تو ایک ایک لفظ سیکھیں ایک ایک حرف سیکھیں۔

قرآن اللہ کی کتاب ہے اس کا حق ہے کہ اس کو پڑھا جائے اور چلتے پھرتے اللہ
کے ذکر کی عادت ڈالیں سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ اَللهُ اَكْبَرُ اور درود
شریف استغفار چلتے پھرتے سو سو مرتبہ کم از کم اس کو کہہ لیا کریں۔ جتنا زیادہ کہیں گے اتنا
زیادہ اللہ دے گا اور بھائی آپ پانچ وقت کی فرض نماز کو ہاتھ سے نہ جانے دیں چاہے کچھ کا
کچھ ہو جائے اور جب اللہ آپ کو موقع دیں تو چھٹیوں میں وقت لگالیں اپنی ڈیوٹی کو عبادت
سمجھ کر کریں فوج، پولیس براہ راست عبادت ہے۔ میں بار بار اسلئے کہہ رہا ہوں کہ آپ کو
اپنے پیشے کی قدر آجائے۔ لوگ برا کہتے ہیں۔ اپنے پیشے کی قدر نکل گئی ہے۔ بہت باعظمت
بہت باعزت پیشہ ہے۔ عزت اسے نہیں کہتے کہ لوگ سلام کریں۔ عزت تو اسے کہتے ہیں۔
کہ اللہ راضی ہو جائے۔ تو بھائی سب نے ارادے کر لئے۔ سب نیت کر لیں اور بھائی نماز
آج سے شروع کریں گے، جھوٹ آج سے چھوڑ دیں گے، سچ پر آج سے آجائیں گے، حلا
ل پر اپنے آپ کو آج سے لگائیں گے، پاکدامنی آج اختیار کریں گے، جو کام آج سے شروع
کرنے ہیں، بس آج سے ہی شروع کر دیں اور جو کل کرنے ہیں انکو کل سے اختیار کریں
گے۔

تو بھائی اللہ پاک سے مانگو، ہمارے اعمال پر ہی اللہ کے فیصلے ہوتے ہیں۔ آپ بھی
بے بس ہیں ہم بھی بے بس ہیں جب تک لوگ توبہ نہیں کرتے اللہ تعالیٰ حالات کو نہیں بدلے گا۔

فتنہ فساد کی جڑ:

یہ قتل و غارت جو ہے اس کی بنیاد فرقہ واریت نہیں ہے، اس کی بنیاد زنا ہے، جب زنا کثرت سے ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ قتل و غارت کا بازار گرم کر دیتا ہے حدیث میں آتا ہے جس قوم میں زنا پھیل جائے گا اس قوم میں موتوں کی کثرت شروع ہو جائے گی۔ تو بھائی ہم لوگوں سے توبہ کروائیں تا کہ اللہ کا رحم ہماری طرف متوجہ ہو۔ اللہ کے غضب کے دروازے بند ہوں اب اللہ تعالیٰ لاؤڈ سپیکر پر اعلان تو نہیں کرے گا کہ میں ناراض ہو گیا ہوں۔ اسی طرح بتائے گا ٹکراؤ کرا کے، خون بہا کے، چیزوں کو مہنگا کر کے، ظالموں کو سر پر مسلط کر کے، عزت کو ختم کر کے اور آپس میں توڑ کروا کے، بے موسم کی بارشیں کر کے اس طرح اللہ بتائے گا کہ میں ناراض ہو چکا ہوں۔ مجھے راضی کرو تو آپ خود بھی توبہ کریں اور لوگوں سے بھی کروائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو عمل کی توفیق بخشے۔ آمین۔
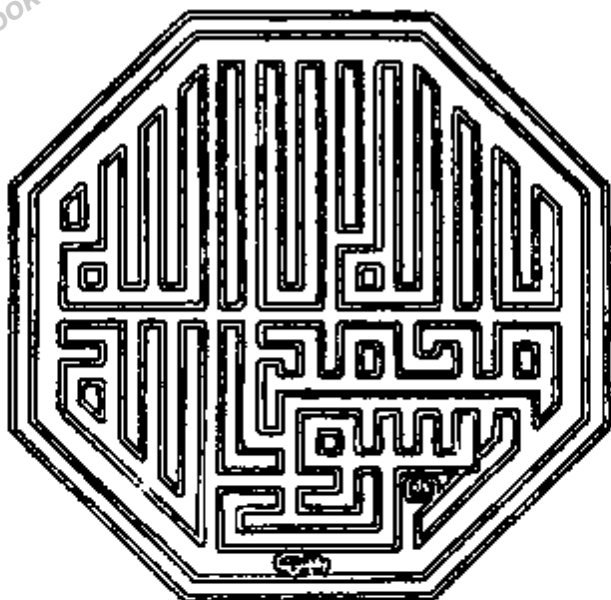
لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں

معرفت باری تعالیٰ
حضرت مولانا محمد طارق جمیل صاحب

معرفت باری تعالیٰ

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم ..... اعوذ بالله من الشیطن الرجیم..... بسم الله الرحمن الرحیم .....اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ ..... جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ .....ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّهٗ (سورۃ البینۃ آیت ۸ پارہ ۳۰)

وَقَالَ النبی ﷺ ..... یا ابا سفیان جئتکم بکرامة والآخرة ......

او کما قال ﷺ

اللہ پاک کی صفت مبدی:

اللہ رب العزت نے مادی دنیا اور انسانی دنیا کو بغیر کسی چیز نمونے اور میٹریل کے پیدا فرمایا ہے۔ اللہ پاک کی ایک صفت مبدی ہے۔ وہ ذات جو کسی چیز کو بغیر نمونے اور میٹریل کے وجود بخشے، کرسی لکڑی سے بنی ہوئی ہے اور مائیک لوہے سے بنا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ نے لکڑی اور لوہے کو بنایا تو بغیر نمونے کے بنایا، کائنات کی ہر چیز آگ، پانی، مٹی، ہوا اور دوسرے عناصر ان کا پہلے وجود کوئی نہیں تھا، اللہ تعالیٰ نے بغیر وجود کے وجود بخشا۔ یہ صفت مبدی ہے۔

كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُهٗ (سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۴ پارہ ۱۷)

کچھ نہ تھا سب کچھ بنا دیا۔

صفت بدیع کا ذکر:

ایک دوسری صفت بدیع ہے......

بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (سورۃ الانبیاء پارہ ۱۷)

بدیع وہ ذات ہے جو کسی نمونے کو دیکھ کر چیز نہ بنائے بلکہ اپنی قدرت سے نقشہ بنائے اور پھر اس کو شکل عطا فرمائے۔

أَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَأْسٌ شَدِيْدٌ (سورۃ الحدید آیت ۲۵)

لوہے کو شکل دے کر سختی رکھی، لوہا بنانا صفت مبدی ہے اور سختی رکھنا صفت بدیع ہے

أَرْسَلْنَا الرِّيَاحَ لَوَاقِحَ (سورۃ الحجر آیت ۲۲ پارہ ۱۴)

ہوا کو بنانا صفت مبدی ہے اور بغیر نمونے کے اسے شکل دینا، بے رنگ، بے بو بنانا صفت بدیع ہے تو کائنات کی ہر چیز کو اسی طرح بنایا۔ آدم کا کوئی ماڈل اللہ کے سامنے نہیں تھا جس کو دیکھ کر اللہ نے ڈیزائن و ڈرائنگ کی اور پھر انسان کا نمونہ تیار کروایا۔

پانی کا،

ہوا کا،

مٹی کا،

پودوں کا،

درختوں کا،

پھولوں کا،

پھلوں کا،

رنگوں کا،

کوئی نقشہ نہیں تھا، بغیر کسی نقشے کے ہر چیز کو وجود بخشا، یہ صفت بدیع ہے۔

صفت مصور کا کرشمہ:

اللہ پاک کی تیسری صفت مصور ہے۔

هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ (سورۃ ال عمران آیت ۶)

وہ ایسی ذات ہے جو تمہیں مادر شکم میں جیسا چاہتا ہے بنا دیتا ہے، صفت مصور اتنی کامل ہے کہ کائنات کی کوئی چیز بھی دوسری چیز سے نہیں ملتی، کسی چیز کو بھی دوسری سے سو فیصد برابر نہیں بنایا، کسی کو ہمشکل بنایا تو اپنی قدرت بتانے کیلئے، ورنہ ایک ہی جنس کے دو آم کے پتے ایک جیسے نہیں ہو سکتے، کسی چیز کو بھی دوسری سے سو فیصد مشابہہ بنانا یہ اللہ پاک کی صفت مصور ہے......

خَلَقَكُمْ ...... تمہیں بنایا...... وَصَوَّرَكُمْ ...... پھر تمہیں تصویر بخشی...... فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ...... بہت خوبصورت تصویر بنائی۔

اللہ تعالیٰ نے انسانی تصویر کو ماں کے پیٹ میں تین اندھیروں میں پانی کے قطرے کے کروڑویں حصے سے بنایا، اتنا چھوٹا وہ قطرہ ہوتا ہے جو انسانی آنکھ نہیں دیکھ سکتی، بہت بڑی طاقتور خوردبین پر اسے دیکھا جاسکتا ہے۔ ویسے نظر نہیں آتا، ایسے قطرے سے اللہ ایسی خوبصورت شکلیں بناتا ہے، پھر اس میں ایسی عقل بھی دی، ایسی کاریگری بھر دی کہ ایک قطرے نے ساری کائنات کو نچادیا۔

انسان کے متعلق ایک دلچسپ حکایت:

ایک شیر نے اپنے بچے کو نصیحت کی کہ بیٹا انسان سے بچنا بڑی خطرناک چیز ہے۔ ایک دن وہ شیر کا بچہ نکلا کہ دیکھوں تو سہی کہ انسان ہے کیا بلا؟ جس سے میرے ابا مجھے ڈراتے ہیں، ایک گھوڑے پر اس کی نظر پڑی۔ اس نے کہا، یہی انسان لگتا ہے، بڑا قد کاٹھ ہے، اس نے پوچھا بھئی تم انسان ہو؟ اس نے کہا میں کہاں انسان ہوں، وہ تو بڑی بلا ہے، میرے منہ میں لگام ڈالتا ہے، کمر پر زین رکھتا ہے اور مجھے دوڑاتا ہے، اس سے بچ کر رہنا، یہ تو اور ڈر گیا۔

آگے گیا تو ایک اونٹ ملا، اس نے کہا یہی ہوگا، اس کا قد تو گھوڑے سے بھی بڑا ہے۔ اس نے پوچھا بھئی تم انسان ہو؟ اس نے کہا نہیں، وہ تو بڑا خطرناک ہے، آپ بھی اس سے بچ کے رہیں، اس کا تو بچہ بھی میرے ناک میں سوراخ کر کے نکیل ڈال دیتا ہے اور پھر مجھے دوڑاتا ہے، بھگاتا ہے اور میرا برا حال کر دیتا ہے، وہ اور ڈر گیا۔

آگے گیا تو ایک ہاتھی ملا، اس نے کہا بس یہی ہے، سب سے زیادہ طاقتور اور سب سے ہیبت ناک، اتنی بڑی ٹانگیں ہیں۔ اس نے کہا بھئی آپ انسان ہیں؟ اس نے کہا میں کہاں انسان ہوں؟ وہ تو میرے سر پر لوہے کا چابک مارتا ہے اوروں کو چھڑے کا لیکن میرے سر پہ لوہے کا چابک مار کر میرا دماغ ہلا دیتا ہے۔ اب وہ ڈر کے واپس جانے لگا کہ واقعی ڈرنا چاہیے، وہ تو کوئی اس سے بھی بڑی بلا ہوگی۔

آگے دیکھا تو ایک بڑھئی کا لڑکا ایک بہت بڑے درخت کو آرے سے چیر رہا تھا، اسے خیال بھی نہیں آیا کہ انسان یہی ہوگا لیکن اس کو ایک نیا نقشہ نظر آیا، اس نے سوچا چلو اس سے پوچھ لوں۔ اس نے کہا بھئی تم انسان ہو؟ اس نے کہا ہاں میں انسان ہوں۔ اس نے کہا بھئی میرا باپ بھی بیوقوف تھا اور جو پہلے ملے وہ بھی بے وقوف تھے مجھے تو ایک تھپڑ مار کر باہر پھینک

دوں گا تجھ سے کیوں ڈرتے ہیں؟ اس نے دیکھا کہ اب تو جان پر بن گئی، اس نے کہا میں حاضر ہوں آپ جو بھی کہیں، پر یہ ذرا مجھے لکڑی کٹوا دیں۔ بس پھر میں حاضر ہوں، کہا کیا کرنا ہے؟ کہا یہ آری پھنس رہی ہے۔ آپ ذرا اپنا ہاتھ اس میں ڈال دیں تاکہ یہ لکڑی کھل جائے تو میری آری تیزی سے چل جائے گی۔ جب اس نے اپنا ہاتھ ڈالا تو اس نے آری کھینچ لی لکڑی برابر ہو گئی اور شیر کے بچے کا ہاتھ پھنس گیا، اب نہ نکل سکے، نہ لڑ سکے (یہ حکایت مولانا روم نے لکھی ہے، کوئی صحیح واقعہ نہیں ہے بلکہ انسان وقت کو بتانے کیلئے واقعہ لکھا ہے) وہ شیر کا بچہ سوچ میں پڑ گیا کہ طاقت تو اس میں ہے کوئی نہیں تو کس طرح اس نے مجھے قابو کر لیا، کوئی اور طاقت ہے اس کے پاس جس کی وجہ سے اس نے مجھے قابو کیا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ کی صفت خلق، صفت مبدی، صفت بدیع، صفت مصور کا ساری کائنات شاہکار ہے۔

اللہ تعالیٰ کی صفت باری:

ایک اللہ کی صفت باری ہے..... البـــــاری..... روح ڈالنے والا، ایک بے جان ڈھانچہ حرکت کرنے لگ گیا،

دیکھنے لگ گیا،

سننے لگ گیا،

بولنے لگ گیا،

خوشی و غم، محبت و نفرت، علم و جہالت یہ ساری چیزیں صفت باری کی متوجہ ہونے کی وجہ سے آگئیں۔

ہدایت عامہ و خاصہ:

پھر اللہ تعالیٰ کی اگلی صفت ہادی ہے۔ ہدایت دینے والا، ہدایت بھی دو قسم پر ہے۔ ہدایت عامہ، ہدایت خاصہ، ہدایت عامہ کیا ہے؟ زندگی سے متعلق جو ضروریات ہیں وہ کیسے پوری کی جائیں، یہ ہدایت عامہ ہر ایک کو پیدا ہوتے ہی دے دی۔

رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی (سورۂ طٰہٰ آیت ۵۰ پارہ ۱۶)

وہ رب جس نے ہر چیز کو بنایا، پھر اس کو ہدایت عطا فرمائی۔ یہ ہدایت صفت میں ملتی

ہے، بغیر کسی محنت کے، بچہ اپنی ضرورت کے وقت روتا ہے، یہ ہدایت اسے ماں نے نہیں دی کہ تمہیں ضرورت ہو تو تم رویا کرو، یہ علم اس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا ہوتے ہی دیا تھا کہ اپنی بھوک کا اظہار، مرض کا اظہار رو کے کرتا ہے اور اپنی ماں کی چھاتی سے لگ کر دودھ پیتا ہے، یہ علم اس کو اللہ تعالیٰ نے ہی دیا۔

بلی کا بچہ پیدا ہوتے ہی اپنی ماں کی چھاتی کی طرف لپکتا ہے حالانکہ اس کی آنکھیں بند ہوتی ہیں۔ عورت تو اپنے بچے کو خود سینے سے لگاتی ہے لیکن جانور کا بچہ خود جاتا ہے۔ یہ رب کی طرف سے ہدایت ہے۔

رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی (سورۃ طٰہٰ آیت ۵۰ پارہ ۱۶)

وہ رب جو ہر چیز پیدا کرتا ہے پھر اس کو ہدایت دیتا ہے کہ تیری کیا ضرورت ہے، تیرا نفع کیا ہے، تیرا نقصان کیا ہے، بچپن سے ہی یہ شعور ہر مخلوق لے کر پیدا ہوتی ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہدایت ہے، اگر یہ صفت ہدایت نہ ہوتی تو،

کوئی ڈاکٹر نہ بنتا،

کوئی وکیل نہ ہوتا،

کوئی انجینئر نہ ہوتا،

کوئی تاجر نہ ہوتا،

کوئی سائنسدان نہ ہوتا،

کوئی کاشتکار نہ ہوتا،

کوئی تیراک نہ بنتا،

کوئی آئن سٹائن نہ بنتا،

کوئی پولین نیپاتہ بنتا،

کوئی فارابی نہ بنتا،

کوئی رسول نہ بنتا،

یہ استعداد رکھی ہے کہ اس کے اندر ضروریات اور جستجو کا مادہ اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے۔ یہ ہدایت مومن، جانور، جانور و حیوان سب کو یکساں دی ہے۔ اس میں کسی کیلئے بھی کوئی بخل نہیں۔

ہدایت عامہ کا کرشمہ:

انجلا بھڑ کی ایک قسم ہے، وہ جب انڈے دینا چاہتی ہے تو گڑھا کھودتی ہے پھر اس میں دیتی ہے۔ پھر ایک کیڑے کے دماغ پر ڈنگ مارتی ہے تاکہ وہ بے ہوش ہو جائے، مرے نہیں، پھر اس کو اٹھا کر لاتی ہے اور گڑھے میں ڈالتی ہے اور خود اڑ کے چلی جاتی ہے۔ اس کے بچے جب انڈے سے نکلتے ہیں تو ان کے آگے ناشتا تیار پڑا ہوتا ہے۔ وہ اس کو کھاتے رہتے ہیں اور طاقت پکڑتے رہتے ہیں، وہ کیڑا ان کے لئے پہلی غذا ہوتا ہے، اس سے قوت آتی ہے۔ پھر ہر ایک کا منشا اپنے رخ پہ ہو جاتا ہے، نہ انہوں نے ماں کو دیکھا، نہ باپ کو دیکھا، ان انڈوں سے نکلنے والی مادہ جب انڈے دیتی ہے تو اسی طرح اپنی ماں کے عمل کو دہراتی ہے، حالانکہ اس کو نہ ماں نے بتایا، سکھایا اور نہ ہی سمجھایا، اسی طرح وہ گڑھا کھودتی ہے، کیڑے کو ڈنگ مار کر اس میں رکھتی ہے اور واپس چلی جاتی ہے، یہ ہے۔

اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى (سورۃ طٰہٰ آیت ۵۰ پارہ ۱۶)

ہر چیز کو پیدا کر کے اللہ نے اس کو اس کی ہدایت عطا فرمائی۔

تیری ضرورت کیا ہے؟ اس کی طرف رہبری فرمائی۔ تیرے نقصان کی کیا چیز ہے؟ اس کے اشارے بھی دے دیئے، شیر کے سامنے پلاؤ رکھ دو تو وہ نہیں کھائے گا حالانکہ اس کو کسی نے نہیں بتایا کہ پلاؤ تیری غذا نہیں، شیر کے سامنے پراٹھے رکھ دو، وہ نہیں کھائے گا، یہ بھی نظام ہدایت ہے، جو

بچ کو بھی حاصل ہے،
وکیل کو بھی حاصل ہے،
حافظ کو بھی حاصل ہے،
زمیندار کو بھی حاصل ہے

یہ ہدایت عامہ ہے۔۔۔ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى
(سورۃ طٰہٰ آیت ۵۰)

ایک عجیب وغریب مچھلی کا واقعہ:

ایک مچھلی ہے جس کا نام ایل ہے۔ ابھی ہم نے امریکہ میں دیکھی تھی۔ اس کے انڈے دینے کا ٹمپریچر جس جگہ ہے وہ صرف برمولا ہے، برمولا کے پاس بحر اکاہل کے علاوہ اور کہیں انڈے نہیں دے سکتی، تو یورپ سے ایل تین ہزار کلومیٹر کا سفر وہاں جانے کیلئے طے کرتی ہے، اسی طرح افریقہ، ایشیا، امریکہ سے ہر سمندر کی ایل انڈے دینے برمولا جاتی ہے اور خود وہیں مر جاتی ہے، وہاں انڈوں سے بچے نکلتے ہیں اور پروان چڑھتے ہیں، لیکن ان کی غذا یہاں نہیں ہے بلکہ جہاں سے ان کی ماں آئی تھی، وہاں ان کی غذا ہے، تو یورپ کی جو ایل ہے اس کو واپس جانے کیلئے تین ہزار کلومیٹر سفر کرنا ہوتا ہے اور پانی کالا ہے، چند سو فٹ کے بعد نیچے سورج کی روشنی نہیں جاتی تو وہاں سے سفر کرتی ہے اور تین ہزار کلومیٹر کا سفر طے کرتے ہوئے ٹھیک اپنی ماں کے ٹھکانے پر آتی ہے اور کسی سے بھی نہیں پوچھتی کہاں جانا ہے، رہبر کے بغیر، نشان منزل کے بغیر اکیلی آتی ہے اور ایک جگہ بھی وہ نہیں بھٹکتی، یہ اللہ کی صفت ہدایت ہے جو عرش سے ساری کائنات کیلئے تقسیم ہو رہی ہے۔

انسان اور جانور کی ہدایت عامہ:

یہی ہدایت انسان کو بھی ملی ہے۔

روٹی کیسے کمائی ہے،

کپڑے کیسے پہنے ہیں،

گھر کیسے بنانے ہیں،

لباس کیسے بنانے ہیں،

تعلق کیسے بنانا ہے،

حکومتیں کیسے چلانی ہیں،

ہتھیار کیسے بنانے ہیں،

نہریں کیسے بنانی ہیں،

پل کیسے بنانے ہیں،

ایجادات کیسے کرنی ہیں،

بجلی کیسے بنانی ہے،

بلب کیسے بناتا ہے،
پنکھا کیسے بناتا ہے،
ایئر کنڈیشن کیسے بناتا ہے،
زمین کی معدنیات کو کیسے استعمال کرتا ہے،
گیس کے ذخیرے کو کیسے استعمال کرتا ہے،
بجلی اور بکھری ہوئی کائنات سے نفع کیسے اٹھاتا ہے،
دوائیں کیسے بناتی ہیں،
زہر کیا ہے،
یہ تمام علم اللہ کی طرف سے انسان کو ودیعت کیا گیا ہے،
اگر اللہ یہ علم نہ دیتا تو کوئی کچھ نہیں بن سکتا تھا،
اگر انسان انہیں ضروریات میں پھنسا رہے تو اس میں اور جانور میں اتنا فرق ہے کہ انسان بولتا ہے، جانور بولتا نہیں۔

مکڑی بھی تانا بانا تنتی ہے۔ ٹیکسٹائل ملیں بھی تانا بانا تنتی ہیں، اگر انسان کا کام صرف ٹیکسٹائل مل ہی ہے تو اس میں اور مکڑی میں کوئی فرق نہیں، وہ اپنی ضرورت کا گھر بنا کے بیٹھی ہے اور یہ اپنی ضرورت کا گھر بنا کے بیٹھا ہے، اسی سطح تک پہنچنے تک انسان میں انسانی جوہر نہیں آیا، انسانی جوہر کھلنے کیلئے ایک اور ہدایت کی ضرورت ہے جس کا انسانی علم ادراک نہیں کر سکتا، انسانی کمپیوٹر اس تک پہنچ نہیں سکتا۔

انسان کا ناقص علم:

انسان کا علم ناقص ہے اور اللہ کا علم کامل ہے، انسان میں جہالت زیادہ ہے اور علم تھوڑا ہے اور اللہ کے ہاں جہالت کا شائبہ نہیں، انسان کی اصل جہالت ہے۔

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا

تم کو ماں کے پیٹ سے نکالا تم کچھ نہیں جانتے تھے، اللہ بتا رہے ہیں کہ تمہاری اصل جہالت ہے تو اللہ نے تمہیں...... وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ ...... کان دیے...... وَالْاَبْصَارَ...... آنکھیں دیں...... وَالْاَفْئِدَةَ ...... دل و دماغ دیا۔

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (سورۃ النحل آیت ۷۸ پارہ ۱۴)

تاکہ ہم اس کا شکر ادا کر سکیں، اگر آدمی بہت زیادہ بھی پڑھ لے تو اللہ فرماتے ہیں۔

وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا (سورۃ بنی اسرائیل پارہ ۱۶)

ہم نے تمہیں بہت تھوڑا علم دیا ہے، یہ آیت یہ بتا رہی ہے کہ انسان کی جہالت اس کے علم پر حاوی ہے،

بڑا عالم ہو،

بڑا انجینئر ہو،

بڑا وکیل ہو،

بڑا ڈاکٹر ہو،

بڑا سائنسدان ہو،

اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ سب کچھ جان گیا، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ دوسو وکیلوں سے زیادہ جانتا ہے، بڑے ڈاکٹر بننے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ساری طب کو جان گیا ہے۔ بلکہ اس کا مطلب ہے کہ وہ چار پانچ سو ڈاکٹروں سے زیادہ جانتا ہے ورنہ اس کی ذات میں جہالت زیادہ ہے اور علم کم ہے، اسی طرح ہر شعبے کی مثال ہے کہ ہر چیز میں انسان کا علم کم ہے اور جہالت زیادہ ہے۔

ہدایت خاص کا قانون:

وہ ہدایت جس پر چل کر انسان کامیاب ہوا اور جس پر چل کر انسان اللہ کی بارگاہ میں سرخرو ہو اس کیلئے ہمیں ہدایت خاص چاہیے۔

اللہ تعالیٰ نے مادی دنیا کو بھی قانون دیا ہے اور انسانی دنیا کو بھی قانون دیا ہے، دونوں کا قانون الگ الگ ہے، فرق اتنا ہے کہ مادی دنیا کا قانون اس کے ساتھ پیوست ہے، جدا نہیں ہو سکتا، لہٰذا وہ اپنے قانون سے اعراض نہیں کر سکتے، جتنے جانور ہیں، جتنے درخت ہیں، جتنی ہوائیں ہیں، سورج چاند ستارے سیارے جن اور فرشتے ہیں، یہ جتنی مخلوق ہے ان کا قانون ان پر جبری نافذ ہے، یہ ان کے خلاف نہ چل سکتے ہیں نہ کر سکتے ہیں، سورج یہ نہیں کہتا کہ میں تھوڑا سا ستالوں، دو گھنٹے لیٹ نکلوں گا، چاند یہ نہیں کہہ سکتا کہ میرے لیے ہی رات کو نکلتا ہے میں دن کو نکلوں گا، سورج رات کو نکلے، درخت یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں اب پھل نہیں دوں گا، بہت پھل

دیے۔ وہ قدرت کے بنائے ہوئے قانون کے خلاف نہیں چل سکتے، انہیں جبلی طور پر پابند کر
دیا گیا ہے، لہذا اللہ کی بنائی ہوئی کائنات میں کبھی کوئی خلل نہیں آیا اور انسانوں کے بنائے
ہوئے نظام ہر وقت ٹوٹتے رہتے ہیں ...... هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ...... میری کائنات میں تمہیں
کوئی خلل نظر آتا ہے ...... ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ ...... بار بار دیکھو

كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ (سورۃ الملک آیت ۴ پارہ ۲۹)

تمہاری نظر ناکام لوٹ آئے گی اور میری کائنات کا جو نظام ہے اس میں کوئی سقم نظر
نہیں آئے گا۔

مادی دنیا کا قانون:

مادی دنیا کا قانون اجباری ہے، وہ اس کے خلاف نہیں کر سکتے، آسمان نے بلند ہونا ہے
وہ کھڑا ہوا ہے، ستاروں کے مقدر میں جھلملانا ہے، وہ اس کے خلاف نہیں کر سکتے، سورج کی
گردش ہے، چاند کی گردش ہے، زمین کی گردش ہے، یہ سب اس کے پابند ہیں۔

وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ...... وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ
مَنَازِلَ ...... حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ...... لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ
...... وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ...... وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ (سورۃ یٰسین آیت ۴۰ پارہ ۲۳)

سورج چاند ستاروں کو اللہ نے جو قانون دیا ہے، اللہ اس کے بارے میں بتا رہے ہیں
کہ یہ اجباری ہے، اس کے خلاف اطلاق نہیں ہو سکتا، پھر ساری کائنات کے بارے میں فرمایا۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ...... ثُمَّ اسْتَوٰى
عَلَى الْعَرْشِ

زمین آسمان کو چھ دن میں بنایا، پھر عرش پر جلوہ فرمایا ...... يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ ......
دن رات کا نظام چلا دیا ...... يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ...... دن کو آگے اور رات کو پیچھے چلایا ...... نَسْلَخُ مِنْهُ
النَّهَارَ (سورۃ الاعراف پارہ ۸)

میں دن کی چادر کو کھینچتا ہوں تو ایک دم رات چھا جاتی ہے، یہ کائنات کے بارے میں
اللہ کا قانون ہے، وہ بتایا جا رہا ہے۔

...... الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ...... سورج چاند ستارے اس

کے تابع ہیں..... اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ..... غور سے سنو! خالق بھی وہ ہے، مالک بھی وہ ہے ..... تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ (سورۃ الاعراف آیت ۵۴ پارہ ۸)

وہی ہے سب سے زیادہ بہترین خوبصورت تخلیق کرنے والا۔ مادی کائنات کو جو قانون اللہ نے دیا ہے، یہ اس کا نقشہ اللہ تعالیٰ قرآن میں کھینچ رہے ہیں کہ اس میں کوئی کمی نہیں ہے، کوئی غلطی نہیں ہے۔

کبھی آپ آم کے درخت پہ کانٹے نہیں دیکھیں گے،
کبھی آم کے درخت پر بیر نہیں دیکھیں گے،
کبھی آپ کیکر پر امرود نہیں دیکھیں گے،
کبھی امرود کے درخت پر کیلا نہیں دیکھیں گے،
کبھی انگور کے درخت پر مالٹا نہیں دیکھیں گے،
کبھی مالٹے کو آم کی طرح نہیں دیکھیں گے،

یہ اللہ کا قانون مادیت ہے۔

انسانی قانون کے نقائص:

دوسری طرف انسان ہے جس کیلئے اللہ کا اور قانون ہے، انسان کائنات میں کبھی بھی اس قابل نہیں رہا کہ یہ کوئی ایسا قانون بنا سکے کہ جس میں سب کو انصاف مل سکے، سب سکھی رہ سکیں، امیر غریب کی پہچان ہو سکے، عورت اور مرد کو اس کا حق مل سکے، رعایا اور حکومت میں تعلق استوار ہو سکے، دیہاتی اور شہری میں ایک نظام قائم ہو سکے، یہ اسی وقت ممکن ہے کہ انسان ساری کائنات کے انسانوں کا مزاج سمجھے، علاقوں کا مزاج سمجھے، ساری کائنات کو پہلے پڑھے، پھر قانون بنائے، قانون بنانے کیلئے علم کامل ضروری ہے اور قانون بنانے کیلئے چار چیزیں ضروری ہیں اور وہ چار چیزیں انسان میں کوئی نہیں ہیں، وہ صرف ایک ذات میں ہیں اور وہ اللہ ہے لہذا وہی قانون بنانے کے قابل ہے، قانون بنانے کیلئے علم کامل ضروری ہے اور انسان کا علم کامل نہیں ...... وما اوتیتم من العلم الا قلیلا..... یہ تو قرآن دلیل ہے۔

اور عقلی دلیل یہ ہے کہ پچاس یا ستر سال میں آدمی کتنا پڑھ لے گا۔ اگر یہ روزانہ ایک کتاب پڑھے تو سال میں تین سو ساٹھ کتابیں ختم کرے گا اور ساٹھ چھوڑ کر باقی تین سو کو ستر سے

ضرب دیں تو اکیس ہزار کتابیں ستر سال میں یہ پڑھتا ہے اور کائنات کے ایک فن میں ایک ایک لاکھ کتابیں لکھی ہوئی ہیں۔

جزاور کل میں فرق:

تو انسان کی عمر اتنی تھوڑی ہے کہ یہ علم کا احاطہ نہیں کر سکتا، اگر فرض کریں کہ عمر لاکھوں برس بھی ہو جائے تو جزا اپنے کل کا احاطہ نہیں کر سکتا، ہم جز ہیں کائنات کل ہے، بچہ جز ہے ماں کل ہوتی ہے، بچہ ماں کے پیٹ میں نو مہینے رہے یا نو سال رہے، وہ ماں کو نہیں جان سکتا، کیونکہ ماں اس پر چھائی ہوتی ہیں، ماں محیط ہے، بچہ محاط ہے، تو ہم محاط ہیں اور کائنات محیط ہے، ہم کائنات کو نہیں پہچان سکتے کہ کائنات لامحدود ہے اور ہم اس کا ذرہ بھی نہیں، تو ہم کیا قانون بنا سکتے ہیں؟

اللہ پاک کے علوم:

اور اللہ تعالیٰ کی حیثیت کیا ہے۔

سواء منکم من اسرا القول ..... ومن جهر به مستخف با لليل وسارب بالنهار..... يعلم ما بين ايديهم ولا خلفهم ..... ولا يحيطون به علما..... والله عليم بذات الصدور..... وان تجهر بالقول ..... فانه يعلم السر واخفى ..... واسروه قولكم او جهروا به..... انه عليم بذات الصدور ..... ما يكون من نجوى ثلثة الاهو رابعهم..... ولا خمسة الاهو سادسهم..... ولا ادنى من ذالك ولا أكثر الاهو معهم اينما كانو ..... ثم ينبئهم بما عملوا يوم القيمة ..... يعلم مايلج فى الارض ..... ولا يخرج منها ..... وما ينزل من السماء وما يعرج فيها وهو معكم اينما كنتم ..... والله بما تعملون بصير ..... له ملك السموات والارض ..... والى الله ترجع الامور.....

ان ساری آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کائنات کے ذرے ذرے کو جانتا ہے.....

عنده مفاتيح الغيب لا يعلمها الاهو .....اسی کے پاس غیبی علوم کی چابیاں ہیں..... وما تسقط من ورقة الا يعلمها.....ایک پتا بھی کائنات میں کہیں گر جائے تو اللہ کے علم میں ہے

...... ولا حبة فی ظلمت الارض ......کوئی دانہ زمین کی ظلمتوں میں ہو...... ولا رطب ولا یابس ......کوئی خشک وتر شے...... الا فی کتب مبین ...... وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں موجود ہے، قانون بنانے کے قابل یہ ذات ہے جس کے علم میں خطا نہیں۔

انسانی علم کی ناپائیداری:

انسان تو ایسا کمزور ہے کہ ساری تیاری عین موقع پر بھول جاتا ہے۔ میرا کیمسٹری کا پیپر تھا، ساری رات میں نے پڑھا اور جب پیپر سامنے آیا تو سب بھول گیا، آدھا گھنٹہ مجھے ایک لفظ بھی یاد نہیں آیا، جب پیپر سامنے آیا تو میں نے پہلے نظر دیکھتے ہی کہا تھا، سارا مجھے آتا ہے، ایک گھنٹے میں مکمل کر دوں، جب قلم اٹھایا تو دماغ بند ہو گیا۔

چشمہ آنکھوں پہ لگا ہوا ہے اور بیگم سے پوچھ رہا ہے، میرا چشمہ کہاں ہے؟ وہ کہہ رہی تیری آنکھوں سے لگا ہوا ہے۔

یہ انسان قانون بنا سکتے ہیں؟ جو بیک وقت دو چیزوں کو سوچ نہ سکے۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ (سورۃ الاحزاب آیت ۴ پارہ ۲۱)

اللہ نے تمہارے دو دل نہیں بنائے، ایک ہی بنایا ہے، جو ایک وقت میں ایک ہی کیلئے تڑپ سکتا ہے، دو کیلئے نہیں، ہم ایک وقت میں دو چیزوں کو سوچ نہیں سکتے، ایک وقت میں دو چیزوں کو لکھ نہیں سکتے، تو ہم کیسے قانون بنا سکتے ہیں؟

اللہ پاک کی ذات عالی:

اور اللہ وہ ذات ہے جس پر عیاں نہاں سب برابر ہے،
مخفی اور اعلانیہ اس کیلئے برابر ہے،
عالم الغیب اور عالم الشہادۃ اس کیلئے برابر ہے،
رات کا اندھیرا دن کا اجالا اس کیلئے برابر ہے،
زمین کا اندر اور زمین کا باہر اس کے لئے برابر ہے،
سمندر کی تہہ اور سمندر کی سطح اس کیلئے برابر ہے،
پہاڑوں کی غاریں اور چوٹیاں اس کیلئے برابر ہیں،
صحرا اور دریا اس کیلئے برابر ہیں،

کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے سامنے کھلی کتاب کے مانند ہے، یہ اللہ اس قابل ہے کہ ہر قانون بنا سکے، یہ پاکستان والے کہاں قانون بنانے کے قابل ہیں؟ اتنے بڑے علم والا ہی اس قابل ہے کہ قانون بنا سکے کیونکہ اس کے سامنے ساری کائنات ہے اس کے سامنے ماضی بھی ہے اس کے سامنے حال بھی ہے اس کے سامنے مستقبل بھی ہے اور ہم ماضی اور حال کو دیکھ کر مستقبل کے لئے قانون بناتے ہیں، ماضی بہت سارا ہمیں یاد نہیں رہتا اور مستقبل کا ہمیں پتہ نہیں، وہ ذات قانون بنائے جو ماضی حال مستقبل کے ذرے ذرے پر حاوی ہے اور اس کیلئے یہ سب کچھ برابر ہے۔

اللہ کی بڑائی:

لا یحویہ مکان ......مکان سے پاک

لا یشتمل علیہ الزمان......زمانے سے پاک

فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (سورۃ بقرہ پارہ ۱)

جدھر دیکھو گے اللہ ہی نظر آئے گا

لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ (سورۃ بقرہ آیت ۱۴۲ پارہ ۱)

مشرق کا رب، مغرب کا رب

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَ رَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ (سورۃ الرحمن آیت ۱۷ پارہ ۲۷)

مشرقین کا رب، مغربین کا رب

رَبِّ الْمَشَارِقِ وَ الْمَغَارِبِ (سورۃ معارج آیت ۴۰ پارہ ۲۹)

مشارق کا رب، مغارب کا رب

رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (سورۃ النباء آیت ۳۷ پارہ ۳۰)

ساتوں زمین و آسمان کا رب

جو اتنا بڑا مالک و قادر ہے اس کو یہ حق ہے کہ وہ قانون بنائے۔

اس اللہ نے ہمیں اور آپ کو ایک قانون دیا ہے جس پر چل کر دنیا اور آخرت کی کامیابی ہے، لیکن وہ قانون اجباری نہیں اختیاری ہے۔

وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا (سورۃ السجدہ آیت ۱۳ پارہ ۲۱)

ہم چاہتے تو تم سب کو ہدایت دے دیتے، انبیاء کو نبوت حاصل کرنے کیلئے کوئی محنت کرنا پڑی ہے؟ یا پہلے ریاضت کرنا پڑتی ہے، پھر ولی بنتا ہے پھر نبی بنتا ہے، یہ بات نہیں، اللہ کا انتخاب ہے کہ بس اس کو نبوت دے دی جائے۔

بت فروش کا بیٹا:

بت فروش و بت پرست کے بیٹے کو نبی بنا دیا اور خلیل اللہ بنا دیا اور اپنے نبی سے بھی کہا۔

ثُمَّ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا (سورۃ النحل آیت ۱۲۳ پارہ ۱۴)

اے میرے نبی تمہیں بھی حکم ہے کہ ابراہیم کی پیروی کرو، وہ کس کا بیٹا ہے؟ بت بیچنے والے کا، بت بنانے والے کا، بت کے سامنے جھکنے والے کا، اس کے بیٹے کو خلیل بنا دیا۔

ابراہیم کی جب پہلی مرتبہ زبان کھلی تو اپنی ماں سے پوچھنے لگے میرا رب کون ہے؟ اس نے کہا میں ہوں، کہا تیرا رب کون ہے، کہاں تیرا باپ ہے، کہا میرے باپ کا رب کون ہے، کہا نمرود ہے کہا نمرود کا کون ہے؟ اس کا کوئی رب نہیں، وہ سب کا رب ہے، زبان کھلتے ہی یہ سوالات کیے، یہ اللہ کی صفت ہدایت ہے جو انبیاء کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔

فیصلے کا دن:

یہ ہدایت اللہ پاک ہمیں بھی دے سکتا ہے لیکن ہمارے ساتھ امتحان کا معاملہ کیا ہے

خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا (سورۃ الملک آیت ۲ پارہ ۲۹)

میں نے زندگی اور موت کو بنایا، تاکہ تمہیں دیکھوں کہ تم کیا کرتے ہو، تم اپنی عدالت میں سچ کی پیروی کرتے ہو یا جھوٹ کی پیروی کرتے ہو، تم اپنی عدالت میں مظلوم کو چھڑاتے ہو یا ظالم کو چھڑاتے ہو، میں دیکھنا چاہتا ہوں...... اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا...... لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ...... میں دیکھوں کہ تم میں سے کون اچھا عمل کر کے مجھے راضی کرتا ہے اور کون اپنے پیٹ کے ایندھن کو بھرنے کیلئے مجھے ناراض کر رہا ہے، میں سب کچھ دیکھ رہا ہوں...... اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ (سورۃ الفجر آیت ۱۴)...... میں گھات میں ہوں،

سوتا نہیں،

تھکتا نہیں،

گھبراتا نہیں،

بھولتا نہیں،

چوکتا نہیں،

بھٹکتا نہیں۔

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَأْنٍ (سورۃ الرحمٰن آیت ۲۹ پارہ ۲۷)

ہر وقت اس کی ایک شان، کسی لمحے غافل نہیں،

اختیاری قانون:

ایک قانون ہمیں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا، جس کا علم کامل ہے اور یہ قانون ہمیں اختیاری ملا ہے، دونوں طاقتیں ہمیں دی ہیں، اپنی زبان سے سچ بول سکتے ہیں، جھوٹ بھی بول سکتے ہیں...... وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ (سورۃ البلد آیت ۱۰ پارہ ۳۰)

یہ دو راستے دیے ہیں...... فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰهَا (سورۃ الشمس آیت ۸ پارہ ۳۰)

ہم نے تمہارے اندر برائی کی طاقت بھی رکھی ہے اور اچھائی کی طاقت بھی رکھی ہے، اگر برائی کی طاقت نہ ہو تو اچھائی کا معیار ہی ختم ہو جائے،

تقویٰ تو تب ہی سمجھ میں آتا ہے جب فسق و فجور بھی ہو،

پاک دامنی تب ہی سمجھ میں آتی ہے جب زنا بھی ہو،

حلال تب ہی سمجھ میں آتا ہے جب حرام بھی ہو،

سچائی کا تب ہی پتہ چلتا ہے جب جھوٹ بھی ہو،

عدل کا تب پتہ چلتا ہے جب ظلم بھی ہو،

اس لئے اللہ پاک نے دونوں راستے رکھ کر فرمایا

وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ (سورۃ البلد آیت ۱۰ پارہ ۳۰)

یہ دونوں راستے تیار ہیں پھر فرمایا...... اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا (سورۃ الدھر آیت ۳ پارہ ۲۹)

فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ ...... وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ (سورۃ کہف آیت ۲۹ پارہ ۱۵)

میرے بندے اب تمہیں اختیار ہے، چاہے صراط مستقیم پر آ جاؤ، چاہے گمراہی کے راستے پر آ جاؤ، تمہیں اختیار ہے جدھر کو چاہو گے ادھر کی راہیں ہموار ہو جائیں گی،

سچ پر چلو گے تو سچ کے راستے کھلیں گے،

جھوٹ پر چلو گے تو جھوٹ کے راستے کھلیں گے،
ایمان پر چلو گے تو ایمان کے راستے کھلیں گے،
کفر پر چلو گے تو کفر کے راستے کھلیں گے،
ہدایت پر چلو گے تو ہدایت کے راستے کھلیں گے،
گمراہی پر چلو گے تو گمراہی کے راستے کھلیں گے،
یہ دونوں طاقتیں اللہ نے انسان کے اندر رکھ دی ہیں اور ہمیں امتحان میں ڈال دیا ہے۔

''ریب'' کا مطلب:

میرے بھائیو! قانون بنانے والا اللہ ہے جس نے ہمیں قانون عطا کیا ہے اور اس کی پہلی شرط...... لَا رَیْبَ فِیْهِ (سورۃ بقرہ آیت ۲ پارہ ۱)

ہے، ریب کا مطلب ہے شک نہیں ہے لیکن ہمارے پاس اور کوئی متبادل لفظ نہیں لہذا مجبوراً شک ہی کہنا پڑتا ہے، شک بھی عربی کا ہی لفظ ہے لیکن بہت سخت لفظ ہے، شک کے مطلب کو ادا کرنے کیلئے عربی زبان میں تین لفظ ہیں...... شک...... دو باتیں ہیں، ان میں سے پتہ نہیں کونسی بات صحیح ہے اور کونسی غلط، آدمی شک میں پڑ جاتا ہے اسے عربی میں...... شک...... کہتے ہیں۔ ایک لفظ...... مریۃ...... ہے یعنی دو چیزوں میں شک ہو اور ایک چیز کے دلائل واضح ہو گئے، لیکن ابھی اتنے واضح نہیں ہوئے کہ دوسرے کی بالکل نفی ہو جائے اور پہلے کا اثبات ہو جائے اسے مریہ کہتے ہیں اور تیسرا لفظ...... ریب...... ہے، یعنی دو باتوں میں ذرا دیر کیلئے شک ہو لیکن فوراً ایک بات کے دلائل سورج کی طرح واضح ہو گئے اور دوسری بات کا باطل ہونا رات کے اندھیرے کی طرح واضح ہو گیا اور آدمی فوراً بات کے شک سے نکل گیا، اس کیلئے لفظ ریب استعمال ہوا ہے، یہ تینوں لفظ قرآن میں آئے ہیں،

بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْهَا...... بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ...... (سورۃ النمل آیت ۶۶ پارہ ۲۰)

فَلَا تَكُنْ فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْ لِّقَآئِ رَبِّهٖ

لَا رَیْبَ فِیْهِ

تو شک کے معنی میں جو سب سے ہلکا لفظ ہے وہ ریب ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے قرآن میں...... لا ریب فیہ...... کہا ہے...... لا مری فیہ...... بھی کہہ سکتا تھا...... لا شک فیہ...... بھی

کہہ سکتا تھا..... لا ریب فیہ..... کہا کہ جب اس میں ریب نہیں تو مریہ کی بھی نفی ہوگئی اور شک کی بھی نفی ہوگئی، سب سے ہلکا معنی شک کا ریب ہے دوسرا اس کا مطلب یہ ہے۔

لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ (سورۃ یونس آیت ۶۴ پارہ ۱۱)

اب اس قرآن میں کوئی ترمیم و تنسیخ نہیں۔

تیسری صفت کیا ہے؟..... لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ..... اس کو کوئی بدلنا بھی چاہے تو نہیں بدل سکتا، چوتھی صفت کیا ہے؟..... اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ .. یہ سپریم کورٹ کا فیصلہ ہے جسے چیلنج نہیں کیا جا سکتا، لیکن عین ممکن ہے کہ انسانی سپریم کورٹ وہ فیصلہ دے دے جو سو فیصد غلط ہو، کیونکہ وہاں تو دلائل چلتے ہیں، ایک طاقتور وکیل نے ظالم کے حق میں دلائل دے کر اسے چھڑا لیا تو جج کیا کرے گا؟ لیکن یہ اللہ کا قول فصل ہے جو نہ غلط ہے، نہ اسے کوئی چیلنج کر سکتا ہے نہ اس کے خلاف کوئی بول سکتا ہے نہ اس میں کوئی غلطی کا شبہ یا امکان ہے۔

میرے بھائیو!

اس قانون کے سانچے میں ڈھلنا آپ پر بھی فرض ہے، مجھ پر بھی فرض ہے، پوری دنیا کے انسانوں پر فرض ہے تبلیغ کے کام میں اس بات کی محنت ہو رہی ہے کہ ہر مسلمان وہ قانون سامنے رکھے جس پر چل کر انسان دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو سکتا ہے، دنیا کی عدالتوں میں انسان پھنس بھی گیا تو چھوٹ جائے گا، آخری درجہ موت ہے، سارے درد و غم ختم ہو گئے، لیکن اگر موت کے بعد پکڑا گیا تو پھر ہلاکت ہے، پوری دنیا کے انسان اللہ کے بنائے ہوئے قانون پہ آ جائیں، اس قانون پر چلنا کوئی مشکل نہیں۔

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ (سورۃ بقرہ پارہ ۲)

تمہارا رب تمہیں یہ قانون دے کر تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے ماں سے بھی زیادہ پیار کرتا ہے اور بعض احادیث میں ستر گنا آیا ہے، ستر کا لفظ عربی میں ساٹھ اور ستر کو نہیں بتاتا، بلکہ لامحدود کے معنی دیتا ہے، جیسے اردو میں ہمارے ہاں سو کا لفظ استعمال ہوتا ہے، تمہیں سو دفعہ کہا ہے، اسکا مطلب سو نہیں بلکہ اس کا مطلب ہے کہ بہت دفعہ کہا ہے، تو اللہ اپنے بندوں سے لامحدود محبت

کرتا ہے، تو ماں اپنے بچوں کو مشکل میں ڈالنا پسند نہیں کرتی، اللہ کیسے اپنے بندوں کو مشکل میں ڈالنا پسند کرے گا، تو کہا..... وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ..... اور تنگی نہیں چاہتا، دوسری جگہ فرمایا۔

يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ (سورۃ النساء پارہ ۵)

میں چاہتا ہوں تمہارے بوجھ ہٹا دوں، تمہیں ہلکا کر دوں، اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے، خود قرآن بتا رہا ہے کہ یہ قانون آسان ہے، جیسے گاڑی چلانا آسان ہے اس کیلئے جو سیکھ لے، جو نہ سیکھے وہ تو ڈرتا رہتا ہے اس لئے اس قانون کو سیکھنا پڑے گا، دوسری بات یہ ہے کہ قانون بنانے والا بڑا رحیم ہے، حکومت پاکستان نہیں، حکومت ہندوستان نہیں، جب قانون بناتے ہیں تو ان کی ذہنی سوچ اور افکار اس کے ساتھ چلتے ہیں، اس کے ساتھ ان کی کمیاں بھی چلتی ہیں، اللہ تعالیٰ جب قانون بناتا ہے تو اس کی صفت رحمت اس کو ابھارتی ہے، کہ کوئی اپنے بندوں کیلئے تنگی نہ ہو۔

تمام صفات کا مجموعہ:

عرش پر اللہ کے سوا کوئی نہیں اور وہاں ایک تختی لگی ہوئی ہے جس کی لمبائی چوڑائی کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، اس تختی پر اللہ نے خود لکھوایا ہے..... ان رحمتی سبقت غضبی..... میری رحمت میرے غصے سے آگے ہے، اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں اور حدیث پاک میں ہے کہ..... ان للہ تسعا و تسعین اسما فمن احصھا فقد دخل الجنۃ..... اللہ کے ننانوے نام ہیں جس نے یاد کیے جنت میں داخل ہو گیا، یہ ننانوے نام تو صرف ایک حدیث پاک میں ہیں، لیکن اللہ جیسے لامحدود ہے اس کی صفات بھی لامحدود ہیں اور ہر صفت کیلئے نام بھی لامحدود ہیں، اس کی صفات کی کوئی حد نہیں، لیکن تمام صفات کو دو صفتوں میں بند کیا جا سکتا ہے، غفار اور قہار میں قہر اور مہر میں ساری صفات آ جاتی ہیں، پھر اللہ نے ان دو صفتوں کا خود مقابلہ کرا لیا اور فیصلہ کیا..... ان رحمتی سبقت غضبی..... میری رحمت میرے غصے سے آگے ہے لہذا اس کے قانون میں کوئی شدت نہیں ہو سکتی، بلکہ رحمت ہی رحمت ہے، اپنے قانون کے بنانے میں علم رکھتا ہے اور اپنے بندوں پر رحم کرتا ہے۔

رحمت الٰہی کی حد:

اللہ اس درجے کا راحم ہے کہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ اگر شیطان کو بھی اللہ کی

رحمت کا پتہ چل جائے تو وہ بھی جنت کا امیدوار بن جائے، حالانکہ اس کو اللہ نے کہہ دیا کہ تیرے لیے جہنم ہے، اللہ کے ہاں شدت نہیں ہے، مریض کا آپریشن ہو تو کیا ڈاکٹر ظلم کرتا ہے؟ مسلمانوں کے پاس وسائل نہیں ہیں تو کیا مطلب اللہ غافل ہے؟ نہیں عین رحمت ہے کہ ان کو دنیا میں گناہوں سے دھونا چاہتا ہے، آگے پکڑے تو برباد ہو جائیں، ہماری گاڑی کا پہیہ پنکچر ہے، ورنہ سڑک تو بہت اچھی ہے، جب ہماری گاڑی کا ٹائر پنکچر ہو تو سڑک پر کیسے چلے؟

جزا وسزا کا فیصلہ:

میرے بھائیو! اللہ بہت بڑا رحیم ہے۔

ذالك الكتب لا ريب فيه (سورۃ بقرۃ آیت ۲ پارہ ۱)

تنزيلا ممن خلق الارض والسموات العلى.....الرحمن على العرش استوى.....له ما فى السموات وما فى الارض وما بينهما وما تحت الثرى

(سورۃ طٰہٰ آیت ۵ پارہ ۱۶)

تنزيل من الرحمن الرحيم..... كتاب فصلت ايته قرآنا عربيا لقوم يعلمون (سورۃ حم آیت ا پارہ ۲۴)

بشيراً و نذيرا..... فاعرض اكثرهم فهم لا يسمعون ...... ق..... والقران المجيد ...... يسين والقرآن الحكيم

جو قسمیں اٹھاتا ہے اور راحم بھی سب سے بڑا ہے علم بھی کامل ہے، وہی ذات قانون بنانے کے قابل ہے، اور وہی ذات اس قابل ہے کہ اس کے حکم کو مانا جائے، اسی میں نجات ہے اور کہیں نجات نہیں ہے۔

تیسری چیز قانون بنانے والے کی یہ ہے کہ وہ اپنے قانون پر جزا وسزا کا نظام چلا سکتا ہو، یہ کیا پاکستان کا قانون ہے کہ پچیس سال تک ظالم قبضہ رکھتا ہے، زمین پر اور مظلوم بیچارا دھکے کھاتا پھر رہا ہے، جزا وسزا کا قانون رب نے بنایا ہے لیکن یہاں نہیں بنایا کیونکہ صحیح فیصلہ نہیں ہو سکتا، مثلاً ایک آدمی نے دس قتل کیے، ساہیوال کی عدالت نے اسے پھانسی کی سزا دے دی تو وہ ایک کے قصاص میں قتل ہوا ہے، نو کا ابھی اس کے ذمے باقی ہے، لیکن اب یہ اس قابل ہی نہیں کہ اس کو پھانسی دی جائے کیونکہ عربی کا محاورہ ہے۔

الشاة المذبوحة لا يعلمها السلخ

بکری ذبح ہو جائے تو کھال کھینچنے سے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا، تو اس قاتل کے ذمے تو کوقتل تو باقی ہے، جو بدلہ اسے کون دے گا؟ اسی لئے یہ جہان ناقص ہے، یہاں بدلہ نہیں مل سکتا، پھر ایک آدمی مظلوم بن کر ظلم سہتے سہتے مر جاتا ہے، کوئی اسکی فریاد نہیں سنتا، فریاد کا فیصلہ اگلے جہان میں کیا جائے گا۔

چنگیز وہلاکو خان کا ذکر:

چنگیز خان نے چالیس شہر ایسے تباہ کیے جن کی آبادی تیس لاکھ سے تجاوز تھی اور ایسے تلوار چلائی جیسے بکریوں پر تلوار چلائی جاتی ہے لیکن وہ اپنی موت آپ مر گیا اس کو دنیا کی کوئی عدالت سزا نہیں دے سکی۔ اس کا پوتا منگوخان اپنی موت آپ مر گیا، ہلاکو خان اپنی موت آپ مر گیا، ان پر اللہ کی تلوار نہ برسی اور نہ ہی اللہ کے عذاب کا کوڑا برسا۔

آج کے فرعون ہوں یا موسیٰ کا فرعون ہو، اللہ ان کی گردنوں کو ایک دن مروڑ دے گا۔

إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيقَاتًا

اللہ نے بتایا ہے کہ میرے قانون کی خلاف ورزی پر یا میرے قانون کی پابندی پر جزا وسزا کا ایک پورا نظام مقرر ہے، اس میں بھی کوئی سقم نہیں ہے لیکن انتظار کرو۔

ساری کائنات کی بے ہوشی:

إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيقَاتًا (سورۃ الانبیاء آیت ۱۷ پارہ ۱۷)

وہ متعین دن آ گیا،

يَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ (سورۃ الانبیاء آیت ۱۸ پارہ ۱۷)

ایک آواز پڑے گی،

فَتَأْتُونَ أَفْوَاجًا (سورۃ الانبیاء آیت ۱۹ پارہ ۱۷)

تم فوج در فوج آؤ گے،

وَفُتِحَتِ السَّمَاءُ (سورۃ الانبیاء آیت ۱۹ پارہ ۱۷)

آسمان کے دروازے کھلیں گے،

فَكَانَتْ أَبْوَابًا (سورۃ الانبیاء آیت ۱۹ پارہ ۱۷)

وہ دروازے بن جائیں گے،

وَسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا (سورۃ الانبیاء آیت ۲۰ پارہ ۲۷)

پہاڑ پھٹ کر ریت بن جائیں گے،

اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا (سورۃ الانبیاء آیت ۲۱ پارہ ۲۷)

جہنم بھی آجائے گی،

وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ (سورۃ الشعراء آیت ۹۰ پارہ ۱۹)

جنت بھی آجائے گی،

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ (سورۃ الانبیاء آیت ۴۷ پارہ ۱۷)

ترازو بھی آجائے گا،

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا (سورۃ مریم آیت ۷۱ پارہ ۱۶)

پل صراط بھی آجائے گی،

وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا (سورۃ الفجر آیت ۲۲ پارہ ۳۰)

اللہ کا عرش بھی آگیا،

وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ (سورۃ الحاقہ آیت ۱۷ پارہ ۲۹)

اب عرش کو آٹھ فرشتوں نے تھاما ہوا ہے، اور سب کے سروں پر اللہ تعالیٰ کا عرش چھا جائے گا، جب اللہ کا عرش چھا جائے گا تو پھر ساری کائنات بے ہوش ہو کر مر جائے گی۔

قیامت کے جھٹکے:

ایک بے ہوشی قیامت کی ہوئی، جب اسرافیل صور پھونکے گا اور سب مر جائیں گے، انسان ختم ہو جائیگا اور روحیں سب بے ہوش ہو جائیں گی، جزا و سزا کا نظام معطل ہو جائیگا، انبیاء صدیقین، کافر، منافقین سب بے ہوش ہو جائیں گے، پھر دوسرا جھٹکا آئے گا تو سب کھڑے ہو جائیں گے۔

يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ (سورۃ المعارج آیت ۴۳ پارہ ۲۹)

قبروں سے نکلیں گے، پھر جب اللہ کا عرش آئے گا تو پھر بے ہوش ہو جائیں گے اور چالیس سال کے بعد سب سے پہلے حضرت محمد ﷺ کو ہوش آئے گا، پھر باقی لوگوں کو ہوش آئے

گی، پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے،...... یا عبادی ...... اے میرے بندو!...... انی انصت لکم منذان خلقتکم الی یوم احییتکم ...... میں خاموش رہا تمہاری مختار ہا اور تمہیں دیکھتا رہا، کچھ نہیں بولا، اب خاموش رہو اور دیکھتے رہو کیا ہونے والا ہے ...... ھذہ اعمالکم ...... یہ دیکھو تمہارے کیے ہوئے اعمال ہیں، اس میں سچ اور جھوٹ ظالم اور مظلوم ہر بات موجود ہے، کس کی حمایت کی، کیا جرم کیا ...... وکل انسان الزمنہ طائرہ فی عنقہ ...... اللہ پاک ان کی گردن میں ڈال دے گا، دیکھا ہے ...... اقرا کتابک ...... اپنی کتاب پڑھ لو۔

كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۱۴ پارہ ۱۵)

اللہ پاک خود گواہ ہے تو یہ جزا و سزا کا دن ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے قانون کو توڑنے پر یا قانون کو بنانے پر رکھا ہوا ہے۔ قانون کی پابندی پر دنیا میں برکات ہیں ثمرات ہیں، آخرت میں جزا ہے، اور قانون شکنی پر دنیا میں مہلت اور ڈھیل ہے اور موت کے بعد پکڑ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ڈھیل:

حضرت عمرؓ حضورؐ کے پاس آئے، دیکھا کہ چمڑے کا سرہانہ اور چٹائی آپ کا بستر اور ایک کونے میں جو پڑے ہوئے تھے تو حضرت عمرؓ رونے لگے، یا رسول اللہ ﷺ یہ قیصر و کسریٰ نہروں اور باغات میں خوش و خرم ہیں اور دو جہانوں کے سردار کا یہ حال ہے؟ تو آپؐ نے کہا عمرؓ!...... لھم فی الدنیا ولنا فی الآخرہ ...... ان کے لئے دنیا ہے اور ہمارے لئے آخرت ہے تو ہم اللہ کی ڈھیل کو اللہ کی عطا نہ سمجھیں ...... سنستدرجھم من حیث لا یعلمون ...... ہم انہیں ڈھیل دیتے ہیں، انہیں پتہ بھی نہیں چلتا ...... واملی لھم ان کیدی متین (سورۃ ن پارہ ۲۹) ہم انہیں بتا رہے ہیں کہ ان کی پکڑ بڑی سخت ہے۔

اللہ کے قانون شکن:

اللہ کے قانون شکن دو طرح کے ہیں۔ ایک مسلمان اور ایک کافر ہیں۔ ہم چھوٹے مجرم ہیں، وہ بڑے مجرم ہیں۔ ہم چھوٹے مجرم اس لئے ہیں کہ ہم نے اللہ کو بھی مانا اس کے رسول کو بھی مانا جنت اور دوزخ کو بھی مانا، لیکن اس کے قانون کو توڑتے رہے، ایک بڑا مجرم جس نے

نہ اللہ کو مانا،

نہ اللہ کے رسول کو مانا،

نہ آخرت کو مانا،

نہ جنت کو مانا،

نہ دوزخ کو مانا،

ان کیلئے اللہ کا قانون یہ ہے کہ بڑے مجرم کو اللہ ڈھیل دے دیتا ہے، کھانے دیتا ہے...... ذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا ...... چھوڑ دو انہیں شہوات میں گھسنے دو اور انہیں ناچنے دو، ان کے شراب خانے آباد رہیں، ان کے شہروں میں قہقہے اور روشنیاں جلتی رہیں۔

حَتّٰى يُلٰقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ (سورۃ المعارج آیت ۴۲ پارہ ۲۹)

جس دن ملاقات کا وعدہ ہے اس دن ان کی چھٹی ہے، یہ کافروں کیلئے قانون ہے کہ ان کو عام طور پر مہلت ہے۔

اللہ کی پکڑ کا وعدہ:

کافروں کو پکڑنے کیلئے ایک راستہ ہے کہ ساری دنیا کے مسلمان صحیح مسلمان بنیں، ان کو جا کر دعوت دیں ان کے سامنے اسلام کا صحیح نمونہ پیش کریں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضورؐ نے جھنڈا دیا تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم...... اقاتلهم حتى يكونوا مثلنا ...... میں ان سے لڑوں یہاں تک کہ ہمارے جیسے بن جائیں۔ یہ کتنا بڑا دعویٰ ہے۔ ہم آج کے باطل کو کہہ نہیں سکتے کہ ہمارے جیسے بن جاؤ، صحابہ تو ایک اتھارٹی تھے، دنیا کا باطل کیسے ٹوٹے اس کیلئے اللہ نے ایک آیت اتاری ہے۔

وما كنا معذبين حتى نبعث رسولا (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۱۵ پارہ ۱۵)

ہم اس وقت تک باطل کو نہیں مارتے جب تک کوئی رسول نہ بھیجیں۔ اب یہ باطل کو دعوت دے، اس طریقے سے آج کا باطل ٹوٹ سکتا ہے۔

مسلمان کے لئے دنیا کا قانون:

ہمارے لئے قانون کیا ہے؟

وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْأَدْنٰى دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ

(سورۃ سجدہ آیت ۲۱ پارہ ۲۱)

ہم انہیں دنیا میں تھوڑا تھوڑا عذاب دیں گے، بڑا عذاب نہیں دیں گے تاکہ یہ لوٹ

آ گئیں، اب یہ سارے ہمارے اوپر عذاب ہیں۔

کبھی ظالم حکمران،

کبھی لڑائیاں،

کبھی قتل وغارت،

کبھی دشمنیاں،

کبھی قحط سالی،

کبھی محبتیں ختم ہو گئیں،

کبھی رشتے ناطے ٹوٹ گئے،

کبھی یہود مسلط ہو گئے،

کبھی عیسائی مسلط ہو گئے،

یہ سارا اس لیے ہے.... وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ ....کہ یہ تھوڑا عذاب ہے..... دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ.... یہ بڑا عذاب نہیں۔

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ (سورۂ سجدہ آیت ۲۱ پارہ ۲۱)

اس لئے کہ وہ توبہ کرلیں، یہ ہمارے لیے دنیا میں چھوٹ ہے کہ ہم توبہ کرلیں۔ اگر ہم توبہ نہیں کریں گے تو اسی طرح جھٹکے لگتے رہیں گے یہاں تک کہ موت آ جائے گی۔

ترکی میں زلزلہ آیا، چالیس ہزار آدمی زمین کے اندر چلے گئے، زلزلہ تو سان فرانسسکو میں آنا چاہیے جو سب سے بڑا بے حیائی کا اڈا ہے اور جہاں دنیا کا سب سے زیادہ حرام کام ہو رہا ہے، یہ چھوٹا مجرم ہے اس لئے دنیا میں ہی زلزلہ آ گیا اور وہ بڑا مجرم ہے اس لئے ڈھیل دے دی اور اس کی سزا ئی ہو گی۔ ایران میں زلزلہ آیا، مسلمان پر آفت آ گئی، اس لئے کہ چھوٹا مجرم ہے۔

دوزخ کا احوال:

اللہ تعالیٰ موسیٰ کو جزا دے، وہ بہت بڑا سوال آج کی دنیا کیلئے حل کر کے چلے گئے پوچھا.... انك تسعر على الكافر ....آپ کافر کو بہت زیادہ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے دوزخ کا دروازہ کھول دیا، کہا دیکھو یہ اس کا مقدر ہے،

ایک انگارہ دوزخ کا زمین وآسمان سے بڑا ہے،

جہنم کے پانی کا ایک ڈول ساتوں سمندر میں ڈال دیا جائے تو ساتوں سمندر کھولنے لگ جائیں۔

ایک قطرہ زمین پر گر جائے تو سارا میٹھا پھل اُڑ جائے،

دوزخ کا سانپ زمین پر پھونک مار دے تو ساری کائنات سے سبزہ اُڑ جائے،

اور ایسی طاقتور جہنم ہے کہ جب میدان حشر میں آئے گی، اگر اللہ تعالیٰ نہ روکے تو سب کو ہڑپ کر جائے،

اگر دوزخ کے پتھروں کا ایک ٹکڑا دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دیا جائے تو سارے پہاڑ اس کی گرمی کی وجہ سے سیاہ پانی میں تبدیل ہو جائیں۔

دوزخ کے سات حصے:

دوزخ کا ایک حصہ جس کا نام جہنم ہے، وہ حصہ ان مسلمانوں کیلئے جو کبیرہ گناہ کرتے رہے، لوگوں کا حق کھایا، فرائض میں کوتاہی کی اور کبیرہ گناہ کرتے کرتے مر گئے، مسلمانوں کیلئے جہنم ہے، یہ عارضی ہے جب سارے مسلمان سزا بھگت لیں گے تو یہ حصہ ختم ہو جائے گا۔

اس کے نیچے لظی ہے، یہ عیسائیوں کیلئے ہے،

اس کے نیچے حطمہ ہے، یہ یہود کیلئے ہے،

اس کے نیچے سعیر ہے یہ مجوس کیلئے ہے،

اس کے نیچے سقر ہے، یہ صابئین کیلئے ہے،

اس کے نیچے جحیم ہے، یہ مشرکین عرب کیلئے خاص ہے،

حضورؐ سے ٹکرانے والوں کیلئے ہے، جس میں ابوجہل بھی ہے۔

اس کے نیچے.....ھَاوِیَہ..... ہے، جو منافقین مدینہ کیلئے ہے، جس میں عبداللہ ابن ابی شامل ہے، یہ سات حصے جہنم کے ہیں، جس میں چھ حصے ابدی ہیں اور ایک حصہ تیمپریری ہے، جس میں اہل ایمان مرد و عورت ہونگے، قابیل پہلا جہنمی ہے، اس سے لے کر آخری آنے والے بے عمل مسلمان کیلئے جہنم ہے، یہ آہستہ آہستہ اپنی سزا پوری کر کے نکلتے جائیں گے، یہاں تک کہ سب نکل جائیں گے۔

موسیٰؑ کہنے لگے یا اللہ! تیری عزت و جلال کی قسم! اگر کافر کو سارا جہان بھی مل جائے

اور مر کے دوزخ میں چلا جائے تو اس نے کچھ نہیں دیکھا، اگر آخرت خراب ہو تو دنیا کی کامیابی بھی اتنی ہی بے معنی جتنی کہ ناکامی بے معنی ہے، اگر آخرت خراب ہو گئی تو دنیا کی عزت اور ذلت ایک چیز ہے، دنیا کی تونگری و فقر ایک چیز ہے اور اگر آخرت بن گئی تو دنیا کا فقر کوئی فقر نہیں ہے۔

سیدہ فاطمہؓ کا تذکرہ:

حضرت فاطمہؓ جیسی افضل خاتون اور کائنات میں کہاں سے آئے گی؟ لیکن وہ موت تک اپنا آٹا خود گوندھتی تھیں اور تین تین دن کا فاقہ ان کے گھر میں آتا تھا اور بھوک کی شدت کی وجہ سے دونوں شہزادے روتے تھے اور بار ہا ایسا ہوا کہ آپ نے اپنی زبان ان کے منہ میں ڈالی، اس کو چوس کر ان کی بھوک ختم ہوئی، لیکن جب اتنی بڑی آخرت ملی تو دنیا کی تکلیف وغم بے مقصد ہو گئی۔

جنت میں نور کی ایک چمک اٹھے گی، سارے جنتی حیران ہو کر دیکھیں گے پوچھیں گے یہ کیسی چمک ہے؟ اور کیا نور ہے؟ ان سے کہا جائے گا اوپر کی جنت میں حضرت علیؓ اور فاطمہؓ کسی بات پر مسکرائے ہیں، ان کے دانتوں سے جو نور نکلا ہے اس نے ساری جنت کو چمکا دیا ہے، تو یہ بھوک و پیاس بے معنی ہو گئی، حقیقت میں کامیاب ہو گئے، اتنا اونچا مقام بھی مل گیا جب حضرت فاطمہؓ پل صراط سے گزریں گی تو سارے میدان حشر میں اعلان ہو گا کہ اپنی آنکھیں نیچی کر لو کہ فاطمہؓ بنت محمدﷺ پل صراط سے گزر رہی ہیں۔

اگر آخرت ناکام ہو گئی تو دنیا کی عزت بے معنی ہے اور آخرت کامیاب ہو گئی اور دنیا میں ناکامی ہوئی تو پھر مزے ہی مزے ہیں۔

جنت کے نظارے:

موسیٰ نے پوچھا اے اللہ..... انك نقطر على المومن ..... آپ مسلمان کو بڑی تنگی دیتے ہیں تو اللہ نے جنت کا دروازہ کھول دیا، جب جنت کو دیکھا..... تجری من تحت الانهار

بہتی ہوئی نہریں،

ایک اینٹ موتی کی،

ایک اینٹ یاقوت کی،

ایک اینٹ زمرد کی،

مشک کا گارا،

زعفران کی گھاس،

اور اللہ کا عرش اس کی چھت ہے،

یہ جنت کا میٹریل ہے اور پھر دن میں پانچ دفعہ جنت کو مزین کرتا ہے، اس کا حسن و جمال کیسا ہوگا؟

وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ (سورۃ الدخان پارہ ۲۵)

ہم نے جنت کی خوبصورت عورتوں سے ان کا نکاح کر دیا، جو تھوک سات سمندر میں ڈال دیا جائے تو ساتوں سمندر شہد سے زیادہ میٹھے ہو جائیں، حالانکہ اس میں تھوک نہیں ہے، تھوک تو ایک عیب ہے لیکن اگر وہ ایسا کرے تو ساتوں سمندر شہد سے زیادہ میٹھے ہو جائیں تو اس کے بول میں کیا مٹھاس ہوگی؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہاں ہیں وہ بندے جنہوں نے دنیا میں گانا نہیں سنا، شیطانی نغمے نہیں سنے، شیطانی موسیقی نہیں سنی، آج وہ جنت کا راگ سنیں گے، جنت کا نغمہ سنیں گے، اللہ جنت کی حوروں سے فرمائے گا سناؤ۔

جنت کی محفل:

ایک ہوا چلے گی جس کا نام مثیرہ ہے، یہ ہوا جب چلے گی تو ٹہنیوں اور پتوں کو آپس میں ٹکرائے گی، تو جنت کا میوزک تیار ہوگا اور جنت کی حور کی آواز ہوگی، ایک بڑا عجیب سماں بندھے گا، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، بولو کبھی ایسا سنا ہے؟ کہیں گے نہیں سنا، کہاں یہ دنیا میں جو رنڈی کا گانا نہیں سنا اس کا بدلہ ہے، اس سے اچھا سناؤں؟ پوچھیں گے اس سے اچھا کیا ہے؟ فرمایا وہ بھی ہے، اے داؤد! منبر پر بیٹھو داؤد کی آواز وہ تھی کہ جب زبور پڑھتے تھے تو پہاڑ چلنے لگ جاتے تھے، انسان کے سینے میں تو دل ہے لیکن ان کی آواز پر سنگ و خشت بھی جھومنے لگ جاتے تھے۔

يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ (سورۃ سبا پارہ ۲۲)

قرآن بتا رہا ہے، جب داؤد کی آواز ہوگی اور جنت کا نظارہ ہوگا تو ایسا سماں بندھے گا کہ اپنے آپ کو ہی بھول جائیں گے، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے بولو ایسا کبھی سنا؟ کہیں گے نہیں سنا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اس سے اچھا سناؤں؟ کہا اس سے اچھا بھی ہے؟ فرمایا ہاں بالکل ہے، وہ کیا

ہے؟ اے میرے حبیب محمد آؤ منبر پر بیٹھو، ادھر محمد کی آواز ہو، ادھر جنت کا ساز ہو، اوپر اللہ کا ہاتھ ہو، وہ تو سماں ہی اور ہو جائے گا، اللہ کے نبی کی آواز پر جنت بھی جھومنے لگ جائے گی۔

اللہ پاک کا دیدار عالی:

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، ایسا بھی سنا؟ کہیں گے نہیں سنا، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اس سے اچھا سناؤں؟ کہیں گے اس سے اچھا کیا ہے؟ کہا اس سے اچھا تمہارا رب ہے جو خود تمہیں سنائے گا، پھر اللہ جنت کے بڑے فرشتے سے کہے گا اے رضوان پردے ہٹا دے، میرے بندے مجھے دیکھ لیں، بن دیکھے

جس پر کروڑوں انسانوں کی گردنیں کٹ گئیں،
جس کیلئے دشت وصحرا میں پھرے،
جس کیلئے بیویاں چھوڑیں،
جس کیلئے خاک چھانی،
جس کیلئے گھر چھوڑے،
جس کیلئے جنگلوں میں مارے مارے پھرے،

اپنے جسم کی بوٹیاں کروالیں، سر اتروالئے، نیزوں پر چڑھالئے، بن دیکھے جس کیلئے اتنا کچھ کیا جب دیکھیں گے تو کیا ہوگا؟ یوسفؑ کو دیکھ کر ہاتھوں پہ چھریاں چل گئیں، یوسف کے بنانے والے کو دیکھ کے کیا حال ہوگا؟ وہاں تو موت نہیں ہے، اس لئے زندہ رہے ورنہ اللہ کو دیکھ کر مر جاتے، اللہ کا دیدار آنکھوں کی لذت ہوگا، اللہ کی آواز کانوں کی لذت ہوگی، اللہ کا ساتھ دل و دماغ کی لذت ہوگا، یہ وہ محفل ہوگی جو لاکھوں سال چلے گی اور سب کچھ بھول جائیں گے حتیٰ کہ اللہ پردہ فرمالیں گے اور کہیں گے تمہاری حوریں تمہیں بلا رہی ہیں، جنتی کہیں گے یا اللہ ہمیں کچھ نہیں چاہیے بس آپ کا دیدار کرتے رہیں، اللہ کہیں گے نہیں وہ تمہاری حوریں تمہارا انتظار کر رہی ہیں اور کہہ رہی ہیں کہ اے اللہ ہم اپنے خاوندوں سے اداس ہوگئی ہیں، اس محفل میں حور نہیں ہوگی، ایمان والی عورت ہوگی، جو حور سے بھی ستر ہزار گنا زیادہ خوبصورت ہوگی۔

یہ سن کر موسیٰؑ کہنے لگے یا اللہ اگر مسلمان کے ہاتھ کٹے ہوئے ہوں اور پاؤں کٹے ہوئے ہوں..... مقطوع الیدین والرجلین ..... دونوں ہاتھ کٹے ہوئے اور پاؤں کٹے ہوئے

ہوں اور ناک زمین پر گھسٹ رہی ہو نہ کوئی کھلائے نہ پلائے اور وہ قیامت تک زندہ رہے......
وعاش الدھر کلہ ...... وہ قیامت تک زندہ رہے لیکن مر کے یہاں چلے جائے جو میں نے
دیکھا ہے تو یا اللہ تیری عزت کی قسم! اس نے کوئی دکھ نہیں دیکھا۔

دین سیکھنے کی تربیت:

میرے بھائیو! اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی چاہی زندگی پر ہم آ جائیں، اسی میں دنیا اور آخرت کی کامیابی ہے اور اس محبت کو سیکھنے کیلئے تربیت ضروری ہے کیونکہ انسان تربیت سے چلتا ہے، بغیر تربیت کے تو کوئی کام بھی نہیں ہوتا، بغیر تربیت کے آدمی وکیل نہیں بن سکتا تو متقی کیسے بن سکتا ہے؟ متقی بننا تو بڑا مشکل مرحلہ ہے، بغیر تربیت کے ڈاکٹر نہیں بن سکتا متقی کیسے بن سکتا ہے؟ مسلمان بننا موحد بننا، مومن بننا، متقی بننا بڑا مشکل کام ہے، کیونکہ اس میں اپنے آپ سے لڑائی کرنا ہوتی ہے اور آدمی ہمیشہ اپنے آپ سے ہمیشہ صلح کر کے چلتا ہے اور اللہ کے نبی کا فرمان ہے...... ان اعدی عدوک نفسک التی بین جنبیک...... تیرا سب سے بڑا دشمن تیرا نفس ہے جو تیرے ساتھ ہے، اس لئے یہ مشکل محنت ہے کہ اس میں اپنے آپ سے آدمی کو لڑنا پڑتا ہے ہم یہ عرض کر رہے ہیں کہ جیسے آپ نے،

تجارت کو سیکھا،

وکالت کو سیکھا،

وزارت کو سیکھا،

زراعت کو سیکھا،

ایسے ہی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے طریقوں پر چلنا سیکھیں، تا کہ آج کی عدالتوں میں کوئی آئے تو اسے پتہ ہو میں جہاں جاؤں مجھے وہاں انصاف ملے گا، جہاں ظلم ہوتا ہے وہاں سے چالیس چالیس سال رحمتیں اٹھ جاتی ہیں اور اگر سارا نظام ہی ظالم کو چھڑانے کیلئے بنایا جا رہا ہوں تو کتنے بڑے خدا کے غضب کے فیصلے ہم پر آئیں گے، چاہیے تو یہ ہے کہ میں اپنی ذات میں ایسا مسلمان بنوں کہ میں پیٹ پہ پتھر تو باندھوں، پر کسی اللہ کے بندے کا حق اپنے ذمے لے کر قبر میں نہ جاؤں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا ایمان افروز واقعہ:

عید کا موقع تھا، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے بیٹے اپنی ماں سے کہنے لگے کپڑے لے کر دو، بار و بیٹھے تھے، جب حضرت عمرؒ آئے تو بیوی نے کہا کہ بچے کپڑے مانگ رہے ہیں، کہنے لگے میرے پاس تو کوئی پیسے نہیں، حالانکہ حضرت عمرؒ کا زمانہ وہ تھا جب تین براعظموں میں زکوۃ لینے والا کوئی نہ بچا تھا، دیپالپور تک کاشغر تک، استنبول سے یکال تک جس شخص کا جھنڈا لہرا رہا تھا، یہ اس کی بات ہے جو کہتا ہے میرے پاس تو پیسے نہیں ہیں کپڑے کہاں سے لے کر دوں؟ تو ان کی بیوی نے کہا، ہم ایسا کرتے ہیں کہ مہینے کی تنخواہ پیشگی لے لیتے ہیں اس سے کپڑے سی لیں گے، روٹی کیلئے سارا مہینہ مزدوری کرتی رہوں گی، حالانکہ فاطمہ بنت عبدالملکؒ وہ لڑکی ہے جس کی اتنی عزت تھی کہ تاریخ میں اس کی مثال نہیں ہے۔ یہ وہ خاتون ہے جس کا دادا، جس کا باپ، جس کا خاوند اور جس کے چار بھائی یکے بعد دیگر بادشاہ بنے، سات نسبتوں سے یہ لڑکی ملکہ تھی، ایسی خاتون کی تاریخ میں نظیر کوئی نہیں ہے، یہ کہہ رہی ہے کہ میں مزدوری کرلوں گی۔

خلیفہ بننے سے پہلے کے حالات:

اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ جب گورنر تھے، خلیفہ نہیں بنے تھے، تو سو اونٹوں پر ان کے کپڑے آتے تھے، ایک دفعہ جا رہے تھے، ریشمی لباس پہنا ہوا تھا اور ٹخنوں سے نیچے تھا (جبکہ اللہ کے نبی کا حکم ہے کہ ٹخنوں سے اوپر رکھو) تو ایک شخص نے کہا عمر! اپنی شلوار اوپر کرو تو جواب دیا کہ بادشاہوں سے بات کرنے کا سلیقہ سیکھو، دوبارہ کہا تو گردن اڑ جائے گی، اس وقت یہ ولید ابن الملک کی طرف سے گورنر تھے، جب یہ خلیفہ بنے تو سارا نظام ہی بدل گیا۔

ایک مرتبہ انہوں نے اپنے نوکر کو آٹھ روپے دیے کہ جاؤ چادر لے کر آؤ، وہ لے آیا، کہا بہت نرم ہے واپس کر دو، مجھے نہیں چاہیے، تو نوکر ہنسنے لگا کہا کیوں ہنستے ہو کہا، جب آپ گورنر تھے تو آپ نے آٹھ سو درہم دیے تھے اور کہا تھا کہ چادر لاؤ میں آٹھ سو کی چادر لایا تو آپ نے کہا تھا کہ بہت سخت ہے واپس کر دو، مجھے نہیں چاہیے، آج آٹھ روپے کی چادر آپ کو نرم نظر آرہی ہے۔

تو ان کی بیوی نے کہا کہ میں مزدوری کرلوں گی، آپ تنخواہ لے لیں، انہوں نے اپنے خزانچی کو بلایا، کہا بھئی ہمیں تنخواہ پیشگی دے دو ہم نے کپڑے بنانے ہیں تو وہ کہنے لگا آپ ایک مہینہ زندہ رہنے کی ضمانت دے دیں میں آپ کو تنخواہ دے دیتا ہوں، تو وہ کہنے لگے میں تو ایک

دن کی بھی ضمانت نہیں دے سکتا، گھر میں آئے، بیوی نے کہا کیا بات ہے؟ کہا، بچوں سے کہو کہ ان کا باپ انہیں کپڑے نہیں لے کے دے سکتا، دو سال دو مہینے یہ مشقت اُٹھائی اور اس کا رزلٹ کیا ملا۔

دنیا میں جنت کا پروانہ:

انہوں نے حضرت رجاء کو بلایا کہا رجاء میں نے عبدالملک کو قبر میں رکھا تو اس کا چہرہ قبلے رخ سے پھر چکا تھا اور رنگ کالا سیاہ ہو چکا تھا، پھر ولید کو قبر میں رکھا تو میں نے اس کے کفن کی گرہ کھول کر دیکھا اس کا چہرہ قبلے سے ہٹ چکا تھا اور رنگ کالا سیاہ ہو چکا تھا، پھر میں نے سلیمان کو قبر میں رکھا (جو بنو امیہ کا خوبصورت ترین انسان تھا) اور اس کی گرہ کھول کر دیکھا تو اس کا چہرہ قبلے سے ہٹ چکا تھا اور رنگ کالا سیاہ ہو چکا تھا اب میں جا رہا ہوں مجھے دیکھ لینا میرے ساتھ کیا ہوتا ہے، تو ان کا حال اللہ نے قبر میں جانے سے پہلے ہی دکھا دیا، جب ان کی میت کو لحد کے قریب کر دیا تو ہوا کا ایک جھونکا آیا اور ایک پرچہ گرا، پرچے کو اٹھا کے دیکھا تو اس پر لکھا تھا..... بسم اللہ الرحمن الرحیم..... براءۃ من اللہ بعمر ابن عبدالعزیز من النار ..... یہ عمر بن عبدالعزیز کی جہنم سے نجات کا پروانہ ہے، پروانے کو کفن میں ڈال دیا گیا، فرماتے ہیں جب میں کفن کو کھولا اور چہرے کو دیکھا تو منہ قبلے کی طرف تھا اور یوں لگ رہا تھا جیسے چودھویں کے رات کے چاند کے ٹکڑے کو کاٹ کر قبر میں رکھ دیا گیا ہو۔

میرے بھائیو! جسم کا استعمال سیکھنا پڑتا ہے، اللہ تعالیٰ کے ہاں طریقہ محمدی چلتا ہے۔

صِبْغَةَ اللّٰهِ (سورۃ البقرہ پارہ ۱)

کون اللہ کے رنگ میں رنگا ہوا ہے، کون حضرت محمد ﷺ کا ہے، تو یہ تبلیغ کی محنت اس رنگ میں رنگنے کی محنت ہے اس میں آپ نکل کر اللہ کے دین کو پھیلائیں۔

اللھم صلی علی محمد کما تحب و ترضی لہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
رضائے باری تعالیٰ
حضرت مولانا محمد طارق جمیل صاحب مدظلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میرے بھائیو اور دوستو!

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کسی حال میں، کسی پل میں، کسی لمحے میں بھی غافل نہیں، صرف بندے ہی نہیں بلکہ کائنات کا ذرہ ذرہ، چپہ چپہ اس کے سامنے ہے اور وہ اس کی حرکات و سکنات سے باخبر بھی ہے۔۔۔ اِنَّهَا إِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ ۔۔۔۔ رائی کے دانے کا ہزارواں حصہ ہو۔۔۔ مثقال حبۃ من خردل ۔۔۔۔ ایک تو رائی ایسی چھوٹی ہوتی ہے پھر اس کا بھی کوئی حصہ، اتنی چھوٹی بھی کوئی چیز ہے؟۔۔۔۔ فَتَكُنْ فِي صَخْرَةٍ۔۔۔۔ (سورۃ لقمٰن آیت ۱۶ پارہ ۲۱)

پہاڑوں کی غاروں میں چھپا ہوا ہو۔۔۔ أَوْ فِي السَّمٰوَاتِ۔۔۔۔ یا اس لمبی اور لامحدود فضا میں کہیں تیر رہا ہو۔۔۔۔ أَوْ فِي الْأَرْضِ۔۔۔ یا زمین کی ظلمتوں میں کہیں پڑا ہوا ہو۔۔۔۔ يَأْتِ بِهَا اللّٰهُ ۔۔۔۔ اللہ اس کو کھینچ کے باہر لانے پہ طاقت رکھتا ہے اور۔۔۔۔ أحاط بصره بجميع المرئيات۔۔۔۔ اس کی نظر کائنات پر پوری طرح حاوی ہے۔

اللہ پاک کی قدرت کاملہ:

سَوَاءٌ مِنْكُم ۔۔۔۔ اس کے لئے برابر ہے ۔۔۔۔ مَنْ أَسَرَّ الْقَوْلَ ۔۔۔۔ سرگوشی کرے یا میری طرح زور سے بولے ۔۔۔۔ مُسْتَخْفٍ بِاللَّيْلِ ۔۔۔۔ رات کے اندھیروں میں چھپ کے چلے۔۔۔۔ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ ۔۔۔ یا دن کے اجالے میں چلے، یہ سب اس کی نظر کے سامنے برابر ہے۔۔۔۔ سَوَاءٌ مِنْكُمْ مَنْ أَسَرَّ الْقَوْلَ ۔۔۔۔ سرگوشی کی ۔۔۔۔ وَمَنْ جَهَرَ بِهِ۔۔۔۔ زور سے بولا ۔۔۔۔ مُسْتَخْفٍ بِاللَّيْلِ۔۔۔۔ رات کے اندھیرے میں چھپا۔

وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ (سورۃ الرعد آیت ۱۰ پارہ ۱۳)

یا دن کے اجالے میں چلا، یہ سب اللہ تعالیٰ کے سامنے کھلی کتاب کی مانند ہے۔۔۔۔

وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ (سورۃ یونس پارہ ۱۱)
ایک ذرہ کے برابر اس سے پوشیدہ نہیں ہے۔

اللہ پاک کا دیکھنا کامل:

فَيَرَاهَا ...... وہ دیکھتا ہے، کیا؟ دَبِيْبَ النَّمْلَةِ السَّوْدَاءِ ...... ایک تو ہے ناچیونٹی چل رہی، اس چیونٹی کے حقیر پاؤں سے جو نشان پڑتا ہے (چٹان پر تو کوئی نشان آسانی سے نہیں پڑتا لیکن جو چیز بھی حرکت کرتی ہے، تو کوئی نہ کوئی نشان ضرور چھوڑ جاتی ہے) تو چیونٹی کالی پہاڑ کالا سنگلاخ، کوئی اس پر مٹی نہیں ہے...... صمّی ...... بالکل کالا نہ کوئی اس پر سبزہ ہے نہ مٹی ہے، تو اس پر چیونٹی اپنے حقیر پاؤں سے ایک نشان چھوڑتی جاتی ہے، وہ چیونٹی جو پاؤں سے نشان بنا رہی ہے، اللہ عرش پہ بیٹھ کر اس کو بھی دیکھ رہا ہے، کس وقت دیکھ رہا ہے؟ ...... فی الليلة الظلماء ...... کالی رات کے اندھیروں میں دیکھ رہا ہے، یہ نہیں کہا کہ چودھویں رات میں دیکھ رہا ہے...... چیونٹی کو نہیں، چیونٹی جو ایک نشان چھوڑ رہی ہے، جو شاید بڑی بڑی دوربینیں لگائی جائیں تو یقیناً نظر آئے گا، اللہ اس طاقت کے ساتھ بصیر ہے کہ عرش پر ہو کر، اس ایک چیونٹی نہیں، کائنات میں جو بھی رینگنے والی مخلوق ہے ہر ایک کی وہ قدموں کی آہٹ کو سنتا ہے، چیونٹی کی آہٹ کیا ہوگی؟ کہا، آہٹ بھی سنتا ہے اور اس کے نشان کو بھی دیکھتا ہے، تو وجود کا دیکھنا تو اور بھی زیادہ ہو گیا تو جو رب اتنی طاقت سے دیکھتا ہو، وہ مجھ سے اور آپ سے غافل ہو سکتا ہے؟

احدث بغافل لیس بمغفول عنہ
حیرت ہے اس شخص پر جو غافل ہے اللہ سے اور اللہ اس سے غافل کوئی نہیں

احدث بجاهل لیس بمجهول عنہ
حیرت ہے اس جاہل پر جو اللہ سے جاہل ہے، پر اللہ اس سے جاہل کوئی نہیں

کہاں بھاگے گا؟ زمین تو اللہ کی بچھی ہوئی، چھت آسمان کی اللہ نے بنائی، کائنات پہ اپنا قبضہ رکھا ہو گناہ کرنے کیلئے کہاں جانا چاہتا ہے؟ کس طرح اس کی نافرمانی کر کے اتنے حقیر وجود کیساتھ یہ چھپ سکتا ہے یا بچ سکتا ہے یا لڑ سکتا ہے یا بھاگ سکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ کی تین دھمکیاں:

اور اللہ اتنی طاقت رکھتا ہے...... اِنْ يَّشَأْ يُذْهِبْكُمْ (سورۃ ابراہیم آیت ۱۹ پارہ ۱۳)

یہ ایک دھمکی دی، میں چاہوں تو تم سب کو ایک موت ماردوں، دوسری دھمکی۔

اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ (سورۃ الانعام پارہ ۷)

تمہارے کان چھین لوں، یہ اس قابل ہیں، جو کان سارا دن موسیقی سنیں، وہ اس قابل ہیں کہ اس میں سیسہ ڈال دیا جائے ... وَ اَبْصَارَكُمْ تمہاری آنکھوں کے نور کو چھین لوں، جو آنکھ سارا دن حرام دیکھے وہ اس قابل ہے کہ اسکے بلب بجھا دیئے جائیں..... وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ .. اور تمہارے دلوں پہ مہر لگا دوں، پاگل کردوں، دیوانہ کردوں، سمجھ سلب کرلوں، جو دل و دماغ سارا دن کا بھوسا اکٹھا کرنے میں لگا ہوا ہے، وہ اس قابل ہے کہ اس پہ مہر لگ جائے، اتنی دھمکی دے کر کہا..... من اله غیر الله .... کوئی ہے جو تمہیں یہ چیزیں واپس دلا سکے؟ .. يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ......اور کوئی لا سکتا ہے؟ کوئی نہیں لا سکتا، پہلی دھمکی دی کہ مٹا دوں، دوسری دھمکی دی کہ زندہ رکھ کے بے حال کردوں، تیری سب سے زیادہ خطرناک ہے.....وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ...... تمہیں وہ بنا دوں جسکا تمہیں پتہ نہیں..... لَا تَعْلَمُوْنَ (سورۃ واقعہ آیت ۶۱ پارہ ۲۷)

کی کیا تفسیر کی گئی ہے؟ یعنی ہمیں بندر بنا دے، ہمیں خنزیر بنا دے، ہمیں کتا بنا دے، ہمیں پتھر بنا دے۔

اور وہ پہلی قوموں کو بنا چکا اور بڑے معمولی گناہوں پہ بنا چکا، میں اور آپ جو کر رہے ہیں اس پر تو آسمان ٹوٹ پڑے تو بھی تھوڑی مصیبت ہے، زمین شق ہو جائے تو بھی تھوڑا عذاب ہے، اس سے کم گناہ پر یعنی مچھلی پکڑنے پر کہ ہفتے کو نہیں پکڑنی، اتنی بات کو توڑا، تو اللہ تعالیٰ نے کہا..... كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ (سورۃ بقرہ آیت ۶۵ پارہ ۱)

ہو جاؤ بندر، ذلیل ہو کر اور وہ ساری قوم بندر بن گئی، بچے تک بندر بن گئے، مرد عورت سب کو۔

وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ (سورۃ مائدہ آیت ۶۰ پارہ ۶)

خنزیر بنا دیا، تو یہ طاقت آج بھی ہے..... وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ...... تمہیں وہ بنا دے کہ تمہیں پتہ ہی نہ چلے۔

اللہ تعالیٰ کی لامحدود رحمت:

اتنی طاقت کے بعد پھر ہمارا سب کچھ دیکھ کر ہماری توبہ کا انتظار کرے تو اس سے بڑا

کریم کون ہوگا؟ اتنی نافرمانی ماں باپ کی ہو تو وہ گھر سے باہر نکال دیتے ہیں، چلتا کر دیتے ہیں، آپ نہیں اخباروں میں روز پڑھتے؟ لیکن جب سے عقل نے شعور کی وادی میں قدم رکھا اور یہ آنکھ پہچان کے قابل ہوئی، کان سننے کے قابل ہوئے، ان میں حرام موسیقی کے رس گھلے، ان آنکھوں نے اوروں کی عزتوں کو دیکھا، ان ہاتھوں سے کیا کیا ظلم ہوئے، یہ شہوت کہاں کہاں حرام کاری میں استعمال ہوئی، یہ قدم کتنی مرتبہ رقص گاہوں کی طرف اٹھ کے چلے، اس دل نے کتنی دفعہ مخلوق کو دل میں بسایا، اس کے باوجود وہ اعلان کر رہا ہے..... ان اتانی نہار قبلتہ ..... وان اتانی لیلا قبلتہ .....اے میرے بندے میں تیری توبہ کا انتظار کر رہا ہوں جس رات تو توبہ کرے گا، جس دن میں تو توبہ کرے گا، اپنے رب کو مہربان پائے گا، تجھے کوئی طعنہ بھی نہیں دے گا، اب آئے ہو، پہلے کہاں تھے؟ ماں تو طعنہ دے گی، اللہ نہیں طعنہ دے گا، لوگ تو کہیں گے، نوسو چوہے کھا کے بلی حج کو چلی، اللہ نہیں کہے گا۔

آج کا المیہ:

میرے بھائیو! آج کا المیہ بہت بڑا المیہ بہت بڑا بحران یہ ہے کہ ہم اپنے اللہ کے باغی ہو گئے۔

کوئی روٹی کو رو رہے ہیں،
کوئی سڑکوں کو رو رہے ہیں،
کوئی ہسپتالوں کو رو رہے ہیں،
کوئی کپڑوں کو رو رہے ہیں،
کوئی مادی چیزوں کو رو رہے ہیں،

اور یہ پوری کی پوری قوم اپنے اللہ سے تعلق توڑ بیٹھی، 95 فیصد تو ویسے اللہ کے گھروں میں آنا چھوڑ گئے، جو پانچ فیصد آتے ہیں اس میں کوئی ایک بھی نظر نہ آیا کہ جس کو نماز میں بھی اللہ یاد آتا ہو، جس کی دل کی دنیا اتنی اجڑی کہ سجدے میں سر رکھ کے بھی اللہ کو یاد نہ کر سکا، یہ کتنا بڑا اس قوم کا المیہ ہے، معیشت کا ٹوٹ جانا کوئی ٹوٹنا نہیں، معیشت ہمارا ثانوی مسئلہ ہے، یہ بھی نہیں کہتا کہ مسئلہ نہیں، انسان کمزور ہے، بہت کمزور ہے، اس لیے تو اللہ نے خود ہمیں دعا سکھائی کہ دنیا کی اچھائی بھی مانگو آخرت کی بھی مانگو۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الآخِرَةِ حَسَنَةً (سورۃ البقرۃ آیت ۲۰۱ پارہ ۲)

ایک صحابی دعا کر رہے تھے...... اللھم صبرنی ...... اے اللہ مجھے صبر دے، اے اللہ مجھے صبر دے، تو آپؐ نے پیچھے سے زور سے ڈانٹا...... سل الله البلاء ...... کیا کہہ رہا ہے؟ اللہ سے دُکھ مانگ رہا ہے؟ یہ مانگو جو اللہ نے سکھائی ہے...... فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً ...... وَّفِی الآخِرَةِ حَسَنَةً ...... دنیا آخرت دونوں کی اچھائی مانگو، لیکن یہ ہمارا دوسرا مسئلہ ہے، یہ بڑا مسئلہ نہیں ہے، بڑا مسئلہ اللہ کو راضی کرنے کا ہے، بڑا مسئلہ آخرت کا ہے۔

تین قوموں کا اجمالی تذکرہ:

آپ قرآن کی تاریخ دیکھیں کہ پہلی قومیں معیشت کی خرابی سے ٹوٹیں یا اللہ کی نافرمانی سے ٹوٹیں۔

اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ ...... اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ...... الَّتِی لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُهَا فِی الْبِلَادِ ...... وَثَمُوْدَ الَّذِیْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ...... وَفِرْعَوْنَ ذِی الْاَوْتَادِ...... الَّذِیْنَ طَغَوْا فِی الْبِلَادِ ...... فَاَکْثَرُوْا فِیْهَا الْفَسَادَ ...... فَصَبَّ عَلَیْهِمْ رَبُّکَ سَوْطَ عَذَابٍ ...... اِنَّ رَبَّکَ لَبِالْمِرْصَادِ (سورۃ الفجر آیت ۱۴)

تین قوموں کا ایک ہی سورۃ میں اجمالی نقشہ بیان فرمایا ہے کہ دیکھتے نہیں ہو؟ تمہارے رب نے قوم عاد کے ساتھ کیا کیا؟ وہ قوم جن جیسا کوئی پیدا نہ ہوا، وہ قوم جو ساٹھ ساٹھ ہاتھ اونچے قد والے، نو سو سالوں کی عمر والے، نہ بیمار ہوتے، نہ بوڑھے ہوتے، نہ بال سفید ہوتے، نہ دانت ٹوٹتے، صرف موت ان کو گراتی اور کسی سے نہ گرتے تھے۔

قوم ثمود کو دیکھو، جیسے پہاڑوں میں بنے ہوئے گھر آج بھی سلامت ہیں، فرعون کو دیکھو جس نے دنیا ہی میں خدائی کو دعویٰ کردیا، اتنی طاقت ملی، اتنی طاقت ملی، اتنا اقتدار ملا کہ ہضم نہ ہوا اور کہا۔

اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی (سورۃ نازعات آیت ۲۴ پارہ ۳۰)

میں ہوں رب اعلیٰ۔ تینوں خوشحال قومیں لیکن ایک چیز غلط ہوگئی، کیا، اللہ کے نافرمان ہوگئے تو اللہ نے کہا کہ انہوں نے کیا کیا؟...... طَغَوْا فِی الْبِلَادِ ...... نافرمان ہوئے...... فَاَ

تکثّروا ...... پھر بہت زیادہ ہوئے، پھر اللہ نے کیا کیا؟ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ (سورۃ الفجر آیت ۱۳) ...... اللہ کے عذاب کا کوڑا ان پہ برسا ...... فتری القوم فیها صرعیٰ ...... یہ دیکھو قوم عاد گری پڑی ہے۔

فانظر کیف کان عاقبة مکرهم ...... انا دمرنهم و قومهم اجمعین ...... فتلك بیوتهم خاویة (سورۃ النمل آیت ۵۱)

یہ دیکھو قوم ثمود کے گھر ٹوٹے پڑے اور ان کے سب کے کلیجے پھٹے پڑے ...... فاخذناه و جنوده فنبذنهم فی الیم ...... یہ دیکھو فرعون اور اس کے لشکر سمندر میں غرق ہوئے پڑے، یہ کیوں غرق ہوئے ہیں؟ قرضہ چڑھ گیا تھا یا معیشت ٹوٹ گئی تھی؟ یا کمائیاں ٹوٹ گئیں تھیں؟ نہیں نہیں، کمائیاں زیادہ تھیں، نافرمان ہوئے، ہم نافرمانی کو اپنے زوال کا کوئی سبب ہی نہیں سمجھ رہے ہیں، نہ کوئی صاحب قلم بصیرت دانشور کہ ہمارا ٹوٹنا چیزوں کی کمی سے نہیں بلکہ اللہ کی نافرمانی کی وجہ سے ہے۔

اللہ کی بڑائی:

یہ بادشاہی تو اللہ ہی کی ہے، یہاں کوئی اپنی طاقت سے اوپر نہیں آسکتا ...... تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ ...... جسے چاہے گا اوپر لائے گا ...... وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ ...... جسے چاہے گا قدموں کے نیچے تخت کو کھینچ لے گا ...... وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ ...... جس کو چاہے عزت دے گا

وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ (سورۃ آل عمران پارہ ۳)

جس کو چاہے گا ذلیل کرے گا، کوئی اس کا شریک نہیں ہے جو اس سے لڑ کے فیصلے کروالے؟ کوئی اس کا مشیر ہے جس کا مشورہ لے کے وہ فیصلے بدل لے؟ نہیں،

الملك لا شریك له ...... بادشاہ، شریک نہیں،

الفرد لا ندّ له ...... اکیلا، مثل کوئی نہیں،

العلی لا سمی له ...... اونچا، ہمسر کوئی نہیں،

الغنی لا ظهیر له ...... غنی، مددگار کوئی نہیں،

المدبر لا مشیر له ...... مدبر، کوئی اس کا مشیر نہیں،

القاهر لا معین له ...... وہ قاہر، اور اس کا کوئی فوج ولشکر نہیں،

جس کے ذریعے سے چڑھائی کر کے چھا گیا بلکہ..... وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلٰهٌ ..... وَفِي الْأَرْضِ إِلٰهٌ ..... وہی ہے آسمان کا بادشاہ، وہی ہے زمین کا بادشاہ..... لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ..... وَمَا فِيهِنَّ ..... زمین آسمان میں اور جو کچھ زمین و آسمان کے اندر ہے، اس میں صرف اللہ ہی کی بادشاہی اور طاقت اور قدرت ہے..... مَا كَانَ مَعَهُ مِنْ إِلٰهٍ ..... اس کے مقابلے میں کوئی الٰہ ہی نہیں ہے..... أَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً ..... بیوی کوئی نہیں..... وَلَا وَلَدًا ..... بیٹا کوئی نہیں..... وَلَمْ يَكُنْ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ ..... اس کا شریک کوئی نہیں..... وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِنَ الذُّلِّ ..... اس کا کوئی مددگار اور معین اور ساتھی کوئی نہیں، اس لئے اللہ نے کہا.....

وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا..... اسی کو کہہ اللہ تو بڑا ہے..... وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۱۱۱ پارہ ۱۵)

اسی کی تسبیح پڑھ، اسی کی کبریائی کا بول بول کہ یہ سارے بادشاہ بوتے ہیں، مٹی کے مادھو ہیں اور یہ پتھر کے بت ہیں، جیسے لات و منات سے کچھ نہیں ہوتا تھا، آج کے ایٹم سے اللہ کے بغیر کچھ نہیں ہوگا، جیسے لات و عزیٰ سے کچھ نہیں ہوتا تھا اسی طرح آج کی سائنس سے اللہ کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا، مخلوق میں اللہ نے طاقت رکھی، اللہ سلب کر لے تو کون دے سکتا ہے؟

آتش نمرود کو اللہ تعالیٰ کا براہ راست حکم:

آگ بھڑکنے والی، جلنے والی، جلانے والی، ابراہیم علیہ السلام، ہوا میں اڑتے ہوئے چلے آ رہے، اور سب ٹکٹکی باندھ کے دیکھ رہے ہیں کہ اب جلا وہ گرا اور وہ جلا اور نیچے جاتے تک ہڈیاں بھی نہیں ملیں گی اور اسی آگ میں عرش کے اوپر سے حکم آیا..... كُونِي بَرْدًا..... ہو جا ٹھنڈی، بجھایا نہیں، بادشاہی کا کیسے پتہ چلتا؟ طاقت کا کیسے پتہ چلتا؟ بجھایا نہیں آگ آگ ہے مگر کہا کہ ابراہیم کیلئے..... بَرْدًا..... ٹھنڈی ہو جا، تو شعلوں نے یوں لپک کر کے اپنے دامن میں لے لیا، ابراہیم یوں نہیں گرے غڑپ، بلکہ شعلوں نے اٹھالیا اور یوں ایسے نیچے لائے جیسے ماں بچے کو گود سے بستر پر لٹاتی ہے۔ کوئی مخلوق کی طاقت ذاتی ہے؟ کوئی ایٹم اپنی طاقت سے طاقتور بن چکا ہے؟ وہ لوہے کو موم بنا دے، موم کو لوہا بنا دے، تنکے کو ایٹم بم بنا دے، ایٹم بم کو تنکا بنا دے، اسکی طاقت ہے اور ایسی سردی کی لہر اٹھی کہ پھر دوسرا حکم آیا..... وَسَلٰمًا..... (سورۃ الانبیاء آیت ۶۹ پارہ ۱۷)

اے کیا کر دیا تو نے؟ ٹھنڈک میں تکلیف پہنچا دی، سلامتی والی بن نہ گرمی لگے، تو وہ آگ، آگ ہے اوروں کے لئے اور وہی آگ گلزار ہے خلیل کے لئے اس لئے کہ اللہ کی طاقت

ہے...... اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا (سورۃ البقرۃ آیت ۱۶۵)

حضرت مریم کا ایمان افروز واقعہ:

مرد و عورت ملیں تو بچہ ہوتا ہے ساری دنیا دیکھتی ہے، سارا جہان دیکھتا ہے لہذا ہر کوئی شادی کے بعد دعا کرتا کہ اللہ اولاد دے، شادی سے پہلے بھی کسی نے دعا کی؟ اور یہ اللہ تعالیٰ کی نیک بندی مریم، ایک کونے میں ہوئی نہانے کو تو فرشتہ انسانی شکل میں سامنے آ گیا، وہ گھبرا گئی،...... اِنِّیْ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ ...... اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا...... اللہ سے پناہ مانگتی ہوں، کون ہے؟ کہا، نہیں، ڈرو نہیں، مرد نہیں ہوں،...... اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ...... فرشتہ ہوں، کیوں آئے ہو؟...... لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ...... اللہ تمہیں بیٹا دینا چاہتا ہے، وہ کہنے لگیں تو بہ توبہ...... اِنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ ...... مجھے بیٹا...... وَلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ...... میری تو شادی نہیں ہوئی...... وَلَمْ اَكُ بَغِيًّا (سورۃ مریم پارہ ۱۶)

میں کوئی بازاری عورت نہیں ہوں، تو یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ یا حرام سے آئے یا حلال سے آئے دونوں کام نہیں ہیں...... قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ...... اے مریم! تیرا رب کہہ رہا ہے کوئی مسئلہ نہیں ابھی ہو جائے گا...... فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا (سورۃ نساء پارہ ۱۷)

جبرائیل نے پھونک ماری، ادھر پھونک پڑی ادھر حمل، اس کو تو مہینے اٹھانے تھے تو کس کس کو جواب دیتیں کہ میری بے بسی ہے لہذا دوسری قدرت، پھونک سے حمل اور ساتھ ہی نو مہینے کے مرحلے تو پل میں طے کروا کر دردِ زہ لگا دیا۔

فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ (سورۃ مریم آیت ۲۳ پارہ ۱۶)

اور دردِ زہ نے بھگایا اور ایک کھجور کے نیچے جا کے بچہ جن دیا۔

اللہ تعالیٰ کی خاص قدرتیں:

اور اب سر پر ہاتھ رکھا...... يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا ...... ہائے میں مر جاتی...... وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ...... ہائے میرا دنیا میں آنا بھی لوگ بھول جاتے، میں کس منہ سے اب شہر کو جاؤں؟ جبرائیل پھر آئے...... لَا تَحْزَنِيْ ...... قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ...... غم نہ کر، چشمہ چل گیا ہے...... فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ ...... کھا پی...... وَقَرِّيْ عَيْنًا ...... اطمینان رکھ اور بچے کو شہر میں لے جا، انہوں نے کہا میں کیسے لے جاؤں؟ کیا جواب دوں؟ کہا تم جواب دینا۔

إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنسِيًّا (سورۃ مریم آیت ۲۶ پارہ ۱۶)

میرا روزہ ہے، میں نے بات نہیں کرنی۔

بنی اسرائیل روزے میں بھی بات نہیں کر سکتے تھے، ہم روزے میں جھوٹ بھی بولیں تو روزہ نہیں ٹوٹتا، وہ سچ بھی بولیں تو ٹوٹ جاتا تھا، اتنی رعایت لے کر بھی اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں ہائے ہائے۔

فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ...... بچہ گود میں لے کر شہر میں آ گئیں، ایک پکار پڑی...... يَا مَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا...... اے مریم یہ کیا کیا؟...... يَا أُخْتَ هَارُونَ...... اے ہارون کی بہن...... مَا كَانَ أَبُوكِ امْرَأَ سَوْءٍ...... تیرا باپ تو ایسا نہیں تھا...... وَمَا كَانَتْ أُمُّكِ بَغِيًّا...... تیری ماں تو ایسی نہیں تھی۔ ...... فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ...... ان کی انگلی اس بچے کی طرف اٹھی، پھر یوں کہا! اس سے بات کرو، میرا روزہ ہے تو وہ پھٹ پڑے...... كَيْفَ نُكَلِّمُ مَن كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا (سورۃ مریم آیت ۲۹)...... بے وقوف بناتی ہے، بہانہ کرنے کا بھی تجھے طریقہ نہیں آتا ایک تو منہ کالا کیا، ایک بہانہ ایسا بناتی ہے، بچہ کیسے بات کرے؟ تو ایک ہنگامہ شروع ہو گیا، ابھی وہ ایسے ہی ہوں ہاں کر رہے تھے کہ ایک دم بچے کا خطاب شروع ہوا بغیر لاؤڈ اسپیکر کے سارے ڈیفنس میں گھوم گیا سارے بیت المقدس میں گھوم گیا۔

عیسیٰ علیہ السلام کی تقریر:

إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ...... آتَانِيَ الْكِتَابَ...... وَجَعَلَنِي نَبِيًّا...... وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا...... أَيْنَ مَا كُنتُ...... وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا...... وَبَرًّا بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا...... وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدتُّ...... وَيَوْمَ أَمُوتُ...... وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا...... ذَٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ (سورۃ مریم آیت ۳۴ پارہ ۱۶)

عیسیٰ علیہ السلام نے تقریر کی، تیسری قدرت، پھونک سے حمل، فوراً بچہ، تیسری طاقت ظاہر ہوئی کہ جو ڈھائی سال کے بعد ٹوٹی پھوٹی بات کرنے والا بچہ، وہ ماں کی گود میں اسکی فصیح تقریر کر رہا،

میں اللہ کا بندہ،

میں کتاب والا،

میں نبوت والا،

میں برکت والا،

میں ماں کا فرمانبردار،

میں نہیں ہوں بدداغ،

میں نماز والا،

میں زکوٰۃ والا،

میں سلامتی والا پیدائش کے دن،

میں سلامتی والا موت کے دن،

اور میں سلامتی والا قیامت کے دن

یہ تقریر اس بچے سے اللہ نے کروا کر ساری دُنیا کے دماغوں پہ ہتھوڑا مارا ہے کہ کائنات کا نظام اسباب سے چلتا ہے، اللہ کسی سبب کا کوئی پابند نہیں ہے۔

قرآنی واقعات کا مقصود:

میرے بھائیو! مال کے پجاری نہ بنو، جائیداد کے پجاری نہ بنو، ایجادات کے پجاری نہ بنو، اللہ کے پجاری بنو، یہ قصے سنا کر اللہ تعالیٰ بتانا چاہتا ہے اور قرآن کے قصے خالی کہانی تو نہیں ہیں، موسیٰ کا قصہ اٹھائیس پاروں میں سنایا! کیا چاہتا ہے، خالی کہانی سناتا ہے؟ یوسف کی پوری سورت اتاری ہے، کیا چاہتا ہے؟ کچھ کہنا چاہتا ہے، کہانی سے سمجھو کہ وہ کیا کہنا چاہتا ہے، یہ واقعات سنا کر اللہ اس پر لانا چاہتا ہے کہ دنیا کے غلام نہ بنو، دنیا بنانے والے کے غلام بنو، کائنات کے غلام مت بنو، اللہ کے غلام بنو، اس کلمے میں اقرار ہے کہ یا اللہ تیری مانیں گے، اللہ تیرے غلام بن کے چلیں گے۔

یہ تبلیغ کی محنت، یہ اس بات کی محنت ہے کہ ہر مسلمان اللہ کا بن جائے پھر اللہ کیلئے...... حکومت چھوڑنی پڑے، چھوڑ دے، مال چھوڑنا پڑے، چھوڑ دے جان دینی پڑے، دے دے گھر لٹانا پڑے لٹا دے، پر اللہ کو نہ چھوڑے، سب چھوٹ جائیں پر اللہ نہ چھوٹے۔

لبیك تحلو والایام مریرۃ

ولیتك ترضی والانام غضاب

ولیت الذی بینی و بینک عامر

و بینی و بین العالمین خراب

فاذا صح منک الو د فالکل ھین

و کل الذی فوق التراب التراب

یا اللہ تو راضی رہ چاہے سارا جہاں ناراض ہو جائے، اے اللہ تو میٹھا رہ چاہے سارا جہاں کڑوا ہو جائے، اے اللہ تیرا میرا تار جڑا رہے چاہے سارے جہان سے کٹ جائے، یا اللہ تو مل جائے چاہے سارا جہاں مٹی ہو جائے، مجھے پرواہ نہیں، بس تو میرا بن جا۔

تبلیغ کی محنت:

تو یہ تبلیغ کی محنت کوئی جماعتی محنت نہیں کہ تبلیغی جماعت آئی ہے بیان کرنے، جماعتی محنت نہیں، ایک ایمان کی محنت ہے کہ ہر مسلمان اس طرح زندگی گزار دے کہ اللہ کا بن جائے، اللہ کو لے لے، اللہ سے تعلق بنا لے، ایسا تعلق، جیسے کہتے ہیں، گھبراؤ نہیں، ڈی سی صاحب اپنا آدمی ہے، میں جاؤں گا تیرا کام ہو جائے گا، گھبراؤ نہیں، ایس پی صاحب اپنے آدمی ہیں، گھر کے آدمی ہیں، کل ہی ہمارے بریگیڈیر صاحب کہہ رہے تھے وہ فلاں جرنیل، وہ تو وہ ہمارے گھر کا بچہ ہے، وہ جرنیل کسی اور کیلئے ہے، ہمارے گھر کا بچہ ہے، ہم جائیں گے تو سنے گا، اللہ سے ہر مسلمان وہ تعلق بنا سکتا کہ اس کے دل میں یہ پیوست ہو جائے کہ اللہ میرا ہے، ہاتھ اٹھیں گے تو خالی نہیں آئیں گے۔ جو یہاں پہنچ گیا تو عرش و فرش اس کے سامنے زیر ہو گیا، اسلئے اللہ کو ساتھ لے لو۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ:

ابراہیم بن ادھم دریا کے کنارے پر بیٹھے تھے، جیب کٹ گئی پیسے نہیں، یا اللہ ایک دینار چاہیے، یا اللہ ایک دینار چاہیے، سامنے ہی دریا میں سے آٹھ دس مچھلیوں نے یوں منہ باہر نکال دیا اور ہر مچھلی کے منہ میں ایک دینار تھا، کیا ہوا؟ اللہ اپنا ہے، وہ تو پہلے سے ہی کہہ چکا ہے کہ تم میرے ہو پر ہم بھی تو اسے اپنا بنائیں، آدھا کام تو وہ پہلے کر چکا ہے۔ یا ابن آدم انی لک محب ...... اے میرے بندے میں تجھ سے محبت کرتا ہوں...... فبحقی علیک کن لی محبا...... تجھے میرے حق کی قسم تو بھی مجھ سے محبت کر، یہ تبلیغ کی محنت کا موضوع ہے کہ ہر مسلمان اللہ سے اس درجے کی محبت پہ آ جائے۔

محبت کی اقسام:

ایک ہوتی ہے خشیت، ایک ہوتا ہے خوف، خوف ہوتا ہے سزا کا ڈر اور خشیت ہوتی ہے محبت کی شدت میں ڈرنا، ایسی محبت ہوتی کہ اس کی ناراضگی کا ڈر ہے، اس میں سزا شامل نہیں، اس میں صرف روٹھ جانا شامل ہے کہ محبوب ناراض ہو جائے گا، جوتوں کا ڈر کوئی نہیں تو اللہ نے جہاں بھی اپنے اور بندے کے خوف کا تعلق ذکر کیا ہے تو وہاں خشیت کا لفظ لائے ہیں۔ دیکھو مثال ہے ..... وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَا اَمَرَاللّٰهُ بِهٖ اَنْ يُّوْصَلَ..... وَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ..... وَ يَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ (سورۃ الرعد آیت ۲۱ پارہ ۱۳)

جو صلہ رحمی کرتے ہیں، اپنے رب سے ڈرتے ہیں، قیامت کے دن کے حساب سے ڈرتے ہیں، اردو تو بیچاری لولی لنگڑی زبان ہے تو دونوں میں ڈرنا ہی کہے گی، انگریزی تو بالکل ہی رینگنے والی اپاہج ہے۔ اب انگریزی ترجمے سے قرآن سمجھنا چاہتے ہیں۔ کیسی حماقت ہے؟ وہ تو عربی پڑھ کے بھی سمجھ میں آجائے تو بڑی اللہ کی رحمت ہے، تو اللہ نے کہا..... يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ..... یہ میرے وہ بندے ہیں۔ جو مجھ سے ڈرتے ہیں کہ میرا محبوب اللہ مجھ سے ناراض نہ ہو جائے۔ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ..... اور آخرت کے حساب سے ڈرتے ہیں، اور آخرت کا واقعی ڈر ہے مگر یہ محبت کا معاملہ ہے، ایسی اللہ سے محبت ہو جائے۔

ایک باندی کی اللہ سے محبت کا عجیب واقعہ:

محمد حسین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بازار گئے ایک باندی خرید کے لائے، کالی کلوٹی تھی، تو رات کو دیکھا تو وہ مصلے پہ دوری ہے اور کہہ رہی ہے یا اللہ جو تو مجھ سے محبت کرتا ہے..... اسئلک بمحبتک ایای ..... اے خدا جو تو مجھ سے محبت کرتا ہے میں اس کے واسطے سے میں تجھ سے سوال کرتی ہوں، تو انکی آنکھ کھل گئی، کہنے لگے، اے لڑکی کیا کہہ رہی ہو؟ یوں کہو یا اللہ میں تجھ سے محبت کرتی ہوں اس کے واسطے سے میں تم سے سوال کرتی ہوں، تو وہ کہنے لگی: اے بغدادی، مجھ سے پیار ہے تو مجھے مصلے پہ بٹھایا ہوا ہے تمہیں کیوں نہیں بٹھایا؟ مجھ سے محبت ہے تو یہاں بٹھایا ہوا ہے اور تمہیں وہاں سلایا ہوا ہے؛ مجھ سے محبت کرتا ہے میں کھڑی ہوں، پھر کہنے لگی یا اللہ تیری میری محبت کا راز فاش ہو گیا..... فاقبضنی الیک ..... بلالے جلدی سے اپنے پاس اور وہیں ڈھلک کے گر گئی اور مر گئی۔

تو وہ کہنے لگے مجھے بڑا رنج ہوا اب رات کا وقت تھا تو میں فجر کی نماز پڑھتے ہی نکلا کہ اس کے لئے کفن کا انتظام کروں، کفن لے کے آیا تو دیکھا، دھلی دھلائی پڑی ہے اور سبز رنگ کا ریشمی کفن اس کو پہنایا ہوا ہے اور اوپر نورانی سطر میں لکھا ہوا ہے۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (سورۃ یونس آیت ۶۲ پارہ ۱۱)

جان لو! اللہ کے دوستوں کو نہ دنیا میں کوئی رنج ہے نہ آخرت میں کوئی رنج ہے۔

محبت الٰہیہ کی مٹھاس:

تو ہر مسلمان یہ تعلق بنا سکتا ہے۔ تبلیغ اس بات کی محنت ہے کہ اللہ کو لے لو، روپیہ حکومتیں بڑی بے وفا ہیں۔ ...... سَنُرِيهِمْ اٰيٰتِنَا ... اللہ دن رات نشانیاں دکھا رہا ہے تو پھر ہم اسی کے پیچھے بھاگ رہے ہیں، زمین و آسمان کے بادشاہ سے تعلق بنانا ہو تو بیوی کے پہلو میں سوتے سوتے مل جائے گا؟ ہجرت ہے ہجرت، گھر چھوڑ دے، مرغوبات قربان ہوتی ہیں تو محبت ملتی۔ تو میرے بھائیو! آج تک مخلوقات کی محبت کی کڑواہٹ چکھی ہے، اللہ کی محبت کی حلاوت بھی چکھ دیکھو، یہ ہر آدمی کے لئے آسان ہے، اس میں کالے گورے کی شرط نہیں ہے، طریقہ محمدی ہو، حضرت محمد ﷺ کے طریقے پر آئے، پھر ہر کوئی بج جائے گا، ہر کوئی بھا جائے گا، کالا گورا نہیں دیکھا جائے گا۔

رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کتنا آپ لوگوں نے نام سنا ہے، آپ کی معلومات میں اضافہ کروں، بہت بدصورت تھیں اور غلام تھیں اور بانجھ تھیں، عورت میں جتنے عیب ہوتے ہیں سارے رابعہ میں تھے، بدصورت بھی تھیں، خاندانی بھی نہیں تھیں اور بانجھ یعنی اولاد ان سے نہیں ہوتی تھی، اتنا میں رابعہ کا ذکر کر رہا ہوں، کس لئے؟ عورت ہونے کے ناطے، جو عورت ذکر کی جاتی ہے، وہ تو اس میں کچھ بھی نہیں، لیکن وہ جو اندر کی دنیا آباد کر گئی اس نے اسے شہزادیوں سے بھی اُونچا اٹھا دیا، پری چہرہ بھی اسکے سامنے نکری ہو گئی، اللہ کے ہاں اسقدر اُونچی اُٹھ گئیں۔

کامیابی کا زینہ:

شکل صورت نہیں چلتی، کیا ہے؟ سانچہ محمدی ہے کہ نہیں ہیں، سانچہ کون سا ہے؟ محمدی ہے پھر سب چلے گا، قیامت کے دن شاہ جی نہیں چلے گا، قریشی صاحب، مخدوم صاحب نہیں چلے گا، قیامت کے دن محمدی سکہ چلے گا۔ جو اس کے آ گیا محبوب بن گیا، جو نہیں تلا، ٹھکرا دیا گیا، ابو

نسب نہیں تلا، جہنم میں جائے گا، بلال رضی اللہ عنہ نکل گیا، آپ نے کہا میں جنت میں جاؤں گا تو میری سواری کی لگام بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ہوگی جو میرے ساتھ جنت میں جائیگا تو طریقہ محمدی پر مسلمان بنیے، حضرت محمد ﷺ کی سنتوں میں ڈھلے ظاہرا بھی باطنا بھی اپنے آپ کو محمدی بناتا ہے

شیطان کا دھوکہ:

یہ شیطان کا دھوکہ ہے کہ اندر ٹھیک ہونا چاہیے، باہر کی خیر ہے، یہ غلط بات ہے، پاکستانی فوج میں جنرل بننے کیلئے کوئی پچیس سال تو لگ ہی جاتے ہونگے، مجھے تو پتہ نہیں لیکن کم ازکم بیس سال سے تو اوپر ہی لگتے ہونگے، پھر جنرل بننے کے لئے قابلیت، محنت اور وفا ساری چیزیں دیکھی جاتی ہیں، اب وہ بن گیا، رینک لگ گیا، ایک سال بھی گزر گیا، اگلے دن دفتر میں آئے تو کیا دیکھا، ہندوستان کے جرنیل کی وردی پہن کر بیٹھا ہو تو سارا پنڈی کا ہیڈ کوارٹر حرکت میں آجائے گا، غداری کا مقدمہ درج کیا جائے گا، ارے میرے اوپر کیوں مقدمہ غداری لگا رہے ہو؟ میں نے کیا کیا ہے؟ میں تو وفادار ہوں افواج پاکستان کا، حکومت پاکستان کا، اس کو جواب ملے گا، تمہارا ظاہر دشمن کے مشابہ ہوگیا ہے، لہذا تمہاری وفاداری مشکوک ہوگئی ہے، دنیا معاف نہیں کرتی، اللہ کیسے معاف کرے گا؟ جو سپاہی وردی میں ہوتا ہے، اس پر ہاتھ ڈالیں تو حکومت اپنے اوپر سمجھتی ہے ہاتھ ڈالا گیا ہے اور یہاں ڈیفنس میں کتنے ریٹائرڈ فوجی پھرتے ہیں، کون پوچھتا ہے؟ کیونکہ عام شہری بن گئے لیکن سپاہی بھی ہو اور اس پر ہاتھ ڈالے تو حکومت اگر طاقتور ہو تو حرکت میں آتی ہے۔

منزل تک پہنچنے کیلئے راستہ محمدی ہو:

جب یہ محمدی سانچے میں ہوتا ہے، اگر اس کی طرف ہاتھ اٹھتا ہے تو اسے ٹوٹنا پڑتا ہے، آگے نہیں بڑھ سکتا جب پاؤں اٹھتا ہے تو اسے کٹنا پڑتا ہے، وہ آگے نہیں پہنچ سکتا، وہ قوتیں سلب ہو جاتی ہیں اور آسمان سے اعلان ہوتا ہے...... وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی ...... اب کمان تیری ہے اور تیر تیرا رب چلا رہا ہے، اب تلوار تیری ہے اور قتل تیرا رب کر رہا ہے۔

فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ (سورۃ الانفال آیت ۱۷ پارہ ۹)

تو نہیں مار رہا تمہارا رب مار رہا ہے، اس لیے محمدی ہونا ظاہرا اور باطنا مطلوب ہے، اس کیلئے محنت کرے، ہم چاہتے ہیں ہم لوگوں کو اچھے نظر آئیں، تو کیا کیا لباس بنے ہوئے ہیں

اور اگر ہم یہ سوچیں کہ میں اللہ کو اچھا نظر آؤں، جو عورت اپنے خاوند کی مرضی کا لباس پہنتی ہے وہ اس کی نظروں میں جچ جاتی ہے، جب یہ بندہ اللہ کے رسول کی زندگی میں آئے گا تو اللہ کو کیسے نہیں جچے گا؟ اللہ کی نظر میں جچنا ہے تو محمدی بننا پڑے گا اور کوئی راستہ نہیں ہے۔

ایک لڑکی کی شادی پر اسکی سہیلیاں تیار کر رہی تھیں، جب وہ تیار ہو گئی تو کہنے لگیں کہ بڑی اچھی لگ رہی ہو، بڑی اچھی لگ رہی ہو تو وہ رونے لگی اس نے کہا تمہاری نظروں میں جچ جانے سے میرا کام نہیں بنے گا جس کے ہاں جا رہی ہوں اسکو بھا گئی تو تب میرا کام بنے گا، ہم لوگوں کی نظروں میں جچ بھی گئے۔ اس سے ہمارا کام نہیں بنے گا، جب تک آسمان کے بادشاہ کی نظروں میں نہ جچے تو ہم گندگی کے کیڑے سے زیادہ ذلیل کر دیئے جائیں گے۔ یہ لوگ ہماری قبر میں جائیں گے؟ یہ اولاد ہماری قبر میں جائیگی؟ یہ جدائی یقینی ہے۔

فانی دنیا، حضرت علیؓ کے درد بھرے اشعار:

جب فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا، اس سے بڑی خاتون کائنات میں کہاں سے آئے گی؟ کون سی ماں فاطمہ رضی اللہ عنہا جیسی بیٹی جن سکتی ہے تو موت نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو باہر کھڑا کر دیا اور مٹی میں ڈال دیا فاطمہ جیسی شہزادی کو، آپ نے قبر پہ کھڑے ہو کر اشعار کہے۔ (جن کا ترجمہ یہ ہے)

ہر جوڑ کیلئے ٹوٹنا مقدر ہو چکا ہے، ہر جوڑ توڑ میں بدلے گا اور ہر ساتھ ٹوٹے گا اور موت سے پہلے کا ساتھ کوئی ساتھ نہیں، وہ تو پل بھر میں ختم ہو جاتا ہے، خاک کی طرح آ کے گزر جاتا ہے، میں نے پہلے احمد کو کھو دیا، پہلے اپنے حبیب کو کھو دیا، پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کھو دیا، یہ اس بات کی نشانی ہے کہ یہاں کسی کی یاری تو ٹوٹ نہیں جائیگی اور اگر میں مر گیا اور کل کو قبر کے نیچے چلا گیا تو رونے والیوں کا رونا میرے کس کام کا ہے؟

ہمیں کیا جو تربت پہ میلے رہیں گے
تہہ خاک ہم تو اکیلے رہیں گے

تو اگر قبر حشر کی منزلوں کو عزت کے ساتھ اور سلامتی کے ساتھ طے کرنا ہے تو محمدی بننا پڑے گا اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ہے، حضرت محمد ﷺ کے سانچے میں ڈھلنا ہوگا، اپنے سانچے توڑ دیں۔

لاہوری بن کے نہ رہیں،

پشوری بن کے نہ رہیں،

پنجابی بن کے نہ رہیں،

پٹھان بن کے نہ رہیں،

سندھی، بلوچی، بدوی، ایرانی، تورانی بن کے نہ رہیں، محمدی بن کے رہیں، جو اللہ کو پسند ہے وہ بنیں، وہ صرف ایک ہی سانچہ ہے، حضرت محمد ﷺ کا۔

محبوب خدا کی صداقت اور ہم:

اتنا محبوب سانچہ ہے کہ اللہ تعالی نے کسی نبی کی قرآن میں قسم نہیں کھائی اور نہ ان کے وجود کی قسم کھائی..... لَعَمْرُكَ ..... آپ ہماری زبان میں نہیں دیکھئے، تیری جان کی قسم! کس لئے؟ جس سے محبت ہوتی ہے اسی کو کہتے ہیں تیری جان کی قسم! تو اب اللہ کی سنو!..... لَعَمْرُكَ ...... اے میرے نبی تیری جان کی قسم تو اللہ کا کتنا محبوب ہوا؟..... وَقِيلِهٖ..... اس نبی کے بول کی قسم، جو بول آج کتابوں میں رہ گئے، ذیقعس میں کوئی نہیں ہیں، انارکلی، شاہدرہ میں کوئی نہیں ہیں، ملتان، کراچی، خانیوال میں کوئی نہیں ہے، نہ گاؤں میں نہ شہر میں، جس بول کی اللہ قسم کھائے، اس بول کی سچائی اور صداقت میں کون شک کرسکتا ہے، ان کے بول بے قیمت ہو گئے اور ملک کو بحران سے نکالنے امریکہ سے دانشور آ رہے ہیں، دیکھنے والا اندھے سے راستہ پوچھ رہا ہے، بڑے صاحب راستہ تو بتاؤ، کہے گا بیٹا اندھے کا مذاق اڑاتے ہو، خود دیکھتے ہو اندھے سے راستہ پوچھتے ہو، برطانیہ کی ڈگریاں بڑی ہو گئیں؟ امریکہ کی ڈگریاں بڑی ہو گئیں؟ کہ اندھوں سے جا کے دیکھنے والے راستے پوچھ رہے ہیں۔ جن کو اللہ نے کہا..... اولئك كالا نعام..... یہ جانور ہیں، ان کی پستی کو بتانے کیلئے اس سے زیادہ سخت اور لفظ نہیں تھا تو ایک ایسا لفظ لائے جس کی کوئی حد نہیں..... بَلْ هُمْ اَضَلُّ..... یہ جانور بھی نہیں، یہ جانوروں سے بھی بدتر ہیں اور ان کی ساری تعریفیں ہو رہی، کافر کی جب تعریف ہوتی ہے، تو اللہ کا عرش غصے سے کانپنے لگتا ہے اپنے باپ کے قاتل کی کوئی تعریفیں سن سکے گا؟ چونکہ ہمیں اللہ کے رسول سے تعلق نہیں، نہ اللہ سے تعلق ہے، تو جو اللہ کے رسول کی زندگی کو مٹانے پہ لگے ہوئے ہیں اور اللہ کی توحید کو بگاڑنے پہ لگے ہوئے ہیں، ہم ان کی تعریفوں میں لگے ہوئے ہیں،

بستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے

ہم کہاں گر گئے؟

رحمت عالم کی نظر کامل اور ہماری بے حسی:

ہم اسکے ماننے والے ہیں، یہ تو ہزاروں برس کی محنت کے بعد تک پہنچے، ہم جس کے پیچھے چل رہے ہیں، وہ مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھا رہے اور ایک دم آگے ہو گئے، پھر ایک دم پیچھے ہو گئے تو جب نماز ختم ہوئی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا، یہ کیا کیا؟ آپ نے کہا، جنت نظر آ رہی تھی تو آگے بڑھ گیا، اس کے انگور لٹکے ہوئے نظر آ رہے تھے، کہا پیچھے کیوں ہٹ گئے؟ کہا پھر ایک دم اللہ نے دوزخ دکھائی، پیچھے ہٹ گیا، جس کی نظر اتنی تیز ہو کہ عرش تک بغیر کسی آلے واسطے کے دیکھتا ہو، اس کا قدم غلط پڑ سکتا ہے؟ تو اسی کی زندگی کو چھوڑ دیا۔ اسی کی زندگی کے دشمن بن گئے اور پھر اتنی نظر کامل تھی، آپ صرف آگے نہیں دیکھتے تھے، آپ نے فرمایا جیسے میں آگے دیکھتا ہوں، ایسے پیچھے بھی دیکھتا ہوں، ایسے مجھے پیچھے بھی نظر آتا ہے، جیسے آگے نظر آتا ہے، ایسے پیچھے نظر آتا ہے، جس کی دنیا کی بصیرت اتنی تیز ہو، آخرت کی تو ہے ہی ہے اس سے زیادہ کس کو اللہ دے گا آخرت کا علم، جو دنیا میں ایسی بصیرت رکھتا، جا آگے رہا ہو، دیکھ پیچھے رہا ہو، آگے بھی دیکھتا ہے پیچھے بھی دیکھتا ہے، ہم تو آگے آنے والے کو پورا نہیں دیکھ سکتے، تو اس کے طریقے کو چھوڑ کر کہاں جانا چاہتے ہیں؟

پوری قوم پھر بسنت ہی منائے گی اور کیا کرے گی۔ ڈوب کر مر جانے کا مقام ہے، واللہ اس قوم کو ایٹم بم مارنے کی اب ضرورت کوئی نہیں، یہ تو مری پڑی ہے، مرے کو مارے شاہ مدار، ہلال کو جب گرفتار کر کے پیش کیا جائے اکبر کے سامنے تو آرڈر دیا اسے اپنے ہاتھ سے قتل کرو، کہا اسے کیا قتل کروں یہ تو خود مرا پڑا ہے، جو قوم اتنی پست ہو چکی ہو، اسے ایٹم بم مارنے کی ضرورت کوئی نہیں یہ تو پہلے مرے پڑے ہیں، جن کی ہمتیں اتنی پست ہو چکی ہوں، جن کی سوچ اتنی ذلت کی گہرائی میں گر چکی ہو، اللہ کے رسول کا طریقہ چھوڑے گا تو پھر بسنت ہی منائے گا یہ اور کیا کرے گا، جس کے گھر میں میت ہو جائے، وہ بسنت منائے گا؟ اس کو تو اوروں پہ بھی غصہ آئے گا یہ ہنستے کیوں ہیں، پوری امت کو ذبح کرنے کا نظام چل رہا ہے اور ہم بسنت منا رہے ہیں، جہالت کی انتہا ہو گئی۔

اللہ کی اپنے بندے سے محبت:

میرے بھائیو! لوٹنے کی ضرورت نہیں اور ادھر سے انتظار ہے، اے میرے بندے ہم تو تیرے انتظار میں ہیں، پتہ نہیں تو کب آئے گا، جیسے بچہ بچھڑ کے نکل جائے تو ماں کی نظر دروازے پہ دوڑتی ہے، ہر آہٹ میں اسے اپنا بیٹا آتا دکھائی دیتا ہے، اس انتظار کو لامحدود کر دیں، ستر گناہ کا جو لفظ ہوتا ہے یہ ساٹھ جمع دس کو ستر نہیں بناتا، عربی زبان میں ستر کا مطلب لامحدود ہوتا ہے، اس کو لامحدود کر دیں، اللہ تعالیٰ اپنے نافرمان بندوں کا انتظار کر رہا ہے، اس محبت اور شفقت کے ساتھ جو ماں میں جھلک ہے، اس میں حقیقت ہے، اور اس حقیقت کی کوئی انتہا نہیں ہے اور وہ اس (لامحدود محبت) کے ساتھ انتظار میں ہے کہ کب آؤ گے؟ کب آؤ گے؟

ہماری دعوت فکر:

تو ہم اس زندگی کو سیکھنے کی دعوت دے رہے ہیں، اپنی طرف نہیں بلا رہے، تبلیغی جماعت کی طرف نہیں بلا رہے، اس کی طرف بلا رہے ہیں کہ ساری عورتیں سارے مرد اللہ کے بن جائیں، اور بننے کا راستہ بتا رہا ہوں کہ محمدی بن جاؤ لیکن یہ کہنے سے تو نہیں ہوگا، یہ تو سیکھنا پڑتا ہے، سیکھا ہوا کوئی نہیں، سیکھنے کیلئے کہتے ہیں، بھئی جماعتوں میں پھرو، یہ سیکھنے کیلئے ہے، کوئی ہمارا الگ نظریہ ہے جو میں پیش کر رہا ہوں، یہ میرا تو ہے نہیں، میں تو قرآن کو اپنے الفاظ کے ساتھ ترجمہ کر کے آپ تک پہنچا رہا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کہہ رہا ہے کہ...... یا ایہا الذین امنو اتقو اللہ...... اے میرے بندو ڈر جاؤ، کتنا؟...... حق تقتہ...... جیسے ڈرنے کا حق ہے...... ولا تمو تن الا و انتم مسلمون...... (سورۃ آل عمران آیت ۱۰۲ پارہ ۴)

اور دیکھو مسلمان بن کے مرنا، نافرمان بن کے نہ مرنا، تو اس میں میری کیا بات ہے۔ یہ تو اللہ کی بات ہے، اللہ ہم سے مطالبہ کر رہا ہے، ہم یاددہانی کرا رہے ہیں اور مسلمان بننے والا کون ہے جو محمدی ہو، جو حضرت محمد ﷺ کے سانچے میں ہو، پھر ہر حال میں قبول ہے محبوب ہے، مقبول ہے، بس مرنے کی دیر ہے پھر دیکھو کیا اعزاز ہوتا ہے۔

رحمت خداوندی، قارون کا واقعہ:

اور آج تک جو ہم سے ہوا ہے، پہلا کام ہے کہ اس سے ہم توبہ کریں کہ اللہ کے ہاں بخشش کا دریا اتنا ہے کہ جیسے اس کی اپنی کوئی حد نہیں ایسے اس کی بخشش کی کوئی حد نہیں ساری

زمین گناہوں سے بھر دے، آسمان تک گناہوں کو پہنچا دے ساری کائنات میں اس کے گناہوں کا دھواں پھیل جائے، اس کے گناہوں کی سیاہی سورج چاند کی روشنی کو بھی چھین لے اور اس کے گناہوں کی بدبو سے آسمان کے فرشتے بھی پریشان ہو جائیں پھر ایک بول کہہ دے، اے اللہ معاف کر دے، اللہ اسی وقت کہتا ہے، جاؤ معاف کر دیا کوئی پرواہ نہیں، جاؤ معاف کر دیا توبہ کرنا کتنا آسان ہے؟ توبہ کرلیں، ادھر توجہ ہوئی، ادھر معافی ہوئی، کہاں تک حد ہے؟

قارون کا نام تو آپ نے سنا ہوگا، اس نے موسیٰ پہ زنا کی تہمت لگائی تو وہ تو نا قابل معافی جرم ہے، اللہ نے موسیٰ کو کہا جو کرنا چاہتا ہے کر لے، زمین تیرا حکم مانے گی، موسیٰ نے زمین کو کہا اسے پکڑلو، اب وہ اندر جانا شروع ہوا تو اس نے کہا، اے موسیٰ معاف کر دے، معاف کر دے، بس توبہ کرتا ہوں، معاف کر دے توبہ کرتا ہوں معاف کر دے اور موسیٰ کہیں اور پکڑو اور پکڑو اور پکڑ دیہاں تک کے سارا زمین میں دھنس گیا، دور کوع میں اس کا قصہ آیا، اس مجرم کیلئے بھی وہ عرشوں پہ بیٹھا ترس کھا رہا ہے اور پیغام بھیجا..... ما افضیلک یا موسی ..... اے موسیٰ بھئی بڑا تیرا مضبوط دل ہے اس نے اتنی معافی مانگی تو نے معاف ہی نہ کیا..... وعزتی لو استغاثنی لا غثه ..... مجھے میری عزت کی قسم، ایک دفعہ مجھ سے معافی مانگتا میں معاف کر کے باہر کھڑا کر دیتا، تو بھئی ایسے رحیم سے ٹکر نہ لیں، جھک جائیں، مان جائیں، دب جائیں، پڑ جائیں، کہ اے اللہ بس میں آگیا ہوں، معاف کر دیں۔

ادھر تو پہلے ہی انتظار ہو رہا ہے کوئی آئے معافی مانگنے، اس کو لے کر در در پھرنا اس امت کی ذمہ داری ہے، اس سوئی ہوئی قوم کو بیدار کرنا، جو سن کے بھی نہیں سن رہے اور دیکھ کے بھی نہیں سمجھ رہے، ان کے پیچھے پھرنا ہماری ذمہ داری ہے۔

ہمارا فقر کیا ہے؟

ہم فقیر ہو گئے، اس لئے نہیں کہ مقروض ہو گئے، ہم فقیر ہو گئے کہ ہماری نوجوان نسل ہمارے ہاتھ سے نکل کر وہ یہود و نصاریٰ کے طریقوں پر چل پڑی، یہ فقر ہے پاکستان کا اور پوری دنیا کے مسلمانوں کا کہ ان کی نسل کو شیطان نے خرید لیا ہے، وہ قوم فقیر ہو گئی، جس قوم کی نسل آوارہ ہو گئی، یہ چند ہی دن امریکہ و یورپ کے باقی ہیں جو قوم نشوں میں ڈوب جائے اور زنا علی الاعلان کر کے اور بے حیا ہو جائے، اس قوم سے زندہ رہنے کا حق بہت جلدی چھین لیتا ہے، اللہ

ان آنکھوں سے دکھائے گا کہ کس طرح اس بے حیائی پر اس کے عذاب کے کوڑے برسے ہیں اور اگر ہم بھی اس بے حیائی کو چلے تو وہ کوڑا ادھر بھی گھومے گا تو ہم تو قصیر ہیں کہ اس نے ہمارے گھر کے اندر بیٹھی لڑکیوں، بچیوں کو بے حیا کر دیا۔

گھر گھر جانے کی ضرورت، ایک عجیب بات:

اس لئے گھر گھر جا کے یہ بات سمجھانے کی ضرورت ہے کہ مسجد میں کتنے آئیں گے، رسالہ کتنے پڑھیں گے۔

اٹھارہ برس میری زندگی گزر گئی اور پہلی دفعہ دین کی بات تبلیغ والوں سے سنی، کوئی آیا ہی نہیں بتانے، مسجد میں ہم جانے کے نہیں، کوئی ہمارے پاس آنے کا نہیں، پہلی دفعہ زندگی میں اپنے کالج کے لڑکے سے دین کی بات سنی تو ایسے کروڑوں لوگ پڑے ہیں۔

عقیدہ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری:

ان کو سمجھانا اس امت کے ذمے ہے، اگر آپ کے ذمے نہیں تو پھر کوئی ذمے دار تو بتاؤ؟ ہم اس کی منت کر لیں، یہ ہمارے ڈیفنس والوں کے ذمے تو نہیں، پھر کوئی ذمے دار ہی بتا دیں، ہم اسی کے سامنے جا کے سر کھپائیں، اور آپ نہیں بتا سکتے اور میں بتا رہا ہوں کہ اللہ آپ کے ذمے لگا رہا ہے..... كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ ..... تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ..... وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ ......(آل عمران آیت ۱۱۰ پارہ ۴)

تم لوگوں تک میرا پیغام پہنچانے کیلئے گھروں سے نکالے گئے ہو، تبلیغ کوئی تبلیغی جماعت کی ذمہ داری نہیں ہے، جس شخص نے ختم نبوت کا عقیدہ مانا ہے، تبلیغ اس پہ فرض ہو چکی ہے، جو کہتا ہے میرا نبی آخری نبی ہے اس پر تبلیغ ذمے ہو گئی ہے، نماز فرض ہے، پر کون پڑھتا ہے؟ پانچ فیصد؟ تو پچانوے فیصد کو معاف ہو گئی؟ زکوۃ فرض ہے، کتنے ادا کرتے ہیں؟ دو فیصد بھی نہیں ادا کرتے، تو باقی اٹھانوے فیصد کو معاف ہو گئی؟

ایسے ہی تبلیغ ختم نبوت کی وجہ سے اس امت کی ذمہ داری ہے جو نہیں کر رہے تو معاف تو نہیں ہوئی، گمراہ انہیں گریبان میں ہاتھ ڈال سکتی ہیں کہ یا اللہ انہوں نے تو ہمیں بتایا ہی نہیں، ان کے ذمے تھا، انہوں نے بتایا ہی کوئی نہیں، سوال اٹھ سکتا ہے، میں یہ نہیں کہتا سوال کریں گے، اٹھ سکتا ہے، تو بھی تبلیغ کو تبلیغی جماعت کے لفظ سے دیکھیں، لفظ جماعت سے دھوکہ لگ رہا

ہے، اس کو اوپر ختم نبوت کے ساتھ جوڑ دیں۔

تبلیغ کی تاکید:

اللہ کا حبیب منیٰ کی وادی میں اعلان کر رہا ہے کہ دین مکمل ہو گیا، کتاب مکمل ہو گئی، شریعت مکمل ہو گئی، میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، تو یہ پیغام کون پہنچائے؟...... فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ...... یہ تم میرا پیغام آگے پہنچاؤ، یہ حدیث متواتر ہے، حدیث متواتر قرآن کی آیت کے برابر ہوتی ہے، حدیث متواتر اس حدیث کو کہتے ہیں، جس کو دس صحابہ نے کم از کم روایت کیا ہو اور حدیث متواتر سے حکم اسی طرح ثابت ہوتا ہے جیسے قرآن کی آیت سے مکمل ثابت ہوتا ہے، تو تبلیغ کو ادھر جوڑیں گے تو آپ بھی کہیں گے تبلیغ ہمارے ذمے ہے، اور رائیونڈ کی طرف جوڑیں گے، پھر کہیں گے ٹھیک ہے یار جماعت آئی ہوئی ہے، ہم تو ان کو اپنی مسجد میں بھی نہیں رہنے دیتے، بس ٹھیک ہے جاؤ چھٹی کرو، پھر آپ یہ کہیں گے اور اگر اس کو ادھر جوڑیں گے تو پھر آپ کو ندامت ہوگی کہ ہائے ہم نے تو بہت بڑا فریضہ چھوڑ دیا، ورنہ ندامت بھی نہیں ہوگی۔

تبلیغ دو باتوں کا نام ہے:

میرے بھائیو! اللہ کے راستے میں تبلیغ کی جو محنت ہو رہی ہے، یہ ان دو باتوں کی محنت ہے، ہر مسلمان اپنے اللہ کی مان کے چلنے والا بنے اور حضرت محمد ﷺ کے طریقے پر چلے، ایک بات، یہ کلمے کی بات ہے دوسری ختم نبوت کی بات ہے کہ گھر گھر جا کر اس کی صدا لگائے، صدا میں بڑی بڑی طاقت ہے، لوگ صدا لگا کر گلے سڑے کیلے بھی بیچ کے آجاتے ہیں، ہم حضور ﷺ کی زندگی نہ بیچ سکیں یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ کوئی صدا تو لگائے، صدا لگانے والا ہی کوئی نہیں، تو بھئی اس لیے ہم آج یہ نیت کر کے اٹھیں کہ یا اللہ آج تک جو کیا ہماری توبہ، توبہ تو کر لی نا سب نے؟ بھئی دل سے کرو، یہ آپ کا اور اللہ کا معاملہ ہے یا اللہ! آج تک جو کیا اس سے ہماری توبہ اور آج کے بعد وہ کیا کریں گے جو چاہتا ہے، اس کو سیکھنے کیلئے اوروں تک پہنچانے کیلئے وقت لگائیں گے تو بھائی اس کیلئے ارادے فرمائیں۔

اللھم صلی علی محمد نبی الامی و علی الہ و اصحابہ اجمعین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
جنت میں اللہ
کے
انعامات
مولانا محمد طارق جمیل صاحب

جنت میں اللہ کے انعامات

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ ...... وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا ...... مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ...... وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ...... اَمَّا بَعْدُ ...... فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ...... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ...... قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ...... عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (سورۃ یوسف آیت ۱۰۸) ...... وَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَا اَبَا سُفْيَانَ جِئْتُكُمْ بِكَرَامَةِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

اللہ کو اپنا بنا کے دیکھو

میرے بھائیو! اپنے ساتھ اللہ کو لے لیں۔ اللہ سے بڑا شفیق کوئی نہیں۔ اللہ سے بڑا مہربان کوئی نہیں۔ اللہ سے زیادہ محبت کرنے والا کوئی نہیں۔ ماں بھی کتنا کچھ سنے گی وہ بھی کہے گی بیٹا بس کر مزید سننے کی مجھ میں طاقت نہیں اور اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ سنا سنا ساری زندگی سنا۔

میں ستوں گا، بھی جھکوں گا نہیں،

میں دوں گا اور بھی گھبراؤں گا نہیں،

اللہ سے یاری لگانی ہے تو مانگو اور لوگوں سے یاری توڑنی ہے تو ان سے مانگنا شروع کر دو۔ وہ آپ کی گلی چھوڑ جائے گا اور اللہ پاک سے یاری لگانی ہے تو اس سے سوال کرنا شروع کر دو، وہ آپ کا بن جائے گا لوگوں سے جان چھڑانی ہے تو ان سے قرضہ مانگو۔ وہ ایک سال پورا آپ کی گلی میں نہیں آئے گا اور اللہ پاک سے جی لگانا ہے تو اس سے مانگنا شروع کر دو، وہ دیتا جائے گا کہ اس کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں ہے۔

چونکہ یہ زخم روح پر ہیں اور یہ جو کچھ کر رکھا ہے یہ صرف اس کے جسم کو نفع پہنچانے کا سامان ہے۔

روح نہ تو عورت کو جانے،

نہ شراب جانے،

نہ موسیقی جانے،

نہ پیسہ جانے،

نہ حکومت جانے،

نہ سیاست جانے،

نہ سیر جانے،

نہ سبز پوش پہاڑ جانے،

نہ برفانی پہاڑ جانے،

نہ صحرا جانے،

نہ خوبصورت وادیاں جانے۔

وہ تو اللہ کو جانے اگر اسے اللہ نہیں ملا تو اسے کچھ نہیں ملا۔ اگر اسے اللہ مل گیا تو سب کچھ مل گیا۔ جو انسان اپنی روح کو اللہ سے توڑ لیتا ہے ساری کائنات سونا چاندی بن کے اس کے سامنے ڈھیر کر دی جائے تو میں اللہ کی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ یہ ناکام انسان ہے۔

یہ دل کی دنیا کا ویران انسان ہے۔ خود اللہ کا اعلان سنو۔

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (سورۃ رعد آیت ۲۸ پارہ ۱۳)

سوائے اللہ کی یاد کے کوئی چیز نہیں جو دل کی دنیا کو چین دے سکے۔
بھاگ کے دیکھو، دوڑ کے دیکھو، اللہ سے کٹ کر دیکھو، اگر کہیں چین مل جائے تو آ کے میرا گریبان پکڑنا۔
اور اللہ پاک سے مل کر دیکھ لو، اسے اپنا بنا کے دیکھ لو، پھر اگر روح میں کوئی خلا رہ جائے یا سینے پر کوئی داغ رہ جائے، یا دل میں کوئی حسرت رہ جائے تو پھر بھی مجھے آ کے پکڑنا۔
اللہ جسے ملا اسے سب کچھ ملا۔
جسے اللہ نہ ملا اسے کچھ نہ ملا۔
اللہ انسان کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہے اور انسان کے اندر اللہ کی طلب ایسے ہے جیسے روٹی اور پانی کی طلب ہوتی ہے، جسے روٹی نہ ملے تو بے قرار ہو جاتا ہے، پانی نہ ملے تو بے قرار ہو جاتا ہے، ایسے ہی جس کو اللہ نہ ملے اس کی بے قراریوں کا سوائے اللہ ملنے کے کوئی علاج نہیں ہے۔

اللہ سے دوستی کرنے کا انعام

میرے بھائیو! اس آنے والی زندگی کی چھپا کے رکھا ہے۔
آدمی ملک چاہتا ہے۔
وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا (سورۃ دہر آیت ۲۰ پارہ ۲۹)
میرا بندہ مجھ سے صلح کر کے آجا تجھے ایسا ملک دوں گا جسے کوئی چھین نہ سکے گا۔ جس کو پھر زوال کوئی نہیں، یہ ملک تو چھوٹنے والا ہے، اس ملک کو زوال کوئی نہیں۔ تجھے جوانی دوں گا ایسی جوانی کہ:

ان لکم ان تشبو فلا تھرمو ابدا
جس میں بڑھاپا ہرگز نہیں تجھے زندگی دوں گا ایسی زندگی جس میں موت نہیں۔
ان لکم ان تحیو فلا تموتوا ابدا
ہمیشہ زندہ رہو، کبھی موت نہیں۔ تمہیں ایسا رزق دوں گا جس کے پیچھے فقر نہیں۔
ان لکم ان تصحو فلا تسقمو ابدا
تمہیں ایسی صحت دوں گا جس کے پیچھے کوئی بیماری نہیں۔

یہ زندگی یہاں نہیں بن سکتی۔ یہ زندگی اللہ نے آگے کل کیلئے چھپا کے رکھی ہے۔ آدمی چاہتا ہے میرا سب کچھ یہیں دنیا میں پورا ہو جائے ہر جائز و ناجائز۔

اللہ کی محبت کا زیور پہن لو:

اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے:

يَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّن سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ (سورۃ کہف آیت ۳۱ پارہ ۱۵)

میں تمہیں جنت کا ریشمی لباس پہناؤں گا۔

یہ سونے کے تاجروں سے آپ پوچھیں سارے کا سارا زیور کھوٹا ہے، اس وقت تک سونا کھرا ہی نہیں ہو سکتا جب تک تانبا اس میں نہ ملے۔ اللہ نے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے وہ بیٹھا ہوا زیور بنا رہا ہے، جس دن مرے گا زیور بنا تا مرے گا اور زیور جنت والوں کے لئے بنا رہا ہے کہ میرے بندے آئیں گے۔ انہوں نے میری اطاعت کا زیور پہنا، آج میں انہیں جنت کا زیور پہناؤں گا۔

جس زندگی کو ہم یہاں تلاش کرتے ہیں یہ وہاں سے ہم چاہتے ہیں بھائی گھر عالی شان ہو تو اللہ تعالیٰ نے کہا یہ کیا گھر ہے، جو کل مٹ جائے گا ختم ہو جائے گا۔

کسریٰ نے محل بنایا تھا چالیس مربع میل میں پھیلا ہوا اور اسے اس میں دس سال بھی رہنا نصیب نہیں ہوا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اللہ نے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کروا دیا، آج کے لوگ کیا گھر بنائیں گے؟

جنت میں اللہ کے انعامات

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تم میرے پاس تو آؤ وہ دوں گا کہ

لبنة من لولوة بيضاء

ایک اینٹ لگائی ہوئی ہے سفید موتی کی

و لبنة من ياقوتة حمراء

ایک اینٹ لگائی ہوئی سرخ یاقوت کی

ولبنة من زمردة خضراء

ایک اینٹ لگائی ہوئی ہے سبز زمرد کی۔

المسك مشك — مشک کا گارا۔

حشیشها الزعفران — زعفران کی گھاس

سقفها عرش الرحمن

اور اپنے عرش کو میں نے چھت بنایا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا:۔

یا اللہ انک تقتر علی المومن۔

آپ مسلمان کو بڑی تنگی دیتے ہیں۔

تو اللہ نے جنت کا دروازہ کھول دیا جب جنت کو دیکھا تو!

تجری من تحتها الانهار (سورۃ بینہ پارہ ۳۰)

بہتی ہوئی نہریں

ایک اینٹ موتی کی،

ایک اینٹ یاقوت کی،

ایک اینٹ زمرد کی،

مشک کا گارا،

زعفران کی گھاس

اور اللہ کا عرش اس کی چھت ہے۔

یہ جنت کا میٹریل ہے اور پھر دن میں پانچ دفعہ اللہ جنت کو مزین کرتا ہے اس کا حسن و جمال کیا ہوگا!

وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ (سورۃ دخان آیت ۵۴ پارہ ۲۵)

ہم نے جنت کی خوبصورت عورتوں سے ان کا نکاح کر دیا۔

وہ عورت جو تھوک سات سمندر میں ڈال دے تو ساتوں سمندر شہد سے زیادہ میٹھے ہو جائیں۔ حالانکہ اس میں تھوک نہیں ہے، تھوک تو ایک عیب ہے، لیکن اگر وہ ایسا کرے تو ساتوں سمندر شہد سے زیادہ میٹھے ہو جائیں گے۔ تو اس کے بول میں کیا مٹھاس ہوگی! اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہاں ہیں وہ بندے؟ جنہوں نے دنیا میں گانا نہیں سنا، شیطانی نغمے نہیں سنے، شیطانی موسیقی نہیں سنی، آج وہ جنت کا راگ سنیں، جنت کا نغمہ سنیں۔ اللہ جنت کی حوروں سے فرمائے گا کہ گاؤ۔

موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے یا اللہ! تیری عزت وجلال کی قسم! اگر کافر کو سارا جہاں بھی مل جائے اور مر کے دوزخ میں بھی چلا جائے تو اس نے کچھ نہیں دیکھا، اگر آخرت خراب ہو تو دنیا کی کامیابی بھی اتنی ہی ہے بے معنی ہے جتنی کرنا کامی بے معنی ہے، اگر آخرت خراب ہو گئی تو دنیا کی عزت وذلت ایک چیز ہے، دنیا کی تونگری وفقر ایک چیز ہے اور اگر آخرت بن گئی تو دنیا کا فقر کوئی فقر نہیں۔

یہ سن کر موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے یا اللہ! اگر مسلمان کے ہاتھ کٹے ہوئے ہوں اور پاؤں کٹے ہوئے ہوں۔

مقطوع الیدین والرجلین

دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہوں اور پاؤں کٹے ہوئے ہوں اور ناک زمین پر گھسٹ رہی ہو نہ کچھ کھلائے نہ پلائے اور وہ قیامت تک زندہ ہے۔

وعاش الدھر کلہ

وہ قیامت تک زندہ رہے۔

لیکن مر کے یہاں چلا جائے جو میں نے دیکھا ہے تو یا اللہ تیری عزت کی قسم! اس نے کوئی دکھ نہیں دیکھا۔

مسلمان کو یہاں کی موسیقی نے ہی حرام میں ڈال دیا اسے کیا خبر کہ جنت کی موسیقی کیا ہے؟ جو گندگی کھاتا رہتا ہے اسے کیا خبر زعفران کی خوشبو کیا ہے؟

ایک بھنگی عطر والے کی دکان سے گزرا تو خوشبو کا حلہ چڑھا وہ بے ہوش ہو کے گر گیا۔ اب سارے اکٹھے ہوئے کیا ہوا؟ انہوں نے کہا بھائی بے ہوش ہو گیا کوئی روح کیوڑہ لاؤ کوئی گلاب کا عرق لاؤ، کوئی خمیرہ لاؤ، ایک بھنگی اور گزرا اس نے دیکھا یہ تو میری برادری کا ہے۔ اس نے کہا ارے اللہ کے بندو! تمہیں کیا خبر پیچھے ہٹو وہ تھوڑی سی گندگی اٹھا کے لایا اس کے ناک پر جو لگائی تو وہ فوراً ہوش میں آ کے بیٹھ گیا۔

آج سارے مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ جنت کے نغمے بھول گیا۔ قرآن کے نغمے بھول گیا، اپنے آپ کو گندگی میں ڈبو دیا، سر ہلا رہا ہے۔ ارے کبھی تیرا سر قرآن پر ہلا کرتا تھا اور کبھی تیرے آنسو قرآن سننے پر نکلا کرتے تھے، لیکن آج تجھے شیطان نے برباد کر دیا جب تو یہاں اپنے آپ کو حرام سے نہیں بچائے گا تو اللہ تجھے اپنی ذات عالی کا دیدار کیسے کرائے گا؟

جنت والوں سے اللہ کی ہم کلامی

اللہ جنت والوں سے پوچھے گا: یا اھل الجنۃ

دوزخ والوں سے کہے گا: یا اھل النار وہ سر اٹھائے گا۔

اللہ جنت والوں سے پوچھے گا۔

کَمْ لَبِثْتُمْ فِی الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِیْنَ (سورۃ مومنون آیت ۱۱۲ پارہ ۱۸)

دنیا میں کتنا رہ کے آئے ہو؟

قَالُوْا لَبِثْنَا یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ (سورۃ مومنون آیت ۱۱۳ پارہ ۱۸)

یا اللہ! ایک دن یا آدھا دن

ساٹھ سال ستر سال ہزار سال نہیں۔ اے اللہ آدھا دن..... تھا وہ!

نعم ما اتجرتم فی یوم او بعض یوم

بھائی تم نے اس دن یا آدھے دن میں کھرا سودا کیا۔

و رحمتی و کرامتی و جنتی

تم نے آدھے دن کی تکلیف کو برداشت کر کے میری جنت کو لے لیا۔ میری رحمت کو لے لیا۔ میری مہمان نوازی کو لے لیا۔

جاؤ مزے کرو،

تیرے نہ پیچھے موت آئے گی،

نہ بڑھاپا نہ غم آئے گا۔

نہ پریشانی، نہ دکھ آئے گا،

تجھے آزادی مل گئی

کہتے ہیں اگر قیامت کے دن موت ہوتی تو یہ خوشی سے مر جاتے۔

جہنم والوں سے اللہ کی ہم کلامی

پھر جہنم والوں سے پوچھا جائے گا۔

وہ کہیں گے۔

یوما او بعض یوم

اے اللہ! ایک دن یا آدھا دن

تو اللہ فرمائیں گے۔

بئس ما اتجرتم فی یوم او بعض یوم

اے بندو! اے عورتو! اے مردو! کتنا تم کھوٹا سودا کر کے آئے ہو! کتنا غلط سودا کر کے آئے ہو! صرف چار دن کے ناچ کود کی خاطر، تم نے میرے غضب کو میری آگ کو، میری جہنم کو خریدا۔ جاؤ تمہیں بھی ہمیشہ ہی رہنا ہے تم خوشیاں بھول جاؤ جوانی بھول جاؤ، راحت بھول جاؤ

وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا (سورۃ فاطر آیت ۳۷ پارہ ۲۲)

جاؤ چلے جاؤ چیخو اور چلاؤ

لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّ شَهِيْقٌ (سورۃ ہود آیت ۱۰۶ پارہ ۱۲)

تمہیں چیخنا ہے یا چلانا ہے

سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا (سورۃ ابراہیم پارہ ۱۳)

اب چاہے صبر کرو چاہے واویلا کرو

میرے دروازے تم پر بند ہیں کہتے ہیں اگر اس دن موت ہوتی تو یہ غم سے مر جاتے۔

اور اوپر درجے کی جو جنت الفردوس ہے اس کی حوروں کا حسن و جمال اور ہے نیچے کا اور ہے اوپر کا اور ہے ایک کھوکھا لگاتا ہے ایک دکان بناتا ہے، ایک فیکٹری بناتا ہے، ایک کارخانہ بناتا ہے ہر ایک کا نفع الگ الگ ہے کہ نہیں ہے؟

ایسے ہی جنت کی دوڑ ہے ایک اپنے نماز، روزے کی جنت ہے، یہ سب سے چھوٹی جنت ہے، ایک اس سے بڑی جنت ہے کہ اپنا نماز روزہ کرو، ساتھ اپنے پڑوس کو بھی کبھی کہہ لو، یہ تھوڑی سی اس سے بڑی جنت ہے۔

جنت الفردوس

اور ایک ہے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی جنت، جو جنت الفردوس ہے، جو ساری دنیا میں کلمہ پھیلانے کا غم کھائے گا اور ساری دنیا میں دین پھیلانے کی نیت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کہہ رہا ہے میں تجھے اس جنت میں لے جاؤں گا جسے میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے۔

جنت الفردوس کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے کس سے بنایا بھائی! اپنے ہاتھ سے

خلق الفردوس بیدہ

فردوس کو ہاتھ سے بنایا۔

شق فیها انهارها

نہریں چلائیں

فیها اشجارها

درخت لگائے۔

یہ طوبیٰ کا درخت، جنت الفردوس میں اور اس میں محلات ہیں جو نیچے کی جنتیں ہیں ان کے محلات سونے اور چاندی کے ہیں اور جنت الفردوس ہے اس کے محلات بھی سونے اور چاندی کے ہیں لیکن ایک قسم خاص اور اس فردوس میں ہے جو پوری جنت میں نہیں ہے۔

لبنة من لؤ لؤة بیضاء

ایک اینٹ سفید موتی کی ہے۔

لبنة من یاقوتة حمراء

ایک اینٹ سرخ یاقوت کی ہے

لبنة من زمردة خضراء

تیسری اینٹ سبز زمرد کی ہے۔

ملاتها المسك

کستوری کا گارا ہے۔

حصباتها اللؤلؤ

اور اس پر موتی جڑے ہوئے ہیں

حشیشها الزعفران

زعفران کی گھاس کے پلاٹ ہیں

وسقفها عرش الرحمن

اللہ کا عرش اس کی چھت ہے۔

کہاں بھاگ گیا مسلمان؟

گارے مٹی کے مکانوں پر ساری طاقت لگا دی

صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیوں نہ بڑے بڑے نقشے کھڑے کیے؟

انہیں اللہ کے عرش والے محل نظر آ رہے تھے۔

جنت الفردوس کا درخت

حدیث میں آتا ہے اس (جنت الفردوس) میں ایک درخت ہے اس کے نیچے سے نکلتا ہے۔ سرخ یاقوت کا گھوڑا اور شاخوں سے نکلتے ہیں، جوڑے، جب وہاں جائے گا اور اس سرخ یاقوت کے گھوڑے پر سوار ہو کر اور اس جوڑے کو پہن کر ہوا میں اڑے گا تو اس کے چہرے کا نور ساری جنت میں پھیلتا چلا جائے گا اور نیچے والے اس کی شان کو دیکھ کر کہیں گے۔

ہم بلغ...... یا اللہ اتنا بڑا درجہ اسے کیوں دیا؟

اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

لانك تقعد عند اهلك فى البيت .... وهو يجاهد فى سبيل الله

تو اپنے گھر میں بیوی کے پاس بیٹھتا تھا اور یہ میرے راستے میں در بدر پھرتا تھا۔

اس لئے میں نے اس کو یہ درجہ دیا ہے بیٹھنے والے اور پھرنے والے برابر نہیں ہو سکتے۔

جنت کی دلکش نہریں

جنت میں ایک اور نہر ہے اسمہ ھرول' اس کا نام ہرول ہے اس کے دونوں کناروں پر جنت کی خوبصورت لڑکیاں کھڑی ہیں جو ہر وقت جنت والوں کے لئے گاتی رہتی ہیں اللہ کی تسبیح و تحمید کے میٹھے بول سے ساری جنت گونجتی ہے۔

پھر ایک اور نہر ہے اس کا نام "ریان" ہے جس پر مرجان کا شہر ہے جس کے ستر ہزار سونے چاندی کے دروازے ہیں جو اللہ تعالیٰ حافظ قرآن کو عطا فرمائے گا۔

پھر ایک نہر اور ہے اس کا نام "بیدخ" ہے جو بند ہے موتیوں سے اس کے اندر مشک، عنبر، زعفران، کافور رہتا ہے اوپر اللہ کے نور کی تجلی پڑتی ہے تو اس میں سے حور نکل کر باہر آ جاتی ہے اسی جنت ہے جو نہروں سے بھری ہوئی ہے۔ پھر ان نہروں کے ساتھ کیا ہے۔

عَيْنَانِ تَجْرِيَانِ (سورۃ رحمن آیت ۵۰ پارہ ۲۷)

چشمے بہتے ہوئے۔

عَيْنَانِ نَضَّاخَتَانِ (سورۃ رحمن آیت ۶۶ پارہ ۲۷)

چشمے اوپر کو اٹھتے ہوئے۔

کوئی چشمہ اوپر جائے گا پھر نیچے آئے گا کوئی چشمہ بہہ رہا ہے کوئی اوپر جا رہا ہے۔
اللہ تعالیٰ نے ان نہروں کے کناروں پر خوبصورت خیمے لگا دیے اور خیمہ سات میل لمبا چوڑا ایک ایک یہ خیمہ کپڑے کا نہیں، اون کا نہیں، کھال کا نہیں، یہ خیمہ موتی کا ہے جس میں جوڑ بھی کوئی نہیں، سات میل لمبا چوڑا خیمہ ہے، جن میں جنتیوں کی بیویاں بیٹھی ہوئی ہیں۔ اگلی بات کیا فرما رہے ہیں۔

وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنّٰتِ عَدْنٍ (سورۃ صف آیت ۱۲ پارہ ۲۸)

تمہیں ایسی جنت میں پہنچاؤں گا جس کا نام "عدن" ہے۔
اور اس میں ایسے گھر عطا فرماؤں گا جو بڑے پاکیزہ خوبصورت ہیں۔ ایک آدمی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا مساکن کیا ہوتے ہیں؟
انہوں نے فرمایا جنت میں ایک گھر ہے۔

له فيه سبعون دارا

ایک بڑا جنت کا محل ہے
جس کے اندر

سبعون دار من ياقوته حمراء

ستر حویلیاں ہیں سرخ یاقوت کی

في كل دار سبعون بيتا من زمردة خضراء

پھر ہر حویلی میں ستر کمرے ہیں سبز زمرد کے۔

في كل بيت سبعون سريرا

پھر ہر کمرے میں ستر چار پائیاں ہیں۔

على كل سرير سبعون فراشا

ہر چار پائی اتنی لمبی ہے کہ اس پر ستر بستر لگے ہوئے ہیں۔

على كل فراش جارية

ہر بستر پر ایک جنت کی حور بیٹھی ہوئی ہے۔
وہ ایسی خوبصورت کہ سورج کو انگلی دکھا دے تو سورج نظر نہ آئے۔
سمندر میں تھوک ڈالے تو سمندر میٹھے ہو جائیں۔

مردے سے جب بات کرے تو مردہ زندہ ہو جائے،

ستر جوڑوں میں اس کا جسم نظر آتا ہے، جو بیمار نہ ہو بڑھاپا نہ ہو غم نہ ہو، پریشانی نہ ہو، پیشاب نہیں، پاخانہ نہیں، حیض نہیں اور اس کو اللہ تعالیٰ نے گارے مٹی سے نہیں بنایا۔

پھر ہر کمرے میں ستر دستر خوان ہیں، ہر دستر خوان پر ستر قسم کے کھانے ہیں۔ ہر کمرے میں ستر نوکرانیاں ہیں۔ اتنا لمبا چوڑا ایک گھر ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کیا طاقت دے گا ایمان والے کو، دین کی محبت کرنے والے کو۔

ان فی الجنة نهرا اسمه ریان، علیه مدینة من مرجان له سبعون الف باب من ذهب وفضة لحامل القرآن۔

جنت میں ایک نہر ہے جس کا نام "ریان" ہے جس پر ایک مرجان کا شہر ہے، جس کے ستر ہزار سونے چاندی کے دروازے ہیں جو حافظ قرآن کو دیا جائے گا۔

لوگ کہتے ہیں "ملاں" بنائیں گے تو ہمارے بیٹے کو کیا ملے گا؟ اور اگر تاجر بنے تو پتہ نہیں کیا کچھ کمائے گا، اگر نبی کے قرآن کو سینے میں لے گا تو اتنا بڑا محل ملے گا۔

ان فی الجنة نهرا حافتاه طول الجنة

جنت میں ایک نہر ہے۔ جو جنت الفردوس سے چلتے چلتے آخری جنت تک آ جاتی ہے۔ اس کے کنارے پر خوبصورت جنت کی لڑکیاں کھڑی ہیں، جن کے ہاتھوں میں جنت کے ساز ہیں اور وہ اور کوئی کام نہیں کرتیں صرف جنت والوں کے لئے نغمے گاتی رہتی ہیں، مدھم موسیقی جنت میں چلتی رہتی ہے۔ یہاں حرام سے بچ جاؤ وہاں تجھے اللہ ایسی سنائے گا کہ کبھی نہیں سنی ہوگی۔

جہنم میں لپک اور بڑھک ہے اور جنت کی خوشبو مہک ہے۔

جنت کی پکار

جنت کہہ رہی ہے۔

یااللہ! نعبت ثماری واتردت انهاری، واشتقت الی اولیای، فعجل باهلی۔

اے اللہ! میرے پھل پک گئے، میری نہروں کا پانی چھلک پڑا۔ میرے جام، میری

شراب، میرا دودھ، میری نہریں، میرا شہد، میرا لباس، میرا زیور، میرا سونا، میری چاندی، میری مسہریاں، میرے محل انتظار میں ہیں۔

مولا! اپنے نیک بندے اور بندیوں کو جلدی بھیج دے۔

جہنم کی پکار

اور ادھر جہنم پکار رہی ہے۔

اللھم بعد قعری، اعظم حسری، واشتد حری

اے اللہ میرے انگارے بڑے موٹے ہو گئے۔ میری غاریں بڑی اور گہری ہو گئیں، میری آگ بڑی تیز ہو گئی۔

ہائے ہائے! ہم بڑا دھوکہ کھا گئے بھائی بہت دھوکہ کھا گئے۔

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں اس سے بھی بڑا کوئی ہو گا لوٹا ہوا مسافر جو جنت بیچ دے اور دنیا خرید لے۔ اس سے بڑا بھی ہو گا کوئی مظلوم۔

انہوں نے لفظ اور بولا میں نے اس کو تبدیل کر دیا تا کہ آپ ناراض نہ ہو جائیں کیونکہ ہم سارے ایسے ہی ہیں جنہوں نے جنت بیچ دی اور دنیا خرید لی۔

ہم بڑا دھوکہ کھا گئے

تو اس سے بھی بڑا کوئی محروم ہو گا کہ جو جنت کی حوروں کا سودا کرے اور دنیا کی بے وفا عورتوں کو خرید لے، ان پاکیزہ عورتوں کو چھوڑ کر یہاں کی عورتوں کے پیچھے بھاگتا پھرے اور کتنا نادان ہے وہ شخص جو جنت کے عالیشان گھروں کو چھوڑ کر اس دنیا کے چند گھروں کے سودے کر لے اور وہاں کی سلطنتوں کو دھکا دے کر یہاں کی چند دنوں کی حکومتوں کو خرید لے، اس سے بڑا لوٹا ہوا کوئی مسافر نہیں ہے۔ ہم بڑا دھوکہ کھا گئے۔

قائل توجہ میری جنت میں تو نہیں تھی

تو اللہ تعالیٰ ایک لڑکی بھیجے گا یہ اس طرح بیٹھا ہو گا تو اس کے کندھے پر ہاتھ مارے گی۔ تو اس کو ایسے مڑ کر دیکھے گا، جس اس کو یوں دیکھے گا اس کا ایسا حسن ہو گا کہ وہ پورا ہی مڑ جائے گا اس کی طرف اور اسے اپنا چہرا اس کے چہرے میں نظر آئے گا، وہ کہے گی۔

ولی الله مالك فينا من رغبة

آپ کو میرا شوق کوئی نہیں؟

وہ کہے گا، کیوں نہیں؟

لیکن تو ہے کون؟

یہ سوال اس بات کی علامت ہے کہ یہ جو اللہ نے اسے جنت کی بیویاں عطا کر دی ہیں اس پر زائد ہے اور آ گیا تحفہ تو کون ہے؟ میری جنت میں تو نہیں تھی، تو وہ جواب دے گی میں ان میں سے ہوں جن کے بارے میں رب نے کہا ہے۔

وَلَدَیْنَا مَزِیْدٌ (سورۃ ق آیت ۳۵ پارہ ۲۶) میرے بندے تجھے ملتی ہی رہے گا آ تو سہی

یہ حضور ﷺ کی حدیثیں بتا رہا ہوں۔

بای بنان تعاطیہ

تمہیں خبر ہے تم کون ہو؟

جنت کی عورت

ہاتھوں سے گلے لگائے گی؟ جنت کی عورت کی انگلی کا ایک پورا سورج کے سامنے آ جائے تو سورج ایسے غروب ہو جائے جیسے سورج کے سامنے ستارے غروب ہو جاتے ہیں، اگر جنت کی عورت سات سمندر میں تھوک ڈال دے۔

لکانت اعلی من العسل تو شہد سے زیادہ میٹھے ہو جائیں۔

ایک جنت سے نغمہ نکلے گا اور جنت کی عورتیں دروازے پر کھڑے ہو کر استقبال کریں گی اور مل کر ایک گیت گائیں گی۔

الا نحن الخالدات فلا نموت ابدا

ونحن الراضیات فلا نسخط ابدا

ونحن الناعمات فلا نبئس ابدا

ونحن المقیمات فلا نرحل ابدا

طوبی لمن کان وکنا لہ

ہم ہمیشہ زندہ اب موت نہیں

ہم پر ہمیشہ کی جوانی اب بڑھاپا نہیں

ہم ہمیشہ تندرست اب بیماری نہیں
ہمارا ہمیشہ کا ملاپ اب جدائی نہیں
ہماری ہمیشہ کی صلح اب کبھی لڑائی نہیں

ان کو سینے سے لگائیں گی اور آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں کن ہاتھوں سے سینے سے لگائیں گی؟

جو مشک سے بنی عنبر سے بنی
زعفران سے بنی کافور سے بنی

اگر وہ مردوں سے بات کریں تو وہ زندہ ہو جائیں اور زندہ سے بات کریں تو کلیجے پھٹ جائیں، دوپٹے کو ہوا میں لہرائیں تو ساری کائنات میں خوشبو پھیل جائے، ایک بال توڑ کر زمین پر ڈال دے تو سارا جہان اس سے روشن ہو جائے اور جب وہ بات کرے تو پوری جنت میں گھنٹیاں بجنے لگ جائیں اور جب وہ چلتی ہے اور ایک قدم اُٹھاتی ہے تو اس کے پورے وجود میں سے ایک لاکھ قسم کے ناز و انداز ظاہر ہوتے ہیں نمایاں ہوتے ہیں۔

اس کا نخرہ ایسا،
اس کا ناز ایسا،
اس کا انداز ایسا کہ ایک قدم پر لاکھ قسم کے ناز نخرے دکھاتی ہے،
جب وہ سامنے آتی ہے تو چہرہ سامنے ہوتا ہے،
جب وہ پیٹھ پھیرتی ہے تب بھی چہرہ سامنے رہتا ہے،

اس کا چہرہ نظروں سے غائب نہیں ہوتا چاہے پیٹھ پھیرے اور ستر جوڑے ستر جوڑوں میں چمکتا جسم چاندی کی طرح نظر آتا ہے اللہ نے کہا ناز نہ کرو، اگر کوئی پابندی لگائی تو اس پابندی کے عوض یہ دیا جاتا ہے۔

وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ (سورۃ دخان آیت ۵۴ پارہ ۲۵)

اب میں تیری ان لڑکیوں سے شادی کرتا ہوں جن کو دیکھنے میں چالیس سال گزر جائیں گے۔

میرے رب کی قسم! پہلی نظر نظر پڑے گی اور چالیس سال دیکھتا رہے گا اور اس کی پلک جھپک نہیں سکتی نظر لوٹ نہیں سکتی ہو ائیں بائیں دیکھ نہیں سکتا چالیس سال دیکھنے میں گم ہو

جائیں گا۔ ایسے حسن کے نقشے اور ایسے شاہکار۔

عُرُبًا اَتْرَابًا وَّ كَوَاعِبَ اَتْرَابًا (سورۃ نبا آیت ۳۳ پارہ ۳۰)

یاقوت و مرجان کی طرح

لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ (سورۃ رحمٰن آیت ۷۴ پارہ ۲۷)

نہ انسان نے چھوا نہ جن نے چھوا

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (سورۃ رحمٰن آیت ۷۵ پارہ ۲۷)

اب بھی تم میری نعمتوں کو جھٹلاتے ہو؟

تو میں تمہارا کیا علاج کروں؟

جنت میں اللہ ایسی طاقت دے دے گا کہ نیند ختم ہو جائے گی، آنکھیں ہر وقت دیکھ رہیں گی، دنیا میں حرام نہیں دیکھا مردوں سے کہا نظریں نیچی رکھو، عورتوں سے کہا نظریں نیچی رکھو۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ (سورۃ نور آیت ۳۰ پارہ ۱۸)

اے میرے بندو! نظریں جھکایا کرو۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ (سورۃ نور آیت ۳۱ پارہ ۱۸)

اے میری بندیوں نظریں جھکا کر چلا کرو۔

اس کے بدلے کیا ملے گا؟

کہا اس کے بدلے تجھے جنت کے نظارے دکھاؤں گا۔

جنت اور اس کی حوریں

حدیث میں آتا ہے کہ ایک جنتی جنت میں بیٹھا ہوگا اور ہاتھ کو ٹھوڑی کے نیچے رکھا ہوگا، اللہ تعالیٰ اس کے سامنے جنت کا ایک منظر کھولے گا ستر برس گزر جائیں گے اور اس کو اپنا پہلو بدلنا بھی بھول جائے گا۔

ستر سال میں یہاں کیا کیا انقلاب آ جاتے ہیں اور جنت کا ایک دن ہزار سال کے برابر ہوگا۔ ایک ہفتہ ہزار سال میں پورا ہوگا لیکن وہاں وقت گزرنا محسوس نہیں ہوگا۔

چونکہ ٹائم آف ہوگا لیکن اللہ کے حساب میں ہزار برس کا دن ہوگا اور ہمیں لگے گا جیسے

ایک منٹ گزر گیا۔ میاں بیوی ایک دوسرے کو دیکھیں گے، خاوند کا ایسا حسن ہوگا کہ بیوی دیکھے گی، چالیس سال تک دیکھتی رہے گی اس کے دیکھنے کا شوق پورا نہیں ہوگا۔

کہا یہ تو سارے چھوٹے شوق ہیں پھر اللہ اپنے چہرے سے پردہ ہٹائے گا، دیدار کرائے گا۔

یہ فردوس کا محل ہے اور اس کی حور ہے۔

اسمها لاعبه جس کا نام لاعبہ ہے۔

خلقت من اربعة اشياء

چار چیزوں سے پیدا کیا۔ کونسی چار؟

مشک، عنبر، زعفران، کافور اس میں آب حیات ڈالا۔ آب حیات ڈال کر کہا کھڑی ہو جا، وہ کھڑی ہوئی اور اس کا جمال ایسا اور اس کا حسن ایسا کہ جنت والا جب اسے دیکھے گا اگر موت نہ مٹ گئی ہوتی تو اس کے حسن کو دیکھ کر مر جاتا۔

لو لا ان الله قضى لا هل جنة لا يموتو الماتت من حسنها و جمالها

ایسا جمال کہ دیکھ کر مر جاتا لیکن موت اب ختم ہو چکی ہے اور تو اور جنت کی حوریں اس پر عاشق ہیں۔

جميع الحور العين مشتاق اليها

یہ میں آپ کو اپنی طرف سے عربی زبان میں نہیں بتا رہا میں آپ کو حدیث کے الفاظ بتا رہا ہوں

جميع الحور العين مشتاق لها

ساری جنت کی حوریں بھی اس کی عاشق ہیں، اس کے کندھے پر ہاتھ مارتی ہیں۔

يا لاعبه لو يعلم الطالبون لو جدو فيك

اے لاعبہ! اگر تیرے حسن و جمال کا لوگوں کو پتہ چل جائے تو تجھے حاصل کرنے کیلئے سب کچھ لٹا دیں۔

ومكتوب في نحرها

یہ ایک روایت ہے کہ اس کی گردن پر لکھا ہوا ہے۔

مكتوب بين عينيه

یہ دوسری روایت ہے کہ اس کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا ہے۔

من کان یرید ان یکون له مثلی

جو یہ چاہتا ہے کہ مجھے حاصل کرلے۔

فلیعمل برضاء ربی!

میرے رب کو راضی کر کے آئے۔

میرے رب کے حکم کو پورا کر کے آئے۔ ایک وقت آنے والا ہے کہ پاک دامن جنت کی خوبصورت حوروں کے ساتھ ہوگا اور اپنی جوانی کو گندا کرنے والا، زنا کی غلاظت سے داغدار کرنے والا جہنم کے کڑوے پانیوں میں غوطے لگا رہا ہوگا۔

ایک وقت آئے گا کہ آج شراب پینے والا جہنمیوں کی گندگی کو پی رہا ہوگا اور آج کا ہونٹ بند کرنے والا، ان کو ان کا رب خود پلا رہا ہوگا۔

وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا (سورۃ دہر آیت ۲۱ پارہ ۲۹)

ایک وقت آئے گا اپنی نظروں کو آوارہ کرنے والا، اپنی آنکھ میں لوہے کی گرم ہوئی میخیں دیکھے گا اور ایک وقت آئے گا اپنی نظروں کو جھکانے والا اپنے اللہ کے دیدار میں مشغول ہوگا۔ جو آنکھ بے حیا ہو اسے کیوں اللہ کا دیدار نصیب ہو؟

حور کا دیکھنا کون سی بڑی بات ہے؟

حور کیا چیز ہے؟ میں اس سے آگے کی سنا رہا ہوں، حور بنانے والے کو بھی آنکھ دیکھے گی، کیا انداز سے دیکھے گی۔

و ان فی الجنة حور

اور جنت میں ایک حور ہے۔

اسمها عیناء اس کا نام عینا ہے۔

عن یمینها سبعون الف خادم وعن یسارها سبعون الف خادم

اس کے دائیں طرف ستر ہزار خادم، اور اس کے بائیں طرف ستر ہزار خادم۔ ایک لاکھ چالیس ہزار خدام میں رہ کے کہتی ہے۔

این الآمرون بالمعروف و الناهرون عن المنكر

کہاں ہیں بھلائیوں کو پھیلانے والے، برائیوں کو مٹانے والے؟

ایسی ایسی بیویاں اللہ تعالیٰ نے تیار کر کے رکھی ہیں۔

خَیْرَاتٌ حِسَانٌ..... حُوْرٌ مَّقْصُوْرَاتٌ فِی الْخِیَامِ ..... لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ..... فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ (سورۃ رحمٰن آیت ۷۰، ۷۲، ۷۴، پارہ ۲۷)

یہ وہ تمہاری بیویاں ہیں جنہیں انسان نے چھوا نہیں، جن نے چھوا نہیں، دیکھا نہیں، قریب نہیں آیا، پھٹکنے نہیں پایا، کنواری ہیں اور تیرے قریب آنے کے بعد بھی ہمیشہ کنواری رہیں گی۔ ایک نفر چالیس برس کی اور ایک معانقہ ستر برس کا ہوگا اور جنتی زندگی اس کے قریب ہو جائے گا۔

اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْکَارًا (سورۃ واقعہ پارہ ۲۷)

وہ ہمیشہ کنواری رہیں گی اس کا کنوارا پن کبھی ٹوٹے گا نہیں۔

حوران بہشت کی باتیں

مری میں ہمارے ایک دوست نے خواب میں ایک حور دیکھی تو تین مہینہ تک بے ہوش رہا سارے ڈاکٹروں نے پوچھا کہ کیا ہوا تو کہا حور دیکھی ہے اور کچھ نہیں۔ یہی بات ہے جب خواب میں نشہ طاری ہو گیا تو ویسے دیکھ لیں تو کیا ہو گا؟ اسی لئے ادھار رکھنا پڑا جس حور کی انگلی کو سورج نہیں دیکھ سکا اس حور کے چہرے کو ہم کیسے دیکھ سکتے ہیں۔

حور کے حسن کو دیکھ کر جبرائیلؑ بھی دھوکے میں آ گئے

جبرائیلؑ سے اللہ نے کہا جا کے میری جنت دیکھ لو! جب وہ آئے جنت کو دیکھنے کے لئے تو نور کی تجلی پڑی تو کہا سبحان اللہ آج تو اللہ کا دیدار ہو گیا، سجدے میں چلا گیا۔ سدرۃ المنتہیٰ تک جبرائیلؑ کی رسائی ہے اس سے آگے اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں پتہ وہاں ہر وقت اللہ کی تجلی پڑتی ہے لیکن جنت کی تجلی دیکھی تو کہا سبحان اللہ آج تو اللہ کا دیدار ہو گیا اور سجدے میں گر گئے۔

آواز آئی اے روح الامین! کہاں گر گیا؟ سر اٹھا کر دیکھ جب سر اٹھایا تو جنت کی حور مسکرا رہی ہے اور اس کے دانتوں سے جو چمک پھوٹ کے نکل رہی تھی اسے جبرائیلؑ سمجھے کہ اللہ کا دیدار ہو گیا۔

تو اب بتائیں دنیا میں جنت کیسے ملے گی؟

کہنے لگے:

سبحان الذی خلقک

قربان جایئے اس پر جس نے تجھے پیدا کیا۔
کہنے لگی پتہ بھی ہے کہ میں کس کی ہوں؟
کہا نہیں:

لمن آثر مرضاة الله على هوا
میں اس کی ہوں جو اپنی مرضی چھوڑ کر اللہ کی مرضی میں لگ جائے۔

دنیا کی عورت اچھی یا جنت کی حور

حضرت ام سلمہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ دنیا کی عورت اچھی ہے یا جنت کی حور؟
آپ ﷺ نے فرمایا:

بل نساء الدنیا یا ام سلمہ
اے ام سلمہ! جنت کی عورت سے دنیا کی عورت بہت اعلیٰ وارفع ہے۔
انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کس وجہ سے؟
یہ سوال کیوں کیا کہ جنت کی حور تو مشک عنبر، زعفران اور کافور سے بنی، ہم کس سے بنے؟ آگ، پانی اور مٹی ہوا ہمارا مادہ ارتقی ہے۔ ان کا مادہ اعلیٰ ہے۔
تو کہا یا رسول اللہ! وہ اچھی کہ ہم اچھی؟
فرمایا: بل نساء الدنیا بلکہ دنیا کی عورت۔
کہا کیوں یا رسول اللہ ﷺ؟
آپ نے فرمایا:
بصلاتھن ان کی نماز کی وجہ سے۔
وعبادتھن اور ان کی فرمانبرداری کی وجہ سے۔
وصیامھن اور ان کے روزوں کی وجہ سے۔
نماز، روزہ، عبادت کا ایک بڑا جامع لفظ ہے جس کا مطلب ہے چوبیس گھنٹے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری میں رہنا۔

البس الله وجوھھن النور
اللہ ان کے چہروں کو نورانی بنائے گا۔

احساد هن الحرير

ان کے جسم کو ریشم پہنائے گا۔

سورج کی طرح چمکتے چہرے دے گا۔

صفر الحلی

خالص سونے کے زیور پہنائے گا۔

خضر الحلل

خالص ریشم کے جوڑے پہنائے گا۔

مجامر من العود

اور ان کی انگیٹھیوں میں عود کی خوشبو کے لئے انگیٹھی ہوگی۔

اور جنت کی حور پر دنیا کی عورت کو اللہ ستر ہزار گنا زیادہ حسن و جمال عطا فرمائے گا اور

وہ کہیں گی۔

جنت کی حور کا فخر

نحن بنات الدل والشكل والوجه ومسكننا في الفردوس المخلد

جنت کی حور فخر کر رہی ہے۔

ہم حسن والی،

جمال والی،

جلال والی،

اور جنت میں رہنے والی۔

ہم نے موت کوئی نہیں دیکھی۔

انست التي انشئت اور تو کیا ہے جو مٹی سے بنی۔

وما واك مرقد اور تو کیا جو قبر میں مٹی ہو کر ہم تک پہنچی۔

جنت کی حوروں کا یہ فخر ہے کہ:

ہم نے زندگی دیکھی، موت نہیں دیکھی،

جوانی دیکھی، بڑھاپا نہیں دیکھا،

حسن دیکھا، بدصورتی نہیں دیکھی،

اور تم مٹی میں بنی، مٹی میں گئیں، مٹی سے نکل کر آئیں،

تو وہ اس کے جواب میں کہیں گی۔

نحن المصلیات فما صلیتن

ہم نے نمازیں پڑھیں تم نے نمازیں نہیں پڑھیں۔

ونحن الصائمات فما صمتن

ہم نے روزے رکھے تم نے روزے نہیں رکھے۔

ونحن المتصدقات فما تصدقتن

ہم نے اللہ کے نام پر خرچ کیا تم نے نہیں کیا۔

ونحن المتوضئات فما توضئتن

ہم نے اللہ کے لئے وضو کیا تم نے وضو نہیں کیا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں فغلبنــا ایمان والی عورت جنت کی عورتوں پر اس بنا پر غالب آجائے گی۔

اِک نظر نے مجھے بے خود کر دیا

ایک دفعہ ایک جماعت اللہ کے راستے میں جانے کے لئے تیار ہو رہی تھی ملک شام میں ایک بزرگ اللہ کے راستے میں نکلنے کیلئے ترغیب دے رہے تھے اور ان کو تیار کر رہے تھے کہ:

اللہ نے جنت دے دی اور جان و مال لے لیا،

بولو کون تیار ہے؟

ایک نوجوان کھڑا ہو گیا۔ اس نے کہا اس محنت کے بدلے مجھے جنت ملے گی؟

کہا: بالکل ملے گی۔

پھر میں تیار ہوں آپ کے ساتھ چلوں گا۔

وہ بڑا خوبصورت سولہ سترہ سالہ جوان ان کے ساتھ نکل گیا۔ اس زمانے میں تو بھائی ایک بول سنتے تھے کھڑے ہو جاتے تھے۔ اب تو تین تین گھنٹے کے بیان کے بعد چلہ بھی مشکل سے دیتے ہیں۔ اس وقت تو دس منٹ کی بات ہوئی وہ گئے جان بھی قربان کر دی۔

اب چلتے چلتے اللہ کے راستے میں چلتے پھرتے وطن سے ہزاروں کلو میٹر دور نکل گئے۔ وہاں کافروں کے ساتھ جہاد ہو گیا۔ تو وہ گھوڑے پر سوار تھا اس کو نیند آ گئی۔ اس کی آنکھ کھلی تو اس نے نعرہ لگایا۔

واشوقاہ للعینا مرضیۃ

کہ میں تو عینا مرضیہ کے پاس جانا چاہتا ہوں۔

لوگوں نے کہا کہ یہ تو پاگل ہو گیا ہے۔ لڑکے کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ وہ گھوڑا دوڑاتا ہوا (لشکر میں بڑے بزرگ تھے شیخ عبدالواحد) ان کے پاس گیا کہ مجھے عینا کا شوق لگ گیا ہے۔ اب میں دنیا میں نہیں رہنا چاہتا۔ تھوڑی سی جھلک اللہ نے دکھا دی ہے۔ اس نے کہا بیٹے مجھے بھی تو بتا یہ کیا ہے؟

اس نے کہا میں گھوڑے پر سوار تھا تو مجھے نیند آ گئی۔ نیند میں میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک آدمی کہہ رہا ہے چلو میں تمہیں عینا کے پاس لے چلوں۔ میں نے کہا لے چلو۔ اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور ایک باغ میں لے گیا دیکھا تو جنت میں پانی کی نہر ہے اس کے کنارے پر خوبصورت لڑکیاں ہیں، وہ ایسی لڑکیاں ہیں کہ جن کے حسن و جمال کو دیکھ کر کوئی تعریف نہیں کر سکتا۔ انہوں نے مجھے دیکھا تو انہوں نے مجھ سے کہا۔

مرحبا بزوج العیناء

یہ لو بھائی عینا کا خاوند آ گیا۔

تو میں نے ان کو سلام کیا میں نے ان سے پوچھا

اینکن العیناء تم میں سے عینا کون ہے؟

تو انہوں نے کہا:

نحن خدم لہا ہم تو نوکرانیاں ہیں۔ ہم میں کوئی عینا نہیں آپ آگے جائیں۔

میں آگے گیا تو دیکھا تو وہاں دودھ کی نہر چل رہی تھی اور اس نہر پر ایسی لڑکیاں کھڑی تھیں جو پہلے والیوں سے زیادہ خوبصورت تھیں جن کو دیکھ کر آدمی فتنے میں پڑ جائے۔ ایسا حسن تھا کہ پچھلوں کو بھی میں نے بھلا دیا۔ انہوں نے مجھے دیکھا تو مجھ سے کہا:

مرحبا بزوج العیناء یہ تو عینا کے گھر والا آ گیا۔

میں نے ان کو سلام کر کے پوچھا۔

ایتکن العیناء تم میں سے عینا کون ہے؟

تو انہوں نے کہا ہم تو عینا کی نوکرانیاں ہیں۔ آگے چلے جائیں۔ آگے گیا تو دیکھا کہ شراب کی نہر چل رہی ہے اس پر ایسی لڑکیاں تھیں کہ انہیں دیکھ کر پچھلی ساری ہی بھول گیا۔ ایسا خوبصورت اللہ نے انہیں چہرہ عطا فرمایا کہ ان کو دیکھ کر سب کچھ بھول گیا۔ انہوں نے مجھے کہا:

مرحبا بزوج العیناء

یہ تو عینا کے گھر والا آ گیا۔

میں نے ان سے پوچھا۔

ایتکن العیناء تم میں سے عینا کون ہے؟

تو انہوں نے کہا کہ ہم تو نوکرانیاں ہیں۔ آپ آگے چلے جائیں۔

آگے گئے تو شہد کی نہر چل رہی تھی اس کے کنارے پر بڑی خوبصورت لڑکیاں کھڑی ہوئیں تھیں۔ وہ ایسی لڑکیاں تھیں کہ جن کے حسن وجمال کو کوئی بیان نہیں کر سکتا۔ یہ چار نہروں پہ نوکرانیاں کھڑی ہوئیں تھیں۔ یہ تو قصہ ہے اب ایک اور حدیث اس کے ضمن میں سنا دوں حدیث پاک میں آتا ہے۔

ان فی الجنۃ الحور یقال لہا العیناء

جنت میں ایک حور ہے۔

یقال لہا العیناء

جس کا نام عینا ہے۔ جب وہ چلتی ہے۔

عن یمینہا سبعون الف خادم

اس کی دائیں طرف ستر ہزار خادم۔

عن یسارھا مثل ذالک

اس کے بائیں طرف ستر ہزار۔

ایک لاکھ چالیس ہزار خدام اندر کھڑے ہوتے ہیں۔ درمیان میں ستر ہزار، ادھر ستر ہزار، اُدھر ستر ہزار، اور وہ کہتی ہے۔

این الامرون بالمعروف و الناھون عن المنکر

بھلائیوں کو پھیلانے والے اور برائیوں کو مٹانے والے کہاں ہیں؟

انی لکل من امر بالمعروف و نھی عن المنکر

اللہ نے میرا اس کے ساتھ نکاح کر دیا جو دنیا میں بھلائی کرے گا اور برائی مٹائے تبلیغ کا کام کرے گا اس کی بیوی ہوں۔

اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ ایک عینا ہے جتنے تبلیغ کا کام کرنے والے ہوتے جائیں گے اللہ اتنی عیناء پیدا فرماتا جائے گا۔

تو کہا جب میں چوتھی نہر بھی کراس کر گیا تو انہوں نے بھی کہا کہ ہم تو کسانیاں ہیں۔ میں آگے چلا گیا آگے دیکھا تو سفید موتی کا خوبصورت خیمہ۔ جو چمک رہا ہے، روشن چمکدار، اس کے دروازے پر ایک لڑکی کھڑی ہے۔ سبز لباس پہن کر اس نے جب مجھے دیکھا تو اس نے منہ اندر کیا اور گاؤ تکیے لگے ہوئے، قالین بچھے ہوئے اور اس کے اوپر ایک لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ ایسا حسن و جمال جس کو دیکھ کر آدمی کا کلیجہ پھٹ جائے، نہ برداشت کی طاقت، نہ دیکھنے کی طاقت، جب میں نے اسے دیکھا تو میں نے کہا اچھا یہ ہے عینا تو اس نے مجھے کہا۔

مرحبا مرحبا قد دنالک القدوم علی یا ولی الرحمن

اے اللہ کے ولی تیرا میرا ملاپ اب قریب ہے۔ تیرے ملنے کا وقت اب قریب آ گیا ہے کہا میں تو اس کو دیکھ کر آگے بڑھا کہ اس کے پاس بیٹھوں اس کو گلے لگاؤں تو اس نے کہا

مہلاً مہلاً ۔۔۔ صبر کرو صبر کرو۔

فان فیک روح الحیوۃ ۔۔۔ ابھی تو زندہ ہے۔

لیکن آج تیرا روزہ میرے پاس افطار ہو گا۔

کہا اب تو میری آنکھ کھل گئی اب میں واپس نہیں جانا چاہتا۔

اگر آپ بھی ایک جھلک دیکھ لیں تو سارے ہی رائے ونڈ چلے جائیں۔ تو انہوں نے کہا اب تو میں بس جان دینا چاہتا ہوں لڑ رہا ہوں سب سے پہلے یہ بچہ شہید ہوا۔

اللہ نے عینا سے مجھے ملا دیا:

وہ عبدالواحد بن زید کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ وہ ہنس رہا ہے اور مر رہا ہے مر کر بھی ہنس رہا ہے۔ جب واپس آئے تو اس بچے کی ماں آئی اس نے کہا عبدالواحد میرے ہدیے کا کیا بنا؟ وہ اپنے بیٹے کو کہہ رہی تھی، ہدیہ،

اللہ کو ہدیہ دیا تھا۔ اللہ کے راستے میں، اس وقت مائیں ایسی تھیں کہا میرے ہدیے کا کیا بنا، کہنے لگے قبول ہو گیا۔ یعنی مر گیا تو قبول ہو گیا، واپس آ گیا تو مردود ہو گیا۔ کہا بھائی مقبولہ ام مردودۃ قبول ہے تو انہوں نے کہا

بل مقبول بلکہ مقبول ہے۔

رات کو ماں نے خواب میں دیکھا تو اس کا بیٹا جنت میں تخت پر بیٹھا ہے۔ عینا اس کے پاس بیٹھی ہے وہ کہہ رہا ہے اے ماں! اللہ نے تیرا ہدیہ قبول کر لیا ہے اور عینا سے میرا نکاح کر دیا ہے، اسے میری بیوی بنا دیا ہے۔ مجھے اسکے گھر والا بنا دیا ہے، تو جو موت کی محنت میں اپنی جان مال کو کھپائے گا ایسے اونچے درجات پر چڑھتا جائے گا۔

جہنم سے نکلنے والا آخری جنتی:

قیامت کے دن اللہ پاک انبیاء سے صدیقین سے شہداء سے کہے گا جاؤ جتنے انسان جہنم سے نکال کر لا سکتے ہو تو نکال لو اس طرح حضور اکرم ﷺ کی شفاعت پر بے شمار مخلوق نکلے گی اب اللہ پاک فرمائیں گے کہ اب میری باری ہے، تم سب فارغ ہو گئے۔

کم یقبض الا ارحم الرحمین

اب اللہ پاک اپنے دونوں ہاتھوں سے جہنم سے ایمان والوں کو نکالے گا، اسی طرح تین دفعہ نکالیں گے اور جس کے دل میں چیونٹی میٹر کے کروڑواں حصہ کے برابر بھی ایمان ہو گا وہ پھر بھی رہ جائے گا۔

اس کے بعد جہنم سے جبرائیل کو ستان یا منان کی آواز آئے گی کہیں گے ایک ابھی باقی ہے۔ اس کی باری نہیں ہے۔ تو اللہ پاک کہیں گے جاؤ اس کو نکال کے لے آؤ تو وہ لائیں گے اور داروغہ جہنم سے کہیں گے ارے بھائی ایک اٹکا ہوا آخری قیدی ہے، اس کو نکال دو تو جہنم کے اندر جا کر واپس آئیں گے اور کہیں گے کہ دوزخ نے اب کروٹ بدل دی ہے اور ہر چیز پلٹ دی ہے پتہ نہیں وہ کہاں ہے؟

دوزخ کا ایک پتھر ساتوں براعظم کے پہاڑوں پر رکھ دیا جائے تو سارے پہاڑ پگھل کر سیاہ پانی میں تبدیل ہو جائیں گے اور دوزخ میں اگر سوئی کے برابر بھی سوراخ ہو جائے تو اس کی آگ سارے جہاں کو جلا کر راکھ کر دے گی۔ دوزخ میں ایک لاکھ آدمیوں کو بٹھایا جائے اور وہ

ایک سانس بھی لے لو تو اس کی ایک سانس کی وجہ سے ایک لاکھ آدمی سر کے ختم ہو جائیں گے۔

یہ قید خانہ ہے کوئی معمولی چیز نہیں کہ دو چار تھپیڑ لگیں گے پھر اٹھا کے جنت میں لے جائیں گے۔ آسان مسئلہ نہیں ہے اگر دھلائی ہوگی تو بڑی زبردست ہوگی۔ تو جبرائیل آئیں گے اللہ سے عرض کریں گے پوچھیں گے چل رہا کہ وہ کہاں ہے۔ اللہ تعالیٰ بتا دے گا کہ جہنم کی فلاں چٹان کے نیچے پڑا ہے تو وہ آئیں گے چٹان کا سانپ ڈنگ مارے تو چالیس سال تک تڑپتا رہے گا۔ اس کو جھٹکا دے کر نکالیں گے پھر صاف ہو جائے گا۔ اس کو نہر حیات میں ڈالا جائے گا اور پل صراط تو مسلمانوں کے لئے ہے کافروں کیلئے نہیں ان کو تو سیدھا جہنم کے گیٹ سے داخل کیا جائے گا۔

وسیق الذین کفروا الی جہنم زمرا حتی اذا جآءوھا فتحت ابوابھا

(سورۃ زمر آیت ۷۱ پارہ ۲۴)

یہ کافر کیلئے ضابطہ ہے کہ اندھے، گونگے، بہرا کر ان کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

پل صراط مسلمانوں کیلئے ہے اس پر ان کو گزارا جائے گا تا کہ ان کے ایمان کا پتہ چل جائے، بعض ایسے گزریں گے کہ جہنم کی آگ نیچے سے پکارے گی جز جز ارے اللہ کے واسطے چل جلدی اطفأ نورک لہبی تیرے ایمان نے مجھے ٹھنڈا کر دیا اور بعض ایسے گزریں گے مخدوش کہ ان کے دونوں طرف آریاں لگ جائیں گی اس کے کانٹے اس کے اندر پھنسیں گے اس کو کہا جائے کہ چل وہ کوشش کرے گا پھر بھی چلے گا۔

وہ پکارے گا کہ یا اللہ پار لگا دے یا اللہ پار لگا دے

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ایک وعدہ کرے تو پار لگا دوں۔

وہ کہے گا: تو باہر جا کر اپنے سارے گناہ مان لے تو پار لگا دوں۔

تو وہ کہنے لگا: پار لگا دے میں سارے گناہ مان جاؤں گا۔

اب اللہ تعالیٰ پار لگا دیں گے،

تو سامنے جنت نظر آ رہی ہوگی اور پیچھے دوزخ نظر آ رہی ہوگی۔

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اب بتا کیا کیا تھا دنیا میں؟

تو اب وہ ڈرے گا کہ مان گیا تو دوبارہ نہ پھینک دیں، تو وہ کہے گا میں نے کچھ کیا ہی نہیں۔ یعنی آخری وقت تک دغا بازی۔

اللہ تعالیٰ کہے گا، گواہ لاؤں؟

تو وہ تسلی کیلئے ادھر ادھر دیکھے گا تو کوئی نظر نہیں آئے گا،

جنت والے جنت میں ہیں اور دوزخ والے دوزخ میں ہیں۔ وہاں کوئی بھی نہیں ہوگا۔

پھر اللہ تعالیٰ اس کی زبان کو بند کر دیں گے اور اس کے جسم سے کہیں گے تو بول! پھر اس کے ہاتھوں سے اس کی رانوں سے آوازیں آئیں گی تو وہ کہے گا کہ میرا وجود ہی میرا دشمن ہو گیا۔

وہ کہے گا یا اللہ بڑے بڑے گناہ کئے تو صاف کر دے۔ دوبارہ نہ بھیج۔

تو اس سے کہا جائے گا کہ جا جنت میں چلا جا۔

جب یہ ہو جائے گا تو اللہ پاک اس کو ایسی جنت دکھائے گا جیسے کہ وہ ساری کی ساری جنتیں ہیں سے بھری ہوئی ہے۔ تو وہ دیکھ کر واپس آ جائے گا۔

تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ ارے تو جاتا کیوں نہیں ہے؟ تو پھر جنت دیکھ کر واپس آ جائے گا، پھر کہا جائے گا تو جاتا کیوں نہیں ہے؟ کہے گا آپ نے کوئی جگہ خالی نہیں چھوڑی میں کہاں جاؤں؟

اب اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا اچھا تو راضی ہے کہ میں نے جب سے دنیا بنائی تھی اور جس وقت وہ ختم ہوئی اس کا دس گنا کر کے تمہیں دے دوں؟ تو اس کا منہ کھل جائے گا۔

اتستھزیٔ بی وانت رب العالمین

آپ میرے ساتھ مذاق کرتے ہیں۔

حالانکہ آپ تمام جہان کے رب ہیں۔

تو اس کو یقین نہیں آئے گا۔

اللہ فرمائے گا:

بلی انا علی ذالک قدیر

مجھے اس پر قدرت ہے، جا میں نے تجھے دنیا اور اس کا دس گنا دیا۔

کتنی بڑی دولت ایمان کی جو اللہ نے ہمیں عطا فرمائی۔

فرض نماز کا ایک سجدہ زمین آسمان سے زیادہ قیمتی ہے۔

یہ ادنیٰ درجہ کا جنتی جنت میں جائے گا تو اس کے لئے جنت کا دروازہ جنت کا خادم کھولے گا تو اس کے حسن و جمال کو دیکھ کر یہ سر جھک جائے گا۔

اور وہ کہے گا: تم کیا کر رہے ہو؟

تو یہ کہے گا: تم فرشتے ہو؟

تو وہ کہے گا: میں آپ کا خادم ہوں اور نوکر ہوں۔

اور اس کے لئے جنت میں قالین ہو گئے۔ اس پر یہ چالیس سال تک کیلئے چل سکتا ہے اور اس کے دونوں طرف اسی ہزار خادم ہوں گے اور وہ کہیں گے،

اے ہمارے آقا! آپ اتنی دیر سے آئے۔

تو وہ کہے گا کہ شکر کرو میں آ گیا، تمہیں کیا خبر کہ میں کہاں پھنسا ہوا تھا۔ ایسی دھلائی ہو رہی تھی کہ مت پوچھو!

اسی ہزار نوکر کوئی تنخواہ ان کو نہیں دینی پڑے گی۔ ان کا سارا خرچا اللہ کے ذمہ ہے۔

پھر آگے جائے گا تو چوڑا میدان ہے جس کے وسط میں ایک تخت بچھا ہوا ہے اس پر اس کو بٹھایا جائے گا۔ ہر نوکر ایک کھانے کی قسم پیش کرے گا اور ایک مشروب کی قسم پیش کرے گا۔ اسی ہزار قسم کے کھانے اور اسی ہزار قسم کے مشروبات، نہ پیٹ تھکے، نہ آنت تھکے، نہ دانت تھکے، نہ جبڑا تھکے، نہ زبان دانتوں کے اندر آ سکے یہ سارا انتظام اس کے لئے چل رہا ہے اور ہر لقمہ کی لذت اس کے لئے بڑھتی جائے گی، ہر مشروب کی لذت بھی بڑھتی جائے گی، جیسے دنیا کا پہلا نوالہ زیادہ مزیدار ہوتا ہے پھر اس سے کم، پھر اس سے کم، پھر نہ پینے کو جی چاہتا ہے، نہ کھانے کو لیکن جنت میں اس کے برعکس ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ایسی قوت دے گا کہ کھاتا اور پیتا رہے پیشاب کوئی نہیں، پاخانہ کوئی نہیں۔

پھر خادم کہیں گے اب اس کو اس کے گھر والوں سے ملا دو وہ سب واپس چلے جائیں گے پھر سامنے سے پردہ اٹھے گا:

فاذا بملك الاعرة

ایک اور پورا جہاں نظر آئے گا۔

پوری جنت جیسے یہ تخت ایسا ہی آگے ایک تخت ہے اس پر ایک لڑکی جنت کی حور بیٹھی ہوگی، اس کے جسم پر ستر جوڑے ہوں گے۔ ہر جوڑے کا رنگ الگ ہوگا خوشبو الگ ہوگی، ستر جوڑوں میں اس کا جسم نظر آئے گا، جب چہرے پر دیکھے گا تو اس پر بھی اپنا چہرہ نظر آئے گا، ایسا شفاف جسم اس کا ہوگا چالیس سال اس کو دیکھنے میں گم صم رہے گا۔ ابھی ابھی جہنم کے کالے کالے فرشتے

دیکھ کر آیا تھا، ابھی ایک حور دیکھ کر اپنے آپ کو بھی بھول جائے گا۔ چالیس سال دیکھنے میں لگا ہوا ہے، پھر وہ حور اس کی بے ہوشی توڑے گی۔

اما لك منى رغبة

اے ولی! کیا آپ کو میری ضرورت نہیں؟

پھر اس کو ہوش آئے گا کہ کہاں بیٹھا ہے؟ پوچھے گا تو کون ہے؟

وہ کہے گی مجھے اللہ نے تیری آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے بنایا ہے تو بھائی یہ تو اس سینٹی میٹر کے کروڑ واں ایمان کا حصہ ہے جو اس کے اندر لگا ہوا ہے یہ جنت اس کی قیمت ہے۔

جب وہ خود رخ زیبا سے پردہ ہٹائیں گے

ایک حدیث میں آتا ہے کہ اللہ جنت میں جنتیوں کو ہفتہ میں ایک مرتبہ جمع کرے گا، اللہ جنتیوں سے کہے گا اپنے رب کی ملاقات کو آجاؤ،

یہ لطف بھی لے لیا اب اپنے مولا کا بھی دیدار کر کے دیکھو کہ تمہارا رب کیسے جمال والا کمال والا،

کیا اس میں کشش ہے۔

ادھر دربار میں پہنچے، ادھر کھانے سجے، ادھر پانی پلائے گئے، لباس پہنائے گا، سجایا گیا، پہنایا گیا، کھلایا گیا، مہکایا گیا۔

پھر اللہ تعالیٰ کہے گا جنت کی حوروں سے آؤ ذرا یہ میرے وہ بندے ہیں جو دنیا میں موسیقی نہیں سنتے تھے ان کو جنت کی موسیقی سناؤ۔ ساری جنت ساز میں بدل جائے گی اور حور کر سُر اور جنت کا ساز حور کی آواز۔

وہ آواز جو میرے بھائیو! سارے انسانوں کے دلوں کو اپنی ذات سے بھی غافل کر دے گی۔ وہ آواز ہوگی، وہ مل کر گائیں گی اور یہ گانا اللہ کی تعریف کا ہوگا۔

اس کی تحمید و تحلیل کا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

بولو کبھی ایسا سنا!

کہیں گے نہیں سنا!

کیا دیکھا!

میں نے دنیا میں رنڈی کا گانا حرام کیا تھا کیونکہ تمہیں یہ سنانا چاہتا تھا۔ فرمایا اس سے

اچھا سناؤں!

کہا اس سے اچھا کیا ہے!

پھر اللہ تعالیٰ داؤد علیہ السلام کو بلائے گا کہ اے داؤد آجا منبر پہ بیٹھ! تو میرے بندوں کو سنا! داؤد علیہ السلام کی آواز اور جنت کا ساز کیا کہنا اس منظر کے!

بولو بھی ایسا سنا!

داؤد علیہ السلام کو اللہ نے ایسی آواز دی تھی جب وہ زبور پڑھتے تھے تو جنگلوں سے پرندے نکل کر پاس آکے بیٹھ جاتے تھے۔

ایسی پرکشش آواز اللہ نے دی تھی۔

یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَهٗ (سورۃ سبا آیت ۱۰ پارہ ۲۲)

جب زبور پڑھتے تھے تو پہاڑ بھی ان کے ساتھ تسبیح پڑھتے تھے۔

جنت میں ان کی آواز اور عالی شان ہو جائے گی۔ان کی زبور سنیں گے تو اور بھی لذت آئے گی۔

پھر اللہ فرمائے گا کہ اس سے بھی اچھا سناؤں!

تو جنت والے کہیں گے اس سے اچھا کونسا ہے!

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اس سے بھی اچھا، فرمائے گا یا حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ آجائیں منبر پہ بیٹھ کر میری تعریف ان کو سنا ہے! جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی تعریف کا نغمہ سنائیں گے تو جنت پر بھی وجد آجائے گا۔

پھر اللہ فرمائے گا کہ اس سے بھی اچھا سناؤں!

وہ کہیں گے اس سے اچھا!

بادشاہوں کے بادشاہ کا کلام۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

یا رضوان ارفع الحجاب بینی و بین عبادی و زوادی

اے رضوان! میرے اور میرے بندوں کے درمیان سے پردہ اٹھا دو۔

یہ مجھے دیکھیں، ایک تو اللہ کو دیکھنا ہی بہت بڑی دولت ہے، دنیا اور آخرت کی سب سے بڑی دولت اللہ کا دیدار ہے۔ جب سارے پردے ہٹیں گے اللہ تعالیٰ مسکراتے ہوئے سامنے آئیں گے۔

سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ (سورۃ یٰسین آیت ۵۸ پارہ ۲۳)

تمہارا رب تمہیں سلام کرتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ ہر ایک ایک کا نام لے کر حال پوچھے گا۔

ما منكم احد الاسيحاوره ربه محاضره

نام لے کر حال پوچھنے کی لذت کا ہم یوں اندازہ لگائیں کہ ایوب علیہ السلام جیسی بیماری کی حالت کسی پر نہیں آئی۔

آزمائش تھی،

امتحان تھا،

اٹھارہ سال تک جب صحت یاب ہونے کے بعد کسی نے پوچھا کہ بیماری کے دن یاد آتے ہیں!

تو فرمانے لگے کہ: آج کے دنوں سے وہ دن زیادہ مزیدار تھے۔

پوچھا وہ کیسے!

کہنے لگے جب بیمار تھا تو اللہ روز پوچھتے تھے کہ ایوب کیا حال ہے؟

اس ایک بول کی لذت میں میرے ۲۴ گھنٹے ایسے نشے میں گزرتے تھے کہ تم اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ ابھی وہ نشہ نہیں اترتا تھا کہ اس نشہ میں اگلے دن دوسری صدا آتی تھی کہ ایوب کیا حال ہے؟

دیدار الٰہی اور کلام الٰہی کی لذت:

جب ہم جنت میں اللہ تعالیٰ کو سامنے دیکھ رہے ہوں اور نگاہیں اللہ تعالیٰ کے چہرے پر پڑ رہی ہوں اور پھر اللہ تعالیٰ پوچھیں کہ کیا حال ہے؟ تو اس کا اندازہ کون لگا سکتا ہے؟

پھر اللہ تعالیٰ اپنا کلام سنائیں گے۔ سورۃ انعام سنائیں گے۔

یہ آنکھیں دیدار سے لذت پا رہی ہوں گی،

کان اس کریم آقا کی آواز سے لذت پا رہے ہوں گے،

روح اللہ کے قرب سے سرشار ہوگی،

ایسے مست ہوں گے کہ جنت بھول جائیں گے،

نعمتیں بھول جائیں گے،

حوریں بھول جائیں گے،

محل بھول جائیں گے،

کھانا پینا بھول جائیں گے،

اور بے خود ہو کر کہیں گے، اے مولا! تو ایسے جمال والا، ہمیں اجازت دے ہم تمہیں ایک سجدہ کرنا چاہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے بس! جو دنیا میں نمازیں پڑھیں تھی، وہی کافی ہیں۔ یہاں سجدہ معاف ہے۔ یہ نماز ایسی نہیں ہے کہ چھوڑ دی جائے۔

پھر اللہ تعالیٰ ایک ایک کا نام لے کر کہے گا۔

ما منکم من احد الا سیحا ورربه محاضرة

اللہ ایک ایک سے پوچھے گا تیرا کیا حال ہے؟

تیرا کیا حال ہے؟

تیرا کیا حال ہے؟

ٹھیک ہو؟ خوش ہو؟ راضی ہو؟

اللہ تعالیٰ کا جنتیوں سے مذاق:

اور بعضوں سے اللہ تعالیٰ مذاق فرمائے گا۔

اتذ کر یوم کذا فعلت کذا۔

اے میرے بندے یاد ہے وہ دن اشارہ کرے گا پتہ نہیں کہ تو نے یہ کیا تھا، خالی وہ دن، وہ کیا تھا، جس نے کیا تھا، اس کو تو سمجھ میں آ گیا کہ میں نے کیا کیا تھا، باقیوں کو تو کوئی نہیں پتا تو آگے اس کو بھی پتا تھا، اب معافی تو ہو چکی ہے۔ لہذا الٹی سیدھی بھی چل جائے گی۔

تو وہ کہے گا پھر معاف کر کے دوبارہ قصہ کیوں چھیڑ بیٹھے ہو۔

اولم تغفرلی

یا اللہ! یہ معاف کر کے پھر فائل کھول لی، جانے دو،

یہ دوبارہ فائل کیسے کھولی۔

تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: بے شک بے شک معاف کیا تو یہاں بٹھایا۔

آج جو مانگنا ہے مانگو:

ایک روایت میں آیا ہے پھر اللہ تعالیٰ کہے گا کہ:

آج تم میرے مہمان ہو کچھ مانگو تو سہی! آج تمھیں دینا چاہتا ہوں۔ تمہارے عملوں کی وجہ سے نہیں اپنی شان کے مطابق دینا چاہتا ہوں۔

رحمتی کرامتی رفعتی شانی علیہ مکانی

میری جو شان ہے میں ایسا ہی دینا چاہتا ہوں،

مانگو کیا مانگتے ہو؟

جنتی کہیں گے کیا مانگیں؟

سب کچھ مل گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کچھ تو مانگو..... کچھ تو مانگو!

جنتی کہیں گے کہ آپ راضی ہو جائیے۔

تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے راضی ہو گیا ہوں۔ اس لئے یہاں بٹھا رکھا ہے اگر ناراض ہوتا تو جہنم میں ڈالتا۔ راضی نہ ہوتے تو تم یہاں نہ بیٹھتے۔ یہاں کہے گا کچھ اور مانگو تو مانگنا شروع کریں گے۔ جنت میں آدمی کی عقل کروڑوں گنا زیادہ ہو جائے گی۔ مانگ مانگ کر جنتی تھک جائیں گے اور کہیں گے یا اللہ بہت کچھ مانگ لیا۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔

اب اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ: اپنے ذہنوں پر زور دو، سوچ سمجھ کر مانگو وہ پھر مانگنا شروع کر دیں گے، پر دینا اللہ کی شان کے مطابق کی جگہ نہیں ہے۔

ایک آدمی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آ کر کہنے لگا کہ اللہ سے کہہ دو کہ میں فاقوں سے مرتا ہوں میرا ابھی ہاتھ کھلا کر دیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پہ جا کے بات کی اللہ نے فرمایا کہ میں اپنی شان کا دوں یا اس کی شان کا دوں؟

موسیٰ نے کہا کہ اپنی شان کا دو۔

واپس آئے تو مرا پڑا تھا۔

موسیٰ نے کہا: یا اللہ یہ کیا؟ دیتے دیتے جان ہی لے لی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: تم نے ہی کہا تھا کہ اپنی شان کا دو۔ میری شان دنیا میں آ ہی نہیں سکتی۔ دنیا کا برتن ہی چھوٹا ہے۔ اس میں کیسے آ ئے؟ میری تو شان کا جنت ہی میں ملے گا۔

بہرحال جنتی پھر مانگنا شروع کر دیں گے۔ آخرکار طلب ختم ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ پھر فرمائیں گے مانگو، کچھ تو مانگو تم نے کچھ بھی نہیں مانگا ہے۔ پھر آپس میں صلح و مشورے ہوں گے۔

کوئی مفسرین سے،

کوئی محدثین سے،

کوئی شہداء سے،

کوئی انبیاء سے،

کوئی علماء سے مشورہ کرے گا، مشورہ کے بعد پھر مانگنا شروع کریں گے۔ پھر ان کی مانگ ختم ہو جائے گی۔ ہر خواہش ختم ہو جائے گی، پھر کہیں گے یا اللہ! بس اور کچھ نہیں مانگ سکتے۔

دنیا سے بغاوت پر اللہ کا انعام:

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

فرضتم بدون مایحق لکم

کہ تم تو اپنی شان کے مطابق نہیں مانگ سکتے میری شان کے مطابق کیا مانگو گے؟

اس میں جو سب سے تھوڑا مانگے گا اس تھوڑے سوال سے بڑے کا اندازہ کر لو جو سب سے تھوڑا مانگے گا وہ کھڑا ہو کر کہے گا جس کو حدیث میں بتایا ہے۔

یا اللہ تو نے کہا تھا کہ دنیا کو سر پہ نہ رکھو۔ اس کو پاؤں کے نیچے رکھو۔ اس کو آگے نہ رکھو، اس کو پیچھے رکھو۔ اس کو ذلیل بنا کر رکھو۔ عزیز بنا کر نہ رکھو۔ میں نے دنیا کو عزیز بنا کر نہیں رکھا۔ ذلیل بنا کر رکھا۔ پاؤں کے نیچے رکھا، پیچھے رکھا۔

اس لئے آج آپ سے سوال کرتا ہوں کہ جس دن آپ نے دنیا بنائی تھی۔ اس دن سے لے کر جس دن آپ نے اس کو ختم کیا۔ اس سب کے برابر مجھے عطا فرما۔

اس اُمت کے لئے ثواب کی حد۔ یہ سب سے چھوٹا اور تھوڑا سوال ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ تم نے تو کچھ مانگا ہی نہیں۔

میرے بھائیو! دنیا عیاشی کی جگہ نہیں ہے۔ یہ امتحان گاہ ہے۔ لہذا آج سے جنت کے طالب بن جاؤ اور سچی توبہ کرلو۔

اللہ تعالیٰ آپ اور مجھے عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اگر شکر کرو گے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا (سورۃ ابراہیم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
میرے لئے اللہ
ہی کافی ہے
محمد طارق جمیل صاحب

خطبہ

الحمد للہ و کفی و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفی اللھم صل علی محمد و علی محمد کما تحب و ترضی اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا وَّاَنَّکُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ۔ (سورۃ مومنون آیت ۱۱۵ پارہ ۱۸)

عظمت باری تعالیٰ:

میرے بھائیو اور دوستو! اللہ تعالیٰ اس کائنات کا اکیلا مالک ہے۔ اپنی ذات میں بھی اکیلا ہے۔ لا شریک لہ۔ صفات میں بھی اکیلا ہے۔ لیس کمثلہ شی۔

(سورۃ شوریٰ پارہ ۲۵)

نہ اس کا کوئی مثل ہے:

لا بدیل لا عدیل لا ند۔ لا مثل لا مثال اور لا شبیہ

صفات میں بھی اس جیسا کوئی نہیں اور ذات میں بھی کوئی نہیں اس کا شریک۔ ما کان معہ من الہ۔ ہمارے رب کے مقابلے میں اور کوئی نہیں ہے۔

لَمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَۃً وَّلَا وَلَدًا نہ اس کا کوئی سلسلہ اوپر کی طرف ہے نہ اس کا کوئی سلسلہ نیچے کی طرف ہے۔ یعنی لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ (سورۃ اخلاص آیت ۳ پارہ ۳۰)

نہ اوپر باپ دادا، پردادا، نہ نیچے بیٹا، پوتا، پڑپوتا۔

لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ (سورۃ اخلاص پارہ ۳۰)۔

وہ اوپر کے سلسلے سے بھی پاک ہے اور نیچے سے بھی پاک ہے۔ نہ اس کا پیچھے کوئی وارث ہے اور نہ وہ کسی سے وارث بن کے آیا ہے بلکہ من قبل و من بعد کی صفت رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ حکمران ہے کہ جس کی حکومت کی کوئی ابتدا نہیں اور اللہ تعالیٰ وہ حکمران ہے جس کی حکومت کی کوئی انتہا نہیں۔ آخر تک۔ ایسا آخر جس کا کوئی آخر نہیں۔

اور پہلے سے اور ایسا پہلا جس کا کوئی پہلا نہیں

قدیم بلا ابتداء   اس کی ابتداء کوئی نہیں

قائم بلا انتہا   اس کی کوئی انتہا نہیں

اپنی ذات میں: اَلٓمّٓ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (سورۃ آل عمران آیت ۱،۲ پارہ۳)

اپنی ذات میں وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔

عدم احتیاج باری تعالیٰ:

اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (سورۃ بقرہ پارہ ۳)

زندہ اور قائم ہے۔ نہ روٹی کے ساتھ اور نہ روح کے ساتھ۔ ہم زندہ ہیں اسباب کی زندگی کے ساتھ اور قائم ہیں روح کے ساتھ۔ اللہ نہ کھانے کا محتاج ہے نہ روح کا محتاج ہے۔

نہ زمانے کا محتاج ہے

نہ مکان کا محتاج

نہ اس کو چھت کی ضرورت ہے

نہ فرش کی ضرورت ہے

نہ دیواروں کی ضرورت ہے

نہ موسم کا محتاج ہے

نہ پیسے کا محتاج ہے

نہ رنگوں کا محتاج ہے

نہ دل لگانے کیلئے کسی ساتھی کا محتاج ہے

نہ کسی ہمدرد کا محتاج ہے

نہ اس کا کوئی پہرہ دار ہے

نہ اس کا کوئی محافظ ہے

وہ اپنی ذات میں حفیظ ہے۔ سب کی حفاظت کرتا ہے

وہ اپنی ذات میں نصیر ہے۔ سب کی مدد کرتا ہے

خود مدد لینے سے پاک ہے، خود اپنی حفاظت کروانے سے پاک ہے، اپنی ذات میں الحی القیوم۔ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ۔ (سورۃ بقرہ آیت ۱۶۳ پارہ۲)

وہی تو ہے تمہارا اللہ، کہاں بھاگے جا رہے ہو؟

وہی تو ہے تمہارا اللہ جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

وہی تو ہے تمہارا اللہ جس کا کوئی ساتھی نہیں ہے۔

بھٹکا ہوا راہی:

وہی تو ہے رحمٰن و رحیم، تو رحمٰن و رحیم کو چھوڑ کے جو انسان دنیا کی خواہشات کے پیچھے دوڑے گا، اس کو منزل کیسے مل سکتی ہے؟ اُسے چین کیسے مل سکتا ہے؟ بھٹکا ہوا راہی اتنا پریشان نہیں ہوتا جیسے اللہ سے بھٹکا ہوا انسان، اندر میں پریشان ہوتا ہے اور بچھڑا ہوا مسافر دو ایسے بے چین نہیں ہوتا جیسے اللہ سے بچھڑا ہوا انسان بے چین اور پریشان ہوتا ہے۔

صفات باری:

میرے بھائیو!

اللہ جل جلالہ، اپنی ذات میں بے مثل ہے۔

اللہ جل جلالہ، اپنی صفات میں بے مثل ہے۔

اپنی طاقت میں لازوال ہے:

اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا لله (سورۃ بقرہ آیت ۱۶۵ پارہ ۲) الامر الخلق والامر والليل والنهار وما سكن فيهما الله واحده۔ (سورۃ بقرہ پارہ ۲)

رات اللہ کیلئے،

دن اللہ کیلئے،

رات اللہ کی،

دن اللہ کا،

مخلوق اللہ کی،

دن رات میں جو کچھ چھپتا ہے، ڈوبتا ہے، نکلتا ہے، اُبھرتا ہے، وہ سب اللہ کے قبضے میں ہے۔ جو ایسا بادشاہ ہو، اُسی کی چلے گی۔ آسمان میں بھی اُسی کے فیصلے، زمین پر بھی اُسی کے فیصلے۔

ما شاء الله كان

جو اللہ چاہے گا وہ ہوگا جو دنیا کے انسان چاہیں گے وہ نہیں ہو سکتا۔

ما شاء الله كان

جو چاہتا ہے ہوتا ہے۔

وما لم یشا لم یکن

نہ چاہے تو نہیں ہوتا۔

جو چاہے اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ جو روک لے کوئی اور کروا نہیں سکتا۔

ما یفتح اللہ للناس من رحمۃ فلا ممسک لھا۔ (سورۃ فاطر آیت ۲ پارہ ۲۲)

اپنی رحمت کا دروازہ کھولے تو کوئی بند نہیں کر سکتا۔ وما یمسک۔ اور اگر بند کر دے:

فلا مرسل لہ من بعدہ۔ تو کوئی کھلوا نہیں سکتا۔

اس کے فیصلے اٹل ہوتے ہیں، نافذ ہوتے ہیں۔ عرش سے امر چلتا ہے۔ یدبر الامر من السماء الی الارض۔ عرش سے لے کر امر چلتا ہے زمین کی تہہ تک جاتا ہے۔ پھر اس ساری کائنات کے نظام کو چلانے میں کتنی مخلوق ہے۔ کروڑوں قسم کی۔

اربوں قسم کی۔ اٹھارہ ہزار کا لفظ تو تبلیغ والوں نے چلا دیا تو اٹھارہ ہزار کا کوئی ہندسہ نہیں، یہاں تو پتہ نہیں کتنی؟ اٹھارہ ارب نہیں، اٹھارہ کھرب ہیں۔ اٹھارہ پتہ نہیں کیا ہیں، بے شمار ہیں۔

عالمین، عالمین کتنے عالم؟ ہر عالم میں ہزاروں عالم چھپے ہوئے۔ پھر ان میں کروڑوں، اربوں مخلوق چھپی ہوئی۔ پھر ان میں اربوں کھربوں قسم کی اقسام بنی ہوئیں۔ پھر آگے ان قسموں سے قسمیں نکل رہی ہیں، ایک دن میں، ایک وقت میں ایک گھنٹے میں، ایک گھڑی میں۔

اللہ تعالیٰ کی وسعت قدرت:

اللہ تعالیٰ عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک،

آسمان کو سنبھالتا ہے،

فرشتوں کو سنبھالتا ہے،

فضاؤں کو سنبھالتا ہے،

کھربہا کھرب ستاروں کو سنبھالتا ہے،

سیاروں کو سنبھالتا ہے،

سورج، چاند کو سنبھالتا ہے،

پرندوں کو سنبھالتا ہے،
جنگلات کو سنبھالتا ہے،
پہاڑوں کو سنبھالتا ہے،
ریتلے صحراؤں کو سنبھالتا ہے،
میدانوں کو سنبھالتا ہے،
دریاؤں کو سنبھالتا ہے،
شہروں کو سنبھالتا ہے،
اور زمین کے اندر کی مخلوق کو سنبھالتا ہے،
آبی مخلوق اس کے سامنے،
ناری مخلوق اس کے سامنے،
نوری مخلوق اس کے سامنے،
خاکی مخلوق اس کے سامنے،
فضائی اور ہوائی مخلوق اس کے سامنے،
چار پاؤں والوں پر اس کی نگاہ،
دو پاؤں والوں پر اس کی نگاہ،
پیٹ کے بل چلنے والوں پر اس کی نگاہ،
رات کو نکلنے والوں کو دیکھتا ہے،
دن رات چلنے والوں کو دیکھتا ہے،
کالے پانیوں میں مخلوق چل رہی، وہ بھی اس کے سامنے،
جنگلات کے اندھیروں میں جانور پھدک رہے، ناچ رہے، کود رہے، ان کو بھی سنبھالتا ہے۔
نہ مچھر سے غافل،
نہ مکھی سے غافل،
نہ داکٹ سے غافل،
نہ عقاب سے غافل،

چھپتا عقاب بھی اس کے سامنے،

چھپتا ہوا کبوتر بھی اس کے سامنے،

انڈے سے نکلنے والا بچہ اس کے سامنے،

انڈے سے نکلنے والا مچھر بھی اس کے سامنے،

کیڑے کے انڈے سے نکلنے والی چیونٹی بھی اس کے سامنے،

اور شہد کی مکھی کے انڈوں سے نکلنے والے بچے بھی اس کے سامنے،

ان کی پرواز بھی اس کے سامنے،

ان کا رس چوسنا اس کے سامنے،

لوٹ کے آکے شہد کو اپنے چھتے میں ڈالنا، یہ سب کچھ اس کے سامنے،

ساری دنیا کے جنگلات اس کے سامنے،

درخت اس کے سامنے،

ان سے نکلنے والی ہر شاخ اس کے سامنے،

ہر کونپل اس کے سامنے،

ہر ڈالی اس کے سامنے،

ہر پتہ اس کے سامنے،

ہر خوشہ اس کے سامنے،

ہر پھل اس کے سامنے،

مٹھاس وہ ڈالنے والا، رنگ وہ بھرنے والا،

ذائقے وہ بھرنے والا،

خوشبوئیں وہ بھرنے والا،

ان کو مختلف شکلیں وہ دینے والا،

آم کو الگ رنگ شکل دی،

خربوزے کو الگ رنگ،

سبزیوں کو الگ رنگ،

پھولوں کو الگ رنگ،

چار پاؤں کے چلنے والوں کی صفات الگ بنائیں،
کسی کو خونخوار بنایا،
پھاڑنے والا بنایا،
کسی کے تھنوں سے دودھ جاری فرمایا،
کسی کو ہماری زندگی کا سامان بنایا،
کسی پر سوار کروایا، کسی کا گوشت کھلوایا۔

والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا وزینہ ویخلق مالا تعلمون ۔
(سورۃ نحل آیت ۸ پارہ ۱۴)

وہ گھوڑے بنانے والا،
وہ خچر بنانے والا،
وہ گدھے بنانے والا،
اور ایسا کچھ بنانے والا جسے تم جانتے ہی نہیں ہو۔

غرضیکہ میرے بھائیو!

بحر و بر، خلا ہو، فضا ہو، زمین ہو، آسمان ہو، ساری کائنات کا نظام چلائے اور کہیں ایک جگہ بھی وہ اللہ دھوکہ نہ کھائے۔ یہ ہے تمہارا رب۔

چار بچوں کی ماں جو بیٹا پانی مانگ رہا ہے، اس کو روٹی دے رہی اور جو روٹی مانگ رہا ہے اس کو پانی دے رہی، یہاں تو چار بچوں کی ضرورتیں گڈمڈ ہو جاتی ہیں اور وہ۔ وہ اللہ ہے۔ وہ ، وہ رب ہے۔

فَالِقُ الْاِصْبَاحِ	جو صبح کو پھاڑتا ہے۔ (سورۃ انعام آیت ۹۶ پارہ ۷)
فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰی	جو دانے اور گٹھلی کو پھاڑتا ہے۔ (سورۃ انعام آیت ۹۵ پارہ ۷)
ذٰلِکُمُ اللّٰہُ	یہ ہے تمہارا اللہ۔
فَاَنّٰی تُؤْفَکُوْنَ	کہاں بھاگ رہے ہو؟ (سورۃ انعام آیت ۹۵ پارہ ۷)

ساری دنیا کا حاصل:

لاہور کی سڑکوں پر اور پارکوں میں اور گلیوں میں اور کلبوں میں، اللہ کو چھوڑ کر کوئی جائے

پتا ہو تو بتا دو۔

ساری کائنات کی تاریخ گواہ ہے کہ جسے اللہ ملا اُسے سب کچھ ملا اور جس نے اللہ کو کھو دیا اس نے سب کچھ کھو دیا۔ جسے اللہ نہ ملا۔ کوئی ایک انسان مجھے بتائیں۔ تاریخ کے صفحات اُلٹیے اور آج کی تاریخ سے لے کر آدم علیہ السلام تک ہر صفحے کو آپ گرداننے چلے جائیں اور کھولتے چلے جائیں۔ ایک ایک سطر پڑھیں، ایک ایک حرف پڑھیں۔ سارے عالم کی تاریخ میں آپ ایک انسان ایسا نہیں دکھا سکتے کہ جس نے اللہ کو کھو کے کچھ پایا ہو اور اللہ کو گم کر کے جسے منزل ملی ہو اور اللہ سے بچھڑ کر کسی نے اپنے دل کی دنیا کو آباد کیا ہو۔

اللہ کی قسم نہ آپ دکھا سکتے ہیں، نہ میں دکھا سکتا ہوں اور نہ کوئی انسان دکھا سکتا ہے اور آج کی تاریخ سے لے کر قیامت کے صور پھونکے جانے تک کوئی ایک انسان ایسا نہیں آئے گا، آیا نہیں، نہ آئے گا، جس نے اللہ سے ٹکر لے لی، اللہ کو بھلا دیا۔

اللہ کو کھو دیا اور پھر مطمئن زندگی گزارے۔

میرے بھائیو!

اطمینان کی جگہ دل ہے، روح ہے، اور روح کو تسکین

شہرت سے نہیں ملتی،

عزت سے نہیں ملتی،

دولت سے نہیں ملتی،

ہم نے بچوں کی طرح بلک بلک کر روتے دیکھا،

جنہوں نے عزت کی چوٹیوں کو چھوا،

جنہوں نے شہرت کی چوٹیوں کو چھوا،

اور ان کے اندر کے ویرانوں نے انہیں بچوں کی طرح رلایا۔ اللہ ہی وہ ذات ہے جو روح میں اُتر جاتا ہے۔

مومن کے دل کی وسعت:

وہ، وہ ذات ہے، نہ زمین میں سمائے، نہ آسمان میں سمائے، نہ عرش اسے سہارا دے، یہ مومن بندے کا دل ہے، جس میں اللہ کی محبت اُتر جاتی ہے۔

جس میں اللہ اتر جاتا ہے۔

انا عند المنکسرۃ قلوبھم

بتادو جس نے مجھے تلاش کرنا ہو تو ٹوٹے دلوں میں دیکھ لے، میں وہاں رہتا ہوں۔

انا عند المنکسرۃ قلوبھم

میں ٹوٹے دلوں میں رہتا ہوں۔ جو عرش فرش میں نہ سما سکے، یہ دل اتنا بڑا عرش ہے

کہ اس میں اللہ

اپنی محبتیں اُتارتا ہے،

اپنی تجلیاں اُتارتا ہے،

اپنا تعلق اُتارتا ہے،

جسے اللہ ملا، کائنات کی تاریخ یہ نہیں پیش کر سکتی، نہ پیش کر سکے گی کہ اللہ کو پا کے یا اللہ

سے مل کر کسی نے کچھ کھویا ہو یا کسی کا کچھ گیا ہو یا کوئی دنیا سے ناکام گیا ہو،

اللہ کی قسم! جسے اللہ ملا اسے ہر کامیابی ملی۔

ہر کامیابی نے اس کے قدم چومے۔

اور جسے اللہ نہ ملا۔ آپ نہ بعد میں دکھا سکتے ہیں اور نہ پچھلی تاریخ میں دکھا سکتے ہیں کہ

اللہ کو پالینے کے بعد کوئی حسرتوں میں مرا ہو۔ اللہ کو پانے کے بعد کسی کے اندر کوئی تمنائیں ہوں۔

اللہ کو پانے کے بعد کسی نے کسی چیز کی حسرت کی ہو۔

اللہ کو پانے کے بعد کسی نے ناکام زندگی گزاری ہو۔

اللہ کو پانے کے بعد کوئی ناکامی کی موت مرا ہو۔

یہ دنیا کی تاریخ ایک دانہ بھی نہیں پیش کر سکتی۔

یہ دنیا کی تاریخ ایک دانہ بھی پیش نہیں کر سکتی۔

نہ عرب و عجم میں، نہ کالے اور گورے میں۔

نہ اگلوں میں اور نہ پچھلوں میں۔

زندگی کی معراج اللہ کا وصل ہے:

اللہ کا مل جانا ہی ہماری زندگی کی معراج ہے۔

اللہ دل کے زخموں کا مرہم ہے۔

روح کے پھوڑوں کا مرہم ہے۔

اللہ کی قسم! ساری دنیا کا حسن و جمال روح کے زخم کا مرہم نہیں۔

اللہ کی قسم! ساری دنیا کے راگ و رنگ اور موسیقی کی تانیں یہ روح کی تار کو نہیں ہلا سکتیں۔ یہ دل کے تار کو، موسیقی کے سر نہیں چھیڑتے۔ دل کے تار کو قرآن کا نغمہ چھیڑتا ہے۔ روح کی گہرائیوں میں قرآن کا نغمہ اترتا ہے۔ یہ ریڈیو کے نغمے دل کی اور روح کی گہرائیوں میں نہیں اتر سکتے۔ یہ اندر کو ٹھنڈک نہیں پہنچا سکتے۔ دولت اور بادشاہی اور دنیا کی حکومتیں اور دنیا کی سرسبز وادیاں، سرسبز پہاڑ اور کھلے میدان، گرتی ہوئی آبشاریں اور بہتے ہوئے چشمے اور موجیں مارتے ہوئے سمندر۔ آپ جہاں مرضی پھریں، جہاں مرضی بھٹکیں، جیسے کٹی پتنگ کی کوئی منزل نہیں ہوتی ایسے ہی جسے اللہ نہیں ملا اسے ساری کائنات میں پھر کر بھی کہیں منزل نہیں ملے گی۔ وہ بے منزل کا راہی ہوگا۔ وہ بے مقصد زندگی کا مسافر ہوگا۔ اس کے سامنے کوئی منزل نہیں۔ اس کے سامنے کوئی ٹارگٹ نہیں۔ وہ بھٹکا ہوا راہی ہے۔ وہ کشتی ہے جس کا ناخدا ابھی اسے چھوڑ چکا ہے۔ اس کشتی کو خود نہیں پتہ کہ میرا گھاٹ کونسا ہے، میرا ساحل کونسا ہے اور آج کی دنیا کے تقریباً سو فیصد انسان وہ اسی طرح بھٹکی ہوئی زندگی گزار رہے ہیں۔

وہ اس کشتی کی طرح ہیں جس کے سامنے گھاٹ نہیں، جس کے سامنے ساحل نہیں، آج کوئی لاکھوں میں ایک ہے جسے اللہ ملا ہے، جس نے اللہ پایا ہے۔ اپنے اندر میں بادشاہی کرتا ہے۔ سات آسمان بھی اس کے سینے کے سامنے تنگ ہیں۔

اللہ کا عرش بھی اس کے دل کے سامنے تنگ ہے، وہ ایسی بادشاہی کو لئے پھرتا ہے لیکن دنیا ایسے لوگوں سے خالی ہوئی پڑی ہے۔ کوئی لاکھوں میں ایک ایک کوئی کروڑوں میں ایک نظر آتا ہے، خال خال دنیا ہے، باقی تو سب بھیڑ ہے، بھیڑ دو پاؤں پہ چلنے والی مخلوق ہے۔ دو پاؤں پہ چلنے والے انسان اور جانور میں اتنا فرق رہ گیا ہے کہ جانور بولتے نہیں اور یہ انسان بولتا ہے۔

تبلیغ کا بنیادی نقطہ:

میرے بھائیو!

اس تبلیغ کی محنت کا بنیادی نقطہ اور بنیادی محور یہ ہے کہ ہم اس رستی کو پکڑ لیں، اس راستے پہ چڑھ جائیں جس کا آخر اللہ ہے۔ جہاں اللہ مل جاتا ہے، جہاں اللہ آدمی کو مل جاتا ہے اور یقیناً ملتا ہے۔

يَا ابْنَ آدَمَ اُطْلُبْنِيْ تَجِدْنِيْ اِنْ وَجَدْتَنِيْ وَجَدْتَ كُلَّ شَيْءٍ وَاِنْ فُتُّكَ فَاتَكَ كُلُّ شَيْءٍ وَاَنَا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ

میرے بندے! طلب میں نکل؛ اگر میری طلب کرے گا تو میرا وعدہ ہے میں تجھے ملوں گا: میں تجھے ملوں گا اور میں تجھے ملا تو تجھے سب کچھ ملا اور تجھے میں نہ ملا تو تجھے کچھ نہ ملا۔ پھر یاد رکھو! دنیا کا کوئی نقشہ تیرے دل کے زخموں کی دوا نہیں بن سکتا۔ تیرے درد کا مداوا نہیں بن سکتا۔ جب تک اللہ نہ ملے "لا الہ الا اللہ" میں یہ ایک اللہ کا ہم سے مطالبہ ہے۔ اے میرے بندو! سب پر "لا" کی تلوار چلا دو؛ "لا الہ" بڑا چھوٹا مطلب بنا دیا "لا الہ" کا۔ کیا سمجھتے ہیں پتھر کو سجدہ نہیں کرنا۔ یہ ہے "لا الہ" یہ "لا" لا پہلے ہے "لا" بعد میں ہے۔ نفی پہلے ہے، اثبات بعد میں ہے۔

"لا" کی تلوار:

تو اللہ نے کہا: سب کچھ چھوڑ دو اور اس کو "لا" کی تلوار سے ذبح کرو کہ ساری کائنات کچھ نہیں۔ اللہ سب کچھ ہے اور ساری کائنات میں کسی کا کچھ نہیں اور سب کچھ اللہ کا ہے۔ "لا" کا جو اللہ تعالیٰ نے اعلان کیا تو یہ "لا" صرف پتھر پہ نہیں چلایا۔ "لا" اللہ تعالیٰ نے سونے چاندی پر چلایا۔

اس "لا" کو اللہ تعالیٰ نے عرش وفرش پر چلایا۔

اس "لا" کو اللہ تعالیٰ نے نوری اور ناری پر چلایا۔

اس "لا" کو اللہ تعالیٰ نے ایٹم اور راکٹ پر چلایا۔

اس "لا" کو اللہ تعالیٰ نے سمندروں اور دریاؤں پر چلایا۔

اس "لا" کو اللہ تعالیٰ نے پتھروں، پہاڑوں پر چلایا۔

اس "لا" کو اللہ تعالیٰ نے سارے لاہور کے بازاروں میں چلایا۔

اس "لا" کو اللہ تعالیٰ نے ساری صنعت وحرفت پر چلایا۔

اس "لا" کو اللہ تعالیٰ نے سارے بادشاہوں پر چلایا۔

اس "لا" کو اللہ تعالیٰ نے ان کے تختوں پر چلایا۔

اس "لا" کو اللہ تعالیٰ نے ساری فوجوں پر چلایا۔

اس "لا" کو اللہ تعالیٰ نے ساری قوت پر چلایا۔

اس "لا" کی تلوار سے اللہ تعالیٰ نے چیونٹی سے لے کر جبرائیل علیہ السلام جیسی طاقتوں کو کہا کہ "لا" ان سب سے کچھ نہیں ہوتا اور "لا الہ" یہ تمہارے معبود نہیں ہیں ان کی پوجا مت کرو۔

"الا اللہ" ایک اللہ ہی تمہارا ہے۔

وہی حفیظ

وہی کفیل

وہی وکیل

وہی حسیب

وہی رقیب

وہی نصیر

وہی شہید

وہی ہادی

کفالتِ باری تعالیٰ:

كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا (سورۃ نساء آیت ۸۱ پارہ ۵)

كَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا (سورۃ نساء آیت ۴۵ پارہ ۵)

كَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا (سورۃ نساء آیت ۴۵ پارہ ۵)

كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا (سورۃ فتح آیت ۲۸ پارہ ۲۶)

كَفٰى بِاللّٰهِ حَفِيْظًا (سورۃ فتح پارہ ۲۶)

كَفٰى بِاللّٰهِ رَقِيْبًا (سورۃ فتح پارہ ۲۶)

كَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا (سورۃ فرقان آیت ۳۱ پارہ ۱۹)

وہی تمہارا رب تمہارے لئے کافی، کافی، کافی۔

قرآن نے پکارا! "لا الٰہ" ساری کائنات کچھ نہیں۔ صرف محمد کا انکار نہ کرو اپنی ذات پہ بھی لات پھیرو کہ میری محنت بھی کچھ نہیں۔

یہ دکان پر بھی لات پھیرو کہ اس سے بھی نہیں پلتا، یہ بھی کچھ نہیں

حکومت بھی کچھ نہیں

اس "لا" کو اگر پاکستان کے اوپر پوری دنیا کے مسلمان سمجھتے تو آج مسجدیں ویران نہ ہوتیں۔

آج دکانوں پہ جھوٹ نہ ہوتا۔

آج بددیانتی نہ ہوتی۔

آج اللہ کو چھوڑ کے پیسے کے پجاری نہ بنتے۔

عورت کے پجاری نہ بنتے۔

موسیقی میں مزا دیتے۔

اگر "لا الٰہ" جو سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سب سے موڑا۔

کہا! سب مڑ جاؤ

کہا! سب بکھر جاؤ

کہا! سب سے ہٹ جاؤ اور ادھر منہ پھیرو!

جو ابراہیم علیہ السلام نے پکارا تھا:

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَّمَآ أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ (سورۃ انعام آیت ۷۹ پارہ ۷)

میں نے بنے ہوئے سے منہ اور بنانے والے کی طرف منہ پھیر دیا۔ کہا! میں کسی کا نہیں۔ میں اسی کا ہوں، جس نے مجھے بنایا۔

وَتَرَكْتُهَا وَلَيْلٰى وَسُعْدٰى بِمَنْزِلِ
وَرُدْتُ إِلٰى مَنْصُوبِ أَوَّلِ مَنْزِلِ
فَنَادَتْ بِهَا الْأَشْوَاقُ مَهْلًا فَهٰذِهِ
مَنَازِلُ مَنْ تَهْوٰى رُوَيْدَكَ فَانْزِلِ

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام:

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ صدر مدرس، مدرسہ نظامیہ کے شہرت کی چوٹی پر عزت کی بلندیوں پر اور رزق و دولت کی بلندیوں اور اندر خالی، اندر خالی۔ احترام اتنا کہ امیر المومنین بھی آجاتے تو یہ نہیں اٹھتے تھے اور یہ اگر امیر المومنین کے دربار میں چلے جائیں تو امیر المومنین اپنی کرسی پہ نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ احترام اتنا، جہاں سے گزرتے تھے لوگ ان کے گھوڑے کی ٹاپ کی جگہ کی مٹی برکت کے لئے اٹھا لیتے تھے۔ عزت کی بلندیوں پر، اندر خالی۔ ایک دم صدر مدرسی کو لات ماری اور درس و تدریس کو لات ماری اور دس سال تک خاک چھانی۔ دس سال دھکے کھائے ایک دن ایک شخص ملا، کہا او غزالی! یہ کیا ذلت کا لباس پہنا!

اتنی بڑی عزت کو تو نے ٹھکرا دیا۔

اتنی بڑی شہرت کو تو نے ٹھکرا دیا۔

اب پھرتا ہے دھکے کھاتا۔ کیا ملا! تو انہوں نے جواب دیا

تَرَكْتُهَا وَ لَيْلَى وَسُعْدَاءَ بِمَنْزِلٍ

میں نے لیلیٰ کا عشق بھی چھوڑ دیا اور میں نے سعداء کا عشق بھی چھوڑ دیا۔ ایک اور نام بھی عرب کی شاعری میں آتا ہے..................

کہا: میں نے لیلیٰ بھی چھوڑ دی۔ میں نے سعداء بھی چھوڑ دی، میں اپنے پہلے معشوق کی طرف لوٹ گیا۔

وَ رُدِدْتُ إِلَى مَحْبُوبِ أَوَّلِ مَنْزِلٍ

میں اپنے پہلے محبوب کی طرف لوٹ گیا۔ میں نے سب سے منہ موڑا اور اپنے محبوب کی طرف اپنے چہرے کا رخ کر لیا اور اپنی سواری کی لگام اس طرف پھیر دی اور جب محبوب کی منزل آئی۔ اس کے آثار آئے تو میرے شوق نے مجھے پکارا! رک جا، تھم جا، ٹھہر جا، یہی ہے تیری منزل، یہی ہے تیرا ٹھکانہ۔ جیسے لمبے سفر کا راہی جب لوٹ کے اپنے گھر آتا ہے تو ایک دم آرام کی نیند سوتا ہے کہ گھر آ گیا۔ ایک سکون کی لہر اٹھتی ہے ایسے ہی۔

میرے بھائیو!

اللہ سے بھٹکا ہوا انسان جب اس سے اللہ کا تعلق ملتا ہے تو ایک دم اطمینان کی اور

ایمان کی لہر اٹھتی ہیں جو ساتوں زمینوں کے خزانے لے کر بھی اسے نہیں مل سکتیں۔

اللہ سے تعلق مضبوط ہونے کی نشانی:

تو اللہ ہم سے مطالبہ کرتا ہے "لا الٰہ" میں کہ سب سے کٹ جاؤ "الا اللہ" اللہ کے ہو جاؤ۔ ہم اللہ کے ہوئے کہ نہیں ہوئے! اس کی نشانی بتاؤں! نماز۔ اللہ اکبر! اب آپ نماز میں دیکھیں آپ کو کون یاد آتا ہے، جو یاد آتا ہے اسی سے دل لگا ہوا ہے۔ ہم دل کی دنیا اجاڑے بیٹھے ہیں پھر بھی مزے کی روٹی کھا رہے ہیں۔ سو روپے گر جائیں ناں جیب سے تو اس کو روٹی اچھی نہیں لگتی۔ سو روپے گر گئے، روٹی اچھی نہیں لگتی۔

اللہ سے بھٹکے ہوئے اور اللہ پاک کے تعلق سے ٹوٹے ہوئے جب سے ہوش سنبھالا ہے

اس سے تعلق کا ذائقہ نہیں چکھا،

اس سے محبت کا ذائقہ نہیں چکھا،

اور نہ ہماری نیند میں کوئی فرق،

نہ ہمارے کاروبار میں کوئی فرق،

نہ روٹی، پانی، میں کوئی فرق،

نہ ہنسی، مذاق میں کوئی فرق،

جیسے کچھ ہوا ہی نہیں، جیسے کوئی مسئلہ ہی نہیں۔ یہ دل کی دنیا اجڑ گئی اور ہمیں دکھ ہی نہ آیا۔ گھر کا پودا خشک ہو جائے تو درد ہوتا ہے۔ ہائے! یہ پودا کیوں خشک ہو گیا؟ اور یہ "لا الٰہ الا اللہ" کا سرسبز درخت کبھی لہلہاتا تھا جس کی چھاؤں میں جہاں کو سکون ملتا تھا۔ آج وہ کلمے کا بیج، وہ درخت خشک ہوا پڑا ہے۔ اسے سرسبز کرنے کا نہ کوئی غم ہے نہ کوئی درد ہے، نہ کوئی فکر ہے، نہ کوئی تڑپ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کوئی مفت چیز تو ہے نہیں، دنیا کی طرح کہ مفت میں دیدے۔ نہیں، نہیں! یہ تو طلب پہ چیز ملا کرتی ہے۔

میرے بھائیو!

لا الٰہ الا اللہ میں اللہ ہم سے مطالبہ کرتا ہے کہ سب سے کٹ جاؤ اور اللہ سے جڑ جاؤ۔ جڑے کہ نہیں جڑے؟

دل کا قبلہ:

میں نے ایک نشانی بتادی۔ اللہ اکبر! اب دیکھو نماز میں کون یاد آ رہا ہے جو یاد آ رہا ہے وہی دل کا قبلہ ہے۔ اگر یہ چہرہ قبلے سے ہٹ جائے ادھر مغرب اور اس نے کہا: اللہ اکبر! مشرق کی طرف منہ کر کے، اللہ اکبر! تو نماز ٹوٹ گئی نماز نہیں ہوئی۔ کیوں؟ اس لئے کہ:

چہرے کا قبلہ مکہ

چہرے کا قبلہ بیت اللہ

اگر بیت اللہ سے چہرہ ہٹ جائے تو نماز ٹوٹ جائے گی اور دل کا قبلہ ہے اللہ دل کا قبلہ ہے اللہ۔ اگر دل کا قبلہ اللہ سے ہٹ کر کسی اور میں ہے تو محبت کا رشتہ ٹوٹ جائے گا۔ محبت گئی تعلق گیا۔

تبلیغ کی پہلی محنت:

یہ تبلیغ کی محنت ہے جو ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں (علیہم السلام) کی ہے۔ ہر رسول کو یہ کہا گیا۔

وما ارسلنا من رسول الا نوحی الیه انه لا اله الا انا (الانبیاء:25)

ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی۔ کہا جس کو بھی میں نے نبوت بخشی۔ پہلا کام یہ دیا کہ جاؤ لوگوں سے کہو اللہ ایک ہے۔ اسی کے بن جاؤ۔ لہذا یہ پہلی محنت ہے "لا الـه الا اللـه" کی۔ ہمارا لا اله الا الله کچا ہے۔ اس کو دل میں اتارو۔

جو می گویم مسلمانم بلرزم
کہ دانم مشکلات لا اله را

دل کو بھرو۔ لا اله الا الله سے کہ اندر میں رچ جائے لا اله الا الله۔

یہ ہر نبی کی محنت ہے اور یہ تبلیغ کی پہلی محنت ہے اور یہی موسیٰ کا قصہ ہمیں سنا رہا ہے، کہانی جب اللہ نے طور پہ بلایا تو فرمایا:

انني انا الله	میں ہی ایک اللہ
لا اله الا انا	کوئی نہیں میرے سوا

لہذا یہ پہلا سبق ہے موسیٰ دل میں اتارے۔

موسیٰ علیہ السلام کا دوسرا سبق:

دوسرا سبق کیا ہے؟ فاعبدنی میری بندگی کر اور میری عبادت کر اور عبادت میں سب سے اونچی چیز ہے نماز۔ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکۡرِیۡ۔ (سورہ طٰہٰ آیت ۱۴ پارہ ۱۶)

نماز پڑھ، کیسی؟ میری یاد میں جب تو نماز پڑھے تو میں تجھے یاد آرہا ہوں کہ میرا اللہ ہے جس کے سامنے میں کھڑا ہوں۔ نماز ایسی نہ ہو کہ جسم میرے سامنے ہو اور دل تیرا میرے غیر کے سامنے ہو۔ ایسی نماز نہ پڑھنا۔

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکۡرِیۡ۔ میری یاد کی نماز پڑھ کہ جب اللہ اکبر کہو تو سارا جہان نظروں سے ہٹ جائے، دل سے ہٹ جائے اور صرف اللہ ہی سامنے ہو۔

ہمارا سرمایہ:

میرے بھائیو! لا الہ الا اللہ ہمارا سرمایہ ہے جس سے ہم فقیر ہو چکے ہیں۔ تبلیغ کی محنت یہ ہے کہ یہ سرمایہ اکٹھا کر کے اپنے دل میں روشن کر لو۔

لا الہ الا اللہ دل میں جگہ پکڑتا ہے۔ جب یہ دل میں اتر جاتا ہے تو محمد رسول اللہ درخت بن کے اس جسم پہ ظاہر ہوتا ہے۔ پھر پورا وجود محمدی بنتا چلا جاتا ہے۔ جیسے بیج پھٹا اور جڑ نیچے گئی۔ تو جتنی جڑ طاقتور ہو کے نیچے جاتی ہے اوپر سے تنا اتنا ہی طاقتور ہو کے نکلتا ہے۔ پھر وہ بڑھتے بڑھتے شاخیں نکالتا ہے۔ پھر ڈالیاں، پھر پتے، پھر خوشے، پھول، پھل، پھلدار، سایہ دار، خوشبودار، جتنی جتنی جڑ نیچے گہری ہوتی ہے اتنا اتنا درخت سرسبز ہوتا چلا جاتا ہے۔

ہمارا "لا الہ الا اللہ" چونکہ دل میں پوری جگہ پکڑے ہوئے نہیں ہے تو ہمارے بازاروں میں "محمد رسول اللہ" کی جھلک نہیں۔

ہمارے گھروں میں،

ہماری زندگی میں،

ہمارے دفتر میں،

ہمارے کام میں،

محمدیت کی کوئی جھلک نہیں،

محمدیت کی کوئی جھلک نہیں،

شناسائی کوئی نہیں، پہچان کوئی نہیں،
پولیس والے کی تو پہچان ہو جاتی ہے۔ یہ وردی ہے پولیس والا۔ فوجی ہے خاکی وردی ہے۔

مقصد کلمہ اور ہماری پہچان:

ہماری بھی ایک پہچان ہے کہ ہم محمدی ہیں۔ ہم حضرت محمد ﷺ کے ماننے والے ہیں۔ آپ ﷺ کے پیچھے چلنے والے ہیں۔
حضرت محمد ﷺ وہ ایک زندگی لائے ہیں۔ کلمہ اس زندگی کی طرف آدمی کو بڑھاتا ہے
جب لا الہ الا اللہ دل میں راسخ ہوتا ہے تو "محمد رسول اللہ" درخت بن کے ظاہر ہوتا ہے۔ اس کی شاخیں ایمان کی، اخلاق کی، عبادات کی، معاملات کی، سیاست کی، عدل کی، سادگی کی،

انابت کی،
خشیت کی،
خشوع کی،
محبت کی،
الفت کی،
سخاوت کی،
شجاعت کی،
شہادت کی،

یہ ساری شاخیں ایسے پھیلتے پھیلتے پورا اسلام پوری زندگی میں نظر آنے لگتا ہے اور اگر لا الہ الا اللہ کچا ہے تو یہاں دنیا میں کوئی ایسی طاقت نہیں جو
اس کے جسم میں
اس کے گھر میں،
اس کے معاملات میں حضرت محمد ﷺ کی مبارک زندگی کو داخل کر کے دکھائے۔

کلمہ کے دوسرے جزو کا مطالبہ:

لہٰذا کلمے کا دوسرا حصہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے مطالبہ کیا ہے، مجھ تک آنے کے لئے سید، قریشی، پٹھان ہونا ضروری نہیں اور راجپوت اور بادشاہ اور گورا، اور پیسے والا اور دولت والا یہ ہونا ضروری نہیں۔ میرا بننا مجھ تک آنا ہے تو کلمے کے دوسرے جملے پر غور کرو۔ "محمد رسول اللہ"

کہ میرے محبوب کی زندگی کو اپنالو اور اسے اپنا بنالو تو تمہارا رب تمہارا ہے،

دنیا بھی تمہاری ہے،

تمہارا رب بھی تمہارا،

نجات اتباع سنت میں ہے:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ (سورۂ نساء آیت ۶۵ پارہ ۵)

اللہ تعالیٰ نے کہا: فلا و ربك، تیرے رب کی قسم! اگر ترجمہ پڑھیں گے تو آپ کو کچھ بھی حرکت نہیں ہوگی، تیرے رب کی قسم! لیکن یہ جو اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں ناں، تیرے رب کی قسم! ترجمہ اس کا مفہوم ادا نہیں کر رہا۔ جو اللہ تعالیٰ اس میں اظہار محبت فرما رہا ہے جیسے ماں کہے ناں، میرا بچہ، تو سننے والا جیسے اس لفظ کو چھلکتا دیکھتا ہے، محسوس کرتا ہے، ایسے پڑھنے والا محسوس نہیں کر سکتا آپ نے سنا ماں سے ہائے میرا بچہ! آپ نے لکھا ہوا پڑھا: ہائے میرا بچہ! یہ پڑھنے والا اس کیفیت کو نہیں محسوس کر سکتا۔ جس نے کانوں سے سنا جب ماں کا بول میرا بچہ! تو یہ جو اللہ کہہ رہا ہے ناں فلا ربک تیرا رب ہو، میرے پاس بھی کوئی ایسے الفاظ نہیں ہیں کہ میں اس کی پوری طرح وضاحت کر سکوں۔ تیرے رب کی قسم! اللہ نے آگے کیا بات فرمائی؟ فرمایا: کہ جب تک تیری نہیں مانیں گے، ان کا ایمان قبول نہیں ہے، بات یہ ہے

جب تک تیری نہیں مانیں گے ان کا ایمان قبول نہیں ہے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ (سورۂ نساء پارہ ۵)

تیرے رب کی قسم! اللہ اکبر! واہ واہ! نہ ہمیں اللہ کی عظمت کا پتہ ہے نہ اس کے رسول ﷺ کی عظمت کا پتہ ہے۔ اب اگلی کہانی کیسے سنیں۔ پہلا سبق ہی بھولے پڑے ہے۔

لا الہ الا اللہ کا بھی پتہ نہیں۔

محمد رسول اللہ کا بھی پتہ نہیں۔

آپ یوں کہیں کہ اللہ کا رسول (ﷺ) یوں کہتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جی ہاں! کہا ہوگا۔

"ساڈی تے مجبوری ہے مڑ کی کریے؟"

اس لئے وہ جانتا ہی نہیں کہ محمد رسول اللہ ہے کون؟

اسے پتہ ہی نہیں کہ وہ ہے کون؟ ارے بھائی! اللہ کہہ رہا ہے:

"جی آکھیا ہووے گا، اسیں کی کریے؟"

وہ اللہ کو جانتا ہی نہیں کہ اللہ کون ہے؟

میرے بھائیو!

آج کی پکار ہے۔ یہ تو اے وقت ہے، یہ آج کی نوا ہے.....................

یہ آج کی ندا ہے کہ اس کائنات کی پوری کی پوری چلنے والی انسانیت ہے۔ یہ آج اللہ کو بھولی پڑی ہے۔ ان کے دلوں پہ کرید کرید کے" لا الہ الا اللہ "اور" محمد رسول اللہ "کو نقش کیا جائے۔ یہ آج کی دنیا پر احسان ہے، ورنہ یہ بے مقصد کی مخلوق ہے۔

دُنیا اور قبر میں فرق:

مال کمایا پھر اس سے اور کمایا پھر اور کمایا، اور پھر اور کمایا بڑی بڑی فیکٹریاں بنائیں، بڑے بڑے گھر بنائے۔ بڑے بڑے باغات لگائے، پھر آخر میں کندھوں پر اٹھ کے خاموشی کے دیس میں، اندھیر نگری میں، کیڑوں کے پہلو میں جا کے سو گئے، یہ زندگی؟ ہزاروں نمونے رد کر کے خوبصورت نقشہ قائم کیا گھر کا۔ ایک سال نقشہ بننے میں لگا اور رہنا کتنا ہے؟ پتہ نہیں، پتہ نہیں کب منادی پکارے اور جانا پڑے اور جہاں قیامت تک رہنا ہے وہ گھر تو دو گھنٹے میں تیار ہو جاتا ہے۔ تیار ہے جی قبر تیار ہے لے آؤ۔ ہزاروں قسم کے نمونے کپڑوں کے اپنے لئے پسند کرنے والا جب آخری لباس پہنتا ہے تو دو چادریں پہنا کر اسے روانہ کر دیا جاتا ہے۔

کہاں گئیں اس کی خوبصورت پوشاکیں؟ ہزاروں قسم کے بیڈ بنوائے۔ جو نمونے میں سے خوبصورت۔ کئی کئی لاکھ کی مسہریاں خریدنے والا اور مسجد کے کونے میں پڑی ہوئی چارپائی پہ اٹھ کر کے اور کندھوں پہ چل کر اور جا کر اس گھر میں سو جاتا ہے جو دو گھنٹوں میں تیار ہوا۔ جو اپنے

جسم پہ مٹی نہیں پڑنے دیتا تھا آج مٹی کے بستر پہ سو گیا اور جس کے بستر پہ شکن نہیں ہوتی تھی آج وہ مٹی کی چادر اوڑھ کے سو گیا۔ جس کے کمرے میں مکھی اور مچھر اور کیڑا داخل نہیں ہو سکتا تھا آج اس کے پورے وجود کو کیڑوں نے گھیرا ہوا ہے۔ مٹی اور گندگی نے گھیرا ہوا ہے۔

اور سارے وجود پر زبردست حملہ ہے۔

قبر کی آفات کا،

قبر کے اندھیروں کا،

قبر کی تنہائی کا،

قبر کے کیڑوں کا،

اور ظلمت اور وحشت کا اور کوئی نہیں ہے جو اس کی سننے والا ہو۔

سیدہ فاطمہؓ کی وفات پر حضرت علیؓ کے اشعار:

ذکرت ابا اروی فبت کانی

برد الهموم الماضيات وكهل

لكل اجتماع من خليلين فرقة

وكل الذي قبل الممات قليل

انا افتقادی فاطمة بعد احمدا

دليل على ان لا يدوم خليل

وان انقطعت يوم من العيش والتقى

فان غناء الباقيات قليل

یہ حضرت علیؓ کے اشعار ہیں سیدہ فاطمہؓ کو دفن کیا اور ان کی قبر پر کھڑے ہو کر یہ چند اشعار پڑھے۔

ترجمہ اشعار مرتضویؓ:

کہ ہر ملاپ آخر جدائی میں بدل جاتا ہے اور ہر ساتھ آخر میں ٹوٹ جاتا ہے اور ہر ساتھی یقیناً بچھڑ جاتا ہے۔ یہ دیکھو فاطمہ بھی آج بچھڑ گئی۔ اس سے پہلے مصطفیٰ محمد ﷺ سے بچھڑ گئے۔ آج فاطمہ بھی بچھڑ گئی۔ یہ اس بات کی پکی نشانی ہے کہ کوئی کسی کا نہیں کوئی کسی کا نہیں۔ یقیناً

جدائی ہے۔ یقیناً جدائی ہے اور یقیناً ساتھ کا چھوٹنا ہے اور اگر ایک دن میں بھی قبر میں چلا گیا اور جانا ہی ہے اور جس دن میں قبر میں چلا گیا تو رونے والیاں اور بین کرنے والیاں میرے قبر کے میلے اور ٹھیلے میں مجھے کیا نفع دیں گی۔

ہماری منزل مقصود:

ہم دنیا کے غلام نہیں، محمد ﷺ جس مبارک زندگی کو لائے اور وہ ہماری منزل تک پہنچانے کا راستہ ہے۔

یا ابا سفیان جئتکم بکرامۃ الدنیا والاٰخرۃ

اے ابو سفیان! میری مان لو اور آخرت کی عزتیں میں تمہارے در پہ لایا ہوں۔ میرے پیچھے چلو تمہیں منزل ملے گی۔

اللہ ذوالجلال کی قسم! اس ذات کی قسم جو میری اور آپ کی ذات کا مالک ہے اور ہر ذرے کا مالک ہے۔ کسی کے پیچھے چلنے سے منزل نہیں ملے گی۔

اوھوا کس کو رہبر بنائے پھرتے ہو۔ ایک ہی رہبر ایک ہی ہے ایک ہی ہے۔

جس کے پیچھے چل کر منزل ملے گی۔

جس کے پیچھے چل کر ہم اللہ تک پہنچ سکتے ہیں۔

جس کے پیچھے چل کر ہم دنیا کے لاکھوں دکھوں سے بھی نکل جائیں گے اور دنیا کے پر پیچ راستوں سے بھی نکل جائیں گے اور جس کے پیچھے چل کے اللہ کی ذات تک پہنچ جائیں وہ حضرت محمد ﷺ کی مبارک زندگی ہے۔ سنت کا راستہ ہے۔

ایک ایک سنت اللہ سے اس طرح جوڑتی ہے۔ جیسے ایک ایک تاگے نے کپڑے سے کپڑے کو جوڑا ہوا ہے۔ جہاں تاگا ٹوٹا ہے، کپڑا الگ ہوتا ہے۔

محمد رسول اللہ ﷺ اور اُمت محمدیہ کی فضیلت:

میرے بھائیو! اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلمے میں دوسرا حصہ رکھا ہے "محمد رسول اللہ" اور آپ ﷺ کو اتنا اونچا مقام بخشا ہے۔ آدم کی سناؤں آپ کو۔ ان کا مقام تو کوئی کیا بیان کرے گا۔ آدمؑ کہنے لگے۔ شیث علیہ السلام سے حضور ﷺ کا سلسلہ جا اوپر تک جاتا ہے۔ شیثؑ سے آدم سے جا کر ملتا ہے تو انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا شیثؑ تیری پشت میں ایک امانت منتقل

ہوئی ہے۔ جو تیرے باپ سے بھی زیادہ قیمتی ہے تو انہوں نے کہا کہ کیا بیٹا باپ سے عظیم ہو سکتا ہے؟ بیٹا باپ سے زیادہ قیمتی ہو سکتا ہے؟ آدمؑ نے فرمایا: بیٹا اس کو چھوڑ تجھے اس کی امت کا سناؤں بعض باتوں میں بعض ذرا غور سے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اپنے آپ کو نبی سے بھی اوپر بنالیں۔ بعض باتوں میں اس کی امت جو ہے مجھ سے بھی آگے نکل گئی۔ کہا وہ کیسے؟ میں نے ایک جرم کیا ہے، اللہ نے میری بیوی کو مجھ سے جدا کر دیا۔ وہ ہزاروں جرم کریں گے پر ان کو بیویوں سے جدا نہیں کیا جائے گا۔ میں نے ایک جرم کیا اور مجھے جنت سے باہر نکال دیا اور وہ ہزاروں جرم کریں گے لیکن پھر بھی توبہ کے راستے سے سارے کے سارے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

اور میں نے ایک جرم کیا اور اللہ نے میرے کپڑے اُتار دیئے اور وہ ہزاروں جرم کریں گے پر اللہ تعالیٰ ان کے کپڑے نہیں اُتارے گا۔

میں نے ایک جرم کیا اور اللہ نے میری کہانی کو مشہور کر دیا۔

عَصٰی اٰدَمُ رَبَّہٗ فَغَوٰی (سورۃ طٰہٰ آیت ۱۲۱ پارہ ۱۶)

قرآن بھی پکارا، پچھلی کتابیں بھی پکاریں کہ آدمؑ نے وہ کھالیا جس سے اللہ نے روکا تھا۔ وہ ایسی اُمت ہو گی کہ وہ ہزاروں گناہ کریں گے اور اللہ ان کے گناہوں پر پردے ڈالتا رہے گا، پردے ڈالتا رہے گا، چھپاتا رہے گا، بلکہ اتنا گہرا چھپایا ہے۔ ہمارے گناہوں کو اللہ نے ہمیں سب سے آخر میں رکھا ہے۔

اُمتِ محمدیہ پر دو کرم:

سب سے آخر میں رکھا ہے اور سب سے آخر میں رکھنے میں اللہ نے ہم پہ دو کرم کیے۔

ایک کرم یہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے قیامت کا انتظار تھوڑا کر دیا ہے۔ انتظار بھی ایک مصیبت ہے دوسرا کرم یہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر آنے والی قوم جو ہم سے پہلے آئی۔ ان کی کہانی تو ہمیں سنائی ہے۔

یہ فرعون نے کیا،

یہ قارون نے کیا،

یہ ہامان نے کیا،

یہ یہود نے کیا،

یہ ثمود نے کیا،

یہ مدین نے کیا،

یہ قوم لوط نے کیا،

یہ اللہ نے ہمیں سنایا،

پر ہمارے بعد کوئی ہے ہی نہیں سنائے کس کو؟ کوئی ہے ہی نہیں۔

تو اللہ نے ایسا پردہ ڈالا۔ پھر قیامت کے دن بھی پردہ ڈالا کہ ہمارے رسول ﷺ کو شرمندہ ہونا پڑے۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جب آپ حساب لیں گے اور ان کے گناہوں کو دیکھیں گے تو آپ کے سامنے تو یہ شرمندہ ہوں گے یا نہیں ہوں گے؟ کہا: ہوں گے۔ میں ان کا حساب آپ کو نہیں دیتا۔ میں ان کا حساب خود ہی الگ پردے میں لے لوں گا۔ پردے میں۔

مقام مصطفیٰ ﷺ:

تو ہمیں اللہ نے ایسا رسول عطا فرمایا، اتنے اونچے مقام والا جس کو اللہ نے ایسا احترام بخشا کہ پورے قرآن میں کسی جگہ بھی نام سے نہیں خطاب کیا۔

یا محمد! نہیں اور نبیوں کا نام لیا۔

یٰمُوسیٰ (طٰہٰ ۱۲)، یٰعِیسیٰ (آل عمران ۳)، یٰا دَاوٗدُ (ص ۲۳)، یٰا زَکَرِیَّا (آل عمران ۳)

، یٰا یَحْییٰ (مریم ۱۲)، یٰا آدَمُ (بقرہ ۱)، یا ابراھیم، یا نوح،

لیکن اس کو ایک دفعہ بھی یا محمد نہیں کیا؛ احتراماً و اکراماً

یَا أَیُّھَا النَّبِیُّ (احزاب ۲۲)، یا أَیُّھَا الرَّسُوْلُ (مائدہ ۶)، یا أَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ (مزمل ۲۹)، یا أَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ (مدثر ۲۹)

عتاب میں محبت:

آپ نے منافقین کو اجازت دیدی جنگ کی لڑائی میں۔ اللہ تعالیٰ کو پسند نہ آیا تو اللہ نے پوچھا: کیوں اجازت دی؟ یہ پوچھا کیوں اجازت دی۔ لیکن آپ ﷺ کا اللہ کے ہاں مقام کیا ہے۔ اس میں تھوڑا سا عتاب ہے۔ کیوں اجازت دی؟ لیکن اس خوبصورت طریقے سے اللہ تعالیٰ نے خطاب فرمایا کہ پہلے معافی کا اعلان فرما دیا:

عَفَا اللّٰہُ عَنْکَ لِمَ اَذِنْتَ لَھُمْ (سورۃ توبہ آیت ۴۳ پارہ ۱۰)

"اللہ نے آپ ﷺ کو معاف کر دیا۔ یہ بتاؤ کہ ان کو اجازت کیوں دی تھی؟"

سبحان اللہ! کیا عجیب ہے۔ اللہ اکبر! جرم آپ کا، آپ معاف ہیں۔ اللہ نے آپ ﷺ کو معاف کر دیا۔

لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ ۔۔۔ یہ بتاؤ کہ ان کو اجازت کیوں دی تھی؟

کسی بات پر اللہ نے عتاب بھی کیا تو اس محبت کے ساتھ کہ پہلے اعلان ہو رہا ہے کہ ہم نے آپ ﷺ کو معاف کر دیا۔

دیگر انبیاء (علیہم السلام) پر آپ ﷺ کی برتری:

ابراہیم اللہ سے دعا کر رہے ہیں:

لَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ (سورۃ شعراء، پارہ ۱۹)

"یا اللہ! مجھے ذلیل نہ کرنا قیامت کے دن"۔

اور اپنے نبی ﷺ کو اللہ بغیر مانگے اکرام کے طور پر فرما رہے ہیں۔

یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ (سورۃ تحریم پارہ ۲۸)

"جس دن اللہ اپنے رسول ﷺ کو کبھی رسوا نہیں ہونے دیگا"۔

موسیٰ کوہ طور پر بلائے گئے، دوڑ کر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیوں آئے ہو؟ کہا

عَجِلْتُ اِلَیْكَ رَبِّ لِتَرْضٰی (سورۃ طٰہٰ پارہ ۱۶)

یا اللہ میں دوڑ کے آیا ہوں تا کہ تو راضی ہو جائے۔

اور اپنے محبوب ﷺ کو اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں۔

وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی (سورۃ ضحیٰ آیت ۵ پارہ ۳۰)

"میں آپ ﷺ کو اتنا دوں گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے"۔

فَتَرْضٰی ۔۔۔ آپ ﷺ راضی ہو جائیں گے۔ آپ نے فرمایا: میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا جب تک میری ساری اُمت کی معافی نہیں ہو جائے۔

قرآن میں نبی ﷺ کی سیرت:

تو حضرت محمد ﷺ کا طریقہ۔ قرآن آپ کی عظمت کو بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے کہ محمدی بن جائیں محمدیؐ۔

کہیں آپ ﷺ کی ذات کی قسم کھائی جا رہی ہے: لعمرك

کہیں آپ ﷺ کے شہر کی قسم کھائی جا رہی ہے۔ وھذا البلد الامین (سورۃ التین آیت ۳)

کہیں آپ ﷺ کی صفائی پیش کرتے ہوئے قسم کھائی جا رہی ہے۔ والنجم اذا ھوٰی مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی ۔ (سورۃ النجم)

کہیں آپ ﷺ کو تسلی دینے کی قسمیں کھائی جا رہی ہیں وَالضُّحٰی وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی ۔ (سورۃ الضحیٰ آیت ۳)

کہیں کافروں کو جواب دینے کیلئے اللہ تعالیٰ قسمیں اٹھا رہا ہے۔

یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ۔ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۔

ذرا دیکھو آپ قرآن کو دیکھو تو سہی کس طرح آپ ﷺ کا مقام بیان کرتا ہے۔ پچھلی کتابیں جو اللہ کے رسول ﷺ کو بیان کرتی ہیں۔

تورات بھری پڑی۔

زبور بھری پڑی،

انجیل بھری پڑی،

صحیفے بھرے پڑے،

مقامِ رسول بزبانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

پھر خود آپ ﷺ اپنی زبان سے اپنا مقام بیان فرما رہے ہیں۔ انا سید ولد ادم میں کائنات کے لوگوں کا سردار ہوں۔ قبروں سے لوگ نکلیں گے میں سب سے پہلا۔

انا قائدھم اذا وفدوا انا خطیبھم اذا انصتوا

اللہ کی طرف چلیں گے میں سب سے آگے۔ اللہ سے بات ہوگی، لوگ خاموش ہوں گے۔ میں بولنے والا۔

انا شافع اذا حبسوا لوگ پکڑے جائیں گے، میری سفارش چلے گی۔

انا مبشرھم اذا یئسوا

لوگ ناامید ہو گئے میری خوشخبری چلے گی۔

لواء الحمد بید یوم القیٰمۃ۔

اللہ کا جھنڈا اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا۔

ان ادم و جمیع الانبیا من ولد ادم تحت لوا ءی۔

آدمؑ سے لے کر عیسیؑ تک سارے نبی میرے ہاور دوسری روایت۔

لوا ء الحمد بیدی یوم القیٰمۃ

اللہ کا جھنڈا میرے ہاتھوں میں ہوگا۔

ساری دنیا کے انسان میرے جھنڈے کے نیچے ہونگے۔ کیا آدمؑ اور کیا آدمؑ کے علاوہ ساری کائنات کے انسان۔

فضیلت اُمت محمدیہؐ:

اور اعلان ہوگا۔

این الامۃ الامیۃ و نبیھا

کہاں ہے ان پڑھ امت اور کہاں ہے اس کا رسول۔

اعلان ہوگا اور سارا مجمع پھٹ جائے گا، چھٹ جائے گا، اور اللہ کا رسول ﷺ اپنی امت کو لے کر نکلے گا جیسے کوئی بادشاہ اپنی رعایا کو لے کر نکلا ہو اور اپنے جھنڈے کے ساتھ امت کو لے کے نکلیں گے اور میدان حشر میں ایک بڑی بجلی اونچی ہوگی اس پر آپ ﷺ تشریف فرما ہونگے۔ ساتھ امت کو بھی لے جایا جائے گا۔ اس منظر کو دیکھ کر اس حشر کا ہر انسان یہ تمنا کرے گا کہ کاش! میں اس امت میں ہوتا۔

علامات امت محمدیہؐ اور حضورؐ کی فضیلت:

محمدیؐ بن جائیں۔ یہ تبلیغ کی محنت ہے۔ آپ نے کہا میں اپنی امت کو پہچانوں گا۔ یا رسول اللہ! کیسے پہچانیں گے؟ اتنی خلقت اتنے انسان۔ کہا اگر کسی کالے گھوڑوں میں کسی شخص کے سفید پیشانی اور چار پاؤں سفید رنگ کے گھوڑے۔ ماتھا روشن، سفید پاؤں، ہماری زبان میں اسے پنج کلیاں کہتے ہیں۔ جس گھوڑے کے چار پاؤں سفید ہوں، ماتھا سفید ہو وہ ہماری زبان میں پنج کلیاں کہلاتا ہے۔ کہ میری امت جب اٹھے گی تو

چہرے چمک رہے ہونگے وضو کی وجہ سے،

ہاتھ چمک رہے ہونگے وضو کی وجہ سے،

پاؤں چمک رہے ہوں گے وضو کی وجہ سے،
میری امت پہچانی جائے گی اور میں سب کو لے کر الگ ہو جاؤں گا۔

حوض کوثر کا منظر اور سب سے پہلے پینے والے:

اور اس دن اللہ کے رسول ﷺ کا حوض ہوگا۔
ایک کنارے پہ ابو بکرؓ کھڑے ہوں گے۔
ایک کنارے پہ عمرؓ کھڑے ہوں گے۔
ایک کنارے پہ عثمانؓ کھڑے ہونگے،
ایک کنارے پہ علیؓ کھڑے ہونگے،
اور محمد مصطفیٰ ﷺ کھڑے ہونگے۔ آج اس حوض کے پلانے والے پانچ بڑے ہیں۔

ایک اللہ کا رسول ﷺ ہے۔
ایک ابو بکرؓ ہے۔
ایک عمرؓ ہے۔
ایک عثمانؓ ہے۔
ایک علیؓ ہے۔

آگے پلانے والے ہیں۔ ایک پانی کا قطرہ نہیں ملے گا کسی کو اس حوض کے سوا۔ کہیں سے ملے گا اور اسے ہی ملے گا جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو راضی کیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں پتا بھی ہے، میرے حوض پہ سب سے پہلے کون آئے گا؟ کہا: جی کون آئے گا؟

کہا: میرے حوض پر سب سے پہلے وہ آئیں گے جن کے لئے کوئی دروازے نہیں کھولتا، جن کے لئے اندر ہی سے کہلا دیا جاتا ہے۔ کہو: صاحب اندر نہیں ہیں۔ جن کے لئے دروازے نہیں کھلتے۔ جن کو ان کا حق نہیں ملتا۔

ان کے ذمہ ہوتا ہے تو وہ ادا کرتے ہیں اور ان کا ہوتا ہے تو کوئی ان کو نہیں دیتا۔
جنہیں کوئی مالدار لڑکی نہیں دیتا۔ جو مالدار گھروں میں شادی نہیں کرتے۔ انہیں کوئی لڑکی نہیں دیتا۔ ان کے رنگ اڑے ہوئے ہیں، چہرے پچکے پڑے ہوئے، بدن گرد آلود، بال پراگندہ،

دروازوں پر جائیں تو کوئی دروازہ نہ کھولے اور حق ان کا کسی کے ذمہ ہو تو ان کو حقیر رکھتے ہوئے کوئی ان کا حق ادا نہ کرے۔ یہ سب سے پہلے میرے ہاتھ سے پانی پئیں گے۔

آج محمد ﷺ کی شان نظر آگئی۔ یہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ذمہ کیا ہے کہ اللہ کی عظمت کو دل میں اُتاریں اور حضرت محمد ﷺ کی عظمت کو دل میں اُتاریں۔

"لا نبی بعدی" کا مطلب:

ایک اور نسبت ہمیں اپنے محبوب ﷺ سے ہے۔ وہ ختم نبوت کی ہے۔ ہم اپنے نبی ﷺ کو آخری نبی مانتے ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

لا نبی بعدی ولا امۃ بعدکم

"میرے بعد کوئی نبی نہیں تمہارے بعد کوئی اُمت نہیں"

میں آخری نبی تم آخری اُمت۔ "لا الٰہ" کا مطلب ہے کہ غیر کے سامنے نہ جھکو، الا اللہ کا مطلب ہے کہ اللہ کے سامنے جھکو۔ "محمد رسول اللہ" کا مطلب ہے کہ محمدی بنو۔ لا نبی بعدی "میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اس کا مطلب ہے کہ تبلیغ کرو۔ اوروں کو اللہ کا پیغام سناؤ۔

تبلیغ کا کام ہمیں "لا نبی بعدی" سے مل رہا ہے۔

تبلیغ کا کام ہمیں "لا نبی بعد" سے مل رہا ہے۔

تبلیغ کا کام ہمیں منیٰ کی وادی سے مل رہا ہے۔

تبلیغ کا کام ہمیں قرآن کی آیات سے آیا ہے۔

تبلیغ کا کام ہمیں رسول اللہ ﷺ کے فرمان سے آیا ہے۔

تبلیغ کا کام ہمیں رائیونڈ سے نہیں آیا۔

تبلیغ کا کام ہمیں نظام الدین سے نہیں آیا۔

تبلیغ کا کام ہمیں ابراہیم مسجد سے نہیں آیا۔

یہ تو اللہ ان کا بھلا کرے یہ تو ہمیں یاددہانی کروا رہے ہیں۔

یہ تو یاددہانی کروانے والے ہیں تو "لا نبی بعدہ" کلمے کے لفظوں میں نظر نہیں آتا لیکن محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اسی جملے کے اندر یہ چھپا ہوا ہے اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

اگر اس جملے کو معنی میں سے نکال دیا جائے تو یہ کلمہ کفر بن جائے۔ کوئی شخص کہے "لا

الہ الا اللہ محمد رسول اللہ " ایک کروڑ دفعہ کہے اگلے جملے کا اقرار نہ کرے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اگر یہ نہیں مانتا تو کافر ہو جائے گا۔ ٹھیک ہے تو "لا نبی بعدہ" ہمارے کلمہ کا معنوی جز۔ معنی کا جز ہے۔ معنی کا لفظ نہیں۔ معنی کا جزء ہے۔

دو اثبات، دو نفی:

تو اس میں دو نفی ہیں، دو اثبات ہیں،

"لا الہ" لفظوں میں ہے نفی ہے۔

"الا اللہ" یہ اثبات ہے۔

"محمد رسول اللہ" یہ اثبات ہیں،

دو مثبت، دو نفی

"الا اللہ" مثبت،

"محمد رسول اللہ" مثبت۔

"لا الہ" نفی۔

اور "لا نبی بعدہ" آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ یہ دوسری نفی۔

دو نفی، دو اثبات،

تین ظاہر، ایک اندر،

تین ظاہر ہیں، ایک اندر ہے۔ اس چوتھے کو نکال دو تو یہ کلمہ کفر بن جائے گا۔

تو "لا الہ" کا تقاضا ہے اللہ کے سامنے جھکو۔

"الا اللہ" کا تقاضا ہے کہ اللہ کے سامنے جھکو۔

"محمد رسول اللہ" کا تقاضا ہے کہ محمدی بنو۔

"لا نبی بعدہ" اس کا تقاضا ہے تبلیغ کا کام کرو۔

دنیا میں تبلیغ کرو، اسلام پھیلاؤ تو لہذا تبلیغ کو تبلیغی جماعت سے مت جوڑیں۔ یہ تو ہمارے کلمے میں ہم سے مطالبہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں لہذا میرا پیغام دنیا میں پھیلادو۔

انتخاب امت مسلمہ:

اس کام کے لئے پہلے نبیوں (علیہم السلام) کو چنا، اب ہمیں چنا۔ ایک لاکھ چوبیس

ہزار کا مجمع۔ منیٰ کی وادی ہے۔ آپ ﷺ کے ادھر قریش ہیں۔ مکہ والے سیدھی طرف۔ آپ ﷺ کی الٹی طرف انصار مدینہ ہیں۔ مدینے والے۔ باقی قبائل ہیں۔ کچھ لوگ خیموں میں ہیں آپ ﷺ کی آواز ہر خیمے میں جارہی ہے۔ جیسے آپ ﷺ اسی خیمے میں بیٹھے بول رہے ہوں۔ کوئی ڈیڑھ لاکھ یا سوا لاکھ کا مجمع ہے۔ جس کے خطبے میں آپ ﷺ نے فرمایا:

فلیبلغ الشاھد الغائب

"میرا پیغام شاہد، غائب تک پہنچا دے۔

شاہد غائب تک پہنچا دیں۔ آپ ﷺ یوں کہتے، میرا پیغام عالم غائب تک پہنچا دیں تو تبلیغ پھر صرف علماء کا کام ہوتا۔ نہ میرے ذمے ہوتا، نہ آپ کے ذمہ ہوتا۔ ہم اپنے مزے کی روٹی کھاتے، گھر میں سوتے اور علماء تبلیغ کرتے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا رسول یہ کہتا: فلیبلغ العامل الغائب عمل کرنے والے تبلیغ کریں، عمل کرنے والے آ کر کہیں اور بے عمل نہ کہیں تو بھی ہماری چھٹی۔ ہمارے قول و فعل میں بہت تضاد ہے۔ ہمارے کہنے اور کرنے میں بڑا فرق ہے۔ تو ہم سب کی چھٹی ہوتی۔ کوئی بڑے بڑے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے اور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے۔ جو ہماری سرزمین کے لحاظ سے یہ لوگ۔

اور معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ جیسے،

اور علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ جیسے،

فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ جیسے،

ایسے اللہ کے نیک پاک لوگ تبلیغ کرتے اور ہماری چھٹی ہوتی لیکن اللہ کے نبی نے نہ تو یہ کہا کہ فلیبلغ العالم۔ عالم نہ کہا۔

شاھد کا مطلب اور کہنے کی وجہ:

اللہ کے نبی ﷺ نے کہا فلیبلغ الشاھد الغائب کا مطلب ہے میں نے لسان العرب دیکھی۔ ستر جلدوں کی کتاب لغت کی۔ شاھد کے لفظ پر انہوں نے دو صفحے خرچ کیے۔

"شاھد" کے مطلب کو واضح کرتے ہوئے دو صفحے خرچ کیے"

اس دن پڑھ کے یہ بات سمجھ میں آئی کہ اللہ کے نبی ﷺ نے "شاھد" کیوں کہا کہ لفظ "شاھد" اپنے معنی میں اتنا وسیع ہے کہ لفظ نے امت کے کسی فرد کو کسی طبقے کو اور کسی خطے میں رہنے والے کو نہیں چھوڑا۔ امت کے تمام طبقات تمام قوموں والے۔

تمام قوموں والے،

تمام زبانوں والوں کو اس لفظ نے پابند کردیا کہ امت کا ہر مسلمان مرد و عورت وہ اللہ کا پیغام آگے پہنچانے والا ہے۔ اس لئے لفظ "شاھد" کا انتخاب کیا ہے۔

یہاں اس جگہ پر سینکڑوں الفاظ اور آسکتے تھے۔ "الشاھد" کا انتخاب کیا۔

"الشـــاھـد" کے انتخاب نے پوری اُمت کو پابند کردیا ہے کہ ہمارے ذمہ ہے کہ ساری دنیا میں اس "لا الہ الا اللہ" کا نقش بٹھانا اور انہیں نمازوں پہ لانا۔

اور انہیں اخلاق پہ لانا،

اور ان کی کمائیوں کو حلال پہ لانا،

ظلم سے نکال کر عدل پہ لانا،

اندھیروں سے نکال کر روشنیوں میں لانا،

یہ اللہ نے ہمارا کام بنایا ہے۔

حضرت ابن عامر کا دربار رستم میں خطاب:

اللہ تعالیٰ حضرت ابن عامر کا بھلا کرے۔ جب رستم نے پوچھا: کیوں آئے ہو؟ تو انہوں نے کہا:

لنخرج العباد من عبادة العباد الی عبادة رب العباد ومن جور الادیان الیٰ عدل الاسلام ومن ضیق الدنیا الیٰ اساسها وارسلنا بدینه الی خلقه حتیٰ نفوی الیٰ موعود الله قال رستم وما موعود الله قال المقصدُ لمن بقی والجنة لمن قتل۔

"کہا ہمیں اللہ نے بھیجا ہے کہ لوگوں کو لوگوں کی بندگی سے نکال کر اللہ کا بندہ بنا دو اور ظلم سے نکال کر اسلام کے ادب سکھاؤ اور دنیا کی تنگیوں سے نکال کر دنیا کی وسعتوں پہ لاؤ۔ اللہ نے ہمیں اس کے لئے بھیجا ہے۔ اپنا دین دے کے بھیجا ہے۔ اور ہمارے ساتھ وعدہ کیا ہے اور ہم کام کریں گے جب تک اللہ کا وعدہ سچا نہ ہو۔ رستم نے پوچھا: اللہ کا وعدہ کیا ہے؟ کہا: جو زندہ رہیں گے ان پہ فتح پائیں گے اور جو ہم میں سے قتل ہو جائیں گے وہ شہید ہو کر جنت میں جائیں گے۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے ہمارے ساتھ،

میرے بھائیو!

جس اللہ نے ایمان فرض کیا۔

نماز فرض کی،

حج فرض کیا،

روزہ فرض کیا،

پورا دین فرض کیا،

اسی اللہ نے تبلیغ کا کام دیا ہے۔ وہی کہتا ہے جاؤ، جاؤ میرے پیغام کو لے کر پھیلو۔

خصوصیت اُمت محمدیہ: "کنتم خیر امۃ" تم بڑے اچھے لوگ ہو۔ کیسا خوبصورت خطاب ہے اللہ کا، یہ ایسا ہی خطاب جیسے کسی بچے کو کام پر لانا ہو تو کہتے ہیں ماشاء اللہ تم بڑے اچھے ہو، بڑے اچھے ہو، حالانکہ وہ بالکل ہی صفر ہے۔ تم بڑے اچھے ہو، اچھے ہو، وہ بھی خوش ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہمیں کہہ رہا ہے تم بڑے اچھے ہو، بڑے اچھے ہو، "کنتم خیر امۃ" بہت اچھے ہو بہت اچھے ہو۔ شاباش شاباش، کیوں کہا؟ یا اللہ! ہم اچھے کیوں ہیں؟ کہا: "اخرجت" نکالے گئے ہو۔ کہاں؟ رنگ محل کی طرف یا مال روڈ کی طرف یا لبرٹی کی طرف یا رائیونڈ تک فیکٹریاں بن گئیں، کدھر نکالے گئے؟ "للناس" لوگوں کی طرف، لوگوں کے نفع کیلئے۔ کونسا نفع؟ کس نفع کے لئے؟

ہسپتال بناتے ہو

یتیم خانے بناتے ہو

سڑکیں بناتے ہو

کونسے نفع کیلئے

یہ بھی تو نفع کی چیزیں ہیں۔ نہیں، نہیں، ایک خاص نفع ہے۔ یہ نفع تو کافر بھی پہنچا سکتا ہے۔ یہ گلاب دیوی ہسپتال بنا ہوا ہے۔ ہندو عورت نے بنایا تھا۔

یہ گنگا رام ہسپتال کھڑا ہے۔ ایک ہندو نے بنایا۔ وہ لیڈی ولنگڈن کھڑا ہے۔ ایک عیسائی عورت نے بنا دیا۔ یہ کنگ ایڈورڈ کالج کھڑا ہے۔ ایک عیسائی مرد نے بنا دیا۔

یہ سب نفع کے کام ہیں۔ یہ سارے نفع کے کام ہیں۔ لیکن ایک ایسا نفع ہے جو صرف تم

دے سکتے ہو۔ لوگوں کو اور دنیا میں ہندو، سکھ، عیسائی، دہریے، کالے، گورے، انگریز، افریقن، ایشین، یورپین، امریکی ہو وہ یہ نفع نہیں دے سکتے۔ وہ ایک خاص نفع ہے جو تم ہی انہیں دے سکتے ہو اور کوئی نہیں دے سکتا۔ اس وجہ سے تم سب سے بہتر ہو۔

"اخرجت" نکالے گئے، لوگوں کے نفع کیلئے، کونسا نفع یا اللہ؟ کہا تامرون بالمعروف "تم" لا الہ الا اللہ " کی دعوت دیتے ہو۔ ابن عباسؓ کے قول کے مطابق یہاں معروف سے مراد "لا الہ الا اللہ" ہے کہ تم " لا الہ الا اللہ " کا سبق سناتے ہو۔ اے لوگو! کلمہ پڑھ لو۔ اے لوگو! تم اللہ کے بن جاؤ۔ یہ کوئی نہیں پہنچا سکتا۔ سوائے تمہارے۔

"وتنهون عن المنكر" تم ان لوگوں کو گناہ سے روکتے ہو۔ نافرمانی سے روکتے ہو۔ تم ان کو شرک سے روکتے ہو۔ یہ کام تمہارے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔ اس لئے تم بڑے بہترین ہو۔ آپ میری تعریف کریں، مجھے کتنی خوشی ہوگی۔ میں آپ کی تعریف کروں تو آپ کتنے خوش ہوں گے۔ سب سے محبوب عمل اللہ کا اللہ کی بارگاہ میں ہے کہ اللہ کے بندے اس کی تعریف کریں۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے تفسیری اقوال کو چار جلدوں میں جمع کیا ہوا ہے۔ چار جلدیں ہیں۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن کی تفسیر میں جو کچھ کہا اس کو جمع کر لیا۔ اس کی چار جلدیں ہیں۔ سورۃ فاتحہ کی پہلی آیت کے بارے میں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی تعریف اتنی پسند ہے کہ قرآن کی ابتداء بھی اللہ نے اپنی تعریف سے کی اور کہا "الحمد لله رب العلمين" "سب تعریفیں اس اللہ کے لئے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔ تو اللہ کی تعریف کرنا، اللہ کا انتہائی پسندیدہ عمل ہے۔ یہ وہ عمل ہے جس پر دنیا اور آخرت کے دروازے، عزتوں کے، رزق کے، اللہ کھول دیتا ہے۔

امتِ محمدیہ کی ذمہ داری:

تو اللہ نے ہمارے ذمہ لگایا ہے "اخرجت" آج آئے۔ یہ نکالے گئے کا جو لفظ ہے "اخرجت" مجہول یعنی کس نے نکالا ہے؟ اس کو ذکر نہیں کیا گیا۔ اس کو اللہ نے اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ یہاں "اخرجت" کا مطلب بہت زبردست ہے۔ ہماری شان بیان کر رہا ہے۔ لفظ "

اعوجت'' وہ کس طرح؟

آپ کے گھر میں ولیمہ

آپ کے گھر میں کھانا

آپ کے گھر میں دعوت

کسی کو آپ نے فون پر کہا: میرے گھر آجاؤ۔

کسی کو آپ نے نوکر بھیج کر کہا: میرے گھر آجاؤ۔

کہیں آپ نے پوسٹ کر دیا کارڈ اور کہا فلاں تاریخ کو میرے گھر آؤ۔

کہیں آپ خود گئے، کسی کے گھر گئے۔ اس کے دروازے پر گئے۔ اس کے اندر گئے۔ کہا: جناب میرے گھر میں دعوت ہے، آپ تشریف لائیں۔ میں آپ کو بلانے آیا ہوں۔ جس کے گھر آپ خود چل کر گئے۔ یہ سب سے زیادہ عزت اور احترام ہے۔ جو آپ نے بلانے والوں میں سے ان کو دیا۔ خط سے بلانا، فون سے بلانا، نوکر کو بھیج کر بلانا، یہ ادنیٰ درجہ ہے۔ اور خود چل کر جانا یہ اعلیٰ درجہ ہے۔ ہمارے دیہاتوں میں اب بھی یہ ہے کہ جب شادی ہو جاتی ہے تو قریبی رشتہ داروں کو کارڈ نہیں بھیجتے، خود چل کے جاتے ہیں کہ آپ تشریف لائیں۔ یہ لفظ ''اعوجت'' یہاں یہ مطلب ادا کر رہا ہے۔

کہ ''اے امت محمد! میں تمہارا رب تمہیں خود بلانے آیا ہوں''

تمہیں خود بلانے آیا ہوں۔

کس کے لئے جا کے دکانیں کھول لو؟ کہا: نہیں! یہ میرے بندے مجھ سے بھٹک گئے۔ یہ میرے بندے مجھے چھوڑ گئے۔ جاؤ! انہیں میرا بنا دو۔ انہیں مجھ سے ملا دو۔

انہیں مجھ سے ملا دو۔

اللہ تعالیٰ داؤد سے فرما رہے ہیں کہ جاؤ حبب الناس الی و حببنی الی الناس۔

اے داؤد! جا لوگوں کے دلوں میں میری محبت بٹھا۔

جا! لوگوں کے دلوں میں میری محبت بٹھا دے۔

کہا: یا اللہ! تیری محبت کیسے بٹھاؤں؟ کہا:

با لائی و نعمائی و بلائی

میری نعمتیں بتا۔

میرے سا احسان بتا۔
میرا فضل بتا۔
میری پکڑ بتا۔ خود ہی لوگ مجھ سے محبت کریں گے۔

انداز دعوت انبیاء علیہم السلام:

اگر آپ قرآن دیکھیں جیسے نبیوں نے دعوت دی ہے ناں۔ اگر ہم سب ایسی دعوت دیں تو ہماری دعوت کی طاقت کہیں سے کہیں چلی جائے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت:

نوحؑ دعوت دے رہے ہیں:

اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا۔ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا

(سورۂ نوح
آیت ۱۶ تا ۱۸، ۱۹، ۲۰ پارہ ۲۹)

اللہ تعالیٰ کا پہلا داعی۔ پہلا پیغمبر۔ اس کی دعوت، کیا کہہ رہے ہیں؟ دیکھئے کیسے تمہارے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے کیسا آسمان بنایا۔ کیسا سورج چمکایا۔

کیسا چاند چمکایا
کیسا زمین کا فرش بچھایا

کیسے تمہیں یہاں سے بنایا یعنی لوٹایا یہیں سے نکالا۔ کیسے زمین کے راستے تمہارے لئے اللہ تعالیٰ نے مسخر کر دیئے، یہ تمہارا رب ہے۔

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا وَّقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ۔ (سورۂ نوح پارہ ۲۹)

یہ انبیاء علیہم السلام کی دعوت ہے کہ اللہ کے احسان بتاتے ہیں اور اللہ کی رحمت بتاتے ہیں۔ اور اللہ کی نعمتیں بتاتے ہیں۔

یہ ہمارا کام ہے کہ اللہ کی محبت لوگوں کے دلوں میں اتار دیں اور اللہ بھی اپنی محبت لوگوں کے دلوں میں بٹھاتا ہے۔ اپنی پکڑ سے کم ڈراتا ہے اپنی رحمت کی طرف زیادہ متوجہ ہوتا ہے۔

اللہ کی رحمت کی وسعت:

نَبِّئْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ وَاَنَّ عَذَابِیْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ۔

(سورۃ حجر آیت ۴۹،۵۰ پارہ ۱۴)

میرے بندوں کو بتاؤ۔ میں بڑا غفور رحیم ہوں۔

میرے بندوں کو بتاؤ میرا عذاب بڑا سخت ہے۔

لیکن یہ دونوں جملے برابر نہیں ہیں۔

میرے بندوں کو بتاؤ۔ انی یہاں تو اللہ خود آ گیا کہ میں خود انی میں انا میں۔ میں خود تو یہاں اپنی ذات کو خود پیش کر دیا۔ حاضر، حاضر، کا صیغہ جیسے تم میں، جیسے میں کہ ہوتا۔ وہ اور میں تو غائب ہے اور میں حاضر ہے، موجود ہے۔ انی میں انا میں خود الغفور ہوں الرحیم ہوں۔ میں الغفور الرحیم ہوں۔

عذاب کی کمی:

اب کہنا تھا عذاب بڑا سخت ہے تو کہا: ان عذابی میرا عذاب، میرا عذاب۔ یہاں یہ نہیں کہا کہ انی انا القهار الجبار میں خود بڑا قاہر اور جابر ہوں۔ تب جا کر دونوں آیتوں کا اگلا پچھلا برابر ہوتا۔ یہاں جب عذاب بتایا تو کہا: انی عذابی اپنے آپ کو پیچھے کر دیا۔ الــــی عذابی میرا عذاب، مضارف اور مضارف الیہ ایک جیسے نہیں ہوتے۔ جیسے:

میری کتاب، کتاب ایک اور چیز ہے، میں اور چیز ہوں۔

میرا قلم، قلم اور چیز ہے میں اور چیز ہوں۔

میرا نوکر، نوکر اور چیز ہے، میں اور چیز ہوں۔

میری گاڑی، گاڑی اور چیز ہے میں اور چیز ہوں۔

ایسے ہی مضارف اور مضارف الیہ عذابی اللہ تعالیٰ یہ کہہ رہے ہیں میں اور ہوں عذاب اور ہے۔

میں اور ہوں عذاب اور ہے۔ عذابی

وہاں کہا: انّی میں خود یہاں کہا عذابی میرا عذاب۔ ایک تو یہاں بتا دیا کہ عذاب اور ہے اور میں اور ہوں، پھر ھو ھو کے ساتھ اسکو غائب کر دیا۔ ھو وہ ھو غائب کے لئے ہوتا ہے۔ انا حاضر کے لئے ہوتا ہے ایک تو کہا: عذابی میرا عذاب۔ پھر اس کے ساتھ اس کو چھپا دیا میرا عذاب وہ۔ وہ کے ساتھ دور کر دیا۔ العذاب الالیم۔ بڑا دردناک ہے۔ تو یہ بھی دھمکی۔

لیکن جیسے خوشخبری ہے، جس وزن پہ خوشخبری ہے۔ جس وزن پہ محبت آئی ہے۔ اس وزن پہ انتقام نہیں آیا۔ اس وزن پہ غصے کا اور اس وزن پہ پکڑ کی خبر اس وزن پہ نہیں ہے۔ محبت کی خبر یہاں کھڑی ہے اور انتقام کی خبر یہاں کھڑی ہوئی ہے۔

زمین و آسمان کا فاصلہ درمیان کھڑا ہوا ہے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ نے ہماری ڈیوٹی لگائی ہے کہ اللہ کے بندوں کو اللہ کا بتا دیں۔ ان کے پیچھے پھر پھر کے، پھر پھر کے وہ اللہ، اللہ پکارتے پھریں۔ یہ تبلیغ کا کام ہے۔

نسیانِ اُمت:

یہ ذمہ داری ہمیں ملی ہے۔ چار مہینے سیکھنے کا نصاب ہے۔ چلہ سیکھنے کی چیز ہے یہ کوئی حرف آخر نہیں۔ یہ کوئی انتہا نہیں۔ یہ کوئی آخر نہیں۔ بھولا سبق ہے۔ زمانہ ہوا بھول گئے۔ مدت ہوئی۔

صیاد نے چھوڑا بھی تو کیا
تاب پرواز نہیں، راہ چمن یاد نہیں

ایسے لاہور نے پنجرے میں باندھا،
فیکٹریوں نے پنجرے میں باندھا،
تجارت نے پنجرے میں باندھا،
گھروں نے پنجرے میں باندھا،

بیوی، بچوں نے ایسا پنجرے میں باندھا کہ یہ ہی نہیں کہ کس چمن سے پکڑا ہوا پنچھی ہے اور آج چھوڑا بھی جائے تو اڑنے کی سکت نہیں کہ پنجرے میں رہتے، رہتے، رہتے اڑنے کی طاقت ہی ختم ہو گئی اور اگر اڑنا بھی چاہے تو اسے کوئی پتہ ہی نہیں ہے کہ میں کس چمن سے پکڑ کے یہاں ڈالا گیا تھا۔

بے قراری اُمت مقدمہ:

بھول چکے ہم یہ سبق، جس کام نے اس امت کو بے قرار کر دیا، پارے کی طرح اور ایک صدی کے اندر ساری دنیا میں اسلام پھیلا دیا۔

نہ گھر دیکھا،

نہ در دیکھا،

نہ حالات دیکھے،

نہ ضرورتیں دیکھیں،

نہ خواہشات دیکھیں،

اور یوں زمین ان کے آگے سکڑتی گئی اور فاصلے سمٹتے گئے

اور نہ دریا روک سکے۔

نہ پہاڑ روک سکے۔

نہ میدان روک سکے،

نہ صحرا روک سکا،

نہ فقر و فاقہ روک سکا،

نہ اسباب کی قلت روک سکی،

نہ گرمی اور سردی روک سکی اور رکاوٹ بن سکی۔

نہ بیوی بچوں کی محبت ان کے پاؤں میں زنجیر بن سکی۔ وہ ہر چیز سے آزاد ہو کر ساری دنیا کو "لا الٰہ الا اللہ" سناتے سناتے، سناتے اپنی قبریں پوری دنیا میں بنوا کے قیامت تک کے لئے ہمارے لئے حجت چھوڑ گئے کہ کلمے کے لئے یوں گھر چھوڑے جاتے ہیں اور یوں مرا جاتا ہے۔

صحابہ (رضی اللہ عنہم) کے مدفن:

وہ افریقہ جا کر دیکھو۔ قدام ابن نافع بسکرا کے صحرا میں، عقبہ کا قریشی اور بسکرا کے صحرا میں پڑا ہوا ہے۔

رویفع انصاری لیبیا میں پڑے ہوئے ہیں۔

ابوزمعہ انصاریؓ تیونس میں دفن ہیں۔

ابولبابہ انصاریؓ تیونس میں دفن ہیں۔

سعید بن عباسؓ اور عبدالرحمٰن بن عباس حضور ﷺ کے چچا کے بیٹے شمالی افریقہ میں دفن ہیں۔

عبدالرحمٰن الغافقی جنوبی فرانس میں ان کی قبر دو، تین سو سال تک کھڑی رہی۔ اب اس کا کوئی نشان نہیں ہے۔

اصفہان میں ایران میں ہمارے پتہ نہیں اب ہے کہ نہیں پر اسی زمین نے اس کو اپنی گود میں لیا تھا۔

تستر ایران کے میدان میں براء بن مالکؓ جیسا وہ انصاری جس کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے کہا تھا: یہ جس بات پر قسم کھاتا ہے اللہ اس کی قسم کو جھوٹا نہیں ہونے دیتا۔ اس کی بات کو پورا کر دیتا ہے۔ تستر کے میدان میں دفن ہوئے۔

عمرو بن معدیکرب الزبیدیؓ کتنے سردار وہ نہاوند کے میدان میں۔

نعمان بن مقرن خراسان میں۔

ابورافع غفاریؓ خراسان میں۔

عبدالرحمٰن ابن سمرہ خراسان میں۔

خالد بن ولیدؓ، بلال حبشیؓ یہ بڑے بڑے سردار شرحبیل بن حسنہ، ضرار بن الاسود، عبادہ بن صامت، عبدالرحمٰن بن معاذ اور معاذ جبل اور عبداللہ بن رواحہ اور زید بن حارثہ جعفر بن ابی طالبؓ یہ سارے سرزمین شام میں بکھرے پڑے ہیں۔ ان کی قبریں آج بھی محفوظ ہیں۔

اور ادھر حذیفہ بن الیمان اور سلمان فارسی۔ عراق کے اندر۔

عقبہ بن عامر انصاری اور عمرو بن العاص اور عبداللہ بن عمرو عاصؓ یہ مصر کے میدانوں میں آج بھی ان کی قبریں موجود و مشہور ہیں۔

اور ربیع بن زیاد الحارثی جوجان، ترکستان کے علاقہ میں اور قثم بن عباسؓ آل رسول میں سے سمرقند میں، ان کی قبر آج بھی موجود ہے۔

ابوایوب انصاریؓ رسول پاک ﷺ کے میزبان۔ رسول ﷺ کی سواری جس گھر میں اتری، جہاں پہلا پڑاؤ ہے۔ اس مدینہ کی اتنی بڑی ہستی، اتنی بڑی شخصیت جسے کوئی ضرورت نہیں

تھی مدینہ چھوڑ کے کہیں اور مرنے کی۔ استنبول میں ان کی قبر آج بھی موجود ہے۔

ابوطلحہ انصاریؓ ، بحار روم میں ان کی قبر بنی ، آج تک کسی کو نہیں پتہ کہ وہ مدینے کا سردار کہاں دفن ہے؟ آج اللہ کے سوا اس کے مقام کو کوئی نہیں جانتا۔

قبرص میں اُم حرام بنت ملحان انصاریہؓ یہ عورت اپنے خاوند عبادہ بن صامتؓ کے ساتھ نکلیں ، وہاں انتقال ہوا ، وہاں ان کی قبر بنی ، اس طرح ۹۰ برس کے اندر یہ قافلہ بے سرو سامان مدینے سے نکلا تھا۔ اس قافلے نے ۹۰ برس کے اندر اپنی زندگی کے چراغ گل کئے۔ اپنی خواہشات کا قبرستان اپنے سینوں کو بنایا۔ اپنی خواہشات کو اپنے سینوں میں دفن کیا۔ اپنے اندر اپنے جذبے لے کر مر گئے لیکن پوری دنیا کے گھروں میں ایمان کی شمعیں جلا دیں۔

صحابہؓ کی بے سروسامانی اور استقامت:

یہ خود پیٹ پہ پتھر باندھ کے چلے،

ننگے پاؤں چلے،

چیتھڑوں کے ساتھ چلے،

پیدل چلے،

دیوانہ وار چلے،

عشق و محبت و مستی میں چلے اور اللہ کا کلمہ پوری دنیا میں گونجتا چلا گیا۔ اگر وہ بھی یہی کہتے: کمانا بھی فرض ہے۔

بیوی بچوں کا پیٹ پالنا بھی فرض ہے۔

تو آج مسجد رائے ونڈ کا وجود نہ ہوتا۔

لاہور میں نکلو تو حیدنہ گونجتا۔

کچھ لوگوں نے گھر چھوڑے،

گھر سے بے گھر ہوئے۔ در سے بے در ہوئے۔

تب جا کے اس کلمے کو وجود ملا اور سارا عالم اس سے روشن ہوا۔

قابلِ رشک اُمت:

میرے بھائیو!

تبلیغ کوئی نیا کام نہیں ۔ بھولا ہوا سبق یاد کیا جا رہا ہے۔ جس پر اس امت کو عزت ملی، فضیلت ملی۔

جس پر یہ امت اللہ کی بارگاہ میں نبیوں کا مقام لے گئی کہ قیامت کے دن یہ امت نبیوں کی شان کے ساتھ اُٹھائی جائے گی اور ان کا نور نورھم مثل نور الانبیاء قیامت کے دن اس امت کا نور نبیوں کے نور کی طرح ہوگا اور جنت الفردوس میں جب یہ نکلیں گے اپنے گھوڑے پہ چڑھ کے اور اپنی سواری پر سوار ہو کے اور جنت کی پوشاک کے ساتھ تو پوری جنت چمک اُٹھے گی۔ نیچے والے جنتی کہیں گے:

واھاً لھذا النور

یہ نور کیسا نور ہے کہ جس نے جنت کے نور کو بھی شرما دیا ہے۔ تو ان سے کہا جائے گا کہ یہ جنت الفردوس کا جنتی ہے جو اپنے ملک کی سیر کو نکلا ہے۔ یہ اس کے چہرے کا نور ہے۔ وہ کہیں گے: یا اللہ! یہ نور اسے کیسے ملا؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: یہ اس لئے ملا کہ تو گھر میں بیٹھتا تھا، یہ میرے راستے میں دھکے کھاتا تھا۔ تم اور یہ کیسے برابر ہو سکتے ہیں؟

یہ مال خرچ کرتا تھا تو مال جمع کرتا تھا۔

یہ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر مجھے یاد کرتا تھا تو ساری رات خواب خرگوش کے مزے لیتا تھا۔ تو اور یہ کیسے برابر ہو سکتے ہیں۔

حور کی صفات:

اور حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ:

ان فی الجنۃ حوراء یقال لھا العیناءؑ

جنت میں ایک لڑکی ہے حوراء۔ حور جمع ہے، اردو میں حور بولا جاتا ہے لیکن حور اصل میں جمع ہے اور اس کا واحد ہے حوراء۔ حوراء کا مطلب ہے جس کو دیکھ کر انسان حیران ہو جائیں گے۔ حیرت سے ہے حوراء۔

دوسرا مطلب موٹی آنکھ، اندر میں سیاہی، زبردست سیاہ اور زبردست سفید۔ آنکھ جس کی موٹی ہو اور سیاہی اور سفیدی جس کی کامل اور پلکوں کے بال یوں آگے پھیلے ہوئے ہوں، اس کو کہتے ہیں حوراء۔

پر کی طرح اس کی پلکوں کے بال یوں پھیلے ہوں۔ اس کا نام عیناء ہے۔ اگر موت کو موت نہ ہوتی تو اسے دیکھ کر سارے مر جاتے۔ پر موت جو مر گئی اس لئے دیکھ سکیں گے لیکن اگر موت ہوتی تو بس پہلی نظر پہ ہی سارے مر جاتے۔

یمشا ثـــر البــطــل الــکـمـی نیـرس

و یـــحـــول بیـــن فـــواده و عـــنـانـــــه

حق نے تو کہیں اور فٹ Fit کیا تھا میں نے حور پہ فٹ کر دیا۔ اگر موت کو موت نہ ہوتی تو سارے دیکھ کر مر جاتے۔

اس کے جسم پہ سو جوڑے، ہر جوڑے میں الگ رنگ، الگ ڈیزائن، اور ہر جوڑے کے لحاظ سے اس کے چہرے کے حسن و جمال کے زاویے، خدوخال اسی کے مطابق ڈھلے ہوئے اور سو جوڑوں میں اس کا جسم پورا چاندی کی طرح نظر آتا ہے۔

اور ادھر اس کے ستر ہزار نوکر ہوتے ہیں۔

اور اُدھر اس کے ستر ہزار نوکر ہوتے ہیں۔

ایک لاکھ چالیس ہزار خدام کے درمیان وہ چلتی ہے اور یہ صرف اس کی نہیں جنت کی ہر حور میں یہ صفت ہے جب وہ ایک قدم رکھتی ہے تو ایک قدم سے ایک لاکھ قسم کے ناز و انداز اس کے جسم سے پھوٹتے ہیں۔ ناز و نخرہ، حسن و جمال، ناز انداز۔ ایک قدم، صرف ایک قدم رکھنے میں ایک لاکھ قسم کے جلوے اس کے جسم سے ظاہر ہوتے ہیں۔

ان اقبلت او ادبرت فھی مقبلۃ

جب وہ سامنے چل کر آتی ہے تو بھی اس کا چہرہ سامنے اور جب وہ پیٹھ پھیرتی ہے اور پشت کر کے جاتی ہے تو بھی چہرہ سامنے رہتا ہے۔ اس کا چہرہ غائب نہیں ہوتا۔

ان اقبلت او ادبرت فھی مقبلۃ

وہ پیٹھ پھیرے پھر بھی سامنے، وہ سامنے آئے پھر بھی سامنے۔

وہ ایک قدم اٹھائے تو ایک لاکھ ناز و انداز دکھائے۔ وہ بولے تو ساری جنت میں گھنٹیاں بج جائیں اور ساری جنت میں یوں لگے جیسے ساز و آواز کے لاکھوں راگ چھڑ گئے ہوں اور اگر وہ مسکرائے تو اس کے دانتوں کی چمک سے ساری جنت روشن ہو جائے اور وہ پکارتی ہے۔ یہ جنت کی ہر عورت کی صفت ہے اور عینا اس سے بالا ہے۔

وہ نکلتی ہے اور پکار کر کہتی ہے:

این الامرون بالمعروف والناھون عن المنکر

کہاں ہیں بھلائیوں کے پھیلانے والے، اور کہاں ہیں برائیوں کے مٹانے والے۔

انی لکل من امر بالمعروف ونھیٰ عن المنکر

"میں ہر اس شخص کے لئے ہوں جو بھلائی پھیلائے اور برائی مٹائے"

پہلی امتوں کو یہ ملی ہی نہیں سکتی۔ ان کے ذمہ تو یہ کام ہی نہیں تھا۔ یہ تو ہے ہی انہیں کے لئے۔ ملتان میں میں نے بیان کیا ایک لڑکا آ گیا۔ کہنے لگا: یہ ایک ہے یا زیادہ ہیں؟ میں نے کہا: کیوں؟ کہنے لگا: ایک ہے پھر تو نہیں ملتی۔ وہ تو پہلے ہی لے جائیں گے اور اگر زیادہ ہیں تو ہم بھی امیدوار ہیں۔ میں نے کہا: فکر نہ کرو۔

حور کے پیدا ہونے کی جگہ اور کیفیت:

جنت میں ایک نہر ہے۔ اس کا نام ہے بیدخ۔ جو موتیوں سے ڈھکی ہوئی۔ اس کے اندر مشک، زعفران، عنبر چلتا ہے اور اللہ کے نور کی تجلی پڑتی ہے اور اس میں سے پوری حور کامل ہو کر باہر نکل آتی ہے۔ وہ پیدا نہیں کہیں ہوتی کہ ابھی پیدا ہوئی ہے۔ ابھی دانت کوئی نہیں ہے اور وہ پڑی ہوئی ہے اور دوسری حور اس کو دودھ پلا رہی ہے۔ پھر اس کو اٹھا کے جھولا دے رہی ہے۔ پھر اس نے لڑھکنا شروع کیا۔ پھر چلنا شروع کیا۔ پھر پکڑنا شروع کیا۔ پھر بولنا شروع کیا۔ پھر وہ ایک ماہ کی ہوئی، پھر ایک سال کی، پھر دس سال کی، پھر پندرہ سال کی جوان ہوئی، ایسا نہیں ہے۔

ناشئات ولیست مولودات

وہ پیدا نہیں ہوئی۔ وہ ناشئات ہیں، ناشئات کا کیا مطلب؟ ایک دم پروان چڑھی ہے۔ ادھر مشک، عنبر، زعفران، کافور اللہ کا امر آتا ہے اور اس کے نور کی تجلی پڑتی ہے اور ادھر ا لگے لمحے پوری کامل ا کمل، حسن سے، جوانی سے بھرپور، خوبصورت لڑکی نکل کر باہر کنارے پر آ جاتی ہے اور جب اس میں جوانی کا پورا رس بھر جاتا ہے تو فرشتے اس کے اوپر خیمہ لگا دیتے ہیں۔ جب خیمہ لگتا ہے تو ساری مل کر گاتی ہیں:

حوروں کا نغمہ:

این خطابنا این رجالنا این من نحن له

''ہے کوئی ہم سے منگنی کرنے والا؟ کہاں ہیں ہم سے منگنی کرنے والے؟ کہاں ہیں ہمارے خواہش مند؟ کہاں ہیں ہم سے شادی کرنے والے؟

نحن الخالدات فلا نموت ابدا نحن الراضيات فلا نسخط ابدا

نحن المقيمات فلا نرحل ابدا و نحن المحبات فلا نتغير ابدا

یہ ایک نغمہ ہے جو مل کر گاتی ہیں کہ ہم زندہ، موت نہ دیکھیں گی۔

جوان بڑھاپا نہ دیکھیں گی۔

ہم محبت والی، کبھی لڑائی نہیں کریں گی۔

راضی رہنے والی، کبھی ناراض نہ ہوں گے۔

حضرت علیؓ کا قول بر شادی:

حضرت علیؓ سے کسی نے پوچھا: شادی کا کیا مطلب ہے؟ کہا:

سرور شهر وهموم دهر وقصور ظهر ودخول قبر۔

ایک مہینے کا عشق، ساری زندگی کی لڑائی۔ ایک مہینے کی عشق معشوقی ساری زندگی کا ڈانڈا سوٹا، پھر کمر کا ٹوٹنا، پھر قبر میں جانا۔ یہ شادی ہے۔

حوروں کا کلام:

لہٰذا وہ کہیں گی:

نحن الراضيات فلا نسخط ابدا

''ہم راضی ہیں، ہم نہیں لڑیں گی''

ونحن المقيمات فلا نرحل ابدا

''ہم تیرا ساتھ دیں گی، کبھی تیرا ساتھ چھوڑ کے نہیں جائیں گی۔''

ہم کامل ہیں، تبدیلی نہیں آئے گی۔

ہم محبت والی ہیں، غداری نہ دیکھو گے۔ ہم حسن و جمال والی ہیں، جن کے جمال کو زوال نہیں۔ یہاں تو بڑے سے بڑے حسن کو بڑھاپا ایسے جھریوں سے بھر دیتا ہے جیسے مکڑی کا

جالا لپٹے تانے بانے سے چھت کو بھر دیتا ہے۔ یہ باتیں دنیا کی عورتوں میں تو ہیں نہیں۔

ایمان دار عورتوں کی جنت کی حوروں پر فضیلت:

مرض بھی ہے، بڑھاپا بھی، لڑائی بھی، پریشانی بھی ہے تو اس کا جواب یہ کیا دیں گی۔
یہ جواب میں کہیں گی:

نحن المصلیات فما صلیتن
ہم نے نماز پڑھی، تم نے کوئی نہیں پڑھی۔

نحن الصائمات فما صمتن
ہم نے روزے رکھے تم نے کوئی نہیں رکھے۔

نحن المتوضات فما توضاتن
ہم نے وضو کیے، تم نے کوئی نہیں کیے۔

نحن المتصدقات فما تصدقتن
ہم نے اللہ کے نام پر خرچ کیا، تم نے نہیں کیا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں: فغلبنھن ان چار باتوں کی وجہ سے ایمان والی عورتیں جنت کی عورتوں پر غالب آجائیں گی اور میں نے بتایا: ستر ہزار گنا زیادہ حسن و جمال اللہ اُن کو دے گا۔ تو کیا ہوا، یہاں دنیا میں مردوں پہ غالب، جنت میں حوروں پہ غالب۔

یہاں بھی ڈاھڈی، وہاں بھی ڈاھڈی

یہ جو اس امت کو ملنے والا ہے۔ اوہو اوہو! ہم تو اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اس لئے میرے بھائیو!

تبلیغ کا کام دعوت ایمان ہے:

ایمان کی دعوت، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف بلانا، یہ تبلیغ کا کام ہے۔ اس کے لئے اللہ نے ہمیں بھیجا ہے کہ مجھے اپنا بنالو۔ میرے رسول ﷺ کے طریقوں پہ آجاؤ اور اپنے ماتھوں کو سجدوں سے سجا دو اور اپنے دل کو میری اور میرے رسول ﷺ کی محبت سے روشن کر دو اور اپنے وجود کو میرے رسول ﷺ کی اطاعت سے خوبصورت کر دو۔

پھر اپنی جان اور مال کو لے کر گھر گھر پھرو، در در پھرو، ملک ملک پھرو اور یہی صدا

لگاؤ: اے لوگو! اللہ کی مان لو۔ یہ ہے تبلیغ کا کام۔

اس کے لئے چار مہینے، یہ چلہ تو صرف سیکھنے کا نظام ہے۔ یہ کام ساری زندگی کا ہے۔
ہم توبہ کریں کہ یا اللہ! آج تک جو ہوا وہ معاف کر دے۔ آئندہ وہ کریں گے تو جو چاہتا ہے اور جو تیرا محبوب چاہتا ہے اور تیرے پیغام کو ہم نے دنیا میں نہ پھیلایا، تیرے کلمے کیلئے ہم نے گھروں کو نہ چھوڑا، اے اللہ! ہمیں معاف کر دے۔ آئندہ تیرے پیغام کو لے کر ہم بھی در در پہ صدا لگائیں گے۔

کبھی عرش پہ کبھی فرش پہ
کبھی در بدر کبھی ان کے گھر

.....

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بے مثال زندگی

حضرت مولانا محمد طارق جمیل صاحب مدظلہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّي عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ (سورۃ فاطر آیت نمبر۵) وقال النبی ﷺ یا ابو سفیان واللہ لتموتن ثم لتبعثن ثم لیدخلن محسنکم الجنۃ ومسیئکم النار او کما قال ﷺ

میرے بھائیو اور بہنو! ایک زمانہ ایسا تھا جب کچھ نہ تھا۔

وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ

اللہ کی ذات جو ابتدا اور انتہا سے پاک ہے ، وہی اکیلا اپنی ذات کے ساتھ تھا اور اس کا عرش پانی پر تھا، اللہ پاک کی ذات ابتداء اور انتہا سے پاک ہے، نہ اس کی ابتدا ہے اور نہ اس کی انتہا ہے۔

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ کائنات بنائی اور سجائی، اور دوسرا زمانہ ہم پر وجود کا آیا

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا

(سورۃ الدھر آیت نمبر۱)

اے انسان! تمہیں وہ دن یاد ہے جب تم کچھ بھی نہیں جانتے تھے۔ نہ زمین میں نہ آسمان میں کہیں بھی تمہارا وجود نہیں تھا۔

پھر اگلا دور آیا۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ (سورۃ الاعراف آیت نمبر۵۴)

تمہارا رب وہ اللہ ہے جس نے چھ دن میں زمین اور آسمان بنائے ، پھر عرش پر تخت بچھایا دن اور رات کا نظام چلایا سورج ، چاند، ستارے سیاروں، ستاروں کو اپنے تابع

فرمایا۔

پھر تیسرا مرحلہ آیا۔

جاعل الملئکۃ اولی اجنحۃ مثنی وثلث وربع (سورۃ فاطر آیت نمبر۱)

فرشتوں کو پیدا فرمایا نور سے ان کے پر بنائے، کسی کے دو کسی کے چار کسی کے ہزار، کسی کے چھ سو کسی کے کتنے۔

پھر چوتھا مرحلہ تخلیق کا آیا کہ اعلان ہوا۔

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً (سورۃ البقرہ آیت نمبر۳۰)

میں زمین میں اپنا نائب بھیجنے والا ہوں۔

پھر اگلا مرحلہ آیا

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَۃٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِیْہِ فَجَعَلْنٰہُ سَمِیْعًا م بَصِیْرًا

(سورۃ الدھر آیت نمبر۲)

سب کا خالق اللہ:

ہم نے تمہیں مرد و عورت کو جوڑ کر تمہارے لئے پیدائش کا سلسلہ قائم فرمایا۔ کس لئے۔

ہم نے خود نہیں دنیا میں آئے، اس بات پر سب بہن بھائی غور فرمائیں کہ ہم خود نہیں آئے، ہم مرد ہیں اندر مستورات ہیں۔ ہمارا مرد ہونا ذاتی انتخاب نہیں، مستورات کا عورت ہونا ذاتی انتخاب نہیں ہے، ایک آیت بتادی ہے۔

یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی (سورۃ الحجرات آیت نمبر۱۳)

اے لوگو! ہم تمہیں کسی کو مرد بنایا، کسی کو عورت بنایا۔

پھر آگے ہم مختلف خاندانوں سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ کوئی راجپوت ہے، کوئی پٹھان ہے۔ کوئی شیخ ہے، کوئی ایرانی ہے، کوئی تورانی ہے!!!۔

وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ

یہ قبیلے بھی میں نے تمہارے بنائے۔

یہ قبیلے ہمارے ذاتی انتخاب سے تو نہیں بنتے، ہم نے کوئی درخواست دی تھی کہ ہمیں فلاں قبیلے میں پیدا کیا جائے؟ نہیں

وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ

میں نے تمہارے خاندان اور قبیلے بنائے

پھر آگے شکل وصورت ہے کہ کیسی شکل وصورت ہے کہ کیسی شکل ہو، کالا رنگ ہو، خوبصورت ہو، بدصورت ہو، اس کو پھر الگ بیان فرمایا:

هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۶)

تمہارا رب ہی ہے جو تمہیں جیسی چاہتا ہے شکل عطا فرماتا ہے۔

یہ ایک ایسی ہمارے سامنے حقیقت ہے کہ جس کا کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا کہ آنے کے بعد اب جانا بھی ضرور ہے۔ ہم دو مرحلوں میں بالکل مجبور ہیں۔ اپنی مرضی سے پیدا نہیں ہوئے۔

اپنی مرضی سے مرد اور عورت نہیں بنے۔

اپنی مرضی سے ہماری شکل نہیں بنی۔

ایسے ہی اپنی مرضی سے ہماری موت نہیں آئے گی۔

قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ

(سورۃ سبا آیت نمبر ۳۰)

ایک دن ہمارے علم میں طے ہے۔ جب وہ آئے گا تو کائنات کی کوئی طاقت کوئی سبب تمہیں اس سے بچا نہیں سکتا۔

واذا المنية انشبت اظفارها

جب موت کی گاڑی پہنچتی ہے۔

الفيت كل تميمة لا تنفع

تو دیکھتا ہے کہ ساری تدبیریں ٹوٹ جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے دو جگہ پر مجبور کردیا، پیدائش میں اور دوسرا موت میں۔ درمیان میں تھوڑا سا عرصہ ہے اس میں بھی اللہ باندھ کے رکھ دیتا، کوئی بھی نافرمان نہ ہوتا، نہ کوئی مردنا

فرمان ہوتا نہ کوئی عورت نافرمان ہوتی، دنیا میں کوئی کافر نہ ہوتا۔

وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰی ھا

ہم چاہیں تو سب کو ہدایت دے دیں۔

زمین وآسمان کو اللہ تعالیٰ مضبوطی کے ساتھ چلا رہا ہے، تو ہمارا تو وجود ہی پانچ چھ فٹ کا ہے، ہمارے اوپر اللہ کی طاقت کیسے نہیں چل سکتی۔

ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ۚ بَنٰهَا رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰهَا وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰهَا وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰهَا وَالْجِبَالَ اَرْسٰهَا مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ (سورۃ النازعات آیت نمبر ۳۳)

مجھے بتاؤ تمہارا بنانا مشکل ہے یا آسمان کا بنانا مشکل ہے؟ تمہارا انتظام کرنا مشکل ہے یا زمین وآسمان کا انتظام کرنا مشکل ہے؟ میں نے آسمان کو بنایا، اس کی چھت کو موٹا کیا اس کو اونچا کیا، زمین کو پست کیا، پھر اس کو بچھایا اور اس میں پہاڑوں کو لگایا، درخت اگائے سبزہ اگایا، نہروں کے جال بچھائے تمہارے لئے میٹھا پانی نکالا۔

جب یہ نظام اللہ کے قابو میں ہے، تو ہم سب کو ٹھیک چلانا اللہ کے لئے مشکل کیا ہے؟

پوری کائنات پر اللہ کا قبضہ:

صرف ایک حکم دے تو سب کو ہدایت مل جائے۔

يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا (سورۃ فاطر آیت نمبر ۴۰)

زمین وآسمان اسکے سامنے جھکے ہوئے ہیں۔

ایتیا طوعا او کرھا

اے زمین آسمان میرے تابع ہو جاؤ

تو زمین وآسمان نے کہا۔

اتینا طائعین

اے اللہ ہم آپ کے تابع ہیں۔

تو اس ساری کائنات کو جس نظام سے اللہ تعالیٰ چلا رہا ہے، اس میں ہمیں باندھ دیتا ہے، سورج زمین سے بارہ لاکھ گنا بڑا ہے وہ نافرمانی کرتا، وہ کہتا آج میں نکلا ہوں کل نہیں نکلوں گا، چاند کہتا ہے کہ اے اللہ لوگوں سے کہہ دے کہ اپنے عی ذمے رات کو نکلنا ہے، میں دن کو نکلوں گا، سورج کو کہہ وہ رات کو نکلے۔

اتنی بڑی مہیب کائنات ہے، کہتے ہیں کہ اس کائنات کے 97 فیصد حصے میں روشنی کوئی نہیں، اندھیرا ہے اس کو بلیک ہول کہتے ہیں اور وہاں مادے کا اتنا وزن ہے کہ اگر ہمارے سارے نظام شمسی کو جس میں سورج، چاند، نو سیارے اور کئی ارب چھوٹے ستارے ہیں اور وہ ساڑھے سات ارب میل میں پھیلا ہوا ہے، ساڑھے سات ارب میل کا نظام شمسی ایک پلڑے میں رکھا جائے اور بلیک ہول میں سے ایک چمچ جو مادہ ہے یہ پورے ہمارے نظام شمسی سے زیادہ وزنی ہے اور پھر جو تین فیصد ہے، اس تین فیصد میں کوئی دس کھرب (Galaxies) یعنی کہکشائیں ہیں اور ہر کہکشاں میں کھرب ہا کھرب سیارے ہیں، ابھی تک دور ترین سیارہ جو دیکھا گیا ہے اُس کی روشنی کو زمین پر آنے میں، 14 ارب سال لگتے ہیں، ایک سیکنڈ میں روشنی ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل کا سفر کرتی ہے۔

پھر ایک منٹ،

پھر ایک گھنٹہ،

پھر ایک دن،

پھر ایک مہینہ،

پھر ایک سال،

پھر سو سال،

پھر ہزار سال،

پھر لاکھ سال،

پھر کروڑ سال،

پھر ارب سال،

پھر چودہ ارب سال،

روشنی اپنی رفتار سے سفر کرے تو اب جا کر اسکی شعاع اس زمین پر پڑتی ہے اسکی پہلی شعاع کا فوٹو جو زمین والوں نے لیا ہے وہ چودہ ارب سال پرانا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ ساری کائنات مچھر کا پر ہے، کہا یہ مچھر کا پر ہے،

اب اتنی بڑی کائنات کو وہ سنبھال کے چل رہا ہے۔ اس میں ذرہ بھر بھی انحراف نہیں تو ہمیں بھی ایک حکم دیتا کہ سیدھے ہو جاؤ، کون نافرمان ہوتا؟ ہمارے ساتھ یہ نہیں، کیوں؟

لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا (سورۃ الملک آیت نمبر۲)

ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ میری مان کے کون چلتا ہے۔

اپنی مان کے کون چلتا ہے اللہ کو کون راضی کرتا ہے اور اپنے من کو اور اپنے نفس کو کون راضی کرتا ہے، اس امتحان میں۔

خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا

ہم نے زندگی اور موت کا نظام چلایا ہے یہ دیکھنے کے لئے کہ تم میں کون ہے، جو ہماری مان کے چلتا ہے۔

ہم آزاد نہیں ہیں!:

میرے بھائیو اور بہنو! یہاں ہم آزاد نہیں ہیں۔

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا (سورۃ مومنون)

میرے بندو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کیسے زندگی گزار رہے ہو۔

جیسے تمہیں آزاد پیدا کیا گیا ہے تم پر کوئی نگہبان نہیں ہے، تمہیں خبر نہیں ہے کہ:

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ (سورۃ ق آیت نمبر۱۸)

تمہاری زبان کا ہر بول کو لکھ رہا ہوں۔

بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ (سورۃ زخرف آیت نمبر۸)

میرے فرشتے تمہارے ہر بول کو لکھ رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی کھلی کتاب ہمیں بتا رہی کہ تمہارا ہر بول لکھا جاتا ہے۔

يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ

تمہاری آنکھ غلط دیکھتی ہے وہ بھی لکھا جاتا ہے۔ تمہارے اندر غلط جذبات پیدا ہوتے ہیں وہ لکھا جاتا ہے۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ (سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۱۶)

زمین و آسمان اور جو کچھ اس میں ہے میں نے کوئی کھیل کود کے لئے تو نہیں پیدا کیا۔

لَوْ اَرَدْنَا اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا (سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۱۷)

اگر مجھے کھیل کا کوئی تماشہ بنانا ہی ہوتا، اپنے پاس بناتا، تمہیں پیدا میں نے اس لیے تھوڑا ہی کیا ہے۔

تو جب ہم خود نہیں بنے اور خود جانا بھی نہیں اور پھر مر کے مر جاتے تو بڑا مسئلہ آسان تھا اگر مر کے، مر جاتے پھر چاہے ایسے خوبصورت گھر ہو یا جھونپڑے ہوں کوئی نہیں بات تھی مر کے مٹی ہو جاتا ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ مر کے مرتا نہیں، مر کے نئی زندگی میں داخل ہوتا ہے، حضرت علیؓ کا ارشاد ہے۔

اَلنَّاسُ نِيَامٌ

لوگ سوئے ہوئے ہیں۔

اِذَا مَاتُوْا انْتَبَهُوْا

جب موت آئے گی تو آنکھ کھل جائے گی۔

یہ دنیا ایک خواب ہے ایک آدمی خواب دیکھ رہا ہے، میں بڑے خوبصورت گھر میں بیٹھا ہوں، ایک آدمی خواب دیکھ رہا ہے میں جھونپڑے میں بیٹھا ہوں، ایک آدمی خواب دیکھ رہا ہے میں ہل چلا رہا ہوں ہا ایک آدمی خواب دیکھ رہا ہے میں ریڑھی چلا رہا ہوں، موت آئی قبر کی مٹی دونوں کو برابر کر دیتی ہے، ایسے گھر میں رہنے والے کیلئے ٹائلیں نہیں لگائی جاتی، اور جھونپڑے میں رہنے والے کے لئے وہی سادہ مٹی نہیں ہوتی، یہ بھی اسی مٹی میں جاتا ہے۔

قطر ہماری جماعت گئی ہوئی تھی ایئر پورٹ پر واپس آرہے تھے، تو راستے میں ایک محل دیکھا، بہت لمبا چوڑا، میں نے سمجھا کہ شاید شاہی خاندان میں سے کسی کا ہے تو میں

نے پوچھا کہ یہ کس امیر کا ہے، تو ہمارے ساتھی بتانے لگے یہ کہ شاہی خاندان کا تو نہیں ہے لیکن قطر کا سب سے بڑا تاجر تھا، قطر میں سب سے زیادہ مالدار اور سب سے بڑا تاجر تھا اور یہ اس کا محل ہے، بنانے کے بعد پانچ سال رہنے کی نوبت نہ آئی پھر مر گیا اور اس کی جہاں قبر ہے وہاں قطر کا سب سے فقیر بدو دفن ہے، ایک طرف قطر کا امیر ترین تاجر اور ایک طرف قطر کا سب سے فقیر بدو جو سارا دن بھیک مانگ کے چلتا تھا، ان دونوں کی قبر ساتھ ساتھ ہیں کہ قبر میں دونوں کو برابر کر دیا گیا۔

مر کے مرجاتے تو مرے ہو جاتے مر کے مرنا نہیں۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ

اے لوگو! خوب سن لو کہ میرا وعدہ سچا ہے۔

وہ کیا وعدہ ہے؟

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ (سورۃ طٰہٰ ۵۵)

اس مٹی سے بنایا یہیں واپس پہنچا دوں گا۔

وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرٰى (سورۃ طٰہٰ)

اسی سے تمہیں دوبارہ زندہ کر دوں گا۔

قُلْ بَلٰى وَرَبِّي لَتُبْعَثُنَّ

تین مرتبہ قرآن میں اللہ نے قیامت کے وجود پر قسم کھائی ہے کہ تیرے رب کی قسم تمہیں اٹھایا جائے گا۔

قل ای وربی انہ لحق

تیرے رب کی قسم قیامت کے دن اٹھنا حق ہے اور موت حق ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اشهد ان وعدك حق والجنة حق والساعة اٰتية لا ريب فيها وانك تبعث من في القبور

اللہ کے حبیب کا ارشاد ہے کہ اے اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرا سچا وعدہ ہے، جنت حق ہے، جہنم حق ہے، موت ہے، اور قیامت حق ہے اور تو ہمیں مار کے دوبارہ زندہ

کرے گا، یہ حق ہے۔

وانك تبعث من في القبور

اور تو ہر قبر میں جانے والے کو جانتا ہے چاہے فضا میں بکھر جائے

ہندو جلا کے فضا میں بکھیر دیتے ہیں، ہم مٹی میں دبا دیتے ہیں، کوئی آگ سے

راکھ بنا دیتے ہیں لیکن اس کا علم کامل ہے کہ

قل ان الاولين والاخرين لمجموعون الىٰ ميقات يوم معلوم

تمہارے پہلے بعد والے سب کے سب کو میں ایک دن میں جمع کروں گا۔

إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيقَاتًا (سورۃ النباء آیت نمبر ۱۷)

وہ دن جو متعین ہو چکا ہے۔

إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيقَاتُهُمْ أَجْمَعِينَ (سورۃ الدخان)

تم سب کے لئے وہ دن متعین ہے۔

عورت ہے، مرد ہے، غریب ہے، فقیر ہے، بادشاہ ہے، سب کو اللہ کی بارگاہ میں کھڑے ہونا ہے یہ اس سے بڑا مسئلہ ہے، دنیا میں آنا ایک بڑا حادثہ ہے، مر جانا اس سے بھی بڑا حادثہ ہے۔ اس گھر کے رہنے والے کا دل ہوگا کہ میں مر جاؤں؟

چنگیز خاں نے ساری دنیا فتح کی، دنیا کا سب سے بڑا فاتح چنگیز خاں ہے، دوسرے نمبر پر محمود غزنوی ہے، تیسرے نمبر پر تیمور لنگ ہے اور چوتھے نمبر پر سکندر یونانی ہے۔

چنگیز خاں نے ساری دنیا فتح کر لی اور لڑائیاں لڑتے اس خبیث کو ستر برس گزر گئے تو اب اس کو خیال آیا کہ عمر تو گزاری لڑائی کرتے کرتے۔ جب حکومت کا وقت آیا تو زندگی کی ڈور لپیٹ چکی ہے تو سارے حکیموں کو بلا لیا ساری دنیا کے اطباء اکٹھے کیے، مجھے بتاؤ میری زندگی کیسے بڑھ جائے؟ حکومت تو میں نے اب کرنی ہے، پہلے تو لڑتے ہی گزر گئی، مجھے بتاؤ میری زندگی بڑھ جائے، انہوں نے کہا۔ خاقان اعظم زندگی تو ہم ایک پل بھی نہیں بڑھا سکتے، جو باقی ہے وہ صحت سے گزر جائے اس کے اسباب بتا سکتے ہیں، چوہتر سال کی عمر میں مر گیا، صرف چار برس اس لعنتی کو اللہ نے مہلت دی، اس نے کھوپڑیوں کے ڈھیر لگا دیے۔ لاکھوں انسانوں کو تہہ تیغ کر دیا اور خود چار برس بھی حکومت نصیب نہ ہوئی۔

تو کوئی چاہتا ہے ایسے گھر میں مرجاؤں، جھونپڑے والا بھی نہیں چاہتا ہوں کہ میں مرجاؤں۔ تو یہاں رہنے والا کیسے چاہے گا کہ میں مرجاؤں؟ لیکن:

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

اَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ (سورۃ النساء)

بھاگو تم کہاں بھاگو گے یقیناً تمہیں موت کا سامنا کرنا ہے۔ یہ کتنا بڑا حادثہ ہے کہ ایک ہنسی کھیلتی زندگی ایک دم مٹی کے ڈھیر میں تبدیل ہو جاتی ہے اور پھر تہ خاک ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے، ہڈیاں منتشر ہو جاتی ہیں، ایسے خوبصورت چہرے جنہیں کیڑے کھا جاتے ہیں، وہ آنکھیں جنہیں چشم آہو سے تعبیر کی جاتی تھی ان پر کیڑے چل رہے ہوتے ہیں، وہ جسم جو ہاتھ لگانے سے میلا ہوتا ہے اور وہ جسم جو ہزاروں، لاکھوں قیمتی کپڑوں سے سجایا جاتا تھا آج اس میں ایسی بدبو پھیل رہی ہے کہ قبر میں تھوڑا سا سوراخ کر دیا جائے تو سارے قبرستان میں بدبو ہی بدبو پھیل جائے۔ مصطفیٰ زیدی ایک ڈپٹی کمشنر مر گیا تھا تو اس کا پوسٹ مارٹم کیا گیا، میں اس وقت لاہور میں پڑھتا تھا، اس وقت کی بات ہے تو اخبار والے نے لکھا، وہ مصطفیٰ زیدی جو جہاں سے گزرتا تھا وہاں خوشبوؤں کے جھلے ساتھ لے کے گزرتا تھا آج جب اس کی قبر کو کھولا گیا تو سارے قبرستان میں اس کی جسم کی بدبو سے کھڑا ہونا مشکل ہو رہا تھا جس انسان کا انجام ایسا ہونے والا ہو، اسے کچھ تو سوچنا چاہیے۔

ہمارے دن رات کے کیا مسائل ہیں، بچوں کی تعلیم، گھر کا روٹی سالن اور کپڑے اور زیور اور موت تک کی ضروریات، ساری طاقت اس پر لگ رہی ہے، یہ تو بڑے آسان مسئلے ہیں۔

ماں باپ ساتھی ہیں،
میاں بیوی ساتھی ہیں،
اولاد ماں باپ کی ساتھی ہے،
ماں باپ اولاد کی ساتھی ہے،
بیوی خاوند کا ساتھ دے رہی ہے،
خاوند بیوی کا ساتھ دے رہا ہے،

لیکن وہ وقت جب میری اولاد میرے سامنے مجھے بچا نہیں سکتی، ڈاکٹر کھڑے ہوئے ہیں اور کہہ رہے ہیں جی اب تو اللہ ہی کرے گا اور سانس اکھڑ رہا ہے اور جان نکل رہی ہے اور جو نظر آتا تھا وہ غائب ہو گیا، جو غائب تھا وہ نظر آ گیا، فرشتے نظر آنے لگے، اور گھر یار غائب ہونے لگے یہ وہ وقت ہے جب مجھے ضرورت کوئی میری مدد کرے۔ یہاں جو چیز کام دے گی وہ اصل وفا کی چیز ہے۔

کون سا بھائی بہتر؟:

حضور ﷺ تشریف فرما تھے آپ ﷺ نے فرمایا۔

ایک آدمی کے تین بھائی ہوں گے اور وہ مرنے لگے تو ایک کو بلا کہ کہے گا بھائی، میرا کیا کرو گے؟ میں مر رہا ہوں، وہ کہے گا تو مر جائے گا تو میں پرایا ہو جاؤں گا، پھر دوسرے سے پوچھا، بھائی تو کیا کرے گا؟ کہا موت تک تیرا علاج کروں گا، مر جائے تو قبر میں دفن کر کے واپس آجاؤں گا، تیسرے سے پوچھا بھائی تو کیا کرے گا؟ اس نے کہا میں تیرا ساتھ دوں گا، تیری قبر میں تیرے حشر میں تیرے ترازو میں اور جنت میں تیرا ساتھ دوں گا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: بتاؤ ان تینوں میں کون سے بھائی بہتر ہے؟ تو صحابہؓ نے کہا جی وہ جو آگے تک ساتھ دے وہ سب سے بہتر ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا، پہلا بھائی مال ہے، جو موت پر پرایا ہو گیا، دوسرا بھائی اولاد اور رشتہ دار ہیں جو قبر پر جا کر پرائے ہو گئے، جب میت کو قبر میں ڈالا جاتا ہے تو ایک فرشتہ قبر کی مٹی اٹھا کر مجمعے کے اوپر پھینکتا ہے، کہتا ہے جاؤ اسے تم نے بھلا دیا، یہ تمہیں بھلا دیگا تین دن کے بعد سارے ماتم خوشیوں میں بدل جاتے ہیں، ہر کوئی بھول بھلیاں کر جاتا ہے، کوئی آیا تھا، چلا بھی گیا، نام بھی مٹ گیا، اور تیسرا بھائی، آپ ﷺ نے فرمایا وہ تمہارا عمل ہے جو تمہارے ساتھ جائے گا۔

ایک صحابیؓ بیٹھے تھے، عبداللہ بن قرطؓ، کہا یا رسول اللہ اجازت ہو تو میں شعر کہوں آپ ﷺ نے فرمایا کہو:

اچھا مجھے تھوڑی اجازت دیں، اجازت لی، اگلے دن تشریف لائے، آپ ﷺ نے سارے صحابہؓ کو جمع کیا، بھائی سنو عبداللہ کیا کہتا ہے وہ کھڑے ہو گئے کہا۔

انی وبعلی والذی قدمت یدی

کداع الیہ صحبہ ثم قائلی

لاخوتہ الثلاثۃ انھم ثلث اخرۃ

اعینو علی امر بی الیوم نازلی

میں، میرے ماں باپ، میرے بیوی بچے، میرے رشتے دار، میرا پیسہ اور میرا عمل، اس کی مثال اس آدمی کی ہے جو مر رہا ہے، اور وہ تینوں کو بلاتا ہے، بھائی اللہ کے واسطے میری مدد کرو۔

اعینو علی امر بی الیوم نازلی

یہ موت کا پیغام آ گیا میری مدد کرو۔

فراق طویل غیر متفق بہ

فما ذا لدیکم فی الذی ھو غائلی

جدائی کی طویل گھڑیاں شروع ہونے والی ہیں، تنہائی کا لمبا سفر شروع ہونے والا ہے، اللہ کے واسطے میری کچھ مدد کرو تو پہلا بھائی بولا۔

فقال امرأ منھم انا الصاحب الذی

اطیعک فی ما شئت قبل التزیل

اما اذا جد الفراق فاننی

سیسلک بی فی مھیل من مھانی

فان تبلنی لا تبقنی فاستقذ ننی

وعجل صلاح قبل حتف معاجلی

یہ پیسہ بولا، کیا بولا؟ کہ بھائی میں تیرا بڑا گہرا دوست ہوں لیکن صرف موت تک ہوں جب موت آ گئی تو پھر تیرے کفن دفن سے پہلے ہی میرے اوپر لڑائی شروع ہو جائے گی۔

سیسلک بی فی مھیل من مھانی

ابھی تیرے کفن کے لئے بعد میں تدبیریں سوچی جائیں گی، پر میرے اوپر لوگ پہلے ٹوٹ پڑیں گے لہذا اگر مجھ سے نفع اٹھانا ہے۔

فان تبعتنی لا تبقنی

اگر مجھ سے نفع اٹھانا تو میرے اوپر رحم نہ کھانا۔

فاستنقذنی

مجھے خرچ کردے

وعجل صلاحا قبل حتف معا جلی

اور اس موت سے پہلے کچھ نیکی آگے بھیج دے۔

میں موت کے بعد تیرا نہیں ہوں، تیری قبر میں، تیرے کفن سے پہلے ہی میرے اوپر لڑائیاں شروع ہو جائیں گی اور یہ تو آنکھوں دیکھے واقعات ہیں، چاروں طرف آپ بھی دیکھتے ہیں، ہم بھی دیکھتے ہیں۔

واثق باللہ ایسا زبردست خلیفہ تھا، بڑا جابر اور ظالم تھا، اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا، ایسی اس کی آنکھوں میں کوئی مقناطیسی طاقت تھی کہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں کوئی نہیں ڈال سکتا تھا اور اپنے ہاتھ سے اس نے ہزاروں لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارا، جب مرنے لگا مرض الموت آیا تو اس کا وزیر تھا اس نے شاہی خلافت کی جو عبا اوپر ڈالی ہوئی تھی اسکے وزیر وہ چادر اٹھائی دیکھنے کیلئے کہ زندہ ہے کہ مر گیا تو اس نے یوں آنکھیں اٹھا کے دیکھا تو اس حال میں بھی وہ وزیر لڑکھڑا کر وہ وزیر پیچھے جا پڑا، اتنی اس وقت اسکی آنکھوں میں طاقت تھی، تھوڑی دیر بعد چادر کے نیچے حرکت ہوئی، تو بھاگ کے گئے کہ یہ کیا حرکت ہے؟ چادر اٹھا کر دیکھا تو وہ مر چکا تھا اور ایک چوہا اس کی آنکھ کھا چکا تھا یہ چوہا کہاں سے آگیا عباسی محل میں؟ جہاں چھتیس ہزار زربفت کے پردے لٹکے ہوتے تھے جنمیں سے ساڑھے بارہ ہزار میں سونا بھرا ہوا تھا، وہاں چوہا کہاں سے آگیا، غیب کا نظام چلا کر ان ظالم آنکھوں سے کیا کیا ہوا ہے۔ موت سے پہلے ہی ایک چوہے کو کھلا دیا اور جو نہی وہ مرا تو وزیر نے فوراً خلافت کی چادر اتار کر صندوق میں ڈالی کہ اب اگلا آنے والا خلیفہ کہیں میری انکائی نہ کردے کہ یہ چادر اس پر کیوں ڈالی ہوئی ہے، یہ دنیا اتنی ناپائیدار ہے۔

فقال امرء منهم قد كنت حذرا اخيه واوثره من بينهم في التفا ضلي

پھر میرا وہ بھائی جس کیلئے میں نے بڑے پاپڑ بیلے، جس کے لئے میں بڑے دکھ

جھیلے اور جسے میں سب پر ترجیح دیا کرتا تھا جس کے لئے میں نے کتنی تکلیف ومشقت کے راستے طے کیے، وہ کیا بولا؟ کہ میں موت تک آپ کو ساتھی نہیں بلکہ میں آپ کے دوا کا بھی ساتھی ہوں اور آپ کے علاج کا بھی ساتھی ہوں اور آپ کی قبر تک کا بھی ساتھی ہوں۔

کیا ہوں میں؟

غناني اني جاهد لك نا صح اذا جد جد الكرب غير مقا تلي

جیسے میں آپ کو علاج کروں گا، آپ کے لیے بہتر ڈاکٹر مہیا کروں گا، آپ کے لیے سارے سہولت کے اسباب پیدا کروں گا۔

اذا جد جد الكرب غير مقا تلي

لیکن موت کے درد سے میں نہیں لڑ سکتا، موت سے میں نہیں لڑ سکتا۔

ولكنني باك عليك ومعول

جب آپ مر جائیں گے تو میں گریبان چاک کردوں گا، اور بال کھول دوں گا اور زور زور سے شور مچاؤں گا۔ واویلا کروں گا، نوحہ کروں گا۔

مثن بخبر عند من هو سائلي

جو لوگ تعزیت کرنے کیلئے آئیں گے میں کہوں گا۔

ایسا تھا میرا باپ،

ایسی تھی میری ماں،

ایسا تھا میرا خاوند،

ایسی تھی میری بیوی،

ایسا تھا میرا بیٹا۔

میں صرف تیری تعریفیں کرسکتا ہوں، اور کیا کروں گا؟

ومتبعه الماشين امشي مشيعه اعين برفق عقبة كل حاملي

جنازے کے ساتھ بھی چلوں گا، کندھا بھی دوں گا۔

اب تو بڑے شہروں میں وہ رواج بھی ہے موٹر میں ڈالا چل سیدھا قبرستان میں، کہا تجھے کندھا دوں گا اور تیرے ساتھ چلوں گا۔

کہاں؟

الی بیت مثواک الذی انت مدخل وارجع مقرونا بما هو شاغلی کان

لم تکن بینی و بینك خلة ولا حسن ودمرة فی التبا ذلی

پھر کیا ہو گا؟ قبر میں لے جاؤں گا، جو آپ کا ٹھکانہ ہے، جہاں آپ نے رہنا اور وہاں آپ پر مٹی ڈال کے میں واپس آجاؤں گا۔

وارجع مقرونا بما هو شاغلی

کیوں کہ مجھے اور بھی بڑے کام ہیں صرف آپکا دفن کرنا ہی نہیں، آپ کی زندگی کا تارکٹ گیا مگر مجھے تو اور بہت کام ہیں، لہٰذا:

وارجع مقرونا بما هو شاغلی

پھر میں واپس آجاؤں گا، مجھے اور بہت ساری ڈیوٹیاں دینی ہیں پھر ایک دن ایسا آئے گا۔

کان لم تکن بینی و بینك خمة

تو ایک بھولی بسری داستان بن جائے گا، حرف غلط کی طرح مٹا دیا جائے گا، تیری قبر کا نشان بھی مٹ جائے گا۔

ولا حسن ودمرة فی التبا ذلی

پھر ایسا وقت آئے گا کہ کبھی لگا ہی نہ تھا کہ ہم بھی مل بیٹھے ہیں۔

حضرت عائشہؓ کے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر کا انتقال ہوا تو حضرت عائشہؓ نے دو اشعار پڑھے۔

جزیمہ ایک بادشاہ گزرا ہے عرب میں اس کے دو وزیر تھے، تمیں چالیس برس دونوں کی وزارت چلی تو ایسا ہو گیا تھا کہ جیسے یہ جدا ہی نہیں ہوں گے پھر ان میں سے ایک مر گیا اس پر دوسرے نے شعر کہے تھے تو ان دو شعروں کو انہوں نے پڑھا۔

کنا کندمانی جزیمه حقبة

من الدهر حتی قیل لن یتصدعنی

فلما تفرقنا کانی ومالك

فتلطول اجتماعنا لم نبت ليلة معي

میں اور عبدالرحمٰن میرا بھائی ایسے تھے جیسے جزیمہ بادشاہ کے دو وزیر کہ جنہیں کہا جاتا تھا یہ تو کبھی جدا نہ ہوں گے لیکن جب میں اور وہ جدا ہوئے ایسا لگا جیسے کبھی مل بیٹھے ہی نہ تھے۔

ولا حسن ودمرة في التباذلي

ایسا ہو گیا جیسے کبھی آیا ہی نہیں تھا۔

جس نے راتوں کو جاگ کے اپنی اولاد کیلئے کیا کچھ کیا اور اپنی خواہشات کو تج کر دیا، اپنی خواہشات کے جنازے نکال کر اولاد کے لئے کیا کیا جمع کر کے گیا، انہیں یہ بھی پتہ نہیں ہوگا کہ ہمارے باپ کی قبر کہاں ہے؟

پھر تیسرا بھائی بولا:

فقال امرا منهم ان الاخ لا ترى

اخا لك مثلي عند كرب الزلازل

اے میرے بھائی میں ان دونوں جیسا نہیں ہوں کہ پیٹھ تو موت پہ ساتھ چھوڑ جائے اور رشتے دار قبر تک جائیں اور واپس آ جائیں نہیں میں ایسا نہیں ہوں۔

انا لا تو لا ترى اخا لك مثلي عند كرب الزلازل

میں جب تیرے موت کی زلزلے شروع ہوں تو میں ان زلزلوں کو کم کرنے میں تیری مدد کروں گا۔

عیسیٰ علیہ السلام تشریف لے جا رہے تھے ایک قبر دیکھی تو فرمایا یہ نوح کے بیٹے سام کی قبر ہے۔ جب طوفان آیا تو سارے مر گئے تھے، پھر تین بیٹوں سے پھر نسل چلی، سام، حام اور یافث، ہم سارے سام کی اولاد ہیں، سارے یورپ والے یافث کی اولاد ہیں، سارے افریقی حام کی اولاد ہیں، تو انہوں نے کہا یہ سام کی قبر ہے انہوں نے کہا یہ سام کی قبر ہے انہوں نے کہا یا نبی اللہ اس کو زندہ تو کریں، انہوں نے حکم دیا وہ زندہ ہو کے قبر سے باہر آ گئے، بات چیت فرمائی کہا واپس چلا جا کہا اس شرط پر واپس جاتا ہوں کہ مجھے دوبارہ موت کی تکلیف نہ ہو کہ موت کا درد آج بھی میری ہڈیوں میں موجود ہے۔

اس کیلئے کوئی بھی فکر نہیں ہے سوائے تقویٰ اور توکل کے، سوائے اللہ پاک کی بندگی کے، کتنا بڑا حادثہ ہے جو ہر مرد و عورت پر آنے والا ہے اور کتنی بڑی غفلت ہے کہ سب سے بڑے حادثے کا ہم نے کبھی تذکرہ نہیں کیا کہ موت کیلئے کیا کیا جائے، اس چھوٹے سے گھر کو سجانے کے لیے سارا دن منصوبے ہیں، جہاں رہنا ہے اور وہیں سے اٹھنا ہے اس کو بھی سجانے کیلئے کچھ سوچا جاتا کہ وہ گھر بھی تو آنے والا ہے۔

بیت الوحشۃ، بیت الغربۃ، بیت الوحدۃ، بیت الدود

قبر خود کہتی ہے، میں کیڑوں کا گھر ہوں، میں تنہائی کا گھر ہوں، میں ظلمت کا گھر

ارے بھائی کچھ کر کے آ جا۔

تو تیسرا بھائی بولا:

انا لا خ لا تری اخا لك مثلی عند کرب الزلازل

میں نہیں ایسا جیسے یہ ہیں کہ موت تک چلے جائیں تو تو کیسا ہے؟ کہا:

لدی القبر تلقانی هناك قاعدا

اجادل عنك القول رجع التجادل

جب تو قبر میں آئے گا تو میں تیرا قبر میں استقبال کیا کروں گا۔

جب منکر نکیر سوال کو آئیں گے تو میں درمیان میں آڑے آ جاؤں گا، تیری طرف سے میں تیرا دفاع کروں گا، منکر نکیر کو تیرے قریب ہی نہیں آنے دوں گا، جو زمین کو چیرتے ہوئے آتے ہیں اور ان کی آنکھوں سے شرارے نکلتے ہیں ہاتھوں میں ایک گرز ہوتا ہے جسے ساری دنیا مل کے اٹھا نہیں سکتی، کہا میں تیرا ساتھی بنوں گا۔

اجادل عنك القول رجع التجادل

میں جھگڑا کر کے تیری طرف سے جواب دوں گا۔

حدیث شریف میں آتا ہے جب عمل والے حافظ کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو منکر نکیر آتے ہیں تو بڑا ایک خوبصورت نوجوان قبر میں نمودار ہوتا ہے منکر نکیر اور ان کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور ان کو آگے نہیں بڑھنے دیتا تو یہ حیران ہوتا ہے بھائی یہ کون ہے؟ وہ کہتا ہے گھبراؤ مت، میں تیرا قرآن ہوں، جو تیرے سینے میں تھا۔

ڈاکٹر کی ڈگری ختم، انجینئر ختم، تاجر ختم، زمیندار ختم۔

حافظ جی یہاں بھی کام دے رہے ہیں، اب میں تیرا ساتھی ہوں منکر نکیر کہتے ہیں تمہیں کس نے بھیجا ہے؟ ہمیں اس سے سوال کرنے دو، وہ کہتا ہے جس نے تمہیں بھیجا ہے اس نے مجھے بھیجا ہے، میں وہ قرآن ہوں جسے کبھی یہ رات کو پڑھتا تھا کبھی دن کو پڑھتا تھا میں اس کی طرف سے جواب دوں گا، اور کیا کروں گا؟

واقعد یوم الوزن فی الکفة التی

تکون علیها جاهدا فی تنفا قلی

فلا تخشنی وعنم مکانی فانتی

علیك شفیق نا صح غیر خا ذلی

فذ اللك ما قدمت من یکل صا له

تلا قیه ان احسنت یوم التوا صلی

جب انہوں نے یہ شعر ختم کئے تو آپ ﷺ کی داڑھی مبارک روتے روتے آنسوؤں سے تر ہو چکی تھی اور سارے صحابہؓ کی چیخیں نکل رہی تھیں اور سب رو رو کے برے حال میں تھے۔

ہمارے تو دل ہی پتھر ہیں جنہیں نہ اللہ کی ذات سے تعلق رہا اور نہ اللہ کے حبیب ﷺ سے تعلق رہا، بس اپنے آپ سے ہی محبت ہے، اپنی ہی پوجا ہے، نہ اللہ محبوب رہا، نہ معبود رہا، نہ مسجود رہا، کچھ بھی نہ رہا، مردہ دل ہے جو دنیا ہی کی خواہشات سے بھرا ہوا ہے، جو دل دنیا کی محبت میں دیوانہ ہو اور خواہشات کا غلام ہو وہ اللہ کی نظر میں ایک کوڑی کے برابر نہیں ایک دھیلے کے برابر نہیں۔

حضرت شبانہ عابدہؒ کی بہن نے خواب دیکھا کہ جنت سجائی جا رہی ہے اور دروازے پر بڑی تیاریاں ہو رہی ہیں تو انہوں نے پوچھا کیا بات ہے؟ جنت سجائی جا رہی ہے اور یہ ساری حوریں، باہر کھڑی ہوئی ہیں، یہ کیا بات ہے؟ تو جواب آتا ہے کہ شبانہ عابدہ کا انتقال ہوا ہے اسکے استقبال میں اور اس کی روح کے استقبال میں جنت کو سجایا جا رہا ہے اور جنت کی حوروں کو استقبال کے لئے لایا جا رہا ہے یہ ان کی بہن خود خواب میں دیکھ

رہی ہے کہ ان کی بہن کو اللہ جنت میں کتنا بڑا پروٹوکول دے رہا ہے، کتنا بڑا اعزاز ہے، اللہ جس کا اعزاز کرے۔

بھائیو اور بہنو! یہ جذبے بھی رکھو، یہ دنیا چھوٹ جائے گی۔ یہ دھوکے کا گھر ہے، یہ پتھر کا پر ہے، یہ مکڑی کا جالا ہے، اس کے مسائل بھی اللہ سے مانگتے ہیں کہ عافیت سے حل ہوں کہ ہمارے اصل مسائل وہ ہیں جو قبر میں شروع ہوں گے کہ پھر اس سے اگلا مرحلہ کہ:

اتعد یوم الوزن فی الکفة التی

تکون علیھا جاھد انی التفا قلی

پھر وہ دن جب ترازو کو تولا جائے گا اور ساری دنیا کے انسان، مرد، عورت، چھوٹے بڑے، سب ایک میدان میں جمع ہو جائیں گے۔

اذا زلزلت الارض زلزالھا (سورۃ زلزال آیت نمبر ۱)

جب زمین میں زلزلہ آئے گا۔

واخرجت الارض اثقالھا (سورۃ زلزال آیت نمبر ۲)

اور اپنے اندر کے خزانوں کو باہر لے آئے گی۔

وقال الانسان مالھا

انسان کہیں گے اسے کیا ہوگا۔

یومئذ تحدث اخبارھا

آج وہ اپنی ساری خبریں سنائے گی۔

اے اللہ اس دھرتی پر میرے اوپر یہ گناہ ہوا گناہ ہوا، یہاں سجدہ ہوا، یہاں زنا ہوا، یہاں شراب پی گئی اور یہاں تیرے نام پر روزے رکھے گئے، ایک ایک انچ زمین کا اس دن گواہی دے گا۔

یومئذ تحدث اخبارھا

یہ زمین خود بتائے گی کہ میرے اوپر کیا ہوا ہے۔

وہ کہیں گے کیا ہوا؟ یہ زمین کیسے بول رہی ہے؟

بان ربك او حالها

زمین اس لئے بول رہی ہے کہ زمین کا خالق اور مالک اسے کہہ رہا ہے کہ ان کو بتا کہ یہاں کیا ہوا ہے، یہاں ظلم ہوا، یہاں عدل ہوا، زمین اس دن بولے گی۔

یوم تشق السماء

اس دن آسمان پھٹا

بالغمام ونزل الملئكة تنزيلا (سورۃ فرقان آیت نمبر ۲۵)

آسمان پھٹا، فرشتے آ گئے۔

و يحمل عرش ربك فوقهم يومئذ ثمانية (سورۃ الحاقۃ آیت نمبر ۱۷)

آٹھ فرشتوں نے اللہ کے عرش کو اٹھایا ہوگا اور ہمارے سروں پر آ رہا ہوگا اور عرش کے فرشتوں کی تسبیح ہوگی جس میں بجلی کی کڑک دار آواز ہوگی۔

سبحان ذی الملك والملكوت

سبحان ذی العزت والجبروت

سبحن الحی الذی لايموت

سبحان الذی يميت الخلائق ولا يموت

سبوح قدوس يميت الخلائق ولا يموت

عرش کے فرشتوں کی تسبیح ہوگی اور عرش سروں پر ہوگا۔

الحاقة ما الحاقة وما ادراك ما الحاقة

وہ حق دن، کچھ خبر ہے وہ کیا ہے؟ کبھی سوچا بھی ہے وہ کیا ہے؟

القارعة ما القارعة وما ادراك ما القارعة

وہ کانوں کے پردے کو پھاڑ دینے والی آواز، تمہیں پتہ ہے وہ کیا ہے؟ کبھی سوچا ہے وہ کیا ہے؟

هل اتك حديث الغاشية

وہ دن جو تم پر چھا جائے گا اس کی کوئی تمہیں خبر ہے؟

وجوه يومئذ خاشعة عاملة ناصبة (سورۃ الغاشیہ آیت نمبر ۱، ۲، ۳)

کچھ چہرے کالے ہوں گے، ویران ہوں گے، پریشان ہوں گے، حیران ہوں گے، حیران ہوں گے۔

تصلی نارا حامیة

جو دہکتی آگ کا شکار ہو جائیں گے۔

تسقی من عین انیة

جنہیں کھولا ہوا پانی پلایا جائے گا۔

لیس لھم طعام الا من ضریع

جہاں کانٹے دار جھاڑیوں کے علاوہ کھانا نہیں کھایا جائے گا۔

لا یسمن ولا یغنی من جوع

جو نہ بھوک کو دور کرے گا نہ وہ جسم کے کام آئے گا۔

وہ دن اس کی تمہیں کوئی خبر ہے؟ کبھی تم نے اس کے بارے میں سوچا ہے؟ کبھی سنا ہے؟

فانذرتکم نارا تلظی (سورۃ اللیل آیت نمبر ۱۴)

تمہیں نہیں ڈرتو میں تمہیں ڈراتا ہوں، میرے بندو اس آگ سے ڈر جاؤ۔

وقودھا الناس والحجارۃ (سورۃ البقرہ)

جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہے۔

جو چیختی ہے، چنگاڑتی ہے، اور اللہ کی بارگاہ میں پکارتی ہے۔

اللھم اشتد حری وبعد مھری و عز مجھری معجل الی باھلی

اے اللہ! اپنے مجرموں کو میرے اندر ڈال دے میں انہیں جلاؤں، روزانہ یہ جہنم کی پکار ہے۔

وجوہ یومئذ ناعمة لسعیھا راضیة

اور کچھ تمہیں خبر ہے کچھ چہرے بڑے تروتازہ ہوں گے۔

کیوں اپنی محنت کی وجہ سے۔ راضیة بڑے راضی ہوں گے

وجوہ یومئذ ناعمة لسعیھا راضیة

بڑے عیاشی اور خوش باش ہوں گے۔

کہاں ہوں گے؟

فی جنۃ عالیۃ

بڑی اونچی جنت میں۔

لا تسمع فیہا لاغیۃ

جس میں کوئی فضول بات نہیں ہوگی،

کوئی واہیات زندگی کے طریقے نہیں ہوں گے۔

فیہا عین جاریۃ فیہا سرر مرفوعۃ واکواب موضوعۃ ونمارق

مصفوفۃ وزرابی مبثوثہ

جہاں چشمے ہوں گے بہتے ہوئے، چشمے ہوں گے اٹھتے ہوئے، قالین ہوں گے بچھے ہوئے، گدے ہوں گے لگے ہوئے، تکیے ہوں گے قطار میں، اور جام ہوں گے غلاموں کے ہاتھوں میں۔

جو تمہارے چاروں طرف ہوں گے۔

یطوف علیہم ولدان مخلدون (سورۃ الدھر آیت نمبر ۱۹)

تمہارے خوب صورت خدام تمہارے لیے ہاتھوں میں جام لے کر کھڑے ہوں گے۔

باکواب واباریق وکاس من معین

جس میں معین کی شراب ہوگی۔

تسنیم کا چشمہ ہوگا، تسنیم کی شراب ہوگی، معین ہوگا، سلسبیل ہوگا۔

یسقون فیہا کاسا کان مزاجہا زنجبیلا (سورۃ الدھر آیت نمبر ۱۷)

عینا فیہا تسمی سلسبیلا

سلسبیل کے چشمے ہیں، معین کے چشمے ہیں، تسنیم کے چشمے ہیں۔

اور ان کے چہرے

وجوہ یومئذ ناعمۃ

بڑے ترو تازہ ہوں گے۔

مصفرۃ روشن ہوں گے۔

ضاحکۃ ہنستے ہوئے ہوں گے۔

مستبشرۃ بارونق اور پر رونق ہوں گے۔

خوبصورت چہرے ہوں گے، ہنستے اور مسکراتے ہوں گے۔

یحلون فیہا من اساور من ذھب

سونے کے کنگن پہنائے ہوئے ہوں گے ۔

کون سا سونا، جنت کا، کس نے بنایا؟ اللہ نے کس کو حکم دیا؟ ایک فرشتہ ہے جنت میں وہ جنت والوں کے لئے زیور تیار کر رہا ہے، اس کا اور کوئی کام نہیں سوائے زیور بنانے کے جو اللہ تعالیٰ جنتی مردوں کو اور جنتی عورتوں کو زیور پہنائے گا دنیا کا ہر زیور کھوٹ میں ہے اور وہ زیور کھوٹ سے پاک ہے۔

دنیا کا ہر کپڑا پرانا ہوتا ہے۔

لا تبلا ثیابھما و یلبسون ثیابا خضرا

اللہ تعالیٰ ان کو سبز ریشم کے کپڑے پہنائے گا۔

جو پرانے نہیں ہوں گے، جو میلے نہیں ہوں گے، جنہیں بدلنے کے لئے اتارنا نہیں پڑے گا، ارادہ کرے گا میں کپڑے بدل لوں تو وہ اگلے کپڑے جسم سے غائب ہو جائیں گے اور جس چیز کا ارادہ کرے گا وہ کپڑے جسم پر سجا دیئے جائیں گے، اتارنے نہیں پڑیں گے، جنت میں لانڈری نہیں ہے، ارادہ کیا کپڑے بدلوں کوئسے بدلوں؟ دل میں آ خیال آیا، ایسے ہوں، بس خیال تو اگلے غائب ہو جائیں گے اور وہ زیب تن ہو جائیں گے وہ کہاں گئے اللہ کے علم میں ہے، یہ کہاں سے آئے؟ اللہ کے غیبی خزانے سے آئے، وہاں سو سو جوڑے اللہ پہنائے گا اور وہ ایسے مہین اور ایسے باریک ہوں گے وہ انگلیوں میں سو جوڑے اٹھائے جا سکتے ہیں ہر جوڑے کا رنگ الگ الگ نظر آئے گا، سر پر اللہ تاج رکھیں گے جس کا ادنیٰ موتی، رب ذوالجلال کی قسم! مشرق اور مغرب کو روشن کر دے گا، سورج بھی آدمی دنیا کو روشن کرتا ہے، آدمی تو اس کے سامنے آتی نہیں وہ موتی مشرق و مغرب

کو چکا دے گا، یہ جو لام پھیلا ہوا ہے، جہاں جہاں بلیک ہول (BLACK HOLE) ہیں وہ اس جنتی کے تاج سے چمک جائیں گے۔

مومن عورت جنت میں:

اللہ تعالیٰ دنیا کی مومن عورت کو ایسا جمال بخشے گا، ایسی خوبصورتی بخشے گا کہ جنت کی وہ حور جس کے بارے میں اللہ کے حبیب کا ارشاد ہے کہ سمندر میں تھوک ڈالے تو سمندر میٹھے ہو جائیں گے، سورج کو انگلی دکھائے تو سورج نظر نہ آئے ایسی خوبصورت جمال والی سے بھی اللہ تعالیٰ دنیا کی ایمان والی عورت کو ستر ہزار گنا زیادہ خوبصورتی عطا فرمائے گا اور ان کے سر کے بال چوٹی سے لے کر پاؤں کی ایڑھی تک جائیں گے اور ان بالو ں کو اٹھانے کے لئے جنت کی حوریں ہوں گی جو ان کے بال اٹھائیں گی اور ان کے سر کی مانگ سے ایسی روشنی نکلے گی جو ساری دنیا کو چکا دے اور اللہ تبارک وتعالیٰ انکے سر پر جو دوپٹہ اوڑھائے گا۔

ولنسفها علی راسها

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ آسمان پہ بیٹھ کے دوپٹے کو یوں ہوا میں لہرا دے تو ساری کائنات میں خوشبو پھیل جائے۔

یارسول اللہ! جنت کی عورت اچھی ہے؟ فرمایا نہیں نہیں، دنیا کی عورت کا مرتبہ اونچا ہے، وہ کیسے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بصلا تهن	ان کی نمازوں کی وجہ سے
و صبا مهن	ان کے روزوں کی وجہ سے

وعبا دتهن الله عز وجل

اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی وجہ سے

البیت الله وجو همر من نور

اللہ تعالیٰ ان کے چہروں کو اپنے نور سے نور دے گا۔

چالیس سال وہ ایک دوسرے کو دیکھتے رہیں تو دیکھنے کی لذت کم نہیں ہوگی۔

ولکم فیھا ما تشتھی انفسکم ولکم فیھا ما تدعون نزلا من غفور رحیم (حم سجدہ آیت نمبر ۳۲)

اب بولو کیا چاہتے ہو؟ جو چاہتے ہو وہی کر دوں گا چونکہ اب تم مہمان ہو میں میزبان ہوں، یہاں سجدے میں پڑ کر میرے سامنے آنسوؤں سے زمین کو بھگو دے پھر میری رحمتوں کے دروازوں کو کھلتا دیکھ اور وہاں کیا دیکھا۔ جب اللہ تعالیٰ اپنا دیدار کرائے گا، دیکھنا! یوسفؑ کو اللہ تعالیٰ نے اتنا حسن دیا کہ مصری عورتوں کے ہاتھ کٹ گئے ان کو پتہ نہیں چلا کہ ہمارے ہاتھ کٹ رہے ہیں یا پھل کٹ رہے ہیں اور یہ اللہ کی قدرت کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔

ساری دنیا حسن یوسفؑ سے بھر جائے تو ایک جنتی کا حسن اس سے زیادہ ہے اور پھر جنت کا حسن اور اللہ کی غیبی خزانوں کا حسن اکٹھا کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کا حسن ان سب پر حاوی اور غالب ہے، جب اللہ تعالیٰ اپنے چہرے سے پردہ ہٹائے گا جو جنت کی سب سے بڑی نعمت ہے سب سے اعلیٰ نعمت ہے ان گناہگار آنکھوں سے اللہ اپنے بندے اور بندیوں کو اپنا دیدار کرا کر ان سے ہم کلام ہوگا، ایک ایک کا نام لے کر ان سے خطاب کرے گا اے میرے بندہ، اے میری بندی کیا حال ہے خوش تو ہو؟ راضی تو ہو۔

ایوب علیہ السلام کے بارے میں تو پتہ ہوگا اٹھارہ برس بیمار رہے اور سارا جسم گل گیا، آبلے اور چھالے پڑ گئے، یہ وہ اٹھارہ برس کی بیماری ایسی بیماری شاید ہی دنیا میں کسی پر آئی ہو امتحان تھا پھر اللہ نے صحت بھی دے دی تو ایک کسی نے پوچھا، نبی اللہ، وہ بیماری کے دن بھی یاد آتے ہیں؟ کہنے لگے تمہیں بتاؤں بیماری کے دن آج کے دنوں سے زیادہ اچھے تھے، کہا تو بہ توبہ وہ کیسے اچھے تھے، ایوب کیا حال ہے؟ بس وہ جو کہتے تھے نا کیا حال ہے؟ اس میں جو لذات تھی کہ میرے سارے زخموں کا درد نکال دیتی تھی اور جب اللہ آپ کو دیکھ رہے ہوں اور ان آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں پھر اللہ آپ کا نام لے، کیا حال ہے؟ خالد کیا حال ہے؟ ابوبکر کیا حال ہے؟ اور بھئی احسان کیا حال ہے؟ زینب کیا حال ہے؟ فاطمہ کیا حال ہے؟ وہ کیا اچھا ہوگی؟

آپ ذرا اپنی پرواز تو سوچیں کیوں گارے مٹی کے پیچھے اپنی عاقبت برباد کر رہے ہیں، وہ کپڑا جو پھٹ کر پرانا ہو جائے اور کوڑے کرکٹ کے ڈھیر میں جا گرے وہ حسن جس

پر بڑھاپا چھا جائے، وہ چہرہ جو مرجھا جائے، وہ زندگی جو موت سے بدل جائے، وہ راحت جو بے چینی سے بدل جائے، وہ بھی کوئی چیز ہے جس کی خاطر آدمی اپنی آخرت کو خراب کرے، کیوں دیوانے بن گئے ہم؟ اب اللہ تعالیٰ کہے گا رضوان سے (رضوان جنت کے ایک فرشتے کا نام ہے) رضوان! یہ میرے بندے اور بندیاں دیدار کو آئے ہیں۔ آج پردہ ہٹادو یہ مجھے جی بھر کر دیکھ لیں اب پردہ ہٹے گا اور اللہ پاک فرمائیں گے۔

سلٰم قولا من الرب الرحيم (سورۃ یٰسین آیت نمبر ۵۸)

اے میرے بندو! تمہارا رب تمہیں سلام کہتا ہے۔

اللہ اکبر! تو پھر ہم تو ہم ہیں وہ فرشتے جو جب سے سجدے میں پڑے ہیں اور جب سے رکوع میں پڑے ہیں اور جب سے اللہ کی تسبیح کر رہے ہیں وہ بھی اللہ کو دیکھ کر کہیں گے یا اللہ ہم تیری عبادت کا حق ادا نہ کر سکے ہم تو ہیں ویسے ہی ناچار، تو جب اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے کہیں گے یا اللہ آپ ایسے جمال والے، ہمیں تو خبر ہی نہیں تھی، ہمیں ایک سجدہ کرنے کی اجازت دے کہ ہم آپ کو سجدہ کریں تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔

قد دعت عنكم موعون تشجود تعلم اتعبتم لي لا ين! ان والسكتم اي الوجوه فلئن انضيتم الى ردحي فرحمتي وكرامتي هذا محل كرامتي سلوني

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے نہیں نہیں اب تم مہمان اور میں میزبان ہوں، اور کوئی مہمان کو تو نہیں کہتا کہ چار روٹی خود کما کے آ بخیل سے بخیل بھی یہ نہیں گوارا کرے گا کہ اس کے گھر مہمان آجائے تو روٹی باہر سے کھائے تو اللہ سے بڑا سخی کون ہے؟

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تم مہمان ہو اور میں میزبان ہوں، دنیا میں جو سجدے کیے، دنیا میں جو میرے لئے جھکے، وہی کافی ہے آج مجھ سے مانگو اور میں تمہیں دوں گا اور میں تمہارا رب تم سے راضی ہوں۔

کلو واشربو ھنیئا بما اسلفتم فی الایام الخالیۃ (سورۃ الحاقۃ آیت نمبر ۲۴)

کھاؤ پیو مزے کرو تم سے ہر پابندی کو میں نے اٹھا دیا۔

مانگو۔ کہیں گے یا اللہ کیا مانگیں؟ سب کچھ تو دے دیا اور کیا مانگیں؟ کہا نہیں کچھ تو مانگو، کہیں

کہ اچھا راضی ہو جا، اللہ کہیں گے۔

راضی ہوں تو تمہیں دیدار کرا رہا ہوں، تو مانگتے مانگتے ان کی ساری عقل کی طاقتیں جواب دے جائیں گی، اللہ تعالیٰ پھر کہیں گے نہیں کچھ نہیں مانگا اور مانگو۔

اور ایک بات درمیان میں بتاؤں کہ انسان کا دماغ صرف چار پانچ فیصد کام کرتا ہے باقی سارا سویا ہوا ہے جو پڑھتے ہیں ان کا صرف سات آٹھ فیصد ہو جاتا ہے جو اور زیادہ محنت کرتے ہیں ان کا نو فیصد، آئین سٹائن کا دماغ دیکھا گیا تو 11.2 فیصد اس کا استعمال ہوا تھا، باقی اس کا بھی استعمال نہیں ہو سکا، جو سائنس کا بانی نہیں سمجھا جاتا تھا اس کا بھی 11.2 فیصد ہوا تھا، باقی اس کا بھی سویا ہوا تھا۔

جنت کی راحتیں:

تو جنت میں دماغ کے سارے سیل کھل جائیں گے اور سارے سیل کام کر رہے ہوں گے، پھر اس پوری دماغ کی طاقت سے مانگے اور مانگتے تھک جائے گا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کچھ نہیں مانگا اور مانگو پھر شروع ہوں گے، پھر مانگتے مانگتے تھک جائیں گے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کچھ نہیں مانگا اور مانگو پھر سوچ میں پڑ جائیں گے اب کیا کریں۔

کوئی ادھر سے پوچھے گا، ادھر سے پوچھے گا کوئی نبی سے پوچھے گا پھر مانگنا شروع کریں گے پھر مانگتے مانگتے تھک جائیں گے، کہیں گے یا اللہ اب سمجھ میں نہیں آتا، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے واہ میرے بندے، تم نے تو اپنی شان کا بھی نہیں مانگا میری شان کو کہاں سے مانگ سکتے ہو؟ چلو تم نے مانگا وہ بھی دے دیا جو نہیں مانگا وہ بھی دیا جاؤ چلے جاؤ میں تمہارا رب تم پر مہربان ہوں، راضی ہوں، موت کو موت دے دی اور بڑھاپے کو ختم کر دیا، غم کو ختم کر دیا، مصیبت کو ختم کر دیا۔

پھر اللہ نے کہا:

وفی ذلک فلیتنافس المتنافسون (سورۃ المطففین آیت ۲۶)

اے میرے بندو! اس پاک زندگی کو لینے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگاؤ۔

یہ کتنی حماقت ہے کہ پانچ وقت کی نماز پر آخرت کو سمجھا ہوا ہے کہ آخرت بن گئی،

ہم پانچ وقت کی نماز پڑھتے ہیں اور جہاں ہمیشہ رہنا وہاں صرف دو گھنٹے بھی نہیں لگتے، دس منٹ میں عشاء کی نماز پڑھ کے فارغ ہو جاتے ہیں جو سب سے لمبی نماز ہے۔

پرسوں میں نے مسجد میں ایک آدمی کو نماز پڑھتے دیکھا، میں اندر ہی اندر میں خون کے آنسو رو رہا تھا کہ یہ نمازیوں کا حال ہے بے نمازیوں کا کیا حال ہوگا، وہ کوئی ڈیڑھ منٹ میں چار رکعت پڑھ کر فارغ ہو گیا اور کہا بس اب جنت ہماری ہو گئی اور جہاں رہنا نہیں وہاں سارا دن دماغ بھی لگ رہا ہے دل بھی لگ رہا ہے جہاں مستقل رہنا ہے وہاں پانچ وقت نماز اور وہ بھی 95% فیصد چھوٹ چکی۔

کتنے ہیں جنہوں نے آج تک صبح کو سویرا نہیں دیکھا، سورج کی کرنوں سے اٹھتے ہیں، کبھی انہیں صبح سجدے کی توفیق نصیب نہیں ہوئی، کتنے گھر ہیں کہ ایک کو بھی سجدے کی توفیق نصیب نہیں، کتنے گھر ہیں جو قرآن کی تلاوت سے محروم ہیں، کتنے ہیں جو نماز کے سجدے سے محروم ہیں۔

نہ بچی نہ بچہ، نہ مرد نہ عورت نہ بوڑھا، بوڑھی کسی ایک کو بھی توفیق نصیب نہیں، کتنا بڑا بحران ہے، کتنی بڑی ہلاکت ہے تو ہر مسلمان مرد عورت اسے اللہ کے پاس جانا ہے، وہ اس کی تیاری کر کے اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو۔

حضرت معاذہ وعدیہ، جب رات آتی تو کہتیں، معاذہ! تیری آخری ملاقات رات ہے کل کا سورج تو نہیں دیکھے گی، کچھ کرنا ہے تو کر لے اور یہ کہہ کر ساری رات جاگتی رہتیں، مصلے پہ بیٹھے بیٹھے سو جاتیں، پھر اگلی رات آتی، معاذہ! یہ آخری رات ہے کل سورج نہیں آئے گا، کچھ کرنا ہے تو کر لے پھر ساری رات بندگی میں لگی رہتیں، جب ان کا انتقال ہونے لگا تو رونے لگی، پھر ہنسنے لگی تو عورتوں نے کہا کہ روئی کس بات پر ہو؟ کہا روئی اس بات پر ہوں کہ آج کے بعد نماز سے محرومی ہو جائے گی اور نماز اور روزہ آج کے بعد چھوٹ گیا۔ اس بات پر رونا آیا ہے، اور ہنسی کس بات پر ہو؟ ان کے خاوند صلۃ ابن الاشیم رحمۃ اللہ علیہ ترکستان کے جہاد میں پہلے شہید ہو گئے تھے، وہ بہت بڑے تابعین میں سے تھے، تو فرمانے لگیں، ہنسی اس بات پر ہوں کہ وہ سامنے میرے خاوند کھڑے ہو کر کہہ رہے ہیں کہ تجھے لینے کے لئے آیا ہوں تو اس بات پر ہنس رہی ہوں کہ اللہ نے ملاپ کر دیا کہ وہ سامنے

کھڑے ہیں صحن میں اور کہہ رہے ہیں کہ تجھے لینے آیا ہوں، اور اسکے ساتھ ہی انتقال ہو گیا، تو ہم اللہ کی ذات کو سامنے رکھ کر چلنے والے بنیں۔

فرعون کی باندی کا ایمان:

فرعون کی باندی تھی، مسلمان ہو گئی اور چپکے چپکے اپنے اسلام کو چھپائے پھرتی تھی، پر جیسے پیسہ نہیں چھپتا ایسے اسلام نہیں چھپتا، ایمان بھی نہیں چھپتا، اگر بن جائے ہمارا تو پتا ہوا نہیں، اگر بن جائے، فرعون کو پتہ چل گیا کہ وہ تو مسلمان ہو گئی تو اس نے اس کو بلوایا اسکی دو بیٹیاں تھیں، ایک دودھ پیتی ایک ساتھ چلتی، پھر ایک دیگ میں تیل ڈالا، نیچے آگ جلائی، جب وہ ابلنے لگا تو کہنے لگا، اگر تو مجھے رب مانتی ہے تو تیری بیٹیاں تجھے مبارک، اگر موسیٰ کے رب کو رب مانتی ہے، پہلے تیری بیٹیوں کو جلاؤں گا پھر تجھے جلاؤں گا اس نے کہا یہ تو میری دو بیٹیاں ہیں اگر اور ہوتیں تو میں وہ بھی اللہ پہ قربان کر دیتی تجھے جو کرنا ہے وہ کر لے، ہمیں نماز کی توفیق نہیں ہے، یہاں جان کے سودے اللہ مانگتا ہے، اس نے بڑی بیٹی کو اٹھا کر اس کے سامنے تیل میں ڈال دیا، جس کے سامنے بچہ تلا جا رہا ہو اسکی کیفیت کے لئے کوئی الفاظ دنیا کی کوئی زبان لا سکتی ہے؟ اس کے اندر کے جذبات کی ترجمانی کے لئے دنیا کی کوئی لغت الفاظ لا سکتی ہے؟ الفاظ کا دائرہ تنگ ہے ماں جو سینہ پھٹا، اور کلیجہ چاک ہوا اللہ کی رحمت کو جوش آیا، اللہ نے ماں کی آنکھوں سے غیب کا پردہ اٹھا دیا، ماں نے اپنی بچی کی روح کو نکلتا دیکھا اور کہہ رہی تھی، اماں صبر کرو، جنت میں اکٹھے ہو جائیں گے، صبر کرو، وہ جنت ہے پھر اس نے دودھ پیتی بچی، وہ زیادہ قریب ہوتی ہے دل کے، زیادہ محبت ہوتی ہے اس سے، اسکو پکڑا اور اسکے سامنے تیل میں ڈال دیا، اب وہ پکوڑے کی طرح تلی جا رہی ہے۔

اللہ ماں سے زیادہ محبت کرتا ہے:

اللہ نے اپنے بندے سے جو محبت میں تشبیہ دی ہے وہ ماں سے دی کہ میں ماں سے زیادہ محبت کرتا ہوں باپ کے ساتھ تشبیہ نہیں دی کہ میں باپ سے زیادہ اپنے بندے سے محبت کرتا ہوں، ماں سے تشبیہ دی ہے، ماں سے زیادہ محبت کرتا ہوں اس ماں کو آپ دیکھو جس کے سامنے دو بچیوں کو پکوڑا بنا دیا گیا، پھر اللہ تعالیٰ نے غیب کا پردہ اٹھایا، پھر ماں

نے اپنی بچی کی روح کو نکلتے دیکھا، کہا، اماں صبر صبر۔

فان لك من لاجر كذا و كذا

وہ جنت ہمارے سامنے تیار ہے، پھر اسکو بھی اٹھا کر تینوں ماں بیٹیاں جل کے اللہ پر قربان ہو گئیں اور ان کی ہڈیاں کو دفن کر دیا۔

اس بات کو دو ہزار سال گزر گئے، حضور ﷺ تشریف لائے اور آپ کی سواری معراج کو چلی بیت المقدس فلسطین سے جب آپ آسمان کی طرف چلے تو نیچے سے جنت کی خوشبو آئی، وہاں سے مصر قریب ہے، تو جنت کی خوشبو آئی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ جبرائیلؑ! جنت کی خوشبو آرہی ہے کہاں سے آرہی ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ فرعون کی باندی جہاں دفن کی گئی تھی وہاں سے آرہی ہے اور دو ہزار سال گزر چکے ہیں، اور اللہ کے حبیب ﷺ وہاں سے جنت کی خوشبو سونگھتا ہوا آسمان پر جا رہا ہے۔

فرعون کی بیوی کا ایمان:

اس منظر کو دیکھ کر فرعون کی بیوی آسیہ مسلمان ہو گئیں، کس بات پر مسلمان ہو گئیں؟ کہ کوئی ماں اپنے بچے کی قربانی نہیں دے سکتی سوائے حق پر، کیا یقیناً موسیٰؑ کا دین حق ہے ورنہ یہ یقیناً سودا کر جاتی اور آسیہ سب سے محبوب ترین بیوی تھی فرعون کی اور جب پتہ چلا کہ بیوی مسلمان ہو گئی تو اپنے گھر میں ماتم پڑ گیا، سارے حیلے بہانے کر ڈالے کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی تو آخر قید میں ڈالا، بھوک کا مزا چکھا اور ایمان ایسی چیز ہے جتنی مشقت آتی اندر چلا جاتا ہے جیسے کیل ہوتا ہے نا، اس کو جتنا زور سے مارو اتنا ہی اندر چلا جاتا ہے، ایمان پر جتنی مشقت آتی ہے اتنا اندر چلا جاتا ہے اور جتنی راحت آتی ہے اتنا باہر نکلنا شروع ہو جاتا ہے اور مشقت آئی، بھوک آئی، سہتی گئیں، سہتی گئیں، پھر اس نے کوڑوں کی سزا تجویز کی پھر کوڑے بھی کھا لیے، انہوں نے کہا یہ نہیں مانتی سولی پر چڑھاؤ۔

سب سے پہلے سولی ایجاد کرنے والا فرعون تھا، کہ وہ ایک لکڑی لے کر اس کے ہاتھ یوں پھیلا کر کے ہاتھ کی ہتھیلی میں کیل گاڑتا کہ لکڑی کے اندر کیل چلا جاتا تھا، اور پاؤں لکڑی کیساتھ ملا کر پاؤں میں کیل گاڑتا اور لکڑی کے اندر کیل چلے جاتے تھے اس طرح

لکڑی کو کھڑا کر دیتے تھے اور اسی طرح وہ سسکتا سسکتا اسی پر تڑپتا ہوا مر جاتا تھا۔

انہوں نے کہا چڑھا دو اسکو بھی سولی پر، سولی پر چڑھانے لگے ہاتھ پاؤں میں کیل گڑ گئے، جن ہاتھوں نے کبھی تنکا بھی نیز جانہ کیا تھا ان میں کیل گڑ گئے، یہ ایمان ایسی چیز ہے تو اس نے کہا اس کی کھال کھینچ دو، اس نے اس وقت اللہ کی بارگاہ میں دعا کی وہ دعا ایسی اونچی اٹھی ہے اور اس طرح عرش کو ہلایا ہے کہ اللہ نے ہمیشہ کے لئے اسکو قرآن پاک میں لکھ دیا کہ قیامت تک یہ امت قرآن پڑھتی رہے اور اس امت کی عورتیں آسیہ کے قصے کو یاد کر کے عبرت پکڑتی رہیں۔

کیا دعا کی۔

رب ابن لی عندک بیتا فی الجنۃ

وضرب اللہ مثلا للذین امنو ! (سورۃ التحریم)

اے ایمان والو! میں تمہیں کہانی سناؤں، اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں، اے ایمان والو! آؤ سنو! کس کی؟

امرات فرعون

فرعون کی بیوی کی سنو۔

اذ قالت رب ابن لی عندک

جب وہ سولی پر لٹکی اور اس نے کہا۔

اے اللہ، اپنے پڑوس میں جنت میں مجھے گھر دے دے جنت بعد میں مانگی، اللہ کا پڑوس پہلے مانگا۔

عندک بیتا فی الجنۃ

تیرے قرب میں اور جنت میں گھر چاہیے۔

و نجنی من فرعون وعملہ ونجنی من القوم الظلمین (سورۃ التحریم آیت نمبر ۱۱)

اور مجھے فرعون اور اسکے ظلم سے نجات دے۔

یہ دعا اللہ کے عرش تک پہنچی اور الفاظ کی شکل میں قرآن میں آتی ہے تا کہ تم اسے قیامت تک پڑھتے رہو اور عبرت پکڑتے رہو تو اللہ تعالیٰ نے جنت کے فرشتے رضوان سے

فرمایا کہ پردے اٹھا دو اور آسیہ کو کھڑے کھڑے اس کا گھر جنت میں دکھا دو، سولی پہ لٹکے لٹکے جنت میں گھر دیکھا جونہی گھر دیکھا ساتھ ہی اللہ نے روح کو قبض کر لیا، دوسری دعا بھی قبول ہو گئی کہ فرعون کے ظلم سے نجات مل گئی۔

اب اگلی بات سنیں، جب حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہونے لگا، تو حضرت خدیجہؓ حضور ﷺ کی پہلی بیوی تھیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا، خدیجہؓ جب تو جنت میں جائے تو اپنی سوکن کو میرا اسلام کہنا، یا رسول اللہ ﷺ میں تو پہلی بیوی ہوں، تو میری سوکن کون ہے؟ کہا فرعون کی بیوی آسیہ کا اللہ نے مجھ سے نکاح کر دیا ہے، انہوں نے دعا کی تھی عندک اے اللہ تیرے پڑوس میں گھر ہو اور آپ ﷺ کا مقام جنت میں سب سے زیادہ اللہ کے قریب ہے، جسکا وسیلہ ہم اذان بعد دعا مانگتے ہیں۔

اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلوات القائمة ات محمدن الوسيلة

اے اس دعوت کامل کے رب ہمارے محمد ﷺ کو وسیلہ عطا فرما۔

وسیلہ کیا ہے؟:

جنت کا سب سے عالی مکان ہے، جو اللہ کے عرش کے ساتھ لگا ہوا ہے اور اللہ کے بالکل پڑوس اور قرب میں ہے، حضرت آسیہ کی دعا من وعن اللہ تعالیٰ نے قبول کی اور سب سے زیادہ قرب نصیب فرما کر اپنے حبیب کی زوجیت کا شرف بخشا۔

میرے بھائیو اور بہنو: یہ جو تبلیغ کام کا ہو رہا ہے یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے، یہ پرانا سبق یاد کروانے کی محنت ہے کہ ہم نے مسلمان بننا سیکھا ہی نہیں۔

ڈاکٹر بننا سیکھا، انجینئر بننا سیکھا، کپڑے خریدنا سیکھا، زیور بنوانا سیکھا، گھر بنانا سیکھا مسلمان بننا نہیں سیکھا، تو ہر مرد و عورت مسلمان بن کر زندگی گزارے، ماں باپ کو فکر ہے کہ اسکی پڑھائی اچھی ہو جائے سکول والوں کو یہ فکر ہے کہ یہ پاس ہو جائے، باپ کو فکر ہے کہ میری دکان چل جائے، ماں کو فکر ہے کہ گھر کی صفائی ہوتی رہے، صحن صاف رہے، کپڑے صاف رہیں، فلاں کی شادی، فلاں کا یہ ڈر، فلاں کا وہ ڈر، نہ ماں کو غم ہے کہ میرے بیٹے کی زندگی مسلمان بن کے گزرے نہ باپ کو فکر ہے کہ میرے بیٹے کی زندگی مسلمان بن

کے گزرے، یہی سلسلہ چلا آرہا ہے تو کس نے ہمیں بتایا ہے کہ ہمیں مسلمان بن کے زندگی گزار دو، آج کی نسل پر یہ بہت بڑا ظلم ہے کہ انہیں مسلمان بن کر زندگی گزارنے کو بتانے والا ہی کوئی نہیں۔

زیادہ سے زیادہ یہ کہہ دیا کہ اچھا بیٹا نیک بنو، کہا جی ہم نے بچے کو قرآن پڑھایا ہے ، اچھا بھی قرآن پڑھنے سے اس کے اندر اتر گیا؟ زندگی سکھانی پڑے گی، مسلمان بننا سکھانا پڑے گا، ہماری ساری ترکیبیں اس وقت چلتی ہیں کہ یہ بن جاؤ وہ بن جاؤ، میرے والد صاحب مرحوم مجھے ڈاکٹر بنانا چاہتے تھے، مجھے ہر تیسرے چوتھے دن لیکچر ملتا تھا، ہمارے علاقے میں ایک غریب سا گھرانہ تھا اس کا ایک لڑکا ڈاکٹر بن گیا پھر بڑے پیسے کمائے، بڑی اس کی واہ واہ ہوگئی۔ مجھے ہمیشہ اس کی مثال دیتے، دیکھتے نہیں وہ کتنا غریب تھا اور اس کا بیٹا ڈاکٹر بن گیا اور وہ کتنا یہ ہو گیا، وہ ہو گیا، تو ڈاکٹر بنے گا تیری بھی ایسی عزت بنے گی۔

آج ہر ماں باپ یہی سبق اپنی اولاد کو دے رہا ہے کبھی کسی ماں باپ نے بتایا ہے "بیٹا تجھے مرنا ہے اور قبر میں جانا ہے، اسکے لئے تیاری کرلے اور تجھے تقوی کام دے گا، تجھے اللہ کی بارگاہ میں پیش ہونا ہے، ہم چاہتے ہیں اپنے پیچھے صدقہ جاریہ چھوڑ کر جائیں، ہمارے بعد تم ہمارے لیے دعا کرنے والے بنو، کچھ نفع پہنچانے والے بنو تمہاری ڈاکٹری تو قبر میں ہمارے کام نہیں آئے گی، تمہارا ذکر اور تلاوت اور قرآن ہماری قبر میں ہمارے کام آئے گا تو ہم مسلمان بننا سیکھ رہے ہیں۔ یہ باہر سے آئی ہوئی چیز نہیں، ہم نے مسلمان بننا سیکھا نہیں، ہم نے مسلمان بننا سیکھا نہیں، ہم مسلمان بن کر زندگی گزارنا سیکھیں۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ قافلے میں علم حاصل کرنے کے لئے جارہے تھے، چودہ سال کی عمر تھی، راستے میں ڈاکہ پڑ گیا انہوں نے لوٹ لیا، یہ بچے تھے کسی کو خیال نہیں آیا کہ ان کے پاس کچھ ہے؟ کہا ہاں ہے، کیا ہے؟ کہا چالیس دینار ہیں، چالیس دینار کا مطلب تھا کہ وہ پورے ایک سال کا راشن ہے تو بہت بڑی دولت تھی چالیس دینار، تو حیران ہو گیا کہنے لگا کہاں ہیں؟ کہا یہ میرے اندر سیئے ہوئے ہیں، اندر کی آستین میں، اس نے کہا بچہ ہے اگر تو مجھے نہ بتاتا تو مجھے خبر نہ ہوتی کہ تیرے پاس ہیں تو تو نے کیوں بتا دیا؟ کہا میری ماں نے مجھے کہا کہ بیٹا جھوٹ نہیں بولنا چاہیے جان چلی جائے، اب یہ ماں کا سبق

ہے ماں اور جب ماں کوہی پتا نہ ہو کہ سچ بولنے میں نجات ہے تو وہ بچے کو کیا بتائے گی؟

تو وہ ڈاکو اس کو پکڑ کر ڈاکوؤں کے سردار کے پاس لے گیا کہ سردار اس بچے کی بات سنئے تو ساری کہانی سنائی تو سردار نے کہا بیٹا! کیوں تو نے بتایا؟ نہ بتاتا تو ہمیں کوئی پتہ نہ چلتا، کہا مجھے میری ماں نے کہا تھا، جھوٹ نہ بولنا جان چلی جائے۔ اس پر ڈاکوؤں کا سردار اتنا رو دیا کہ اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی کہ اے اللہ! یہ معصوم بچہ اپنی ماں کا اتنا فرمانبردار ہے اور میں پورا مرد جوان ہو کر تیرا نافرمان ہوں، مجھے معاف کر دے، سارے ڈاکوؤں نے توبہ کی، اس کا ذریعہ وہ ماں بنی جو گیلان میں بیٹھی ہوئی جس کو پتہ بھی نہیں ہے کہ اس کا بچہ کہاں سے کہاں تک پہنچ گیا ہے۔

تبلیغ وہ محنت جس میں مسلمانی زندگی سیکھنے کی مشق کی جارہی ہے، میں یہاں گشت کر رہا تھا، ایک گھر میں گئے، ایک لڑکا کھڑا ہوا تھا، تین چار سال پہلے کی بات ہے، میں نے کہا، بیٹا کیا نام ہے آپکا، کہنے لگا میرا نام عمر ہے، میں نے کہا حضرت عمرؓ کو جانتے ہو؟ کہنے لگے نام تو سنا ہوا ہے ایسا مجھے درد ہوا آج تک میرے اندر سے وہ درد نکلتا نہیں کہ ایک اٹھارہ سال کا لڑکا کہہ رہا ہے، حضرت عمرؓ کا نام تو سنا ہوا ہے تو اس بیچارے کا کیا قصور ہے؟ قصور تو ان ماں باپ کا ہے، جنہوں نے یہ بھی نہیں بتایا کہ عمرؓ کون تھا؟۔

قرآن کا نفع:

میرے بھائیو اور بہنو! یہ تبلیغ ایک محنت ہے جس میں ہم مسلمان بننا سیکھ رہے ہیں اور جس کے لئے گھروں سے نکلنا پڑتا ہے، تربیت کے لئے گھر چھوڑنے پڑتے ہیں، گیارہ سال میری عمر تھی، میرے والد صاحب نے مجھے پڑھنے کیلئے لاہور بھیج دیا، سارا دن میں روتا رہتا تھا، گھر یاد آتا تھا تو کیا ماں باپ نہیں روتے ہوں گے؟ اولاد کو تھوڑی محبت ہوتی ہے، ماں باپ کو زیادہ محبت ہوتی ہے، میری ماں مجھے بتاتی تھی کہ میں تو سارا سارا دن روتے روتے گزارتی تھی لیکن وہ بھی جدائی برداشت کر رہے ہیں اور میں بھی جدائی برداشت کر رہا ہوں وہ بھی مشقت اٹھا رہے ہیں اور میں بھی مشقت اٹھا رہا ہوں کس پر کہ یہ ڈاکٹر بن جائے، گیارہ سال کی عمر میں لاہور بھیج دیا پڑھنے کے لئے اور کسی سے کہہ دو چلنے کیلئے چلے

جاؤ تو پتہ تو یہ سارے ماں باپ بھی ڈنڈے لے کر کھڑے ہو جاتے ہیں، کہاں لے جا رہے ہو اغوا کر کے ہمارے بچے کو، ارے بھائی تمہارے ہی کام آئے گا، اس کا پڑھانا تمہاری قبر میں کام آئے گا، تو دنیا کے لئے برداشت ہے لیکن آخرت کیلئے برداشت نہیں، تو ہم اس دین کو سیکھ لیں۔

میرے بھائیو اور بہنو! مرنے سے پہلے مسلمان بن کے مریں، یہ جہاں بھی بن جائے گا وہ جہاں بھی بن جائے گا اپنے لئے کچھ چھوڑ کے جائیں۔

مطرف ابن شخیر رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے بزرگ تھے، خواب دیکھا کہ قبرستان پھٹا اور ان سے مردے نکلے اور کچھ چننے لگے، ایک آدمی جا کے درخت پہ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا یہ اس کے پاس گئے، کہا بھائی یہ کیا ماجرا ہے؟ کہا، یہ ہم مسلمان جو پہلے مر چکے ہیں وہ ہیں اور یہ جو چن رہے ہیں یہ ثواب ہے جو پیچھے لوگ ان کو پہنچا رہے ہیں، تو کہا تو کیوں نہیں چنتا؟ کہا میرا حساب تھوک کا ہے، مجھے بہت ملتا ہے۔ کیسے ملتا ہے؟ کہا میرا بیٹا حافظ قرآن ہے، ایک قرآن روزانہ پڑھ کے بخش دیتا ہے، مجھے یہ چننے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی کہا، کیا کرتا ہے تیرا بیٹا؟ میرا بیٹا فلاں بازار میں مٹھائی کی دکان کرتا ہے صبح آنکھ کھلی تو وہاں گئے، دیکھا ایک نوجوان بڑی خوبصورت داڑھی والا، بڑا نورانی چہرہ، اپنا سودا بھی بیچ رہا ہے اور ساتھ ہونٹ بھی ہلا رہا ہے۔ انہوں نے کہا، بچہ کیا کر رہے ہو؟ کہا جی قرآن پڑھ رہا ہوں، کس لئے؟ کہا جی میرے باپ نے میرے اوپر احسان کیا اور مجھے قرآن پڑھایا اور میرے لئے رزق کا انتظام کیا، میرے لئے سارے پاپڑ بیلے، میں چاہتا ہوں کہ اس کے احسان کا بدلہ دوں، میں روزانہ ایک قرآن پڑھ کر اسکو بخش دیتا ہوں۔

کوئی سال گزرا تو دوبارہ خواب میں دیکھا، وہی قبرستان، وہی مردے، وہ آدمی جو ٹیک لگا کر بیٹھا تھا اس کو دیکھا وہ بھی چنتا پھر رہا ہے، تو ایک دم آنکھ کھل گئی تو صبح ہی صبح جب بازار کھلا تو اس بازار میں گئے، پوچھا بھائی جہاں ایک نوجوان حلوائی تھا؟ کہا جی اسکا انتقال ہو گیا وہ پیچھے والا سلسلہ بند ہو گیا۔

تو ہم اس حال میں دنیا سے جائیں کہ اپنی اولاد کو اس قابل تو بنائیں کہ ہمارے لئے وہ کچھ کر سکیں تو یہ وہ زندگی ہے جس کو سیکھنے کے لئے محنت ہو رہی ہے اس کیلئے مرد بھی

نکلتے ہیں اور جو عورتیں بھی نکلتی ہیں اور اس ایمان والی زندگی سیکھتی ہیں اور اس کی دعوت دیتے ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو قیامت تک انسانوں تک اللہ کا پیغام، اللہ کا دین پہنچے لوگوں نے پہنچایا تو ہم تک آیا، ہم آگے پہنچائیں گے تو آگے جائے گا، اگر ہم نہیں پہنچائیں گے تو ہماری نسلوں سے نکل جائے گا۔

پچھلے سال آسٹریلیا ہماری جماعت گئی وہاں آسٹریلیا کے پاس ہیں جزیرے تھے جو سارے کسی زمانے میں مسلمان تھے۔ اب وہ سارے عیسائی ہو چکے ہیں اور اس کا برعکس یہ ہے کہ جب یہ جماعتیں یورپ میں پیدل چلنا شروع ہوئیں تو صرف فرانس میں ڈیڑھ ہزار مسجدیں بن گئی ہیں۔ انگلینڈ میں کوئی دو ہزار مسجدیں بن گئی ہیں۔ امریکہ اور کینیڈا میں اللہ نے خود ان آنکھوں سے دکھایا کہ قرآن سیکھا جا رہا ہے۔ ڈیڑھ ہزار بچہ برسٹن کے مدرسہ میں قرآن حفظ کر رہا تھا یہ تھوڑی سی نقل و حرکت کی برکت ہے۔

اور اللہ کے فضل سے ہم نے لندن میں مسلمان عورتوں کو برقعے میں دیکھا اور پیرس میں دیکھا اور ساؤتھ افریقہ میں دیکھا اور امریکہ میں دیکھا اور کینیڈا میں دیکھا، پورے برقعے میں جا رہی ہیں اللہ نے اپنے دین کو اس محنت کی برکت سے ایسا زندہ کیا ہے۔

میرے بھائیو اور بہنو! آج اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو کہ یا اللہ آج تک جو غفلت کی زندگی گزاری معاف کر دے، آئندہ تیری مان کے چلیں گے اور تیرے نبی کی مان کے چلیں گے اور ساری دنیا میں پھیلانے کی اور مشق اور ارادے کریں گے اور اس کے لئے پھریں گے اپنی اولاد کو اس پر ڈالو کہ وہ اللہ کا پیغام سنانے والے بنیں۔

محمد بن قاسم سترہ برس کی عمر میں گھر سے نکلا ہے اور اس ہندوستان میں ہمارے ضلع ملتان تک وہ آیا ہے۔ کیا اس کا گھر نہیں چھوٹا تھا؟ کیا اس کے ماں باپ نہیں چھوٹے تھے؟ کیا اس کے ماں باپ نہیں چھوٹے تھے؟ صرف چار مہینے میاں بیوی اکٹھے رہے، حجاج بن یوسف کا بھتیجا تھا، اپنی بیٹی نکاح میں دی تھی، چار مہینے بعد سندھ میں جہاد کے لئے ضرورت پڑی تو اٹھا کے بھیج دیا اور سوا دو سال یہاں رہے اور پھر گھر دیکھنے کی نوبت نہیں آئے پھر شہید کر دیے گئے۔

صرف چار مہینے اس کا گھر آباد ہوا اور پھر وہ اجڑ گیا اور اس گھر کے اجڑنے کی

برکت سے ہزار سال سے سندھ میں اسلام پھیلا، ہر کلمہ پڑھنے والا محمد بن قاسم کے کھاتے میں جارہا ہے۔ سودا کر کے گئے، گھر تو اجڑا لیکن کتنے گھر آباد ہوئے، نوے ہجری سے لیکر آج تک سندھ میں جو ملتان تک نسلیں چلی آرہی ہیں وہ محمد بن قاسم کے کھاتے میں جارہی ہے، جب وہ اپنے لوگوں کے ہاتھوں قتل کیے گئے تو انہوں نے یہ شعر پڑھا۔

اضاعونی وای فتی اضاعو

لیوم کریھۃ وسلاۃ سغسر

یہ شعر پڑھا تھا، اگر قربانیاں نہ دیتے تو یہاں تک کیسے اسلام پہنچتا؟ ان کی قربانیوں نے نسلوں کی نسلوں کو اسلام میں داخل کر دیا، ان کے بیوی بچے بھی تھے ان کے جذبات تھے۔

حضرت جعفرؓ کی شہادت:

جعفرؓ بن ابی طالب کو جب اردن کی طرف بھیجا، وہ وہاں شہید ہو گئے۔ چچا زاد بھائی تھے۔ تیس سال کی عمر تھی انیس سال بیوی کی عمر تھی اور جب ان کی شہادت کی اطلاع ملی تو عبداللہ، عون، محمد، تین چھوٹے چھوٹے بیٹے تھے، تو آپ ﷺ کو تو مسجد میں بیٹھے بیٹھے اللہ نے دکھا دیا حضرت جعفرؓ شہید ہو گئے زیدؓ شہید ہو گئے عبداللہ ابن رواحہ شہید ہو گئے تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے آپ ﷺ وہاں سے اٹھے اور حضرت جعفرؓ کے گھر آ گئے تو حضرت اسماء بنت عمیسؓ حضرت جعفرؓ کی بیوی نے آٹا گوندھ کے رکھا ہوا تھا، آپ ﷺ تشریف لائے اور کہا کہ عبداللہ، عون، محمد کو میرے پاس لاؤ، جب آپ ﷺ کے قریب لائے گئے تو آپ ﷺ ان کو چومنے لگے اور آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے تو حضرت اسماء بنت عمیسؓ حضرت جعفرؓ کی بیوی کہنے لگی مجھے کھٹکا ہوا کہ کچھ ہو گیا ہے لیکن ہمت نہ ہوئی پوچھنے کی، آخر کار پھر میں نے پوچھ ہی لیا، یا رسول اللہ ﷺ جعفرؓ کا کیا ہوا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا؟:

احتسبی عند اللہ

تو اللہ کی بارگاہ میں اب اجر کی امید رکھ۔

اللہ نے اس کو اپنی بارگاہ میں قبول کر لیا ہے تو وہ بے ہوش ہو کے گر گئیں۔ حضرت جعفرؓ کے بیٹے حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ سفر سے واپس آتے تو آپ حسنؓ اور حسینؓ سے بعد میں پیار کیا کرتے تھے، پہلے مجھے پیار کیا کرتے تھے، پہلے مجھے گود میں بٹھاتے تھے پھر حضرت حسنؓ اور حسینؓ کو پیار کرتے تھے، تو جعفرؓ کا گھر اجڑا اور اردن میں اسلام پھیل گیا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی سیرت پڑھیں:

تو ہم اپنے بڑوں کی کہانیاں پڑھیں، ڈائجسٹ نہ پڑھیں، صحابہؓ کی زندگیاں پڑھیں، کہ انہوں نے کس طرح اللہ کا پیغام پہنچایا اور لوگ ہم سے کہتے ہیں کہاں لکھا ہوا ہے کہ بیوی کو چھوڑ کے چلے جانا، میں ان سے کہتا ہوں، جہاں لکھا ہوا وہاں آپ پڑھتے نہیں جہاں آپ پڑھتے ہیں وہاں لکھا ہوا نہیں، جنگ اخبار میں تو نہیں لکھا ہوگا اور نہ کسی ڈائجسٹ میں لکھا ہوگا یہ تو قرآن میں لکھا ہوگا، حدیث میں لکھا ہوگا، صحابہؓ کی سیرت میں لکھا ہوگا کہ کیسے کیسے انہوں نے اللہ کے کلمے پھیلانے کیلئے سر دھڑ کی بازی لگائی اور ان نسلوں تک پیغام پہنچایا تو آپ بھائی بہنیں بھی ایسے ارادے کریں کہ آج کے بعد یا اللہ تیری مان کے چلیں گے اور تیرے حکم پہ چلیں گے۔

اسلام آباد کو واقعی اسلام آباد بنا دو کہ یہاں اسلام چلتا پھرتا نظر آئے، ہر عورت اسلام کا نمونہ نظر آئے، اور یہاں ساری دنیا کے لوگ موجود ہیں آپ کو دیکھ کر لوگ مسلمان ہوں الٹا ہماری نسلیں آپ کو دیکھ کر برباد ہوئی ہیں۔

ہم تو یہ چاہتے ہیں آپ ایسی زندگی اختیار کریں کہ یہ جتنے سفارتی لوگ آئے ہوئے ہیں جتنے ملکوں کے سفیر آئے ہوئے ہیں اور ان کا عملہ آیا ہوا ہے وہ آپ کی زندگی کو دیکھ کر دھڑا دھڑ اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائیں، اسلام تو وہ خوشبو ہے جو پھیل کے رہتی ہے۔

اگر آپ اسلام کی زندگی اپنے گھروں میں اور بازاروں میں زندہ کر دیں، سارے بازاروں میں سفارت خانوں کے لوگ آتے ہیں آپ کی زندگی کو دیکھیں گے تو ان کے اندر اسلام آئے گا، ہم اسلام والی زندگی کا عملی طور پر اختیار کرنے کی عرض کر رہے ہیں

کوئی نئی بات نہیں کہہ رہے اس کے لئے ارادے فرماؤ اور اسکے لئے تیاری فرماؤ اور اسکے لئے بتاؤ کہ کون بھائی ہمت کرتا ہے۔ اپنی زندگی کو پیش کرنے کیلئے، بھائی سیکھنے کیلئے کہتے ہیں چار مہینے کے لیے جایا جائے، چالیس دن لگائیں جائیں۔

ہم نے کبھی سوچا ہی نہ تھا کہ ایسے گھروں میں بھی کبھی ہماری بات ہوا کرے گی، 1971ء میں جب پہلی مرتبہ تین دن کے لئے گیا تھا، اس وقت میں کالج میں پڑھتا تھا، تین دن کے لئے گیا اور وہیں تین دن سے چار مہینے ہو گئے، تو ہمارے علاقے میں مشہور ہو گیا کہ بھائی اللہ بخش کے بیٹے کو مولوی اغوا کر کے لے گئے سارے علاقے میں یہ خبر مشہور ہو گئی، ایک وہ دور تھا کہ تبلیغ میں جانا سمجھتے تھے اغوا ہو گیا اور پھر جب میں نے کالج چھوڑ کر مدرسے جانے کا ارادہ کیا، تو والد صاحب نے بھی ڈنڈا اٹھالیا، ماں نے بھی کہا، تمہیں عاق کر دیں گے، تمہیں گھر سے نکال دیں گے، تو ملاں بننا چاہتا ہے، ہماری ناک کٹوانا چاہتا ہے، ہم کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہیں گے، تجھے لاہور پڑھایا، تجھ پہ اتنے ہزاروں خرچ کئے اب تو کہتا ہے کہ میں ملاں بنوں گا۔ ہم ہرگز اسکو برداشت نہیں کریں گے۔

یہ آج سے چھبیس سال پہلے کا دور بتا رہا ہوں۔ آج ایسے گھروں میں اللہ دین کی دعوت پہنچا رہا ہے کہ شہزادوں کی اولاد اٹھ اٹھ کر ہمارے مدرسوں میں آ کر دین پڑھ رہی ہے شہزادوں کے بیٹے چٹائیوں پر بیٹھ کر قرآن پڑھ رہے ہیں، حدیث پڑھ رہے ہیں، ایک وہ دور تھا کہ سارے زمیندار میرے والد کے ڈیرے پہ آ جاتے کہ میاں صاحب تیرے بیٹے کو مولویوں نے برباد کر دیا۔

ایک دفعہ سیالکوٹ ہماری جماعت گئی، یہ 1972ء کی بات ہے، ایسے ہی ایک گھر تھا، رمضان شریف تھا، تو کوئی نیک آدمی تھا اس نے ہماری افطاری کی دعوت کر دی تو اس کے گھر کے دو لان تھے، ایک طرف شہر کے تاجر وغیرہ بیٹھے ہوئے تھے دوسری طرف ہم مسکینوں کی طرح بیٹھے ہوئے تھے اور وہ ہمیں دیکھ دیکھ کر مذاق اڑائیں اور ہنسیں، اب مجھے غصہ بھی چڑھے کہ انہوں کیا سمجھا ہے؟ ہمیں فقیر سمجھتے ہیں؟ اور ہمت بھی نہ ہو کہ ان سے بات کرسکوں، تو میں نے اپنے امیر سے کہا، امیر صاحب کبھی ایسا دن آئے گا کہ ان لوگوں کو ہم بھی دعوت دے سکیں گے، مجھ سے کہنے لگے بیٹا! غریبوں میں کام کرتے رہو، یہیں

سے آواز اللہ تعالیٰ ہر گھر میں پہنچا دے گا، اللہ کے فضل و کرم سے ادنیٰ سے لے کر اعلیٰ تک کو اللہ نے اس محنت پر اٹھا دیا ہے تو اس کے لئے بھائی ارادے کرو۔

آخری گزارش ہے کہ آج ہم اللہ کی بارگاہ میں نیت کریں ارادے کریں کہ اے اللہ ہم تیری مان کے چلیں گے اور تیرے نبی کی طرز زندگی گزاریں گے، آدمی نیت کر لیتا ہے تو اسی دن سے اجر شروع ہو جاتا ہے، عمل میں تو آہستہ آہستہ ہی چیز آتی ہے، پر نیت پر اجر پورا ملتا ہے۔

تو ایک پانچ وقت کی نماز کا اہتمام ہو، جس میں کبھی بھی ناغہ نہ ہو، نہ سفر میں ہو، نہ حضر میں ہو، اور قرآن پاک کی تلاوت، اللہ پاک کا ذکر، اپنی اولادوں کو دین سکھانے کا جذبہ، اپنے گھروں میں دین کو لانے کی مشق کی جائے اور اللہ پاک سے مانگا جائے کہ اللہ تعالیٰ ہماری زندگی کو اسلام کے پھیلنے کا ذریعہ بنائے، اسلام کے مٹنے کا ذریعہ نہ بنائے۔

اور ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اے بادشاہوں کے بادشاہ!

اللھم لک الحمد کما انت اھلہ فصل علی محمد کما انت اھلہ فافعل بنا ما انت اھلہ فانک اھل التقوٰی واھل المغفرۃ۔

یا اللہ! ہم سب کے گناہوں کو معاف فرما۔ اللہ ہماری غلطیوں کو معاف فرما۔ یا اللہ جن گناہوں کی وجہ سے ہم تیری نظروں سے گر گئے ہیں خاص طور پر ان کو معاف فرما دے۔ یا اللہ! جن گناہوں کی وجہ سے ہم آپس میں ٹوٹ پھوٹ گئے ہیں ہمارے وہ گناہ معاف فرما دے۔ یا اللہ پوری امت میں محبت کو زندہ فرما دے یا اللہ! ہماری کمزوریوں پر رحم فرما۔ یا اللہ! پوری دنیا کا باطل ہمیں مٹانے پر تل چکا ہے اور سارا باطل آپس میں جڑ چکا ہے۔ یا اللہ! آج تیرے محبوب کی امت بکری کی طرح ہے جسے بھیڑیوں نے نرغے میں لے لیا ہو۔ تیرے سوا یا اللہ اس وقت ہمارا کوئی نہیں ہے۔ یا اللہ! ہم تجھے اپنی فریاد سنانا چاہتے ہیں، اے اللہ! ہم تجھے دکھڑا سنانے لگے ہیں، یا اللہ اپنے حبیب ﷺ کی امت کی بے بسی پر رحم فرما دے۔ اے اللہ! اپنے غصے کے دروازے بند فرما دے حریدلنوں سے ہمیں

بچالے۔ اے اللہ! جتنا اس امت کا خون بہہ گیا اسی پر تو معافی کا فیصلہ فرمادے۔ یا اللہ! مہربانی فرمادے، یا اللہ پوری دنیا میں تیرے نبی کے ماننے والوں کا خون بہہ رہا ہے، ہمارے بچوں کو ذبح کیا جا رہا ہے، عورتوں پر ظلم ہے۔ اے پروردگار! مسلمانوں کی لاشوں کو گدھ نوچ رہے ہیں۔ اے پروردگار! آج باطل خدائی دعوؤں تک پہنچ چکا ہے۔

اے اللہ! تو نے ہمیشہ خدائی کے دعوے داروں کو پکڑا ہے، اے موسیٰ کے فرعون کو پکڑنے والے اللہ آج کے فرعونوں کو بھی پکڑ لے۔ ان کی مہلت کا لمبا زمانہ گزر گیا ہے۔ اے اللہ! مسلمانوں کی آنکھوں کو یا اللہ! ہماری آنکھوں کو ٹھنڈا کردے۔ یا اللہ! کلیجے کو ٹھنڈا کردے۔

اے پروردگار! دو سال سے باطل کے ہاتھ میں چھری ہے اور ہمارے جوانوں، بچوں اور عورتوں کی گردنیں ہیں۔ یا اللہ بھیڑ، بکریوں کی طرح مسلمان ذبح ہو رہے ہیں۔ یا اللہ! اتنے سارے لوگ تیرے سامنے ہاتھ اٹھائے ہیں۔ تجھے منوانے کے لئے اے اللہ! اب تو مان جا رحمت کے دروازے کھول دے۔ یا اللہ اپنی مدد کو اتار دے، یا اللہ! عذابوں اور سختیوں کو دور کردے۔ مولا! بلاؤں کو دور کردے۔ یا اللہ آج کی باطل کی طاقت کو پاش پاش کردے۔ یا اللہ انہوں نے ہمیں برباد کر دیا ہے۔ ایمان پر بھی ڈاکو بٹھا دیئے ہیں۔ اے اللہ ہم تو ایمان بھی گنوائے بیٹھے ہیں، اللہ ہم اس مسافر کی طرح ہیں جو سب کچھ لٹا چکا ہو، راہوں سے بچھڑ چکا ہو، میرے مولا پوری دنیا کے مسلمانوں پر رحم فرمادے۔

یا اللہ پوری دنیا میں ہم پر رحم کرنے والا کوئی نہیں، اگر تو بھی در بند کرلے تو تیرے سوا کون ہے جس کے پاس جائیں؟ اے اللہ! بچہ اگر ماں کی گود میں آکر گرے تو ماں ہزار غصے کے باوجود بھی اسے اپنے سینے سے لگا لیتی ہے۔ یا اللہ! ہم بڑے گندے ہیں ہمارا رواں رواں گناہوں سے گندا ہے مگر یا اللہ ہمارا رب بھی تو کوئی نہیں تیرے سوا۔ اے مولا! تو سامنے ہو ہم تیرے پاؤں پکڑ لیں۔ ہم تجھے تیری منت کرکے منائیں۔ یا اللہ تو ہمارے لئے در کھول دے۔ اے بادشاہوں کے بادشاہ! اپنا کرم کردے۔

کوئی ابوبکر صدیقؓ جیسا دے دے۔ جو اس دین کی کمی پر تڑپ کے باہر آجائے کوئی عمرؓ جیسا دے دے جو کتے پیاسے مرنے پر بھی آنسو بہائے۔ ہمارے نصیب لوٹا دے کوئی عثمانؓ جیسا دے دے جو اس بے حیائی کو مٹا کر حیا کو زندہ کردے یا اللہ کوئی علیؓ جیسا

دے دے جو اس جہالت کو مٹا کر علم کو زندہ کر دے اے اللہ ہم بے آسرا ہو گئے۔ اے بے پناہوں کو پناہ دینے والے اللہ! ڈوبتی کشتی کے مسافر ہیں، ہمیں ڈوبنے سے بچا لے۔ ہماری فریاد ہے اللہ عصر کی گھڑیاں ہیں جمعہ کا دن ہے، قبولیت کا وقت ہے، اتنے بڑے مجمع کے ہاتھ تیری طرف اٹھے ہوئے ہیں۔

یا اللہ آجا تاں ہماری مدد کو آجا ابھی اعلان کر دے۔ اللہ فرشتوں کو اتار دے۔ اللہ ابابیلوں کے در کھول دے۔ یا اللہ ہم بڑے بے بس ہیں، یا اللہ تو ہماری بے بسی کو ہم سے زیادہ جانتا ہے، ہم آپس میں بھی ٹوٹ گئے غیروں نے بھی ہمیں توڑا۔ یا اللہ ہمارے دن پھیر دے۔ اے رات کے بعد دن لانے والے اللہ۔ یہ دو سال کی لمبی رات پر کب صبح آئے گی۔ اے خزاں پر بہار لاتے والے اللہ دو سو سال کی خزاں پر بہار لے آ۔ یا اللہ ہمیں بھی بہار دکھا دے، یا اللہ اتنے لوگ کسی دنیا کے بادشاہ کے پاس جائیں تو وہ بھی رد نہیں کرتا دنیا کا بادشاہ بھی شرما جاتا ہے۔ اے مولا تو ایک فریادی سے بھی شرما جاتا ہے۔ مولا! جو تیرے در پہ آتا ہے اور آس لگاتا ہے۔ اے اللہ! ہم تجھے تیری کتاب کا واسطہ دیتے ہیں۔ اللہ تو خود ہی کہتا ہے۔ اَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ نوے مولیٰ! اے اللہ! تجھے تیرے ایسے بول کا واسطہ دیتے ہیں۔ تیرے محبوب کی قربانیوں کا واسطہ احد کے پتھروں کا واسطہ، نبی ﷺ کے شہیدوں دانتوں کا واسطہ، یا اللہ! ہمیں بتا ہم تیرے سامنے کیا پیش کریں۔ کالی رات ہے گھپ اندھیرا ہے، یا اللہ کرم کر دے۔ یا اللہ مدد کو آجا۔

یا اللہ! باطل کی گردن کو پکڑ لے اور باطل کو پاش پاش کر دے تباہ و برباد کر دے۔ ملیامیٹ کر دے۔ یا اللہ! ہواؤں کے طوفان ان پر چھوڑ دے۔ پانیوں کے طوفان ان پر چھوڑ دے۔ یا اللہ! ہم بے عمل ضرور ہیں مگر تجھے ایک مانتے ہیں۔ بے عمل ضرور ہیں مگر تیرے محبوب کی غلامی کو اعزاز سمجھتے ہیں۔ اسی ایک عمل کو (توبہ کے لئے) قبول کر کے پوری امت سے عذاب و بلا ٹال دے۔

دے اللہ یہاں سے اٹھنے سے پہلے پہلے معاف فرما دے۔ یا اللہ امن کر دے پورے ملک پر سے سختی دور کر دے۔ یا اللہ! جب سے یہ ملک بنا ہے ہچکولے کھا رہا ہے، اللہ یہ بھی تیرے ہی سپرد، یا اللہ تیرے سوا ہمارا سہارا ہی کوئی نہیں۔

یا اللہ! ہمیں کسی فوج، پولیس، راکٹ، ایٹم پر بھروسہ نہیں۔ یا اللہ! تو ہمارا وکیل ہے حسبنا اللہ ونعم الوکیل یا اللہ! ہم تجھے بلاتے ہیں آ جا۔ یا اللہ اپنی مدد کا اعلان کردے فرشتوں کو اتار دے ہواؤں کا رخ پھیر دے، اس ملک کو بچالے، اس کے مکینوں کو بچالے اور امیروں کو بچالے، نیک و بد کو بچالے حاکم ومحکوم کو بچالے توبہ قبول فرمالے توبہ پر پختہ فرمادے، مریضوں کو شفاء دے دے، تنگ دستوں کی تنگ دستی دور فرمادے۔

یا اللہ! نفرتوں کو مٹادے اور محبتیں زندہ فرمادے۔ آمین

وصلی اللہ تعالیٰ علی النبی الکریم وعلی الہ واصحابہ اجمعین